cat. by
Sha

عنوان

Ba

نمونۂ صنائع عجیبہ و مکاتبین فضل و خلاقی زبان

دیوان امیر

معروف باسم تاریخی

مرآۃ الغیب

بمطبع نامی منشی نولکشور میں طبع ہوکر مقبول اہل جہان ہوا

اطلاع

اس مطبع مین ہر علم وفن کی کتب موجود ہین شائقین کو فہرست مطول سے جو علیحدہ موجود ہے اور درخواست کرنے سے مل سکتی ہے معلوم ہوسکتا ہو کہ قیمت اس سال مین نہایت ارزان مقرر ہوئی ہے ہم صرف کتب کلیات و دواوین فارسی و کلیات و دواوین اُردو ذیل مین درج کرتے ہین ناظرین اور شائقین ملاحظہ فرماکر حظ کافی وبہرہ وافی اٹھاوین

کلیات و دواوین اُردو

کلیات انشاء اللہ خان - یہ کلیات نتیجہ طبع عالی میر انشاء اللہ خان بہادر کا ہو اور یہ حضرت عہد مین نواب سعادت علیخان بہادر کے بڑے نامی شاعرون سے تھے -

کلیات نساخ - اس مجموعہ مین رسائل ذیل ہین شاہد عشرت سخن شعرا - اشعار نساخ - مرغوب دل - دفتر بےمثال - گنج تواریخ - چشمہ فیض - قند پارسی - زبان ریختہ -

قطعہ منتخب - از مولوی عبد الغفور خانصاحب بہادر -

رسالہ زبان ریختہ - وجہ ایجاد زبان ریختہ کو لطف کے ساتھ جناب ممدوح نے مع نظائر اشعار اساتذہ تالیف کیا -

شاہد عشرت - مولفہ ایضاً -

سخن شعرا - ایضاً شعراے متاخرین کا اردو تذکرہ ہو -

اشعار نساخ - جناب ممدوح کا دوسرا دیوان ہے -

مرغوب دل - یہ مجموعہ بھی تصنیف جناب ممدوح الصدر کی فارسی رباعیات کا ہو -

دفتر بےمثال - دیوان ایضاً

گنج تواریخ - یہ کل تاریخین جناب موصوف کی تصنیف سے ہین -

کلیات سودا - قصائد و مثنویات و دواوین وغیرہ از کلام مرزا رفیع السودا -

کلیات تراب - مجموعہ جسمین چند کتاب ہین - ۱ کتاب ۲ - مثنوی عاشق صنم - ۳ - ٹھمریان - ۴ - شجرہ قادریہ -

کلیات صنعت - کلام شاعر ستمناسیان کریم الدین صنعت مرادآبادی -

کلیات ناسخ - کلیات شیخ امام بخش ناسخ ہو دو دیوان ہیں

کلیات آتش - تصنیف خواجہ حیدر علی آتش لکھنوی ۱۷ مصرعہ -

کلیات نظام - اُردو یہ کلیات بلاغت نکات از کلام معجز نظام جناب نظام الدولہ نواب محمد مرزا علیخان بہادر نظام ہو خیالات نظم قابل دید ہین -

کلیات نظیر اکبرآبادی - اسمین مخمس و مسدس و دیگر نظم ہین -

کلیات امیر اللہ تسلیم - نام تاریخی نظم ارجمند تصنیف منشی امیر اللہ صاحب شاگرد رشید نسیم دہلوی -

کلیات میر تقی - مسلم الثبوت استاد کا کلام ہو بعد نظر ثانی مکرر طبع ہوا -

کلیات ظفر - ہر چہار جلد یہ مجموعہ دیوان حضرت ظفر مشہور ہو -

کلیات مومن - نہایت پاکیزہ ولایتی کاغذ پر چھپا ہو -

ایضاً خانی جدید -

بہارستان سخن - اُردو ناسخ و اتفق آبادی ہمطرح غزلین ۱۷ مصرعہ -

بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

دیوان امیر

معروف باسم تاریخی

مرآۃ الغیب

بمطبع نامی منشی نولکشور مین طبع ہوکر مقبول اہل جہان ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قصیدہ در مدح جناب مستطاب ہلال رکاب انجم خدم نواب محمد کلب علیخان بہادر دام ملکہم و اقبالہم مشتمل بر مناظرہ دانش و وہم

تہنیت کا غذ پہ ہوا صدر نشین شاہ قلم
ہیں جو یہ عرصۂ کاغذ پہ حروف و حرکات
ہے فصاحت جو مصاحب تو بلاغت ہے ندیم
منتخب ہیں جو مضامین تو معانی ہیں لطیف
اہل دفتر نے جو کی کھول کے بستوں کی نشست
کبھی منصب کبھی تقسیم میں دیں جاگیریں
وقت دربار ہوا جمع ہوئے مجرائی
سامنے آنے لگے خیر طلب بہر سلام
روبرو حضرت جمجاہ فلک فر کے نگاہ
ہوئی مجرے سے بخوبی جو فراغت حاصل

دائرے طبل کی صورت ہیں الف شکل علم
یہی لشکر ہے یہی فوج یہی خیل و خدم
و زرا مرتبہ و دبدبہ و جاہ و حشم
ہیں وہی گنج و خزاین وہی دینار و درم
گردن منشی گردوں ہوئی تسلیم کو خم
شقے لکھے گئے ہونے لگے فرمان رقم
عقل و فہم و خرد و ہوش و تدابیر و حکم
مرد باتھا جو ادب کا وہ پکارا پہیم
تا ابد سلطنت پشت و پناہ عالم
مسند حکم ہوئی مطلع انوار قدم

روبرو دستخطِ خاص کو لایا کاغذ
عرضیان گذرین خلائق کی برآئی مطلب
بعد اخبار کے پرچونکی جو نوبت آئی
کہ ملازم ہین جو سرکار کے دانش و وہم
بحث اک بات کی دونونمین پڑی ہی ہی ایسی
حکم عالی یہ ہوا جلد کرو حاضر بزم
حاضر بزم ہوے وہ تو ہوا یہ ایما
عرض دانش نی یہ کی روز ابد تک قائم
بندۂ خاص نی دیکھے ہین ہزارون انسان
ایک حاکم ہی فلک جاہ خرد مند زکی
نام ہی کلب علیخان بہادر جمجاہ
علم مین حلم مین جود و کرم و ہمت مین
جسمین جو بات ہو کیونکر اوسے کوئی نہ کہے
میرے کہنے کو ذرا وہم نے باور نہ کیا
کہ کمالات کا حصر ایک مین ہی ناممکن
کیسے کیسے نہین گذری ہین جہانمین نامی
سارے عالم مین ہی سحبان کی فصاحت مشہور
کسکو معلوم فلاطون کی نہین ہی حکمت
چار سو ہمت حاتم کا ہے آوازہ بلند
تو جو کہتا ہی کہ ان سب سے ہے بڑھکر کوئی
پیش کہتا ہون مین دعوی مین ہون اپنے صادق
حکمت الدولہ جو تھا منشی یاقوت رقم
لب ہی لعل فشان کھل گئے ابواب کرم
نئے مضمون کا اک پرچہ ہوا پیش قدم
دردولت پہ یہی ہنگامہ لڑے ہین باہم
کہ بہم گتھ گئے ہین صورت خط توام
دیکھین کیا کہتے ہین خود دونمین ہم بیگے حکم
کیون لڑے کیا سبب جنگ ہی آگاہ ہون ہم
یہ حکومت یہ ایالت یہ شہامت یہ حشم
حکمرانان زمانہ روئے سارے عالم
صاحب علم و ہنر معدن اخلاق و کرم
جسکے خدام ہین ہم مرتبۂ قیصر و جم
ہی وہ یکتائے زمانہ سر اقدس کی قسم
پیش انصاف گزین حق کا چھپانا ہی ستم
بلکہ مارا رہ انکار مین منکر سے نے قدم
کارخانہ ہی خدا کا نہین خالی عالم
خواجگان عربستان و صنادید عجم
سارے آفاق مین کسری کی عدالت ہی علم
حکم نادر ہی عیان جلوہ نما عشرت جم
شش جہت پر ہی عیان سب سے جری تھا رستم
زعم باطل ہی فقط مانتے ہین کب سے ہم
ہین دلائل جو ہون گوش شنوا گوش اصم

کچھہ یہ سنتا نہین انکار یہ باندھے ہی کمر
ہوگیا حکم کہ ہان محکمۂ بحث ہو گرم
وہم بولا کہ مجھے عدل مین پہلے ہی کلام
فی البدیہہ اوسے دانش نے دیا تب یہ جواب
میرے ممدوح کا وہ عدل جو تھا عدل رسول
کفر و اسلام کے آئین مین ہی ظاہر تفریق
چپ ہوا وہم کہا خیر یہ مانا مین نے
ہنسکے دانش نے کہا یہ بھی نہین سمجھا تو
وہ بھی دیتا تھا خلائق کو جو دیتا تھا خدا
بیش ازین نیست کہ دعوت مین کیا کرتا تھا بجم
میرے ممدوح کی کشور نہ خزاین کی ہی حد
اتنے سائل تھے قبیلے مین بنی طے کے کہان
روز پاتے ہین زر و گنج ہزارون سائل
کرتے ہین صاحب زر ہوکی غنی زر بخشی
بات معقول تھی کچھہ وہم کو آیا نہ جواب
بعد کچھہ دیر کے بولا کہ رہا اب یہ کلام
کس جوان مرد نے مانا نہین لوہا اسکا
سنکے اس بات کو دانش کو ہوا کچھہ جو سکوت
شاہنامہ نہین کیا تیری نظر سے گذرا
سیستان مین تھا فقط ایک وہ گمنام سائل
میرے ممدوح کی جرات تھی بھلا اوسمین کہان

گفتگو سے طرفین آپ نہین ہوسکے ہم
ایک اک بات کا ہو فیصلہ لاہو کہ نعم
نام کسریٰ کا ہی انصاف و عدالت مین علم
جاہ بے آب بھی پاتا ہے کہین رتبۂ یم
عدل کسریٰ ہی مین ضلالت کی طریقے منضم
چشم بینا مین کبھی ایک نہین نور و ظلم
کون حاتم سے زیادہ ہی کرم جود و کرم
بادشہ تھا نہ کسی ملک کا حاکم حاتم
اسمین جتنے ہون میسر اوسے دینار و درم
گوسفند و بز و میش و شتر و اسپ و غنم
سب وہ حصہ ہی خلائق کا زہے جود و کرم
جمع اوسکی در دولت پہ ہی سارا عالم
ہر تہیدست ہی اب مالک دینار و درم
یہ وہ حاتم ہے کہ ہین اسکے گدا تک حاتم
نطق ہو بند تو منھہ کھول سکے کیا ابکم
کہ شجاعت مین یہ افضل ہی کہ افضل رستم
قائل جرات رستم ہے عرب تا بعجم
مین بھی موجود تھا بولا کہ خموشی ہی ستم
آپ کہتا ہے یہ فردوسی اعجاز رقم
شاہنامہ جو کہا مین نے بنایا رستم
رعب سے اوسکی صفین ہوتی ہین برہم درہم ۱

اب جو ہین اسلحۂ جنگ یہ آگے تھے کہان
اسیہ پڑ جاے صفِ فوج عدو مین بھاگڑ
اسمین بھی بند ہوا وہم تو لی اور ہی راہ
کی یہ تقریر کہ اچھا نہ سہی ذکرِ نبرد
جام جمشید کی پوشیدہ نہین کیفیت
سنکے دانش نے کہا خوب کہان تجکو تمیز
فرض کر دم کہ مہیا ہون سب اسبابِ نشاط
آپ ہی مین جو نہوا وسکو ہو حاصل کیا خاک
اگلے لوگومین کہان تھی یہ تراش اور خراش
پیرہن رشکِ چمن بوقلمون رنگ برنگ
خوبصورت وہ حسین ماہ جبین پیش نظر
کبک و طاؤس کی رفتار تو چیتے کی کمر
رقص وہ جس سے سراسیمہ ہو طاؤسِ فلک
جام جم سے اگر آئینہ تھا احوالِ جہان
طرح مین وضع مین ترصیع مین ایجاد نہین
نہ چلی وہم کی اسمین بھی تو بولا مجبور
حکم نادر کا فلاطون کی ہے حکمت باقی
کہا دانش نے کہ یہ بات بھی دشوار نہین
وجہ ترجیح کی نادر سے تو یہ حکم مین ہی
آنکھین کسکی نہین نادر نے نکالین بجرم
کسکی گردن پہ نہ نادر کی چلی تیغِ جفا

نہ یہ توپین نہ یہ گولے تھے نہ یہ سیل نہ بم
سرِ میدان جوڑ کا رے صفتِ شیر اجم
رزم سے پھر کے دھرا بزم مین ناچار قدم
کسنے آراستہ کی بزمِ طرب صورتِ جم
جس سے تھا پیش نظر آینہ حالِ عالم
مست و مدہوش کو کیا ذائقۂ ناز و نعم
مطرب و ساقی و نقل و مے و اصوات و نغم
لذتِ سامعہ نہ ذائقہ و قوتِ شم
یہ نفاست یہ نزاکت یہ لطافت یہ شمیم
زیورون مین وہ چمک نور کا جن مین عالم
خم بخم زلف تو سا آئینے زانو و شکم
آنکھین وہ شوخ کہ آہوے غزالانِ حرم
کان زہرہ بھی پکڑ لے وہ مزامیر و نغم
رازِ کونین سے آگاہ یہان دل ہر دم
متاخر ہین سراسر قدما سے اقدم
غیر قائل ہون برای فارقِ انوار و ظلم
فرق انکا بھی سنون کون سا کون ہے کم
لائقِ مدح ہے ممدوح وہ ہین قابلِ ذم
[illegible] ظلم و ستم تھا یہ ہمہ عدل و کرم
سرمۂ روشنی چشم ہے یان خاک قدم
گردنین سیکڑون احسان سے اسکے ہین خم

اور حکمت میں فلاطون کا ہی کیا ذکر کہ وہ
بیٹھہ کر خم میں ہوا راہی اقلیم عدم

یہ وہ دریا کہ خم چرخ جہان ایک حباب
پھیل کر قطرہ نہ دریا سے کبھی ہوا اعظم

طرفہ حکمت کہ نبی سے بھی وہ قائل نہوا
دل صفا سے ہی یہان مطلع انوار قدم

کفر و ایمان میں بڑا فرق ہی لازم ہی تمیز
وہ اگر ہیئۂ دوزخ تو یہ ہے سر و ارم

جب سخن ایسے براہین یہ ہوا وہم کا حال
خم کیا سر کہ لیے دوڑکے دانش کے قدم

چشم الطاف سے دانش ذہبی کی اوسپہ نظر
پہر تفہیم کما سُن کہ تو ہے نیک شیم

یہ تو تجھے تیرے سوالات کے ای وہم جواب
وصف ممدوح جو ہین اور وہ اب کہتے ہین ہم

علم مین حلم مین الطاف مین دانائی مین
ایک ہی فرد ہے یکتا ہے وہ فخر عالم

ہر سحر مشعلہ فریادرسی دادرسی
میہمان سیکڑون ہر شام سر خوان کرم

جتنے جس شہر سے آتے ہین مسافر مہمان
کیمیا کرتی ہے اونکو نظر فیض شیم

اس جگہ چاہیے موزون ہون کئی مطلع صاف
گھر مین بیتون کے لگین آئینے قد آدم

مطلع

وقت رفتار ہے زر ریز عجب فیض قدم
نقش پا راہ مین بنجاتے ہین دینار و درم

در دولت کی وہ عظمت ہی کہ جس سے ہر دم
لو لگائے ہوے ہی لام ہو یا دال و قسم

تنگدل وہ ہی عدو نام جو اوسکا ہو رقم
ساعت لوح پہ مٹے کہ ہو میدان قلم

چشمۂ فیض سے اوسکے جو شجر ہون سیراب
عوض برگ ہر اک شاخ سے پیدا ہون درم

دلمین وہ سخت دلونکے بھی جگہ کرتا ہے
سنگ پر جیسے پیمبر کے پڑے نقش قدم

ہی تواضع کا نتیجہ کہ ہے سب پر غالب
کسر نفس او سکو نہ کس طرح کرے فتح صنم

عفو ایسا کہ خطا کار سے بھی ہی اغماض
صاف پی جاے جو کہائے کوئی جہوٹھی بھی قسم

زائر در جبدۂ شوق مین ہوتے ہین رواں
حسرت آنکھونکو یہ ہوتی ہے ہوئے ہم نہ قدم

ق
ہستی دولت والا نے یہ پامال کیا
کہین ڈھونڈھے نہین ملتا ہی نشان سر کم

مرکز کاف کی شمشیر سے کٹتا ہے سم
وہ مسیحا ہو تو پھر خلق کا مرنا کیسا
صور کے گہد سے تو وہ بھول بھلیان بنجائے
فیض سے اوسکے وہ کرتے ہین دوشالے تقسیم
قہر رب کہتے ہین جسکو وہ عتاب اوسکا ہی
صرصر قہر چلے اوسکی تو ہستی کیسی
سو وہ خوردہ ہے عدو کیون نہ زمین پر لوٹے
عہد مین اوسکے یہ بدخواہ کو ملتی ہی سزا
اثر اولٹا ہوا بھی خود ہو گرفتار جنون
بت پرستی کا مٹا عہد مین اوسکے یہ رواج
بسکہ پابند شریعت ہے وہ مقبول خدا
کہ کسی راہ کے چلنے مین کسی رہرو کا
آپ عابد ہے وہ کرتا ہے نصیحت سبکو
تمسے ہوتی ہین شب و روز نمازین جو قضا
اٹھ گئے کفر کے آئین ہوئی رونق دین
ہوتے آذر بھی تو پابند شریعت ہوتے
تن یہ کیا اسلحۂ جنگ نے پایا ہے فروغ
ہی سپر پشت مبارک یہ کہ حمزہ کی سپر
حملہ در فوج عدو پردہ اگر ہو دم جنگ
کھیت کشتو نکا نہ طیار بھی ہو ذی پایے
تھا سیہ رو جو عدو اوسکو کیا خون مین تر

درمیان مین جو نہوتا قدم ای کرم
ق کیا عجب روکہ کے بیٹھے جو قضا راہ عدم
کہ بھٹکتا ہی پھرے اوسمین سرافیل کا دم
کملیون کو بھی نہ ملتے تھے جنھین دموے غنم
آنکھ دکھلائے جسے اوسکا ہو دم عین عدم
چار ارکان ہون نگونسار گرین ہفت خیم
عدم ہضم غذا ہے سبب درد شکم
ق کہ ستم ہی حق معشوق مین عاشق پہ ستم
پڑھکے کیلی جو کرے سورۂ جن قین تو دم
قابل حد ہو اطفال بھی کھیلے جو صنم
اسقدر کی ہی شریعت کی بنا مستحکم
سرحد شرع سے باہر نہین پڑتا ہی قدم
ق غافلو راہ عبادت مین نہو سست قدم
دیکھو ماتم مین اونھین کرتے سیہ پوش حرم
ق بند دروازۂ بتخانہ ہے وا باب حرم
سجدہ گاہین وہ بناتے جو گرتے بھی صنم
خود ہے مشعلۂ طور زر رخت حرم
ذوالفقار اسد اللہ کہ شمشیر دو دم
ق باندھکر چست کمر کھینچ کے شمشیر دو دم
ہو چکی تیغ و قضا مین برضا بیع سلم
کیا تماشا ہے کہ اسود کو بنایا ارقم

نثر مین نظم مین سب طرحکی رنگینی ہی
ہے ورق ہاتھہ مین گلزار تو طاؤس قلم

قِ

کیون نہ عالی سخن اوسکا ہو کہ ہی استعداد
بیت محکم ہے وہی جسکی بنا ہے محکم

یہ حکومت یہ ریاست یہ ایالت یہ شکوہ
واہ کیا نظم ہے جسکا ہے ثناخوان عالم

تاج کہتا کہ ہے تاج سکندر کیا مال
تخت کہتا ہی نہین تخت سلیمان ہے مین کم

تاجدارون پہ مین چھایا ہون یہ ہی دعوے چتر
سبز بختون سے ہون سرسبز یہ ہی قول علم

اسپ کا قصد کہ مین عرش کا پایا چھولون
فیل کا عزم سپہر چرخ پہ رکھدون مین قدم

تیغ کہتی ہی کہ مجھسے دل مریخ ہے آب
نیزہ کہتا ہے کہ مجھسے سر بہرام ہی خم

مدح ممدوح بہت تجھسے ہے دشوار امیر
آتشین ہی یہ رہ سخت تو چوبین ہی قلم

روک لے روک سے رہوار طبیعت کی عنان
کر دعا حق سے کہ اے خالق انوار و ظلم

نور اقبال ہے اسکی جبین سے ساطع
ظلمت بخت سیہ حصۂ اعدای دژم

ایضاً قصیدۂ مدحیہ

کجا کو تھی اید بست ہوس کر چھوٹ
پردۂ شرم رخ شاہد معنی سے الٹ

جیتنا ہو جو سواران سخن سے میدان
پھینکنا چاہیے رہوار قلم کو سرپٹ

یہی گو ہی یہی میدان یہی معنی یہی لفظ
اپنی اپنی ہے دم معرکہ پر ڈانٹ ڈپٹ

پی چکے گو کہ مے صاف سخن کو می نوش
رہ گئی ساغر و مینا و سبو مین تلچھٹ

خم ہین میخانہ مین ایسے بھی کہ ٹوٹی نہین مہر
کھول منہ بھر کے صراحی کو لے پیجا غٹ غٹ

دو قصیدے جو نے مصحفی و انشا کے
واقعی سکہ رائج ہین ولیکن سیلٹ

سخت پتھر سے جو تھے قافیۂ ناما نوس
کچھ بھی کاٹا نہ گئی تیغ زبان اونکی اچٹ

ذائقہ ہے تو فقط گرمی و بیباکی کا
پر فصاحت سے یہ کہتے ہین کہ [illegible]

ہمت فکر نے باندھی جو کمر بہر جواب
اول اول تو طبیعت کو ہوئی گھبراہٹ

آخر آخر یہ ہوئی نظم کی قوت پیدا | کرلیا تازہ مضامین کا علاقہ کورٹ
لو سنو گوش توجہ سے ذرا نظم عجیب | وہ بھی صاف نہیں نام کو جسمین کھٹ پٹ

مطلع

شب دو شنبہ جو لی خواب مین مینے کروٹ | آئی اک حور لقا پاس الٹ کر گھونگھٹ
کچھ عجب فتنہ کہ اوسکی جو نظر جای پلٹ | ساتھہ ہی چرخ پھرے لے نہ یہ بات کروٹ
شعلہ رخسار جفا کار قیامت آفت | شوخ عیار غضب قہر چھلاوا نٹ کھٹ
رحم دکھلاے جو منھہ دور سے پھر جاے نگاہ | شرم آجاے تو آنکھین کہین چل دور ہو ہٹ
گر پڑی جان پہ زیور کے چمک سے بجلی | کھینچ لے دلکو وہ پوشاک مین خوشبو کی لپٹ
وہ نگاہین غضب آلودہ وہ مژگان کی صفین | لشکر صبر جنھین دیکھ کے کھائے گھونگھٹ
لے کے انجم کا جو لشکر اوتر آئے مریخ | کھینچکر تیغ ادا جیت لے میدان جھٹ پٹ
پختہ کار اوسکو جو دیکھین طمع خام کرین | ثمر پیش رس حسن مین وہ گدراہٹ
طرفہ چہرے کی لطافت وہ سنہری رنگت | دست افشار طلا سے بھی سوا نرماہٹ
آپ ہی چھیڑ کرے آپ ہی پھر ضد پہ بڑھے | توسن ناز کو یونہی سے وہ پھینکے سرپٹ
مستی حسن سے گردن مین کبھی ڈالدے ہاتھ | بے چھوے گاہ بچا لو کیطرح جاے سمٹ
پتلیان آنکھونکی در پردہ اشارونسے کہین | ناچنے ہی کو جو نکلے تو کہانکا گھونگھٹ
مانگ لے مانگ کے کھا کر کبھی عشاق کے دل | باندھ لے گاہ گلا کھول کے وہ زلف کی لٹ
رخ و گیسو پہ مرے اتنے مسلمان ہندو | مقبرے ہو گئے تعمیر بھرے سب مرگھٹ
فتنۂ حشر کو دیکھے تو کہے زلف سے آنکھ | لا چھپیٹے مین اسے دیر نکر دوڑ جھپٹ
طاق کاکل وہ پھبکیتی مین کہ سر کی کوئی چوٹ | روک لے ڈر کے تو وہ جھک کے لگائے پالٹ
ہاتھہ چھو جاے جو گیسو کو تو کھائے یون پیچ | جسطرح کاٹ کے کالا کوئی جاتا ہی پلٹ
دیکھ کر ابرو کو پیوستہ یہ ہوتا تھا گمان | پہلوان دو ہین کہ کشتی مین ہین بھڑے غٹ پٹے

جلوه گر مردم چشم وصفِ مژگان سے یه صاف
حور بیٹھی ہے درِ خلد یه کھولے ہوے پٹ

پھیر کر آنکھ کہے آنکھین ہین نرگس کی پھٹی
دہن تنگ نه سے منھ که ہے غنچه منھه پھٹ

چوری چوری چمنِ رخ مین جو آجاے نگاه
زلفِ مشکین کی رسن باندھ لے مشکین جھٹ پٹ

وصف لکھے لبِ شیرین کا جو کوئی کاتب
صفحه سے صفحه عذوبت کے سبب جاے چمٹ

بڑھ کے گلبرگ سے بھی وه کفِ نگین نازک
غنچے لین وه نگلیو کی کیون نه بلائین چٹ پٹ

آرزو مہر کو مشرق سے نکل کر ہر صبح
کہین جوشن کی طرح جاؤن مین بازو سے لپٹ

استخوان تن مین نہین ایک ہوتا تھا گمان
گل مخمل کیطرح تن مین غضب نرماہٹ

کسطرح ہو نه گلا کیف می حسن سے مست
پی ہے نشے مین صراحی کی صراحی غٹ غٹ

سینهٔ آئینه شفاف شکم چشمهٔ حسن
موج دریاے لطافت شکمِ صاف کی بٹ

شورِ غلغال سنائی جو روان ہو دو گام
مُردے اوٹھه بیٹھین ته خاک یه ہو گھبراہٹ

غرض اس شکل کی معشوق کیا جسکا بیان
نظر آئی تو عجب جی کو ہوئی للچاہٹ

شوقِ دل نے یه کہا ست ہے یه سرو سہی
عشق پیچے کی طرح جائیے مستی مین لپٹ

ہاتھ دامن پہ پڑا تھا که وه تیغ سر کی
سر قدم تک بھی نه پہونچا که گئی دور وه ہٹ

چوٹ سی دل په لگی ہاتھه گیا جب خالی
تازیانے سے نہین کم وه پڑی تیغ جو چوٹ

ہنسکے ظاہر مین کہا واه ری ٹھنڈی گرمی
آپ ہی لطف و کرم آپ ہی یه جھنجھلاہٹ

چپ ہی پہلے کہا تو یه کہا دیر کے بعد
تھی ملاقات کہان کی که یه تیزی جھپٹ

ہوش مین آؤ ذرا خیر ہے کیسا ہے مزاج
خفقان سے تو طبیعت مین نہین گھبراہٹ

مین وه ہون جسکی ہوس مین ہین ہزارون نامی
سیکڑون مر گئے تھی جنکو مرے نام کی رٹ

زہرهٔ بالاے فلک کشتهٔ شمشیر نگاه
حلق مریخ کو پھانسے ہے مری زلف کی لٹ

مرغ دل سیکڑون شہباز نظر کے ہین شکار
خال وه زاغ سیه ہے که کلیجے کیے چٹ

ذوق وصلت مین ہوے گور کنارے کتنے
شوق دیدار مین کتنون کی گئی آنکھه اُلٹ

ہند تک روم سے جتنے کہ ہین شہزادے
پانون کتنون کے تھمسے شل ہو سر پھوڑے
ناطقہ خانۂ دولت ہی مرا نام صفت
ملہم غیب نے بھیجا تو مین آئی ترے پاس
وصف تو کرتا ہی جسکا مین اوسکی ہون صفت
راہی منور سے اوسکے مرے آنکھو مین ہی نور
صف مژگان سے عیان پنجۂ پرزور کی شکل
اوسکی جور استی طبع وہی قد میرا
مصحف رخ کو جو دیکھو تو نمایان وہی شان
کون وہ کلب علیخان بہادر جمجاہ
حاکم خلق نے تحصیل کی خوشبو کی لپٹ
کیا شگفتہ ہے بہار چمن نزہت طبع
بزم مین زمزمۂ حسن ہے یا نغمۂ عشق
شمع و پروانہ سے ہر شب وہ سنا کرتا ہی
طرفہ محفل کہ بے رقص یہان آتا ہے
واہ کیا قصر حکومت ہی رفیع اور وسیع
فیض مقدم سے تو انگر فقرا ہوتی ہین
شیخ سید مغل افغان ہین فراہم ہر صبح
جزر و مد اپنا دکھائے جو کبھی قلزم لطف
دم بخشش اوسے درکار ہین ہیرون کی تھی
کسقدر نظم ہی شیرین جو زبان پر آجاے

صبح تا شام ہے اونکا مرے در پر جمگھٹ
بادۂ وصل کسی کی پائی نہ کسی نے تلچھٹ
ہین مکین ہون تو مکان جائے زر و سیم ہے پٹ
ہو گران تجکو جو آنا ابھی جاؤن مین پلٹ
دیکھہ اعضا کو ذرا پردۂ غفلت کو اولٹ
خلق اوسکا مری گیسو مین ہی خوشبو کی لپٹ
عزم اوسکا مری شاہین نگہ کی ہی جھپٹ
دامن فیض کا لٹکا مری زلف کی لٹ
کعبۂ دل کو جو دیکھو تو اوسکی چوکھٹ
دیتے ہین جسکو ملک عالم بالا کی رپٹ
مطلع کرلیا سارے گلستان کا علاقہ کورٹ
سامنے جسکے گل و لالہ ہین کوڑا کرکٹ
اونھین لوگو نکا رہا کرتا ہی اکثر جمگھٹ
لن ترانی کا ترانہ ارنی کی تروٹ
مہر یہ طاؤس چمن رکھکے کنہیا کا مکٹ
جسکے دروازے کے ہین جرات و ہمت چوکھٹ
بخت خفتہ کو جگاتی ہی قدم کی آہٹ
کعبہ ان چار مصلون سے ہی اوسکی چوکھٹ
بڑھکے کوثر چہ زمزم ہو اگر جاہی سمٹ
کھو نیسان سے نجرین کا مکھہ لے میٹ
منھہ مین ہمارے کے باقی نرہے کڑواہٹ

ندم مین لیتا ہی بندوق کا توتا بھی نام
بزم مین طوطی مینا گواہی کی ہے رٹ

اسی معجون سے طبیعت نے بشاشت پائی
دل کی اس حرزیمانی سے گئی گھبراہٹ

عدل وہ ہی کہ زمانے مین نہین باقی فساد
ہوتہتک جو چھپکیتون مین کبھی ہو کھٹ پٹ

در دولت ہی عجب فیض کی چوکھٹ کہ جہان
کبھی پڑتا نہین پالا کسی تقدیر کا پٹ

آگے ہمت کے ہی یہ دولت دنیا کیا مال
لعل و گوہر کو سمجھتا ہے وہ کوڑا کرکٹ

دی عجب پنجۂ و بازو مین خدا نے طاقت
امتحان چاہے اگر کوئی تو دی کوہ اولٹ

کہو ستم سے کہ کیا جان کی منھ چڑھتا ہے
یہ ڈھٹائی یہ دلیری یہ کلیجا جیوٹ

نگہ قہر کرے سنگدلون کو جو رنگ
یہ وہ شمشیر نہین جائے جو پتھر پہ اچٹ

کب عدو کو ہی جہ بیستی قسمت سے نجات
آنکھین دولاب ہین سر اوسکا ہی چکر سے رہٹ

برق جا کر جو جلاتی ہے عدو کے خرمن
بولتا ہے وہین اوس تیغ سی ہر عدا کر رٹ

زشت کیا دشمن کافر ہی کہ ہی اوسکی جگہ
زیست مین خانۂ زندان ہی بس دم گھٹ

اس جگہ سے مین کرون ہو کی مخاطب تعریف
چاہیے شاہد معنی کی بدل دون کروٹ

غائبانہ ہی اگر نصف خطابی بھی ہو نصف
ایک دروازے کی خاطر ہین مناسب دو پٹ

مطلع

ہین ترے باب حکومت کے دو عالم دو پٹ
لگے یہ چار گرہی ایک بنی ہی چوکھٹ

تب بنی اس سے ترے خاک قدم کی اکسیر
چرخ نے ماہ کو شق کر کے کیا جب سمپٹ

کیا ترے قہر کا وادی ہی تماشے کی جگہ
پیچ کھاتی ہین بگولے کہ کلا کرتے ہین نٹ

ہر کہاری ہی ہوادار کی صورت مین پری
تخت جم لے کے یہ پریونکا چلا ہے جمگھٹ

زیر فرمان رہے ہر دم جو کہی تو وہ کرے
زال دنیا کو مناسب نہین اب تریاہٹ

حق تو یہ ہے کہ ترے قبضۂ قدرت کی سوا
مال جو غیر کے قبضے مین ہی وہ ہی تلپٹ

جسکا تو دوست ہوا اوسنے خزانہ پایا
خط لکھا جسکو اوسی شخص کی ہنڈی گئی پٹ

حکم تنگی دہن تنگ سے جائے جو نکل
سارا آفاق ہو ذرہ یہ زمین جائے سمٹ

وسعتِ طبع جو وسعت کا سنائے فرمان
عاجزونکو جو ملی عدل سے تیرے قوت
سکۂ شمس و قمر مین جو کہین نقش نہین
تارہے اوسپہ تری راے منور کا چراغ
سب مہینون سے ریاست ہے تری بالاتر
حسن وہ جائے اگر قاف مین کھنچکر تصویر
چین آتا نہین جبتک کہ عروس دولت
کیون نہ مشتاق زمانہ ہو کہ ہے حسن شباب
تجکو ساقی سے مے صاف ملی روز ازل
تھام رکھین نہ اگر تیری اعانت کے ستون
ہین جھکیتی مین چپٹیلے یہ ترے ارض و سما
خلق سے کیون نہ معطر ہو زمانیکا دماغ
علم وہ جسکو دقایق ہین کتب کے آسان
ہے بیان تذکرۂ معنی و تفسیر و حدیث
تجسے ہمسر ترا دشمن ہو خدا کی قدرت
فیل گردون کرے دونونکو مسل کر پامال
کیا تری تیغ کی تعریف مین ہو تیز زبان
آبداری مین وہ جوہر نظر آتے ہین یون
پر یہ مضمون نہین خوب یہ تشبیہ ہے ٹھیک
کھنچ گئی معرکۂ جنگ مین جب میان سے وہ
ایکدم مین صف اعدا کی کیا دو ٹکڑے

ہو ہر اک قطرے مین دریا سے سوا پھیلاوٹ
شیر کو ڈرتے لگائے شکم گاو کی بٹ
کردیا کیا تری چٹکی نے مسل کر سلیٹ
سبکے چوب شجر طور سے آئی ڈیوٹ
معتبر جیلیے سہے اخبار مین اخبار گزٹ
جتنی ہریان ہین وہ لین تیری بلائین جھٹ پٹ
دیکھ لیتی نہین یہ چہرہ اوٹھا کر گھونگھٹ
کیا مزہ دیتا ہے میوے مین جو ہو گدراہٹ
آگئے خسرو و جمشید تو پائی یہ تلچھٹ
ہوا بھی حصن فلک گرگئے زمین پر چوپٹ
سر کی چوٹ اپنے نہ رکتی ہے نہ اونسے نپٹ
مشک نافے سے سوا ہمین ہے خوشبو کی لپٹ
کوئی مشکل نہین ایسی کہ وہ جاتی نہین کٹ
اہل منطق سے کہو لائے کہانتک جھنجھٹ
زاغ بلبل سے مقابل ہو ہمارے کھوسٹ
سیار سینگی اوسے لاکے جو گیہ پاکھٹ
خوف ہنگام سخن ہے کہ کہین جائے نہ کٹ
جسطرح بیٹھ رہی جام مین مے کے تلچھٹ
برج آبی مین ستارون نے کیا ہے جمگھٹ
رو مین پیاسونکی ہوئین شمع سمجھکر چپٹ
سیکڑون بار پلی پر نہ پڑی یہ کبھی سیٹ

حسن تن کے لیے ہے چال قیامت اسکی
ایک ٹھوکر مین ہے یہ قلعۂ نہ در چوپٹ

پاٹ کر لاشون سے میدان کو لیتی ہے جو جوم
ملک الموت سے کہتی ہے کہ بول آکے رپٹ

جسکو تاکے وہ کبھی جان نہ چھوڑے اوسکی
ہو سیر چشمۂ حیوان تو کہے دور ہو ہٹ

وصف رہوار سکندر کا کرے کیا کوئی
چال دلدل کی تو ہے رخش کی بھبوت چپوٹ

شب مہتاب سے کم منھہ پہ نہین اندھیاری
بلکہ زیبا ہے اگر کہیے دولہن کا گھونگھٹ

دامن شاہد کنعان ہے ہر اک دامن زین
سر پہ کلگی کہ کنھیا کا ہے یہ مور مکٹ

شرق سے غرب مین پھر غرب سے آئے سوئے شرق
دم مین سو بار جو راکب سے پھینکے سرپٹ

وقت رفتار کبھی رہرو خفتہ کی طرح
ہو نہ راکب کو خبر راہ سفر جائے کٹ

ورق گنجفہ سان ساتھہ پھرین لیل و نہار
گشت کے وقت کرے یہ جو الٹ اور پلٹ

ایک ہی ٹاپ مین ہو جائین دو عالم برہم
ملکے چودہ طبق ارض و سما ہون غتربٹ

فیل خرطوم مین لیکر جو زمین کو پھینکے
آندھی آجائے سیہ جائے فلک گرد مین اٹ

دم رفتار اوسے خضر بھی دیکھین تو کہین
دست صرصر سے کیا پردۂ ظلمات سمٹ

زور سا زور ہے کچھہ پانون مین اسکے جو پڑے
عرش آ لے ابھی زنجیر کے ہمراہ گھسٹ

کمر کوہ سے کیونکر ہو تحمل اسکا
پانون رکھدے یہ اگر گاو زمین لے کروٹ

ہے کشادہ دہن اسکا کہ در باغ ارم
دونون دندان ہین کہ موتی کی ہین گویا ڈٹ

اس جسامت پہ کہ ہے صورت اندیشہ جسیم
چشم سوزن سے نکلجائے اگر جائے سمٹ

لیلۃ القدر رکھہ اب نام قصیدہ کا امیر
کہہ یہ خامہ سے کہ مصروف دعا ہو جھٹ پٹ

ملک و دولت کی ترقی ہو الٰہی ہر روز
سجدہ گہ سارے زمانیکی رہے یہ چوکھٹ

حل ہون ممدوح کے ہاتھون سے مہمات جہان
در دولت پہ رہے اہل غرض کا جمگھٹ

نفس چند جو باقی ہون مری زیست کے بھی
انھین قدمون کے تلے جائین بڑی لطف سے کٹ

قصیدۂ دیگر

فصل گل آئی ہوا گلزار جنت بوستان
بڑھ کے رضوان سے ہے ان دنون باغ باغبان

ہر طرف گلہای رنگا رنگ گلشن مین کھلے
جیسے صبح عید یکجا ہون حسینانِ جہان

تم ہین شاخین درختون کی ہوے اخاک پر
کر رہے ہین سجدۂ شکر خدائے انس و جان

قم باذن اللہ کہتی آئی گلشن مین بہار
جی اٹھے جو ہو گئے تھے مردہ دل وقت خزان

جھوم کر آیا ہی ابر کوہساری باغ مین
رقص مین ہین ہر روش طاؤس ہیچ کر شادمان

لا کہ کہتا ہی کہان سوسی ہین آکر دیکھ لین
صاف جلوہ ہے چراغ طور کا مجھے عیان

جھومنا مستون کی صورت ہی درختونکا بجا
نکہتِ گل مین بھی ہی کیفیتِ شرب ارغوان

لالۂ احمر نے یاقوتی کی ڈبیا کی درست
نرگسِ شہلا نے رکھی سیفروشی کی دکان

داربست تاک مین خوشے نظر آنے لگے
جسطرح جھرمٹ ستارون کا فراز آسمان

سیم غنچہ کیون نہ ہجید ہو زرِ گل بیشمار
رکھتی ہی اکسیر کی بوٹی بہار بوستان

ہر روش پر بیٹھی ہے بزاز بنکر خرمی
جسطرف دیکھو کھلی ہی سبز مخمل کی دکان

فیض شبنم نے دیے اشجار کو آبی لباس
سبزہ مین ہی مردم گیاہ کے جامۂ آب روان

نو عروسانِ چمن کو ہی جواہر کا جو شوق
بیچنے فیروزہ آیا ہے چمن مین آسمان

یون ہی جنبش مین ہوا سے ہر نہالِ سایہ دار
ہو خرامان جس طرح کوئی حسین دلستان

ہی مبارک فال کوئی ہونیوالی ہی خوشی
ہر چراغِ لالہ جوشِ رنگ سے ہی گلفشان

جان پھولونمین پڑی زندہ ہوئی خاکِ چمن
ہی دمِ جان بخش عیسے یا نسیم بوستان

قمریون کا قول ہی ہم ہین طیور باغ خلد
سرو کہتا ہے کہ مین ہون طوبی باغ جنان

صحن گلشن مین نزاکت نے جمایا ہی یہ رنگ
مرغ بو کا آشیان ہی شاخ گلبن پر کہان

ہر بلندی معازی اسقدر ہر شاخ مین
ہے محیطِ مشرق و مغرب بہ رنگ کہکشان

پاے گر سورج کبھی کے سایہ میں تھوڑی جگہ
بھول جاے مہر جنبش مثل قطب آسمان

چودھوین کا چاند ہی جو چاندنی کا پھول ہی
چادر مہتاب ہی فرش فضای بوستان

سیر کو جو آئے اوسکا ناف آہو ہو مشام
گیسوے مشکین سنبل بسکہ ہی عنبر فشان

دیدۂ بیدار نرگس کا تو کیا مذکور ہے
خواب میں کرتا ہے سبزہ سیر گلزار جنان

ہے تبسم غنچۂ گل کا کہ تیغ آبدار
نوک کی لیتے ہین کانٹا یا چبھوتی ہین سنان

جس طرف دیکھو زر گل باغ مین انبار ہی
شکل فوارہ اوگلتی ہی زمین گنج نہان

غنچہ و سوسن سے کیا ہو شکر احسان بہار
وہ زبان بیدہن ہی یہ دہان بیزبان

اسقدر جوش طراوت ہی عجب کیا ہی اگر
یاسمین پیدا کرین گر کہ زمین مین استخوان

قطرۂ خون کی عوض نکلین گل و یاقوت لعل
نشتر فصاد اگر کھولے رگ سنگ گران

ہی عجب فیض ہوا یکبان کے سب غنچے کھل گئے
تر ہے چوب خشک وک بار ور شاخ کمان

مصر کا بازار کہیے باغ کے بازار کو
گل ہی یوسف گرد اسکے بلبلون کا کاروان

مومن و کافر سے کہدو آئین سب گلزار مین
عمر کرتے ہین عبث دیر و حرم مین رایگان

جسکی کرتے ہین پرستش جسکی کرتے ہین طلب
اون مکانون مین ہی پوشیدہ یہان ہر عیان

آئینہ خانہ ہی گلشن آئینہ ہے برگ برگ
جلوہ گر ہے ہر طرف رنگ بہار بیخزان

گر چہ صحن باغ مین ہر سال آتی ہی بہار
اور آتا ہے نظر رنگ زمین و آسمان

ہی سبب اسکا کہ ان روزون ہوا مسند نشین
سرو گلزار ریاست صاحب بخت جوان

منبع جود و سخاوت معدن لطف و کرم
ماہ اوج چرخ قدرت مہر اوج کن فکان

انتخاب صنع حق عالی نسب والا حسب
روح جسم انس و جان فخر زمین و آسمان

نام نامی وہ کہ ہی سکے نگین دل پہ نقش
نامور کلب علیخان بہادر نوجوان

اوسکے وصف پاک کا دل نے ارادہ جب کیا
بے تکلف آگیا مطلع یہ بالا سے زبان

مطلع ثانی

ششش جہت مین ہی جو یہ خورشید یکتای جہان
حبذا وہ چشم ہو جسکو قدمبوسی نصیب
اہی خوشا وہ سرزمین جائین جدہر اوسکی قدم
مرحبا اوسکو جو صبح و شام ہی اوسکا مطیع
ہی وہی دل جسمین ہی اوسکی محبت کا مقام
رہتی ہین رشک ستم زدہ مین از اسباب
طفل مکتب ہی ارسطو وہ جہان کے درس علم
شان دارائی کرے نظارہ دارا کے کہو
فی الحقیقۃ ختم ہے اوسپر رعایا پروری
دستگیری کی ضعیفونکی قوی بازو ہوے
شہرۂ بخشش سے خلقت ہی درِ دولت پہ جمع
آئی اوسکے سامنے مقصود کو پہونچی وہ پیر
قلبِ روشن ہی وہ آئینہ کہ جسمین مثلِ عکس
شہر گلشن بتکدہ میخانہ مسجد خانقاہ
دامن لطف و کرم جب تک نہ تھا اوسکا دراز
خاک کو اوسکی نگاہ مہر کر دیتی ہے زر
عہد نصفت عہد مین سرکش نظر آتی نہین
جسطرف چاہے آو پہیرے اوسے ہی اختیار
زور بازوے توانا سے کیا وہ ہو گئی
ہمت عالی سے ہین وہ کہا عالم مطمئن
ورکر خط کیا خط پیشانی کو پڑھلین کم سوہ

گرد پہر پہر کر فدا ہوتے ہین ساتون آسمان
حبذا وہ سر جو ہو صرفِ سجودِ آستان
اہی خوشا کشور پہرے جسکی طرف اوسکی عنان
آفرین اوسکو جو روز و شب ہی اوسکا مدح خوان
ہی وہی سینہ ہی جس مین اوسکی الفت کا مکان
ہمت عالی مین حاتم عدل مین نوشیروان
روبرو اوسکے فلاطون عامی کج مج زبان
شوکت و اقبال کو دیکہے سکندر ہی کہان
واقعی ایسا شریفون کا کہان ہی قدردان
حق یہ ہی محنت نہین جاتی کسیکی رائیگان
جیسے مسجد مین مصلی آتے ہین سنکر اذان
ڈہونڈہتے تہے موسم طفلی سے جو بخت جوان
صاف آتی ہین نظر اشکال اسرار نہان
سب ہین خالی در پہ اوسکے جمع ہی سارا جہان
تہا سفینہ آرزو سے خلق کا بے بادبان
جیسے نخل تازہ اعجاز نبی سے استخوان
خوف کے مارے ہے آتش سنگ و آہن مین نہان
ابلق ایام کی ہی دست قدرت مین عنان
پہلوانون سے نہ کہنچ سکتی تہی جو مطلق کمان
ہی عصاے پیر مرد طفل شمشیر جوان
بہر کحل چشم لیجاتین جو خاک آستان

کیا ہی شمع رائے روشن کی تجلی مین کلام
جب نے مانا بھی نہ شمع طور کا ہو ہمزبان

بزم عالی روضۂ جنت سے ہرگز کم نہین
ہی نصیب خلق گلگشت بہار خیزران

ہو چکے جس غیر کی خواہش ہو اہل زمین
ڈھونڈھے گر عاشق تو یان معشوق کا پائی وہان

حکم ہی عالی دماغی کا شبستان مین یہی
نکہت گل بن کے نکلی شمع محفل کا دھوان

ہی رواج شرع ایسا عہد نصفت عہد مین
یوسفت کھنچا جاے جو کھینچے اگر پیر مغان

دست و پا گم کردہ ہیبت سے فقط مطرب نہین
خشک باجے ہین تن مین پوست ہی یا استخوان

بتکدے تھے جس جگہ او سجاتی ہین مسجدین
جس جگہ ناقوس بجتے تھے وہین ہی اب اذان

قلزم ہستی سے ایسی رسم ایذا اٹھ گئی
خار مین خود تن ماہی بجاے استخوان

صرف گر اوسکی تصدق مین نہو ہنگام صبح
پھر گل خورشید مین ہی کون شاخ زعفران

دیدۂ انصاف سے دیکھو تو باغ دہر مین
ہے بہار اوسکی عنایت قہر ہی اوسکا خزان

اور اک مطلع سناؤن جسکا مضمون ہی صحیح
کوئی سمجھے یا نہ سمجھے ہی یقین کیسا گمان

مطلع ثالث

تیری مرضی کے موافق کیون نہو دور جہان
تابع حکم معلی ہین زمین و آسمان

آستان تیرا ہے ای عالی مکان وہ آستان
بہر سجدہ جس جگہ جھکتا ہی فرق فرقدان

کاتب قدرت نے جب تیرا خط ہستی لکھا
دے لیے انجم کے نقطے جب برای امتحان

کلک قدرت نے کوئی کھینچی نہیں ایسی شبیہ
گو کہ تصویرین ہزارون ہین مرقع ہی جہان

آنکھین نرگس سرو قد رخسار گل غنچہ دہن
یہ وہ گلشن ہی کہ خود جسکا خدا ہی باغبان

دیدۂ حق بین ملے ہین تجکو گوش حق شنو
دل ہی دریا ظرف عالی طبع صافی نکتہ دان

وصف رخ روشن بیانون سے بھی ہو سکتا نہین
شمع کی صورت فقط منہ کو رکھتے ہین زبان

دونون رخسارون کی لکھین ہم جو کاغذ پر صفت
ایک صفحہ ہو گلستان دوسرا ہو بوستان

ابرو و مژگان کے آگے سرکشی کسکی چلے
جھک گئی ہی تیغ پر خم تیر ہے شکل کمان

دونون آنکھیں دیکھ لیں جسنے سعادت کی حصول
مشتری و زہرہ کا گویا نظر آیا قران

چاہتا ہے غنچہ توصیفِ دہن پر کیا کرے
نطق ہو سکتا نہیں جب بھول جاتی ہے زبان

کیا قد و رخسار سے تیرے مقابل ہو سکیں
گل گریزان شکل بو ہر سرو ہے سرو روان

ساعد سیمین کو کوئی شمع سے دے کیا مثال
یہ سراپا مغز ہے اور وہ سراپا استخوان

مہر و مہ کو ہے قدمبوسی کا ایسا اشتیاق
سر جھکاتے ہین زمین پر پانون پڑتا ہے جہان

حسن مین تجھسے سوا وہ ماہ کنعان گو نہین
کھول کر بیٹھے ہین جو ایمان فروشی کی دکان

تیرے آگے کر سکے کوئی حسین کیونکر کلام
خال لب اوسکا ہے خجلت کے سبب مہر دہان

کیا ہوا اگر تو زمین پر ہے فلک پر آفتاب
وہ سبک پلہ ہے تیری حسن صورت کا گران

کسقدر دریا تری دریا دلی کا ہے وسیع
شکل نیلوفر نظر آتا ہے جس مین آسمان

کون عالم مین جمال پاک پر عاشق نہین
مال و زر منعم فدا کرتے ہین مفلس نقد جان

حکم محکم وہ کہ جس سے ملک ہے رونق پذیر
باغ کو آراستہ کرتا ہے جیسے باغبان

رزق کی تو نے اس قدر سب اہل عالم کو دیا
اوٹھ گئین ساری نزاعین تھین جو باہم بہر نان

تھی جو بہر رزق خونریزی کسی جا وہ نہین
آسیا کرتی نہین اب دہر مین کار سنان

ہو گئے منعم جلاتے ہین وہ اب مجمر مین عود
تھا غنیمت جن غریبون کو زمستان مین دو نان

کوئی عالی منزلت تجھسا زمانے مین نہین
چرخ ہفتم ہے ترا ایوان زحل ہے پاسبان

ہے عجب تیری مسیحائی کی مسجد جانفزا
صبح اوٹھ کر مرغ بسم اللہ دیتا ہے اذان

خلق پر تو مہربان ہے خلق تیری خیرخواہ
تجھ مین خلق اللہ مین گویا خدا ہے درمیان

جو ترا دشمن ہے کرتا ہے عداوت بے خرد
شکل شیطان ہے وہ مردودِ خدائے انس و جان

کچھ نہین تعزیر کی حاجت کہ وہ اُنکی طرح
پیس ڈالیگی اوسے خود آسیائے آسمان

شامت اعمال سے جلتا ہے نارِ قہر مین
تیرہ بختی ترا اوسکی ہے اوسکو جہنم کا دھوان

کون ہے تجھسا دلاور مردِ میدانِ روزِ جنگ
روح رستم مانگتی ہے آج تک جس سے امان

تیغ تیرے ہاتھ مین وہ برق آتشبار ہے
جسکا لوہا مانتے ہین سب شجاعان جہان

چشم عزرائیل سے جوہر نہین کچھ اسمین کم
ہے طمانچہ موت کا بیشک یہ تیغ خونچکان

دشمنونکے سر گراتی ہے تری شمشیر یون
نخل سے جھڑتے ہین پتے جیسے ہنگام خزان

رعشہ ہے مریخ کے تن مین رخ خورشید زرد
رنگ دہشت سے بدلتا ہے وہ ترک آسمان

حشر برپا جنگ مین جبدم کرے آواز تیغ
صور اسرافیل اور آکر ملائے ہان مین ہان

کسطرح دم مین سر و گردن کا جھگڑا چکنے لگے
جب قدم اس تیغ کا شل حکم ہو درمیان

تیر چھوٹا شست سے جب موت کا آیا پیام
ہے در ملک عدم گویا کہ کھینچی ہین کمان

جان دشمن خاک نیزے کی سنان سے بچ رہے
ہے دم ہیجا زبان اژدر آتش فشان

تیزی اسپ سبک رو آئے کیونکر عقل مین
تنگ ہے ہنگام جولان عرصۂ کون و مکان

ہاتھ راکب کا جو ہل جائے یہ ہو صرصر قدم
تازیانے سے نہین کم اسکو تحریک عنان

تا ہدف پہونچے کمان سے چھوٹکر جبتک کہ تیر
طے کرے یہ ربع مسکون شش جہت ہفت آسمان

تا کجا طول سخن اب ہے مناسب اختصار
کس سے ہوسکتا ہے اوصاف معلی کا بیان

جب تلک دشمن زمین افلاک پر خورشید و ماہ
جب تلک گردش کرے روی زمین پر آسمان

جب تلک ہو سنگ سے پیدا الہی یاقوت و لعل
تب تلک شاخون پہ غنچے گل ہون غنچون سے عیان

مثل گل احباب تیرے اس چمن مین سرخرو
روے دشمن زرد یارب صورت باد خزان

قصیدۂ مدحیہ مشتمل بر مناظرۂ شانہ و آئینہ

مژدہ اے اہل تماشا کہ ہے ہنگام ظفر
بزم عشرت مین ہو جمع حسین رشک قمر

صرف آرایش زینت ہین حسینان جہان
بدلے جاتے ہین لباس اور مرصع زیور

بڑھیان پھولونکی ہین زیب قد و بر و دوش
دست و پا مین ہے حنا سر سے ہے منظور نظر

کرتیان ہین تکم صاف پر اونچی اونچی
بند آگیا کے گیسے زلف رسا تا بہ کمر

اسقدر مست ہی حسن کہ سر سے سر دوش
آرہا ڈھل کے دوپٹہ نہین اتنی بھی خبر

شانہ ہوتا ہے طلب آئینہ آتا ہے حضور
بنتے ہین گیسو و رخ کرتے ہین جو بن پہ نظر

شانہ و آئینہ ہین بسکہ مصاحب دونون
ایک سے ایک نے باندھی ہی رقابت پہ کمر

آئینہ شانے سے کہتا ہی کہ سر چڑھ نہ بہت
منہ کی کھائے نہ کہین چاک نہ تیرا ہو جگر

دیکھ مجکو کہ جگہ گو کہ ہے زانو پہ مری
حیرت حسن سے مہر کیطرح ہون ششدر

مرتبہ جو ہی مرا تجکو وہ حاصل ہے کہان
صاف طینت ہون صفائی کا ہی مجھ مین جوہر

کونسی بزم مین ہوتی نہین حاجت میری
خانہ بر دوش ہون پر دلمین امیرونکے ہے گھر

آبداری کا مرے سامنے دعوے جو کرے
روبرو و صاحب انصاف کے جھوٹا ہو گہر

یمن ہی اہل جہان کو مرا نظارۂ رخ
دیکھتے ہین مجھے جب دیکھتے ہین ماہ صفر

صافی قلب سے پایا ہی یہ رتبہ مینے
چاندی سونے کا دیا ہی مجھے اللہ نے گھر

اب زمانہ مجکو نہین ہی کسی جان سے عزیز
دشمن و دوست کے منھ پر ہی کشادہ مرا در

نہین رکھتا ہون لگی حال بد و نیک مین کچھ
صاف کہدیتا ہون آتا ہی جو کچھ پیش نظر

مجھ سے بھی عقدۂ نیرنگ جہان کھلتا ہی
جم کو دیتا ہے اگر جام زمانے کی خبر

بزم عالم مین فقط وجہ سے میرے اب تک
نام روشن ہی چراغ سحر اسکندر

مجلس خاص نبی مین تھی رسائی میری
ابتدا سے مرے طالع کا ہے روشن اختر

وہ صفائی مجھے حاصل ہی کہ ہر آن عزیز
جتنے اصحاب تھے رکھتے تھے مجھے پیش نظر

ہاتھ سے دامن دولت نہ کسی دم چھوٹا
اہل دولت ہی کے زانو پہ ہوئی عمر بسر

اہل تنجیم کی آنکھون مین بھی ہی قدر مری
ہون کبھی مشتری و زہرہ کبھی شمس و قمر

بولتا ہی مری تائید سے طوطی اسکا
ورنہ طوطی مین کہان ہی کوئی سرخاب کا پر

خاکساری ہی ان اوصاف پہ مجھ مین ایسی
غازۂ چہرہ نہین اور نہ بجز خاکستر

ایک تو ہی کہ نہین تجھ مین ذرا نام کو نور
زحل آسا ترے طالع کا سیہ ہی اختر

پارۂ چوب جگر چاک دنی بے قیمت — چار پیسے کو جسے مول نہ لین اہل ہنر
بال بیکا ہو حسینون کا تو توڑین ترے دانت — دانت دینے لگین اپنا تو شکستہ بہتر
قاعدہ بزم ادب کا تجھے بھولے جو کوئی — پیش جاے یہ تری ایک کرین زیر و زبر
پنجۂ شل سے نکلتا نہین ہرگز کوئی کام — خشک ہو شاخ تو اوس سے نہین امید ثمر
بال یون منھہ مین ترے ٹوٹ کے رہجاتا ہی — جسطرح شانۂ ضحاک مین تھا سانپ کا گھر
کرکری تیزی دندان سے ہوئی اور تیری — جس مین دندانے پڑین تیغ ہی وہ بے جوہر
کشمکش نے تری کانٹون مین گھسیٹا ہی تجھے — پہلوؤن مین ہین ترے خار ادہر اور ادہر
سو زبانین ہین ترے منھہ مین تو حاصل کیا ہی — گتکا کیطرح سے خاموش ہے تو آٹھہ پہر
اس لیاقت پہ یہ دعوی تجھے کیا مال ہی تو — کہ چڑھے لالہ رخان سمن اندام کے سر
کچھہ بھی غیرت ہو تو پانی مین کہین ڈوب مرے — ایسی ذلت سے تو ہے خاک مین ملنا بہتر
صاف صاف آئینے نے پڑھکے کیا جب کلام — غیر کے عیب سب اظہار کیے اپنے ہنر
کھپ گیا شانہ ملامت کا نشانہ ہو کر — ہوے تن رہت ہوے تیر کی صورت یکسر
ہمہ تن ہو کے زبان کہنے لگا یون سر دست — منھہ بنا چاہیے عاقل کو تعلی سے حذر
رتبہ میرا تجھے معلوم نہین سن مجھہ سے — منحصر ہے صفت عقدہ کشائی مجھہ پر
ہی حسینون مین رسائی تری گاہے گاہے — گو جہ زلف مین میری ہی جگہ آٹھہ پہر
راتدن خندۂ شادی سی عیان ہین کے دانت — اپنی تقدیر کو روتا ہی تری آنکھہ ہے تر
میری ہی شکل سے مقبول دل عالم ہے — پنجہ مرجان کا ہو یا پنجۂ خورشید سحر
کہتے ہین پنجۂ مژگان کو جو شانہ شاعر — اوسکو آنکھون پہ جگہ دیتے ہین ارباب نظر
ہے جو لبریز عسل شانہ زنبور عسل — اس عداوت کا سبب نام کا میرے ہی اثر
کی ہی تشدید نے پیدا جو شباہت میری — لفظ اللہ مین شامل ہے وہ کر خوب نظر
شانۂ عاج کبھی شانۂ شمشاد کبھی — شانہ مین دیکھتے ہین فال تو پاتی ہین ظفر

صاحبِ ریش نہ جبتک کہ کرے شانہ کشی
اوسمین بھی لفظ ہی شانے کا زہی عزّو شرف
تو نمانے تو نمانے مجھے کیا پروا ہے
سوچ تو دل مین ذرا عیب ہین تجھمین کتنے
سوجھتا خاک نہین کوردلی سے تجھکو
روبرو اور ترا حال ہی غیبت مین کچھ اور
چشمۂ آب تو ظاہر مین ہی باطن مین سراب
خودنمائی کے سوا تجھ مین نہین کچھ بھی صفت
صاف ہین ہی من الامس کہ شب کور ہی تو
نہ جمے پر نہ جمے شکل جو ہو ذہن نشین
قصہ کوتاہ زیادہ ہوئی دونون مین جو بحث
آئینے کا تو رخ صاف طرفدار ہوا
لشکرِ روز تو زیر علم خسرو رخ
اک طرف ماہ ہوا ایک طرف پرتو مہر
سیہ سنبل و سنبو طرف زلف سیاہ
پیر گردون سنے کہا طرفہ قیامت آئی
بیچ مین پڑکے کہا خوب نہین ہی یہ فساد
حق مین دونونکے یہ اولی ہی کہ پاس اونکے چلو
کون وہ کلب علی خان بہادرِ نامی
نقش پا تاج شرف بہر سرِ چرخ بلند
فکر کی اسپ معلی مین جو میرے دل نے
ہو نہ حاصل شرفِ پیروی پیغمبر
جل شانہ ہی جو توصیف خدای اکبر
عیب ہین جو ہی اوسے کب نظر آتا ہی ہنر
سادہ و شوخ و دریدہ دہن و بدگوہر
سخت جان تیرہ درون اصل ہی تیری پتھر
صاف عالم کا دورنگی کا ہی تجھ مین بھی اثر
دھوکے پیاسون کو دیا کرتا ہی تو شام و سحر
سادہ لوحی کے سوا تجھ مین نہین کوئی ہنر
شب تیرہ مین تجھے کچھ نہین آتا ہی نظر
نہ مٹے پر نہ مٹے بال پڑے دل مین اگر
تھے جوان دونون کے حامی اونھین پہونچی یہ خبر
باندھ لی زلف نے شانے کی حمایت پہ کمر
فوج شب بادشہِ گیسوے پرچین کی سپر
اک طرف شام ہوئی ایکطرف نور سحر
لشکرِ لالہ و گل جانب روی انور
اب کوئی آن مین ہوتا ہی جہان زیر و زبر
صلح اس جنگ سی ہر ایک طرح ہی بہتر
صاحب حکم جو ہے مہر عدالت گستر
منبع جود و سخا زیب دہ علم و ہنر
خاک پا سرمۂ بینائی چشم اختر
آگیا مطلع ثانی بھی زبان کے اوپر

مطلع

حلم اوسکا جو کرے پیش حفاظت کی سپر
ہو و آتش مین سلامت رہے پانی مین شکر

جس چمن مین نہ ہوا اوسکی حفاظت کی چلی
شاخ ارّہ ہو درختون کے لیے برگ تبر

پرتو مہر سے اوسکے ہو زمین چشمۂ مہر
شعلۂ قہر سے اوسکے ہو فلک خاکستر

چرخ کہتے ہین جسے ہے درِ دولت کی زمین
عرش کہتے ہین جسے لوگ وہ ہے کرسی زر

کاہ فربہ اثر لطف سے ہو صورتِ کوہ
قہر سے کوہ پر کاہ کی صورت لاغر

دست ہمت نے یہ تقسیم کیا مال جہان
لعل کہسار مین باقی ہے نہ دریا مین گہر

پانون جنگاہ مین رکھتے ہی عدو کی ہو شکست
سر و قدر و ز و غا ہے علم فتح و ظفر

ایک لشکر ہو مقابل تو نہ وہ منھہ موڑے
دل جو سہراب کا رکھتا ہے تو رستم کا جگر

صاحب علم جو ہین مدرسۂ عالم مین
سب وہ مشتق ہین فقط ذات معلّی مصدر

وہ کرے مُہر تو فرمان قضا ہو جاری
دستخط اوسکے ہین طغرائے منشور ظفر

ذرہ صحرائے عنایت کا ہے ربعِ مسکون
قطرہ دریائے لطافت کا ہے چرخ اخضر

صاحب تخت جو رکھتا ہے جدائی اوس سے
مثل طاؤس جدا سر سے ہے اوسکے افسر

ابھی کرنے لگین دیندار پرستش اوسکی
بت جو سنگ درِ عالی سے تراشے آذر

بخشش عام کی توصیف ہے دریا دریا
ہمتِ خاص کا آوازہ ہے کشور کشور

فیض کہتے ہین اسے جسنے مانگا پایا
گل دیے اوسنے زمین کو تو فلک کو اختر

سیکڑون وصف ہین کس کسکا لینا کوئی اسمین گزر
ایک شمہ نہو کاتب جو لکھے سو دفتر

رائے روشن نے جہان سایۂ عالی ڈالا
جرم خورشید جہانتاب ہوا حلقۂ در

لوگ کہتے ہین کہ ہے مہر کے پہلو مین ہلال
تیغ ہوتی ہے کسی روز اگر زیب کمر

دست ہمت نے ممدوح کے ہین دو چشمے
اسکو کہتے ہین جو تسنیم تو اوسکو کوثر

واہ جانبخش ہے کیا مجلس عالی کی ہوا
طرف صحن گلستان ہوا اگر اوسکا گذر

گوشِ گل مین ابھی ہو جائے سماعت پیدا
وہی حق بین ہے جسے اوس رخِ روشن کی ہے دید
بھول کر دے جو کوئی اوس کے روندا آسکے مثال
سایۂ قد مین ہے آرام سے سب خلقِ خدا
اوسکی بخشش کی ہوا ہو جو ہوا مین شامل
شست سے تیر جو چھوڑے تو ہون نسرین شکار
اوسکی ہستی سے ہوئی خلق مین پیدائش خلق
ملکِ دانش مین ہو کیا جہل کے یاجوج کا دخل
تیغ ایما سے ہوا بند ہر اک تیغ کا دم
ہو شرر مورد آفت جو جلا سے لے پیبنہ
حال احرام یہ ہے راسے منور کے حضور
بادۂ لطف سے وہ جانِ دوبارہ پائے
تیغ وہ تیغ کہ کہتے ہین جسے برقِ اجل
جنگ مین کرتی ہے یہ تیغ سپر دو ٹکڑے
ہو جو اونچی تو کرے شیرِ فلک کو جو رنگ
اسطرح جنگ مین سر تن سے گراتی ہے یہ تیغ
وہی چالون مین کیا چار عناصر کو مطیع
تیز وہ صورتِ خورشید ہے توسن کہ جسے
دامن زین نہین اوڑتے ہین ہوا کے دم سے
تیز تر ماہی دریا سے میان دریا
آب نرمی مین تو گرمی مین وہ آتش سے سوا

دیدۂ نرگس شہلا کو ہو یارا سے نظر
وہی حافظ ہے جسے مصحفِ رب ہے ازبر
لعل آسا رُخ گوہر خوشی سے احمر
ہے علمدار کے ہمراہ یہ سارا لشکر
تابشِ برق کی جا ابر سے ہو بارش زر
سرِ مریخ جدا ہو جو وہ کھینچے خنجر
کہ چمکتا ہے کہین رنگ عرض بے جوہر
قوتِ عقل سے کھینچی ہے سدِ اسکندر
تیر فرمان سے ہوے قطع ہر اک تیر کے پر
شمع روشن جو بجھائے ہو معاتب ہر ہر
جیسے ذراتِ زمین عاشقِ مہر انور
عمر مے کش کا جو لبریز ہوا ہو ساغر
قتل کفارہ کا جس مین ہے ازل سے جوہر
جس طرح چرخ پہ انگشتِ پیمبر سے قمر
ہو جو نیچی تو کرے گاو زمین کا پیکر
نخل سے گرتے ہین جس طرح کہ آندھی مین ثمر
چار حملون مین مسخر ہوے ساتون کشور
باختر سے ہے طریق دو قدم تا خاور
کسی طائر نے یہ پرواز کو کھولے شہپر
گرم رو مرغ ہوا سے بھی ہوا کے اندر
خاک سے اصل مگر تیز ہوا سے بڑھکر

گردش دیدۂ اکلیب او سے چلنے مین عنان
تازیانہ دم رفتار او سے تار نظر

بس امیر آگے نہ بڑھ روک عنان خامہ
عذر تقصیر ہے لازم دم اظہار ہنر

یا نیون اس راہ مین قاصر ہین سر عجز نگون
مدح ممدوح حقیقت مین نہین حد بشر

ہاتھ اوٹھا پھر دعا جلد کہ ہے وقت دعا
وا فرشتون نے کیے در سے ابواب اثر

جب تلک لالہ و گل سے ہے گلستان کی بہا
جب تلک چرخ پہ ہے جلوۂ خورشید و قمر

نخل امید مین یارب گل مقصد پھولین
مہر اقبال فروزندہ رہے تا محشر

قصیدہ مشتمل بر تقریظ بطرز تازہ و روش دلپذیر

ہوا جو شاہد ماہ آسمان پہ جلوہ فروش
عزیز ہالہ پھر اگرد کھول کر آغوش

سواد شب مین نظر آئے اس طرح انجم
اڑے ہون گرد مین جس طرح طفل بازی گوش

وہ چاندنی کہ ہوا قلزم ضیا مواج
لبان رعشۂ اندام رند ساغر نوش

نہ شور مردم بازار تھا نہ بانگ درا
کہین کہین جو رہا بھی تو پاسبانکا خروش

جوان و پیر و صغیر اپنے اپنے بستر پر
برنگ صورت دیبا پڑے ہوے خاموش

گلوے ناطقہ مین مرسلہ سکوت کا طوق
عذار سامعہ پنہان بزیر پردۂ گوش

نماز پڑھکے عشا کی جو مینے خواب کیا
تو پچھلی رات کو دیکھا کہ کوئی مثل سروش

جگا رہا ہے مجھے کہہ رہا ہے مجھسے یہ بات
شتاب اوٹھکے روانہ ہو کھول دیدۂ ہوش

ہوئی ہے آج مرتب وہ بزم اہل کمال
کہ جسمین جمع ہین سب تیز طبع دریا جوش

حکیم و شاعر و نثار و عالم و فاضل
صفین درست ہین بیٹھے ہوے ہین تن و توش

خلف تیری بھی جلدی ہے دیکھ سن چلکر
زہے رسائی تقدیر چشم و طالع گوش

یہ مژدہ سنکے مین خوش خوش اوٹھا روانہ ہوا
قبا عمامہ عبا کر کے زینت سر و دوش

ہوا جو داخل محفل عجب سمان دیکھا
در مکان تھا کہ کھولے ہوے تھی حور آغوش

عجیب فرش عجیب روشنی عجیب شب ماہ
بزرگ ایک بعز و وقار صدر نشین
خدا شناس خدا رس ادھر ادھر کچھ لوگ
جو لوگ تھے بیٹھے تھے سب صاحب علم
یہ رنگ دیکھ کے ایسا ہوا مین عجب سے زرد
سلام کرکے ہوا مین شریک صف لیکن
کمال مجھکو پریشان و مضطرب پاکر
کہا یہ صدر نشین پیر و مرشد عالم
فراخ حوصلہ عبد الرشید مولانا
یہ رہبر حبیب جو ہین بیٹھے ہوی ملک صورت
یہ روبرو جو ہی صف انہین سب ہین اہل کمال
یہ ہین ظہوری و طغرا و عرفی و فیضی
یہ شیخ سعدی ہی جسنے کہ چشم روشن کو
منیر و بیدل و آزاد و صائب و شوکت
طلب ہوے ہین جو یہ لوگ اسکی وجہ یہ ہے
مرید ایک ہی اس مقتدا کا خاص الخاص
مہینہ تاجور شہر مصطفے آباد
جناب کلب علیخان بہادر ذیجاہ
سحاب فیض غبار قدم ہی ہاتھ تو کیا
صدائے ضربت شمشیر وہ کہ سن سکے جسے
بلند مرتبہ ایسا کہ جسکے مطبخ مین

ہر ایک جھاڑ سے فوارہ ہاے نور کا جوش
ملک خصال فرشتہ جمال و خرقہ پوش
زبان پہ ذکر خدا دل مین معرفت کا جوش
وحید عصر فرید زمانہ صاحب ہوش
کہ سمجھے سب کوئی وارد ہی زعفرانی پوش
ہوی حواس سراسیمہ صورت مدہوش
کہا یہ مجھسے مرے ہمنشین نے گوش بگوش
زمین ہی تاج سر آسمان تہ پاپوش
تمام اہل معارف ہین جسکے حلقہ بگوش
مرید خاص ہین اسکے شراب عرفان نوش
بغور دیکھ ذرا ان مین کھول دیدہ ہوش
یہ ہین نظامی و جامی جو بیٹھے ہین مدہوش
کیا ہی نظم گلستانکی بیت مین جسنے وشش
غنی کلیم سوا انکے اور بھی ذی ہوش
زر سخن کسی کامل کا ہوگا زیور گوش
وہ مست بادہ عرفان یہ پیر بادہ فروش
مطیع شرع نبی متقی عبادت کوش
جو آنکھ اوسکی ہی حق بین تو گوش حق نیوش
جو کوس فوج ظفر موج ہی وہ رعد خروش
کھڑے ہون کان ہنر بروتن کی صورت خرگوش
طبق زمین کا ہے خوان آسمان سرپوش

چمن مین ہر گل تر اوسکے فیض سے خندان
وہ نثر خدمت مرشد مین اوسنے بھیجی ہے
نہین ہے دیر پڑھی جائیگی کوئی دم مین
سنا یہ حال تو تصویر وار بیٹھا مین
جوان فصیح بیان ایک ناگہان آیا
ملا جو اذن تو کھولی زبان سحر بیان
نکل کے طفل مضامین زبان قاری سے
زبان کا قصد کہ جاے فلک شور ثنا
کہا کسینے خوشی مین کسی سے لانا ہاتھ
اوچھالے دست زبان نے یہ اوسکے وصف مین کھول
دو چھل بڑے گل مضمون تو یہ فردوسی
کہین وہ نثر نظامی کے نظم سے بہتر
بھرے ہوے تھے ہوا مین جو لوگ نخوت سے
وہ فربہی نرہی سنکے وہ سخن سر سبز
خفا پسند ظہوری خطا مظفر طغرا
کہان جلال جلالا وشان برخوردار
قتیل کس مین کہ کھینچے وہ اپنی تیغ زبان
جو نثر ختم ہوئی خوش ہوا وہ صدر نشین
ہوا خوشی مین جو دریاے مرحمت مواج
جو پارچے کوئی پوچھے تو ایک سے اک نفیس
زیادہ اوسپہ کیا تحفہ دعا سر دست

فلک ماہ ہے ہالے سے اوسکے حلقہ بگوش
کہ نیش اہل حسد کو ہے منصفون کو ہے نوش
بسننگے کان جو اہر دم سماعت گوش
لگا کے تکیہ دیوار مطمئن خاموش
لیے ہوے کیے اجزا ورق ورق گلپوش
پڑھی وہ نثر مقفے کہ سبکے اڑ گئے ہوش
درآئے دیدۂ حساد مین مع پا کوشش
پکارتا تھا یہ سینے مین دل بجوش بجوش
جو سر سے سر تو لڑے جھومنی مین دوش بدوش
زمین تو گیا قفس آسمان ہوا گل پوش
اوٹھا یہ لطف کہ جامی بھی گر پڑے مدہوش
بیان کے نور نے کی شمع انوری خاموش
یہ رشک سے ہوی لاغر کہ گھٹ گیا تن توش
دوا ورم کی ہے جیسے گیاہ مرزنجوش
وحید فرد غلط شوکت انکسار فروش
زبان گنگ تھی جو ہاے گوش عذر نیوش
کہ ہے سخن کے قلمرو مین ایکدست فروش
ثنا و مدح مین گویا کیے لب خاموش
منگائی کشتی مع خلعت جو تھی جواہر پوش
کہین قبول کے اعدا دہنکو عجب ہوش
دیا وہ حامل خط کو کہ جاے مثل سروش

جو شعر کا ہی مصنف اوسے کری تفویض
کہ دولت ابدی پاے وہ نیاز فروش

اوٹھا جو نامہ رسان بزم ہوگئی برخاست
یہ واقعہ ہی امیر اپنے شوق کا سرجوش

خداے پاک رسول کریم کا صدقہ
صحابہ جسکے ہین روح القدس سے دوش بدوش

جہان ہمیشہ رہے اوسکی ذات سے روشن
چراغ دولت علیا کبھی نہو خاموش

رہون رکاب سعادت مین مین بھی فارغ بال
مدام سر بکف دست و غاشیہ بر دوش

قصیدہ مشتمل مضامین تعزیت

سیاہ اشک کی آنکھون نے کی ہی طیاری
کہو کہ نیزۂ مژگان کرے علمداری

ہجوم غم کا ہوا نیند ہوگئی پامال
وہ آنکھونمین طالع مین تھی جو بیداری

نگاہ دل مین ہی یون صورت جہان سیاہ
کسی مریض پہ جس طرح رات ہو بھاری

زمانہ آپ کو شاید حسین سمجھتا ہے
کہ جانتا ہی سبب فخر کا دل آزاری

پڑین جو داغ کسی دل مین بوستان سمجھے
کہے کہ نہر روان ہی جو اشک ہون جاری

عدم کو جاتے ہین ہستی سے قافلے کیا کیا
یہ شاہراہ شب و روز رہتی ہی جاری

ہر اک سوار ہے پا در رکاب عالم مین
سمند عمر مین کٹتی ہے تیز رفتاری

جو دن کو مرتے ہین ہر شام اونکے ماتم مین
پہن کے آتی ہے شب جامۂ عزاداری

اجل سے روح رہے تن مین کسطرح محفوظ
نہین ہے قلعۂ آہن یہ چار دیواری

بجا ہی گرم کچہری جو ایسی موت کی ہے
کیا ہے منشی تقدیر نے قلم جاری

امید زال جہان سے عبث ہی الفت کی
یہ ہند جانتی ہے شیوۂ جگر خواری

اوٹھا ہی آب دم تیغ مرگ کا طوفان
جو ایک ڈوب چکا دوسرے کی ہی باری

ادھر تو تیر اودھر تن پہ تیغ پڑتی ہے
کہان کہان کی بھلا ہوسکے خبرداری

ادھر مکان بنا اوس طرف مزار کھدا
ادھر لباس اودھر ہے کفن کی طیاری

سحر ہوئی ہی کھلا ہے سرا کا دروازہ
مسافرون سے کہو کوچ کی ہی طیاری

وہ خوشخرام ہوے خاک جنکے ماتم مین
زمین پہ سر کو ٹپکتے ہین کبک کہساری

وہ برق وش ہوی آزار کھینچکر معدوم
کہ جنکی خاک پہ روتا ہے ابر آذاری

لحد مین اونپہ پڑا بوجھ سیکڑون من کا
کسیکی جنسے نہ ہوتی تھی نازبرداری

زمین نے ایک جہان دام مکر مین کھینچا
لحد نہین ہے یہ ہے زنبیل بہر عیاری

کہان وہ تاج فریدونکی تھی جو آرایش
کہان وہ تخت سلیمان کی تھی جو طیاری

کہان وہ عشق زلیخا کہان وہ شاہی مصر
کہان وہ حضرت یوسف کی گرم بازاری

کہو کہ آئین نہ اسکے فریب مین عاقل
کہ باغ سبز دکھاتا ہے چرخ زنگاری

یہی حقیقت دنیا ہے تو ہے کیا دنیا
کسی سے کی نہ کرے گی کبھی وفاداری

ہوئی تھی جنکے لیے خلقت زمین و زمان
وہی جہان سے گئے پیش حضرت باری

مسافرا مین روانہ ہین آنکھ بند کیے
عدم کی راہ مین دیکھو ہے کتنی ہمواری

اگرچہ پڑتے ہین دنیا مین حادثے درات
نشست گہ ہے آخر اوٹھا کے بیماری

مگر ہوا ہے خزان آجکل ہے ایسی گرم
کہ صحن باغ ہوا جامۂ عزاداری

فسردہ ہوگئے دونون گل ریاض جہان
بہار عمر کی اک دم مین مٹ گئی ساری

یہ ایکسال مین دو حادثے پڑے ایسے
کہ اشک دیدۂ شمس و قمر ہوے جاری

جہان مین کون ہے جسکو ہوا نہ یہ ماتم
ہر ایک دل پہ پڑا زخم تیغ غم کاری

جگر یہ حضرت آقاے نامدار کا تھا
کہا یہ داغ اوٹھا کر جو مرضی باری

جناب کلب علیخان بہادر ذیجاہ
کہ جس سے امن مین ہے خلقت خدا ساری

لکھون بطرز مخاطب یہان کوئی مطلع
سنے جو اوسکو تو نیسان کرے گہرباری

مطلع

یہ تیرے عہد مین رائج ہوئی سبکباری
کہ بت سے کر نہین سکتا ہے تیغ دل بھاری

مٹا ہی نام یہ علت کا دور مین تیرے ۔ سزا ملے جو کہین ابر کو بھی آزاری
ترا خیال جو مجنون کو دے نہ قوت دل ۔ نہو سکے کبھی لیلے کی ناز برداری
رواج صدق کو مدت گذر گئی اتنی ۔ کہ چرخ بھول گیا شیوہ ہاے عیاری
کیا یہ دفع ضرر کو کہ تا بکوچۂ زخم ۔ نہو سکا گذر بوے مشک تاتاری
نگاہ لطف نے قوت یہ دی ہی صحت کو ۔ چھپی ہے دیدۂ نرگس مین جاکے بیماری
وہ رعب ہی جو یہ چھایا رہے قیامت تک ۔ دہان صور سے نکلے صدا بدشواری
وہ عدل کہ کھینچے دار موے مژگان پر ۔ کرے جو نرگس محبوب مردم آزاری
بدون مین بھی یہ اثر اب ہی حسن نیکی کا ۔ بکین گناہ تو توبہ کرے خریداری
عدو نے لذت دنیا مین مفت کھوئی جان ۔ مگس کو شہد ہوا باعث گرفتاری
جو وقت نزع بھی پانی ترا عدو مانگے ۔ زبان پہ اوسکے ہو پانی کی بوند چنگاری
ق
پہونچکے دیدۂ دشمن مین درد کہتا ہی ۔ یہان ہی مجکو سزاوار مردم آزاری
خوشی یہ اوسکو ہی ہولی کے کھیلنے مین فقط ۔ لہو ہو رنگ تو ناسور چشم پچکاری
جو سرکشون کی سزائین یہ ہین عجب کیا ہے ۔ کہ سرو بید سے لے عاریت نگونساری
نہین یہ غار زمین نے جو کی ہی سرتابی ۔ پڑے ہین زخم ترے تیغ قہر کے کاری
رہے شدید یو ہین مجرمون پہ گر تہدید ۔ یقین ہی چھوڑ دے ابلیس زشت کرداری
کسی دیار مین ہو سد رہ جو حکم ترا ۔ جگہ سے ہل نہ سکے پھر جو رسم ہو جاری
وہین ہو خانۂ زندان زبان شاعر کو ۔ سخن جو رنگ کو بگڑے سمجھ کے بیکاری
حباب ڈالین ابھی پاے موج پر چھالے ۔ مضر جو اوسکی ہو ساحل کو تیز رفتاری
یہ بلبلون مین پژمردگی ہوئی پامال ۔ خزان بہار تلک آئی تو نکلے زنہاری
بجا ہی شرح جو علم حسن کی ہو نئی ہربار ۔ کہ سات طرحسے قرآن کو پڑھتے ہین قاری
لکھے صنعت کوئی شاعر جو طبع رنگین کی ۔ تو بیت بیت مین پھر خود بخود ہو گلکاری

ہوا ہے فیض سے تیرے ہو گلستان گلخن | بنے وہ کرمک شب تاب اڑے جو چنگاری
علو مرتبہ ایسا تجھے خدا نے دیا | کہ فخر ہے شہ خاور کو کفش برداری
وہ خلق نکہت خوش جس سے عاریت | صبا نے باغ مین رکھی دکان عطاری
لباس خاص گنہگار کی خطا پوشی | طعام خاص ہے خلق خدا کی غمخواری
پڑے جو عکس ترے ہی شان عیب پوشی کا | دکھائے جوہر آئینہ شان ستاری
گہر فشان ہے خلائق پہ بسکہ دست کرم | برس رہا ہے عجب ابر رحمت باری
جو دام عشق مین تیرے ہین ہونگے دولتمند | یہ قید حضرت یوسف کی ہے گرفتاری
ہوا ہے بسکہ زمانہ ملازم سرکار | عدم مین خانہ نشین ہو گئی ہے بیکاری
نہین ہے باغ مین ہر شاخ پر شگوفۂ گل | نکل نکل کے ہوے ہین یہ جمع درباری
امیر مدحت ممدوح ہو سکے کیونکر | نہین ہین ہوش بجا فکر کی ہے بیماری
ترا یہ حال ہے اب تو کہ آسمان تجھسے | کرے جو عیش کا وعدہ تو سہو ہو طاری
گلہ عیش سے ہے دعا کر کہ ہے یہ وقت دعا | اوٹھا کے ہاتھ بدرگاہ حضرت باری
رہے یہ دولت و اقبال حشر تک قائم | ہر اک مہم مین ہمیشہ کرین مددگاری

بشر کا ذکر ہے کیا بلکہ جن مسخر ہون
مطیع حکم معلّے ہون خاکی و ناری

قصیدہ در مدح جناب مستطاب معلی القاب آیۂ رحمت ولی نعمت دام اقبالہ

عالم باغ مین پہونچا مین عجب باغ مین کل | شجر طور کو جس باغ کی کہیے کوپل
خواب مین سبزۂ خوابیدہ جو دیکھا انکا | خواب ہو طالع خوابیدہ کا خواب مخمل
سامنے اوسکے کسی اور چمن کا کیا ذکر | گلشن خلد بھی مجھکو نظر آیا جنگل
اک شگوفہ تھا اوسی باغ کا باغ عشرت | ایک غنچہ اوسی گلزار کا گلزار امل
ساغر عشرت کونین وہین کے دو پھول | میوۂ مقصد دارین وہین کے دو پھل

واہ رے نشو گل و لالہ اگر عکس پڑے
سخت حیران ہون کہ دیوار کو دون کس سے مثال
دست مژگان سے سنبھالی تھین نگہ کو آنکھین
لالہ آتا تھا نظر یون پس دیوار چمن
خط گلزار سے ہر گل پہ یہ مصرع تحریر
طوبی و سدرہ کی شاخین پی تسلیم ہین خم
ہی یہ تاثیر نمو ہاتھ جو محرم کے کٹین
قوت نامیہ کا تھا یہ تعلی سے کلام
سبزہ کاہکشان غنچہ پروین کیا
اور شاخون کا تو کیا ذکر ہے فیض نمو
خواب مین دیکھے اگر ترک فلک بانکی بہار
کچھ بھی دکھلائے اگر باد بہاری نیرنگ
ٹکڑے بدلی کے نہ تھے ہند و سوسن کے لیے
نوجوانان چمن دھوپ سے کیا کمھلاتے
ہر روش سبزے پہ وان عکس گل و لالہ نہ تھا
مور تھے رقص مین مصروف برنگ بطِ می
سینے تانے ہوی پھرتے تھے چمن مین طاؤس
لڑکھڑاتا تھا جو مستی مین کہین پائے نسیم
چمن دل مین جو عارف کے چلی وہ انکی نسیم
سوی بتخانہ جو پہونچی ہوائے جانبخش
کیا عجب وانہ اسپند ہو جلکر پھر سبز

خون لعل آئے رگ کوہ بدخشان سے نکل
کہون آئینہ تو آئینہ مین اتنا نہین دل
پھر بھی دیوار پہ جب چڑھتی تھی جاتی تھی پھسل
جس طرح شیش محل مین کوئی روشن مشعل
نقش ثانی ہی یہ فردوس ہی نقش اول
عرش تک فرش سے ہی باد بہاری کا عمل
صورت دست چنار آئین نئی سر سے نکل
طارم پست ہی اس باغ مین چرخ اول
خوشۂ تاک رگ تاک سے آیا ہی نکل
نکلے گر بات مین بھی شاخ تو پھوڑ کونپل
شب ہی کو گلشن انجم کو کرے مستاصل
گل ہون گلدان مین انگارے درون منقل
بھر کے آیا تھا وہان چھاگلو نمین گنگا جل
چتر کھولے ہوے پھرتے تھے ہوا پر بادل
سیج تھی پھولون کی بالائے بساط مخمل
جھومتے پھرتے تھے مستون کی طرح سنبل
اس تمنا مین کہ لگجائے گلے سے بادل
غنچہ کہتا تھا چٹک کر کہ خبردار سنبھل
رگ گل صد برگ نے غنچہ اسرار ازل
کلمہ توحید کا پڑھنے لگے عزا و ہبل
کہ دھوان اوٹھتے ہی بنتا ہی ہوا پر بادل

طرفۃ العین مین وہ روشنی آپہونچی قریب
قوت نامیہ کے جوش سے آئینے مین
تخم تخم اوسکا شجر بنکے نیا پھل دیتا
پانی دیتا صفتِ دامن تر وقت فشار
گرد گلزار کے ہوتا تھا تصدق خورشید
نقش پا تھا صفتِ جام لبالب مے سے
گل نسرین پہ تھا یون عکس شعاع خورشید
غنچۂ لب کا تو کیا ذکر ہے گل ہے کھلتا
ایکدم بلبل سرمست جو ہوتی تھی خموش
دل ہی کلفت کو مٹایا یہ صفا ہو گل نے
آگیا گل کی صفائی کا جو بلبل کو خیال
آمد آمد ایسی تھین نہرین کہ مقابل ہو اگر
نکہت گل سے ہر اک موج حباب گ گل
شہد کی نہر روان شکل جنان ہوتی تھی
ہوگیا لوٹ مین سامان یہ آیا جو نظر
لے اوڑی ہوش مرے حیرت نظارۂ باغ
متحیر تھا کہ یارب ہے یہ کیسا گلزار
گوش گل مین ہی ہوا طرب انگیز بھری
قمریون کو نہین کو کو سے مجال گفتار
تھا اسی فکر سے دریائے تحیر مین مین غرق
ناگہان طرف چمن مین نظر آیا اک نور

نخل مومی کو بھی لے آتی تو لے آتا پھل
کیا عجب سبزۂ زنگار سے گل آئی نخل
ٹوٹ جاتا جو کہین گر کے زمین پر کوئی پل
تھا یہ تر سایۂ دیوار چمن کا کمبل
چاہتا تھا کہ کرے لالے سے دستار بدل
رنگ پھولون سے ٹپکتا تھا کہ آیا تھا ابل
جیسے سونے کو کرین ساغر الماس مین حل
عقدۂ گیسوے خوبان جو وہان ہوتا حل
جام منقار سے آتی تھی مے نغمہ ابل
زنگ آئینے کا جس طرح مٹا دے صیقل
سر بھی بیضے سے نہ نکلا کہ گیا پانون پھسل
آب مین چشمۂ خورشید کے آجائے خلل
پر تو گل سے حباب لب جو رنگ محل
پھول پر بیٹھ کے اوڑتی تھی جو زنبور عسل
پانون کس طرح سنبھلتا کہ گیا دل ہی پھسل
آگیا غش مجھے بیہوش گرا سر کے بھل
غنچہ سے تنگ دہن کس سے معما ہو یہ حل
کون سنتا ہی جو پوچھون مین کہ کیا ہی یہ محل
بلبلون کو نہین نغمون سے کسی شاخ پہ کل
کہہ رہا تھا کہ زہے صنعت صناع ازل
آنکھ نے دل سے کہا دیکھ سکا دسکو کہ سنبھل

طرفۃ العین مین وہ روشنی آپہونچی قریب
دیکھتا کیا ہون کہ ہی بیچ مین اک حور لقا
گل کھلا فیض طراوت سے ہوا کی تازہ
حور وہ حور جسے دیکھے تو فردوس سی حور
فرق سے تا بقدم پیکر انداز و ادا
گرمی حسن سے رخسار ببھبو کا ایسا
چال وہ چال کہ بھونچال ہو جس سے لرزان
ہو زمانہ تہ و بالا جو وہ ہو مست خرام
چھا گلون کے بہی دو حکم تھے وقت رفتار
جو کڑہی آ ہوے مشکین کو ختن مین بھولے
قطرے کہتے تھے پسینے کے رخ گلگون پر
لب نازک پہ جمائی تھی بلا کی مستی
ہاے رے نازکی تھی نزاکت سے کمر
پتلیون کا جو اون آنکھونکی تماشا دیکھا
تیر پر تیر پڑے دل پہ نگاہین جو پڑین
اور کی عرض کہ اے عشوہ گر غمزہ فروش
رخ روشن کی طرح آئینہ تو مجکو کیا
کون سا باغ ہی یہ کون ہی تو مین ہون کہان
متبسم ہوا پہلے تو وہ سر مایۂ ناز
پھر او ٹھا پانون سے یہ ژاژ ادبی خوش نہین
ہوش مین یہ نہین ہی قسم نباتات سے باغ

کھل گیا دیکھتے ہی اوسکو مرے دل کا کنول
کچھہ حسین گرد ہین آ گئے ہی فروزان مشعل
پھول سوسن کا بنا اوٹھتی ہی دود مشعل
مضطرب نعرہ زنان خاک بسر آئے نکل
غمزۂ ناز سے ڈالے دل عاشق کو مسل
شمع کی طرح جسے دیکھہ کے دل جائے پگھل
چرخ پر مثل زمین جس سے پڑے اک ہلچل
ہی یقین جائے زمین پانون کے نیچے سے نکل
زندے مرجائین پڑین مردۂ صد سالہ اوچھل
بال کھولے جو حلب مین وہ دکھائی چھل بل
جوش کھا گرمی حسن آئی ہی چہرے پہ اوبل
اور آنکھونمین لگایا تھا غضب کا کاجل
کچھہ جو کاندھے سے دوپٹے کا ڈھلا تھا آنچل
دل ناداں مرے پہلو مین گیا اور مچل
نیمجان پانون پہ اوسکے مین گرا سر کے بل
رحم کر رحم بس آ گئے دل مضطر کو نہ چھل
اپنے گیسو کی طرح کر مرے عقدونکو بھی حل
تجھہ سے وحشت نہین یہ اور ہی حیرت کا محل
پھر اک انداز سے بولا یہ دکھا کر کس بل
اچھی صورت پہ گیا دیکھتے ہی خوب پھسل
ہے سراپا چمن صنعت خلاق ازل

انس کچھ آج نیا تجکو نہین ہی مجسے
نہ پری ہون مین نہ انسان ہون نہ غلمان ہون نہ حور
باغ نقشہ ہی صفات حسنہ کا اوسکی
ہاتھ پھیلائے ہین نرگس نے جو کاسہ لیکر
ہی یہ نکتہ کہ فقیران جہان کیصورت
ہاتھ پھیلائے جو شاخین زر گل دیتے ہین
اشرفی کے جو گلون کا ہی چمن مین انبار
رمز یہ ہے کہ کھلے پھولے ہین نخل امید
نظر آتی ہے جھکتی ہوئی طوطی جو تجھے
یہ اشارہ ہے کہ ہر عضو بدن حضرت کا
باردار آتے ہین تجسکو جو نظر یہ اشجار
جوش رحمت کا ہی اوس بحر کرم کے شمہ
دیکھتا ہی جو روان نہر مین پانی شفاف
پوچھتا ہی جو حقیقت کو مری ای نادان
مین زلیخا ہون وہ ہی یوسف کنعان کمال
نازنین ہین جو مرے گرد ادھر اور اودھر
جسکو سب کہتے ہین واسوخت شرارت ہی مری
شجر سیب و انار چمن خلد برین
اک ادا مین دل عالم کو مین چھل جاتا ہون
تربیت تیری ہی درپردہ مجھے مد نظر
سیر ہو عالم برزخ کی مبارک تجکو

قطعہ

کھا چکا چوٹ مرے حسن کی تو روز ازل
پر لطافت مین نزاکت مین ہون انسی افضل
حسن فطرت مین جو یوسف سے لگے کہین اکمل
اور کاسہ ہے کہ سونا ہی کیا اوسمین حل
سائل اوسکے در دولت پہ ہین ارباب دول
ہی یہ مطلب کہ وہ شخص ہین ہی وہ بیمثل و بدل
یہ اشارہ ہی کہ دولت مین ہی وہ ضرب مثل
پھول کر لائے ہین اس باغ مین اشجار جو پھل
ذوق مستی مین عنادل سے جو سنتا ہی غزل
ہی نوا سنج سپاس کرم عز و جل
پہونچے ہین اپنی مرادون کو یہ سب نخل امل
اس گلستان مین جو برساتا ہی پانی بادل
چشمۂ فیض یہ اوسکا ہے نہین گنگا جل
طبع نازک ترے آقا کی ہون ای عبد اقل
گرم ہے آٹھ پہر شاہد مضمون سے بغل
یہ قصیدہ وہ مخمس ہی یہ قطعہ وہ غزل
مثنوی سمجھے ہین جسکو ہی مری اک چھل بل
ہین مری لذت گفتار کے آگے حنظل
آہوے چین و ختن مین یہ کہان سے چھل بل
روز سنتا ہے مرے فیض سے تو تازہ غزل
ہوئی تقدیر پر ساون گئے کلفت کے نکل

تازہ تر ہونیکا باعث ہی یاس گلشن کے
شجر عیش کی پھوٹی ہے نئی اک کونپل

خلعت خاص پنہانے کو ترے آقا کے
آج کلکتے سے آئے ہین گورنر جنرل

ہوئی افزایش ملک اور بڑھے منصب بھی
جشن کا روز ہی غافل نہین حیرت کا محل

سر اوٹھا خواب تغافل سے ذرا ہوش مین آ
حل ہوے جتنے کہ عقدے تھے ترے لاینحل

تہنیت مین تجھے لازم ہی قصیدہ کہنا
آیا مین تیری مدد کے لیے قصہ فیصل

پڑھ کے دربار گہربار مین اشعار بدیع
پھل ملے مدح سے ممدوح کے بھر جیب و بغل

الغرض کان مین میرے جو یہ مژدہ پہونچا
کھل گئی ہوے جمع حواس مختل

مستعد ہو کے لکھا مطلع روشن ایسا
جس سے خورشید کے مطلع مین بھی آجاے خلل

مطلع

عدل کا تیرے زمانے مین یہ بیٹھا ہی عمل
بچہ آہو کا ہی اور شیر نیستان کی بغل

ناخن کبک بنے سیخ کباب دل باز
صید گہ مین یہ ترے عدل کا بیٹھا ہی عمل

قطعہ

عام فیض ترے حفظ کا یہ عالم مین
امن آباد ہے اب شہر کی صورت جنگل

شب تاریک مین پھرتے ہین ہرن بے کھٹکے
دیدۂ شیر کے ہی سامنے روشن مشعل

چار سو امن رعایا ہے تری شکر گذار
نام باقی نہین شکوے کا جہانتک ہی عمل

مل گئے زخم کے مانند شگافت در کوہ
نہ رہا چاک گریبان کو وہان بھی مخل

پھنک اوٹھی دشت مین ہر جادہ فتیلی کی طرح
پرتو افگن ہو اگر تیرے غضب کی مشعل

رخش گردون کی طرح گاو زمین جل جگر
منھ سے تیر سے کہین اتنا جو نکلجا ہی کہ چل

موجۂ حکم کا پانے تری ایما گر سیل
اولٹے پانون سوے کہسار پھر سر کے بل

دیہے منھ سے نکلنے کی نہین تو سر قات
گرد سے شہپر عنقا کے ہو گیا رمحل

تیر ہو حیلہ نشین جا کے کمان کے گھر مین
دم بیکار اگر حکم ہو تیرا کہ نہ چل

شکل منقار ہون دونون لب سوفار بہم
حرف لا منھ سے ترے جاے جو دو بار نکل

زلف لیلی سے ہے قیس کا دل خون ہو کر
شحنۂ نہی اگر آنکھ دکھا دے بہ مثل

گر ترے موکب اقبال و سعادت کا ہو قصد
کر سادہ بیچے کو اک یہ نحوست کا غلل

جسطرح لالے کی آنکھوں مین چمن ہے مشہد
یون ہی مریخ کی آنکھوں مین فلک ہو مقتل

جسطرح داغ ہے آغوش مین لالے کے یوہین
ڈر کے مریخ کے سینے سے لپٹ جائے زحل

بیچ سے شق ہو سر حاسد مہ فولاد کی طرح
سایہ افگن ہو تری تیغ جو بالائے جبل

ہے یقین شاخ سر گاو زمین پہ ٹھہرے
کہین ڈھو کے ہین پڑے میان ترے جو اوگل

جان غمگین ترے دشمن کی بدن سے نکلے
نالہ جیسے دل پر درد سے آتا ہے نکل

پھل نپائے ترا حاسد کبھی پھلا کے درخت
اور بالفرض جو پائے بھی تو تلوار کا پھل

جیسے گر جاتی ہے دستار سر سرکش سے
کاٹ سر سے ترے خصم کے مغز آئے نکل

کشت دل مین جو مخالف کی تری جا نکلے
جوہر تیغ ملے مور کو دانے کی بدل

رنگ اوڑ کر رخ دشمن سے پر ناوک ہو
گر اشارہ ہو ترا ناوک بے پر کو کہ چل

چشم بد دور سر مردمک دیدۂ فتح
چشم دشمن مین جسے دیکھکے آجائے سبل

کیا عجب دائرے کے گرد جو مرکز ہو محیط
وسعت خلق کا یہ دور مین تیرے ہے عمل

پانون مین خار کرے ناخن تدبیر کا کام
چاہیے لطف ترا پھر تو ہین سب عقدے حل

ڈالدے ہاتھ سے نیزے کو سماک رامح
تجکو پائے جو طرفدار سماک اعزل

گر تیری عزم کی توصیف مین شاعر لکھے
پر لگا دے صفت مور ہر اک حرف غزل

گرد اوڑ کر جو سواری کی ترے جاتی ہے
زہرہ آنکھوں مین لگاتی ہے سمجھکر کاجل

زلف جوزا کو ہے جاروب کشی کی خدمت
ہر اک آزاد غلام حبشی تیرا زحل

فیض سے تیرے مہندس صنعت مہر فلک
ایک ہی اینٹ سے چاہے تو ہو تعمیر محل

برگ گل بنتا ہے لب تک ترے آتا ہے جو شعر
بوئے گل بنکے معانی وہین آتی ہین نکل

برق و صرصر سے جو توسن کو ترے دون تمثیل
جتنے عاقل ہین کہین ہوش ہین انکی مختل

دور ہی عقل سے تشبیہ سکون و عسرت
سحر و اعجاز کی نسبت سے ہوا ایمان مین خلل

سبقت اندیش ہی ہر عضو سے عضو آخر
پیچھے رہجانے کے باعث سے ہوا داغ کفل

وصف مین گرمی رفتار کے شاعر جو سے لکھے
کر کے موزون کوئی قطعہ کہ قصیدہ کہ غزل

قطعه
نقطے کیا نقطے بھی دیوان کے یون اڑ بھاگین
دانے اسپند کے مجمر سے گئے جیسے نکل

لالے کے پھول کو آغوش صبا مین دیکھا
نظر آیا جسے رفتار مین وہ داغ کفل

قطعه
آئینہ نعل کا اوسکے ہو جو بنکر طیار
اور آنکھ اوس سے مقابل ہو تو دیکھے چل چل

حشر تک نور نظر عکس کے پیچھے دوڑے
اور ناکام ہی آخر کو گرے ہو کر شل

جتنے اوصاف ہین گھوڑے کے وہ اون مین ہی وجود
سخت سم نرم دم آگندہ سرین ہین کفل

فیلخانے مین ہین سرکار کے ہاتھی بیحد
عظمت و قد مین ہر ایک سے ہر اک افضل

ایک ہی تھی مگر اون سب مین جو سب سے ہی بلند
اوسکی تعریف کرون نام ہی اوسکا جنجل

فیل گردون بھی جو دیکھے تو جگر جائے دہل
دانت پاے کی جگہ اوسکے ہین خرطوم زفل

اور تشبیہ نئی اک مجھے سوجھی ہے ابھی
مار خرطوم ہے دندان ہین درخت صندل

پا بزنجیر ہے ہر چند مگر ہے آزاد
تاڑ کی طرح سلاسل سے وہ جاتی ہی نکل

عظمت و شان و جلالت کا ہو کیا اوسکی بیان
متشکل ہوئی ہے قدرت خلاق ازل

ہی مہ قلعۂ گردون کی کلید اوسکی کجک
فیلبان اوسپہ کہ سیمرغ ہی بالائے جبل

بسکی طرفہ ہے رفتار مین با اینہمہ شان
غیر ممکن کہ سر مور کہین جاے کچل

بس امیر آگے نہ بڑھ روک عنان فکرت
جھنے مانا کہ نہین پانون قلم کا ترے شل

ہر کہان ذرہ کہان پایۂ مدح خورشید
کر زبان بند نہین ہی یہ تعلی کا محل

شکر کر شکر کہ مداح ہوا تو اوسکا
خلق ذاتی سے چھپا دیگا خطایا و زلل

قدر دان سخن و اہل سخن ہی ممدوح
ہاتھ اوٹھا پھر دعا پیش خدا وند اجل

اور یہ کر عرض بصد عجز و خلوص و زاری
کہ خدایا بحق آل نبی مرسل

سرخرو رنگ سعادت سے ہی جتبک زہرہ روسیہ داغ نحوست سی ہے جبتک کہ زحل
حسن کو ناز رہے عشق کو جب تک کہ نیاز رہے معشوق کا جتبک دل عاشق مین عمل
جب تلک مہر سے پرنور رہے سارا عالم جب تلک ماہ کی روشن ہو فلک پر مشعل
پرتو مہ سے کتان کا ہو جگر جب تک چاک گرمی مہر سے تا موم کا دل جاے پگھل
جب تلک شہد کے حصے مین رہے شیرینی تلخکامی رہے جب تک کہ نصیب حنظل
نیش اور نوش کے باقی رہین جبتک آثار لے مزا بیٹھکے ہر پھول پہ زنبور عسل
سرو کی گر د کرے فاختہ جب تک کو کو گل کے آگے پڑھے تا بلبل شوریدہ غزل
مست جب تک ہین ساقی دریا دل پیکر شور طاؤس کرے دیکھکے جبتک بادل
جیتی امیدین ہین بر آئین مرے آقا کی خلد کیطرح سے شاداب رہے باغ امل

ملک اقبال کو یارب ہو ترقی گھڑیون
یہ کیشہر تو ہے کیا ہند مین ہو جاے عمل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کچھہ غم نہین جو پیش ہی دفتر قصور کا / عنوان نامہ نام ہے رب غفور کا

کیسی نظر حجاب جو مانع ہو نور کا / دریا سے قطرہ قصد کرے کیا عبور کا

ہمت ہی شرط راہ خدا ہے کھلی ہوئی / پہونچا وہ جسنے قصد کیا راہ دور کا

محروم اوسکے خوان تجلی سے کون ہی / حصّہ ہر ایک آنکھہ نے پایا ہے نور کا

کہتے ہی یا کریم ادھر سے اودھر گئے / لطف و غضب مین فاصلہ تھا کتنی دور کا

ہین خاک بھی ہوا تو ہوا اوسکی خاک در / چھوٹا نہ دست عجز سے دامن غرور کا

وہ صاف دل ہو مردمک چشم کی طرح / میرے سیاہ خانے مین عالم ہے نور کا

ہمی اعتقاد صاف کی اسمین رہے مدام / مینائے دل کو سنگ نہ توڑے فتور کا

زاہد لحاظ رکھہ کہ نہ گل ہو چراغ زہد / جھوکا نہ آنے پائے ہوائے غرور کا

دیکھین کہ کیا دکھائے قیامت مین شوق دید / در پیش مرحلہ ہے شہود و ظہور کا

حاضر مرے جنازے پہ ہوں سب ملائکہ
سایہ ہو سر پہ مثل سلیمان طیور کا

کیا ڈر جو قصر عفو مقام بلند ہے
زینہ لگا کے پہونچونگا عذر قصور کا

دیدار کا تو وعدہ وفا ہوگا حشر کو
ارشاد ہو علاج دل ناصبور کا

عاشق کیا ہے شوق نے تیرے حبیب پر
یارب امیدوار ہوں عفو قصور کا

دیکھا نہیں ہے مجھکو مگر شوق دید ہے
مشتاق غائبانہ ہوں تیری حضور کا

مرکر ملی نجات لحد کے فشار سے
صدقہ اکابر و شہدا کے قبور کا

پھیلا کے پاؤں چین سے سوؤں مزار میں
تکیہ نصیب سر کو ہو زانوے حور کا

یارب اکیلے رہنے کی عادت نہیں مجھے
جمگھٹ رہے مزار میں غلمان و حور کا

محشر کے روز ساقی کوثر کا واسطہ
اک جام تشنگی میں شراب طہور کا

عریاں اوٹھوں تو دامن رحمت میں دے جگہ
اک جام تشنگی میں شراب طہور کا

الفت امیر آل محمد سے فرض ہے
مشکل ہے بے سفینہ ارادہ عبور کا

تمام عاصی داخل فرد شفاعت ہوگیا
خاتمہ بالخیر احمد کی بدولت ہوگیا

مرغ عصیاں اوڑ کے صید باز رحمت ہوگیا
دنگ شاہین ترازوے عدالت ہوگیا

نہ درو تھا وقت پرسش پر رہا سر سبز میں
فرش استبرق مجھے صحن قیامت ہوگیا

گرمی خورشید محشر سے ہوئی حاصل نجات
شامیانہ سر پہ میرے ابر رحمت ہوگیا

آل احمد کی محبت کا چھپا تھا دلمیں خار
ٹرشکے محشر میں کلید باب جنت ہوگیا

جم گیا تھا دل میں جو مشق معاصی سے غبار
سرمۂ بصر دیدۂ عین عنایت ہوگیا

واہ ری رحمت جو رکھا پاؤں باکا صراط
دستگیری اس نبی کی خوف رخصت ہوگیا

جب علم کے نیچے پائی فیض احمد سے جگہ
سیری بیجری پہ انگشت شہادت ہوگیا

دفعۃً صورت بدل کر بنگئی امید یاس
خار زار رنج فرش خواب راحت ہوگیا

راستہ تھا اوّلِ منزل جو ناہموار پیش
قصرِ یاقوت و زمرد کی ہوئی آسان خرید
تشنگی میں کوثر و تسنیم کے چشموں پہ ہم

رفتہ رفتہ نردبانِ بامِ رفعت ہو گیا
باغِ جنت کا قبالہ داغِ محنت ہو گیا
اس طرح پہونچے کہ رضوان غرقِ حیرت ہو گیا

صبحِ محشر جلد چمکا را ملا ہمکو امیر
مہر کیا چمکا کہ تابان نجمِ قسمت ہو گیا

نہیں سودا فقط یوسف کو اوسکے دورِ دامان ہو گیا
مزہ عاشق کے دلسے پوچھ حسنِ شعلہ رویان کا
یہ تیری تیغ نے روکا ہی ناکا شہرِ امکان کا
دلِ پُر داغ پر یہ حسرتوں کا خون ہوتا ہے
زبانِ حال سی کہتا ہی خنجر میان سے کھنچکر
مرے ہی سامنے دامن اوٹھا کر ناز سے چلنا
تکلف حسن کا ہر موے خطِ یار میں پایا
بہارِ تازہ دل دیکھ اگر شوقِ تماشا ہے
نہو گا بند جب تک نقدِ جان باقی ہی قالب میں
بہارِ کہکشان و انجم و افلاک کیا دیکھوں
لکھے یکدست یہ مضمون ترے دستِ حنائی کے
نہ گھبرا اے دلِ وحشی سوادِ شامِ فرقت سے
خیالِ عیش کر لینگے فلک نے گو پھنسایا ہے
ہمارا بھی قفس لے ساتھ جاتا ہی جو گلشن کو
معافی ہی شیخ دھوکے میں آ ایمن بھیاں میں نے
اچھلتا ہی کلیجا ڈوبتا ہے دل خدا حافظ

گدا ادریس بھی ہی کوچۂ چاکِ گریبان کا
تماشا دیکھ پروانوں کی آنکھو نسے چراغان کا
کہ چھپایا ہی قضا کے ہاتھ پر خونِ شہیدان کا
لہو ٹپک ٹپک جاتا ہی رنگ اپنی گلستان کا
کہ گھر میں بیٹھے بہلتا ہے کوئی جی مردِ میدان کا
مجھی سے پھر گلا اوٹھا مرے چاکِ گریبان کا
نظر آیا مجھے ہر مو میں جلوہ سلیمان کا
بہشت اک پھول مرجھایا ہوا ہی اس گلستان کا
سخی کے گھر کا دروازہ ہی چاک اپنے گریبان کا
نہیں بل اچھی نہ بوٹا خوشنما ہی اس گلستان کا
مخمس جو مرے دیوان میں ہی پنجہ مرجان کا
کہ یہ سایہ بھی ہمسایہ ہی اوس زلفِ پریشان کا
تصور نیستی ہو سکتا نہیں ہی اہلِ زندان کا
ترے خرقے پہ شک مجکو ہوا اپنے گریبان کا
ترے خرقے پہ شک مجکو ہوا اپنے گریبان کا
سمندر پیر ناہی جھیلنا شبہائے ہجران کا

نچے کیا طول محشر ہمسے ہمنا کو نکی آنکھون مین
ازل سے تا ابد پہلا پہر ہے روز ہجران کا

دہان گور سے آواز یہ کانون مین آتی ہی
نہین ہی کام اس گھر مین کسی ناخواندہ مہمان کا

نہ تڑپکر دم نکلجائے مگر کھلنا نہین ممکن
تری دل کی گرہ ٹانکا ہی مرے زخم نہان کا

جگر کو دون کہ دل کو دون تباہی ناوک قاتل
کہ دو دو یا سو نہین ہی یہ ایک قطرہ آب پیکانکا

امیر آئینگے کیا کیا شمع رو راتون کو چھپ چھپ کر
نیا انداز ہوگا میرے مدفن پر چراغان کا

اگر درکار ہے رنگین تمھین تکمہ گریبان کا
لگاؤ لعل اس مین قطرۂ خون شہیدانکا

اسیر عشق ہوکر زمزمہ سن طایر جان کا
چہکتا ہے قفس مین جاکے بلبل اس گلستان کا

کنارہ مرکے ہاتھ آیا ہے ہمکو ملک ایمان کا
بڑی مشکل سے دروازہ ملا شہر خموشان کا

تمھارے بانکپن کی شان کچھ اس مین نکلتی ہے
کھینچے تو دوڑکر منھہ چوم لون شمشیر عریان کا

دھوان اوٹھتا ہی داغ آتشین سینہ سے ایسا
کہ چھپ جاتا ہی بدلی مین ہلال اپنی گریبانکا

خیال خط مین انگل جا کھٹکتا ہون جو گلشن مین
لگاتا ہی ہزارون برچھیان سبزہ گلستان کا

نظر آیا وہ چہرہ ہوتے ہوتی رک گئی وحشت
اوٹھائی اوس نے چلمن بگیا پردہ گریبانکا

جہان معشوق ہو عاشق دکھا جاتا ہی رنگ اپنا
سبیہ طوق قمری ہی دھوان سرو چراغان کا

یقین ہی بنتے بنتے ہو لبالب خون حسرت سے
اگر کاسہ بنائین کاسہ گر خون شہیدان کا

نپوچھو حال دل کا میرے آہ بے اثر دیکھو
درخت بے ثمر ہے یہ اوسی اوجڑے گلستان کا

دل سرگشتہ میرا دیکھکر یون وہ پری بولا
یہ دل کا ہیکو ہے کوئی بگولا ہی بیابان کا

کہان سامان تھا وحشت مین کہ نامہ یار کو لکھتا
دیا قاصد کو پرزہ پھاڑکر اپنے گریبان کا

زہے شوق شہادت امتحان گاہ محبت مین
قدم بڑھتے ہی ہاتھون بڑھ گیا دل مرد میدانکا

دھم رقص اوس پری نے دی جو گردش اپنی دامن کو
مری آنکھون مین عالم پھر گیا چتر سلیمان کا

تفوق رکھتی ہے سرگشتگی نخوت فروشی پر
کہین دامن سے ہوتا ہی مقام اونچا گریبانکا

وہ دیوانے ہین آنکھون کے ذرا ایما اگر کر دین
نکالے شیر کی آنکھین غزال اپنے بیابان کا

مجسے سارا زمانہ آفتاب حشر کہتا ہے
وہ اک اوترا ہوا بیچا ہاہی اپنے داغ ہجران کا

نئی تقریب پریونکی بلانے کی ہے دیوانو
کسی صحرا مین عرس آنکدن کرین چلکر سلیمان کا

ہوئی ہین بسکہ آنکھین لوٹ اوسکی جامہ زیبی پر
نگاہین کھیلتی ہین گیند اوس گوے گریبان کا

وہ زخمی ہین تڑپ کیسی چھڑکتا گر نمک قاتل
دہان زخم سے ہم چوم لیتے منھہ نمکدان کا

بڑے نادان ہین جو لوگ ڈرتے ہین امیر اس سے
اجل تو نام ہے اک زندگانی کے نگہبان کا

جنون ہے مجکو اک پردہ نشین کے دور دامان کا
گلا کاٹون جو پردہ فاش ہوجا اک گریبان کا

نظر آتا ہے دلمین رنگ کیا کیا حسن خوبان کا
تماشا دیکھتا ہون ایک غنچے مین گلستان کا

چھپا ہے عیب عریانی سے رخنت جسم عریان کا
مرا داغ جنون پیوند ہے میرے گریبان کا

کہین ضبط فغان سے عشق کے آثار چھپتے ہین
لب خاموش سے پیدا ہے صدمہ درد پنہان کا

صدا یہ قلقل مینا سے میخانے مین آتی ہے
کہ بخت سبز اک طوطی ہے مستون کے گلستان کا

نگہ اوڑتی ہوئی پریان پھنسانے کا ارادہ ہے
ہوا پر جال پھیلایا ہے کیون زلف پریشان کا

جنون کے گل کھلاتی یون صبا کو کیا سلیقہ تھا
چمن مین ہے گل صد برگ نام اپنے گریبان کا

کیا اظہار درد دل تو کھینچا میان سے خنجر
نیا نسخہ نکالا آپ نے یہ درد ہجران کا

خیال طرہ بندھ جائے نہ کیونکر چور کی صورت
طلایہ پھر رہا ہے آنکھہ مین خواب پریشان کا

عدم کو چلدیا خاموش جو عاشق ہوا اسیر
دہان یار دروازہ ہے کیا شہر خموشان کا

تمھارا پنجۂ رنگین خڑہا جب سے نگاہون پر
جمایا رنگ اوترا دل سے اپنے پنجہ مرجان کا

ترا ممنون ہون ای ضعف پردہ رہگیا میرا
چھڑایا تو نے دامن دست وحشت سے گریبان کا

ملایا خاک مین انکو جہان کی بیوفائی نے
کتابہ خط کوفی مین لکھو گور غریبان کا

تعجب کیا کمال شوق مین لپٹا جو مینا وس سے
دیا شمشیر نے دھوکا کسیکے جسم عریان کا

اسے کہتی ہین پاس از الفت دیکھ اے قاتل
سیاہی منہہ تری تار کمر سے زخم پنہان کا

زنخدان پر جو انگشت حنائی یار نے رکھی
تو مین سمجھا کہ ہے سیب ذقن پھل شاخ مرجان کا

مزاج آگئے تو دیوانون سے یون برہم نہ رہتا تھا
اثر ہے اے پری یہ صحبت زلف پریشان کا

کہان جائینگے اڑکر یہ پریرو میری چالون سے
مجاور مین بنونگا جاکے درگاہ سلیمان کا

نصیب دشمنان قاتل کو سکتا ہوگیا شاید
کہ بسمل آئینہ دکھلا رہے ہین چشم حیران کا

ہوای زلف مین اک حور کے سودا یہ چمکا ہے
بیاض صبح جنت ہے سویدا اپنے بیابان کا

امیر ایسا شگفتہ ہے ہجوم داغ سے پہلو
کہ ہر ناسور دل رخنہ ہے دیوار گلستان کا

دکھانا چاہیے کچھہ بانکپن سوداے مژگان کا
بہت اب نوک کی لیتا ہے ہر کانٹا بیابان کا

نچھوڑا تار باقی دست وحشت نے گریبان کا
دیا ہر چند مینے واسطہ یوسف کے دامان کا

جواب روضۂ رضوان ہے تختہ کوے جانان کا
قضا چھڑکاؤ کرتی پھرتی ہے خون شہیدان کا

ستمگر نے نہین کنگھے مین اپنی گوکھرو ٹانکا
نکل آیا ہے جوہر صاف شمشیر گریبان کا

بناکر آئینہ پریون کو یون خودبین کرنا تھا
سکندر کچھہ تو تجکو پاس لازم تھا سلیمان کا

زمین ہے ایک مشت خاک صحراے محبت کی
فلک چھوٹا سا اک میدان ہے دل کے بیابان کا

تردد کیا ہے تمکو یہ تو دوٹانکو نہین اچھا ہے
عدو کا زخم دل کیا چاک ہے میرے گریبان کا

دبستان جنون مین جو سبق تھا درس مین سنتے
وہ ای مجنون بر آوردہ ورق ہے میرے دیوان کا

نہ بھولے آپ کو بھولے جو دنیا کو تو کیا بھولے
یہ منت ہو اگر پوری تو بھر لیے طاق نسیان کا

کسی عارض کا آئینہ ہے اپنا دیدۂ حیران
دل صد چاک شانہ ہے کسی زلف پریشان کا

در آیا بنکے پتلی دیدۂ خورشید محشر مین
اگر اونچا اوڑا ذرہ کوئی اپنے بیابان کا

لب بام اوس پری نے بال کیا چہرے سے سرکائے
اوٹھا کر ابر کے پردے کو گویا برق نے جھانکا

ذرا سی چھیڑ مین کیون بھون تنتے ہو تم اے لوگو
اسی سے چھیڑتا ہے تمکو ہر کانٹا بیابان کا

گھٹائین غم کی چھا جاتی ہین سر تیرہ بختون کے
بلا ہی رخنہ کھلنا آپ کی زلف پریشان کا

ملایا چاہتا تھا ہاتھ سے اوس گل کے ہاتھ اپنا
یہ باعث ہی کہ شل حق نے بنایا پنجہ مرجان کا

اوترتا ہی نہین غصہ کسی دم چشم و ابرو سے
پریرویون پہ کیا تتغا ہے سرکار سلیمان کا

خیال زلف و رخ ہی رات دن آنکھون مین پھرتا ہی
اجالا صبح وصلت کا اندھیرا شام ہجران کا

مرے غم مین رواں آنسو ہین آنکھون سے حسینون کی
کہ ماتم ہو رہا ہی گھر مین پریون کے سلیمان کا

انا الحق بولتی ہین قمریان حق سر کیسا
جسے کہتے ہین دار اک سرو ہی اپنے گلستان کا

کتاب لوح محفوظ اے امیر اسکا ہے دیباچہ
سواد خامۂ کن خاتمہ ہے اپنے دیوان کا

ہم سے بگڑ کے غیر کا تو یار ہو چکا
ہونا جو تھا وہ اے بت عیار ہو چکا

ترغیب دی شراب کی پینے کی کیون اوسے
حق تو یہ ہے مین پہلے گنہگار ہو چکا

اٹکھیلی کی چلے نہ چلے چال اب وہ شوخ
فتنہ جو سو رہا تھا وہ بیدار ہو چکا

بالین پہ میرے کس لیے آیا ہی اے طبیب
تجھ سے علاج درد دل زار ہو چکا

آیا نہ ایک بار عیادت کو وہ مسیح
سو بار مین فریب سے بیمار ہو چکا

زنجیر پا ہے ضعف سے ہر موج بوریا
شاہون کا مجھ فقیر سے دربار ہو چکا

افسوس آنکھ خواب تغافل سے تب کھلی
جب آفتاب حشر نمودار ہو چکا

اب عفو وہ کرین نہ کرین اختیار ہے
امید عفو مین مین گنہگار ہو چکا

جب آستان یار پہ حاضر ہوے ہین ہم
دربان سے یہ سنا ہی کہ دربار ہو چکا

باقی ہزار شوق خط شوق نا تمام
قاصد کمر کو باندھ کے طیار ہو چکا

کافی ہے زلف جال بچھاتا ہی کس لیے
صیاد سے کہو مین گرفتار ہو چکا

دنیا مین کون غم ہے نہین جسکی بعد عیش
آئی بہار خشک جو گلزار ہو چکا

دل راہ چلتے چھین لیا مجھ سے یار نے
یوسف کا فیصلہ سر بازار ہو چکا

میرا سوال سنکے جو خاموش ہو رہے
مین خوش ہوا کہ وصل قرار ہو چکا
اب لب پہ لائین کیا ارنی صورت کلیم
محشر کے روز وعدۂ دیدار ہو چکا

باقی ہی کسکو حوصلہ اٹھانے عشق کا
رسوا امیر کوچہ و بازار ہو چکا

واعظو حشر کا ہر مرتبہ چرچا کیسا
روز کا تمنے نکالا ہے یہ جھگڑا کیسا
دیکھین جو مین بھی تو بیہوش ہون رو رو تے
سیر کیسی تری کشتی کا تماشا کیسا
مے پیو شوق سے خالق ہی رحیم اور کریم
میکشو خیر ہی اندیشۂ فردا کیسا
آشنا ذکر سے رہتی ہی فقط اپنی زبان
دوستانہ بھی کسی دوست سی شکوا کیسا
جا ے آرام نہ دیکھی کبھی اس عالم مین
نہین معلوم کہ ہے عالم بالا کیسا
نبض دیکھی تو حرارت سے جلی دست مسیح
تیرے بیمار محبت کا مداوا کیسا
نام چاہے تو نہان ہو نظر عالم سے
گوشہ گیری سے ہوا شہرہ عنقا کیسا
آبلہ پائی و بیتابی و سرگردانی
اے جنون گھر مین یہ سامان ہو تو صحرا کیسا
کبھی دیوانہ الفت نہ تمھارا سمجھا
لوگ سمجھانے کو سمجھا چکے کیسا کیسا
شک نہین اس مین کہ ہی مصرع موزون پا
پر کمر پیچ سے غایب ہی یہ سکتا کیسا
جوش وحشت ہمین اوس دشت مین لایا کہ جہان
آہوے قیس نہین ناقۂ لیلے کیسا
کہتے ہین زلف مسلسل کی لکھو تو تعریف
دیکھین اس فن مین ہی تمکو یدطولا کیسا
تری تصویر خیالی بھی نہ آئی مری پاس
رہگیا کھول کے آغوش تمنا کیسا

میرے لب تک نہین آیا ابھی نالہ بھی امیر
زلزلے سے ہی یہ عالم تہ و بالا کیسا

پوچھا نہ جاے گا جو وطن سے نکل گیا
بیکار ہے جو دانت دہن سے نکل گیا
ٹھہرین کبھی کجون مین نہ دم بھر بھی راست رو
آیا کمان مین تیر تو سن سے نکل گیا

خلعت پہنکے آنے کی تھی گھر مین آرزو
یہ حوصلہ بھی گور و کفن سے نکل گیا

پہلو مین میرے دل کو نہ اے درد کر تلاش
مدت ہوئی غریب وطن سے نکل گیا

مرغان باغ تمکو مبارک ہو سیر گل
کانٹا تھا ایک مین سو چمن سے نکل گیا

کیا رنگ تیری زلف کی بو نے اڑا دیا
کافور ہو کے مشک ختن سے نکل گیا

پیاسا ہون اسقدر کہ مرا دل جو گر پڑا
پانی ابل کے چاہ ذقن سے نکل گیا

سارا جہان نام کے پیچھے تباہ ہے
انسان کیا عقیق یمن سے نکل گیا

کانٹون نے بھی نہ دامن گلچین پکڑ لیا
بلبل کو ذبح کر کے چمن سے نکل گیا

کیا شوق تھا جو یاد سنگ یار نے کیا
ہر استخوان تڑپ کے بدن سے نکل گیا

ہے سبزہ رنگ خط بھی بنا اتو بوسہ دے
بیگانہ تھا جو سبزہ چمن سے نکل گیا

منظور عشق کو جو ہوا اوج حسن پر
قمری کا نالہ سرو چمن سے نکل گیا

مد نظر رہی ہمین ایسی رضای دوست
کاٹی زبان جو شکوہ دہن سے نکل گیا

طاؤس نے دکھائے جو اپنے بدن کے داغ
روتا ہوا سحاب چمن سے نکل گیا

صحرا مین جب ہوئی مجھے خوش چشمون کی تلاش
کوسون مین آہوان ختن سے نکل گیا

خنجر کھنچا جو میان سے چمکا میان صف
جوہر کھلے جو مرد وطن سے نکل گیا

مین شعر پڑھکے بزم سے کیا اوٹھ گیا امیر
بلبل چہک کے صحن چمن سے نکل گیا

وعدہ نہین ہے حشر کے دن کس سے دید کا
حصہ ابھی سے بانٹ رہے ہین وہ عید کا

اللہ رے انقلاب جہان پلید کا
خون حسین غازہ ہے روے یزید کا

قاتل کے کان تک نہین پہونچی ابھی فغان
کیون تیغ نے گلے کو دیا خط رسید کا

کچھ لیگئے ہین زاغ و زغن کچھ سگ و ہما
لاش اپنی بعد مرگ ہے توشہ فرید کا

کہدے کوئی حسینون سے دل بیچتا ہون مین
آئے جسے جسے ہو ارادہ خرید کا

هان ای کلید دار قضا کهول قفل بخت
کچهہ اس مین گهس نجائیگا ناخن کلید کا

کشتون کا کهیت کاٹ کی کهتی هی تیغ یار
جامہ بهی یہ قطع ہے قطع و برید کا

کیا جانتا ہے کوئی فقیری کا مرتبہ
دل نام پیر عرش لقب ہی مرید کا

پوچهو نہ حال خلق رقیب سیاہ رو
بگڑا ہوا خمیر ہے خاک یزید کا

کیا جانے رہرون کا ہوا کیا عدم مین حال
ابتک تو ایک نے نہ لکها خط رسید کا

اے ترک تیرے رعب نے ایسا دبا دیا
اوچهلا نہ خون حشر کے دن بهی شہید کا

دوزخ مین ڈالے جائینگے جسدن زربت پرست
ناقوس غل مچائے گا ہل من مزید کا

دل میرا اوسکے روے مخطط نی چهین کر
جهوٹا بنا لیا ہے قبالہ خرید کا

اب کی بہار سے مجهے آتی ہی بوی خون
آیا ہے لالہ بهیس بدلکر شہید کا

کیونکر کهنچون نہ مین طرف قرب حق امیر
پهندا مرے گلے مین ہے حبل الورید کا

آئے جسے ہو شوق تجلی کی دید کا
ہے کوہ طور ڈهیر تمهارے شہید کا

آنکهین ہین اور لطف ہی اب اوسکی دید کا
برسون جو آفتاب رہا چاند عید کا

دو دو شب فراق کا نقاش مجهہ سے لی
نقشہ جو کهینچتا ہو بعینہ یزید کا

مسجد سے سوے میکدہ ای شیخ یون نہ کهہ
بالاے طاق ہو نہ عقیدہ مرید کا

کیسی سزا کہ رعب سے قاتل کے روز حشر
نالہ گلے مین پهنسکے نہ نکلا شہید کا

کهینچا نہ ہاتهہ قتل سے قاتل نے شام تک
تکبیر کہتے کہتے کٹا روز عید کا

آنے تو دو بہار یہ دونون ہین ہم مے
خرقہ نہ پیر کا ہے نہ جبہ مرید کا

حیرت نے کر دیا ہمین تصویر پیش یار
اوٹها ذرا نہ ذائقہ گفت و شنید کا

وہ یاد ابن ساقی کوثر مین [illegible]
شامی کباب بهن سکے جگر ہو یزید کا

پیری مین مجهہ سے خنجر قاتل گلے ملا
دیکها ہے چاند تیسری تاریخ عید کا

عکسی شبیہیں کھینچیے رخسار یار کی
یہ بھی تو چھاپتا ہے کلام مجید کا

ہم منتظر کہ لائے وہان سے جواب خط
بھیجا ہے نامہ برنے خط اپنی رسید کا

اس غمکدے مین کٹ گئی یون اپنی زندگی
قیدی پہ جیسے روز گذر جاے عید کا

پوچھو نہ کچھ مرے دل زخمی کا مجھ سے حال
انشا قتیل کی ہے یہ دیوان شہید کا

کسدن نہین ہین چار گدا چار میہمان
رزق اپنا اے امیر ہے توشہ فرید کا

مجھکو محب سمجھ کے حسین شہید کا
کرتا ہے قافیہ تنگ بھی یزید کا

یہ شوق ہے جو خلق کو قاتل کی دید کا
جاے شہاب خون ٹپکے گا شہید کا

ہوتے ہین تر پسینے سے آغوش مین حسین
پھولون سے مجھکو ڈھب ہے عرق کی کشید کا

اترا گئے ہین جو لوگ بہت کر لباس نو
ہنستا ہے چاک پیرہن صبح عید کا

بت بنکے وقت نزع نہ بالین پہ میرے بیٹھ
ہوتا ہے آج خاتمہ گفت و شنید کا

ثابت ہوا عدم کو مسافر پہونچ گیا
تعویذ قبر پر نہین خط ہے رسید کا

کرتا ہے مثل چرخ زمانہ بھی پائمال
مسلک جو پیر کا وہ چلن ہے مرید کا

گردن تو کیا نہین مرے اعضا کو خوف تیغ
دل ایک ایک رگ کو ہے حبل الورید کا

کھولینگے لات مار کے ہم میکدے کا در
پاپوش اپنی کام کرے گی کلید کا

کیسا جواب خط کہ ہوا نامہ بر کا خون
کاغذ پکارتا ہے یہ خط کی رسید کا

نازک ہے دل مین وعظ کی مجلس مین جاؤن کیا
ورد ہے مجھکو ذکر عذاب شدید کا

پیر مغان نے مجھکو سنبھالا تو کیا ہوا
ہر پیر دستگیر ہے اپنے مرید کا

باطن مین غم ہے عشرت دنیا ہے ظاہری
پہنے ہوے لباس محرم ہے عید کا

مہدی کی ٹٹیان نہین پر پھیر باغبان
کیون اپنے ہاتھ صاف ہے قطع و برید کا

فاقے سے ہون تو صاحب غیرت ترنج کرین
دعوت خلیل کی ہو کہ توشہ فرید کا

اٹھہ اوٹھہ کے بیٹھنے سے ہوی کشتہ ہم امیر
خنجر پھرا گلے پہ ملاقات عید کا

ہر دل کو شوق اوس بت قاتل کی دید کا
مژدہ ہو میکشو کہ ہوا چاند عید کا

یارب رہے وہ چاہِ ذقن خط سے حفظ مین
محتاج قفل میکدہ تھا اس کلید کا

جی چاہے جس حسین کا وہ لیجے ہمسے جنسِ دل
گھیرے نہ اس فراط کو لشکر یزید کا

دنیا پرست کیا رہ عقبے کرینگے طے
سرمایۂ کریم ہے توشہ فرید کا

وہ مست ہون کہ مینے شبِ قدر کی دعا
نکلے گا خاک گھر سے قدم زن مرید کا

کس گلبدن نے ہاتھہ سرِ رہ لگا دیا
روزے تمام ہون کہین دن آئی عید کا

ہونے بنائے غیر لعبت گیر یار سے
پھولون کی سیج ہے جو جنازہ شہید کا

اپنی کہین کہ اوسکی سنین وقت نزع ہم
اللہ یون ہی روز گذر جاے عید کا

سارا حساب ختم ہوا حشر ہو چکا
دردا کہ وقت تنگ ہی گفت و شنید کا

بک بک کے روز کھاتے ہین وعظ مرا دماغ
پوچھا گیا نہ حال تمھارے شہید کا

لوٹے گی لذتِ لب شیرین مری زبان
سمجھے ہین شاید اسکو بھی توشہ فرید کا

شیطان کبھی رقیب سے ہوتا نہین جدا
قفل رہن پر اوسکے ہی دانت اسکلید کا

ضائع نجاے دل پہ جو کھایا ہی داغ غم
اولٹی ہے بات پیر ہے پیر و مرید کا
یارب چراغ ہو کسی قبر شہید کا

جا کر سفر مین بھول گئے ہمکو وہ امیر
ہان اور دوستون نے لکھا خط رسید کا

اللہ رے مکر صاحب بخل شدید کا
گاڑے تو زر مزار بنا لے شہید کا

گردن کو تیغ سے نہین رشتہ بعید کا
ڈورا جو باڑھہ کا ہے وہ حبل الورید کا

اُس کوچے کے گدائے تہیدست ہین وہ ہم
رضوان سے ہے ارادہ جنان کی خرید کا

کرتی ہین دل کو خون اون آنکھونکی پتلیان
اون مغبچون کو ذوق ہی پیری کی کشید کا

کیونکر نہ مثل قفل کھلیگا دہان یار
اک دن کرے گی کام کلیسہ کا

تحقیقت درد دل کا کرونگا جو مین سوال
نکلیگا جملہ جعفر ہین ہل من مزید کا

ہوا اوس سے بوسۂ لب شیرین کی کیا امید
شربت یہ فاتحہ بھی نہ دے جو شہید کا

خطِ عذار یار کا کیا وصف کیجیے
نوروز کا یہ زائچہ خطبہ ہی عید کا

باتین مری سنین تو یہ منھہ پھیر کر کہا
تار اس کمند مین نہین دل کی کشید کا

صحرا و کوہ کشتۂ الفت کہان نہین
ہر لالہ ہے چراغ مزار شہید کا

لیتی ہے بوسے عارض محبوب کے وہ لب
کافر کو بھی ادب ہے کلام مجید کا

حجام میرے دل کا دکھا دے جو آئینہ
اونسے زیادہ وہ دن اونہین انعام عید کا

کندن سا رنگ یار دکھائے جو رخ ہو زرد
زر سے ارادہ چاہیے زر کی کشید کا

کتنا ہے سخت قلب رقیب سیاہ رد
نطفہ یہ شمر کا ہے کہ بچہ یزید کا

قفل سے کم نہین ہی قلمدان مرا امیر
ہر کلک ہے گلوے بریدہ شہید کا

خط عارض نے دل اہل ستم توڑ دیا
بیت ابرو نے ہلالی کا قلم توڑ دیا

اس کڑی کا تحمل تھا کہان شیشۂ دل
وہ کہی بات کہ دل تونے صنم توڑ دیا

اہل محشر یہ ہی احسان ترے دیوانی کا
سر کو ٹکرا کے در باغ ارم توڑ دیا

باندھتے غیر کو جوڑا ترا ہم دیکھ سکین
رشتۂ الفت کا تری سر کی قسم توڑ دیا

دل نے اک آہ مین نابود کیا انجم کو
سب جتھا کھینچ کے شمشیر دودم توڑ دیا

حکم ہے یہ کہ نہ آئے کوئی دروازے پہ
آسرا تونے عزیزون کا صنم توڑ دیا

صفحۂ دہر پہ صورت گر قدرت نے امیر
اوسکی تصویر وہ کھینچی کہ قلم توڑ دیا

ہمسرِ زلف لقدِ حور شمائل ٹھہرا
لام کا خوب الف قد مقابل ٹھہرا

دیدۂ تر سے جو دامن مین گرا دل ٹھہرا
بہتے بہتے یہ سفینہ لبِ ساحل ٹھہرا

کی نظر روے کتابی پہ تو کچھ نہ دل ٹھہرا
مکتبِ شوق بھی قرآن کی منزل ٹھہرا

نکہتِ گل سے پریشان ہوا اوسکا دماغ
خندۂ گل نہ ہوا شورِ عنادل ٹھہرا

نجد سے قیس جو آیا مرے زندان کیطرف
دیر تک گوش بر آوازِ سلاسل ٹھہرا

حسن جس طفل کا چمکا وہ ہوا باعثِ قتل
جسنے تلوار سنبھالی مرا قاتل ٹھہرا

خط جو نکلا رخِ جانان پہ ملا بوسۂ خال
یہی دانہ فقط اِس کشت کا حاصل ٹھہرا

علم اک نقطہ جو مشہور تھا اسے جوشِ جنون
غور سے کی جو نظر نقطۂ باطل ٹھہرا

دور جب تک تھے تڑپتا تھا مین کیسا کیسا
پاس آکر جو وہ ٹھہرے تو مرا دل ٹھہرا

کثرتِ داغ سے گلدستہ بنا دل تو کیا
زینتِ باغ نہ آرایشِ محفل ٹھہرا

دوڑتا قیس بھی آتا ہے نہایت ہی قریب
اک ذرا ناقے کو اے صاحبِ محمل ٹھہرا

دم جو بیتاب تھا مدت سے مرے سینے مین
تیغِ قاتل کے تلے کچھ دمِ بسمل ٹھہرا

ہم بڑی دور سے آئے ہین تمھارا ہے یہ حال
گھر سے دروازے تک آنا کٹھن منزل ٹھہرا

اب تک آتی ہے صدا تربتِ لیلیٰ سے امیر
ساربان اب تو خدا کے لیے محمل ٹھہرا

بیگانہ ہو کے سارے جہان سے جدا ہوا
اے عالمِ آشنا جو ترا آشنا ہوا

سمجھے کفن نصیب جو بعد فنا ہوا
سرکارِ عشق سے ہمین خلعت عطا ہوا

دریاے معرفت سے جو دل آشنا ہوا
ترکِ خودی سفینۂ اہلِ فنا ہوا

بختِ سیہ نہ ضعف مین ہمسے جدا ہوا
قدِ خمیدہ حلقۂ زلفِ دوتا ہوا

مین مٹ گیا تو وہ بھی مرے ساتھ مٹ گیا
سایے سے خوب حقِ رفاقت ادا ہوا

پچھتا رہے ہین خون مرا کر کے کیون حضور
اب اسپہ خاک ڈالیے جو کچھ ہوا ہوا

چالاکیاں تو دیکھو مجھے قتل کر کے خود
اوروں سے پوچھتے ہیں یہ کیا ماجرا ہوا

زائل ہوئی نہ بھیس بدلنے سے بوے عشق
تصویر میں بھی رنگ ہے رُخ سے اوڑا ہوا

ہر دل کا ہر مہری معشوق سے یہ حال
جیسے درخت برف سے کوئی جلا ہوا

مرنے کے بعد کیسے پریشان ہیں عضو تن
کیا کیا ورق کتاب سے اپنے جدا ہوا

یاد کمر میں بھول گئی دل کو طرز آہ
کاسے میں اپنے بال پڑا بے صدا ہوا

جب سامنا ہوا دل عشاق کھنچ گئے
گیسو کا حلقہ بھی دہن اژدہا ہوا

یہ ضعف سے سبک ہوں کہ نقش قدم مرا
پڑتا تو ہے زمیں پہ لیکن مٹا ہوا

آئینہ اوسکو کسنے دکھایا غضب کیا
جلادِ خلق ایک تو تھا دوسرا ہوا

بوسہ طلب کیا تو یہ کہنے لگا وہ بت
قدرت خدا کی تمکو بھی یہ حوصلا ہوا

خالی قدح دکھائے مجھے کیوں نہ دور سے
ساقی کا دل ہے میری طرف سے پھرا ہوا

شاید خطا اوس ہتیلے کی حلقے تھے جال کے
آتے ہی قید طائر رنگ حنا ہوا

ڈھونڈھا نہ کب بہانہ مرے دل نے بہر رنج
ماتم کیا اگر کوئی روزہ قضا ہوا

چاہ ذقن کو چاہ مہ مصر کیا کہوں
مضمون ہے یہ میری نظر سے گرا ہوا

ایسا نہو کہ کوئی تجھے چھپ کے دیکھ لے
آئینہ دیکھ چار طرف دیکھتا ہوا

قاتل ستم ہے رشتۂ الفت کا توڑنا
یوں قتل کر کہ کچھ رہے تسمہ لگا ہوا

کشتے کی اپنے تجکو ہے اے ترک کچھ خبر
آتا ہے ساتھ ساتھ ترے لوٹتا ہوا

آٹھوں پہر ہے جلوۂ معشوق سامنے
ہے مدتوں سے بیچ کا پردہ اوٹھا ہوا

دنیا کی مرگ و زیست نہیں ہے کسیکے ہاتھ
آئے تو کیا جو آپ نہ آئے تو کیا ہوا

نامہ دیا تو اوس گل گلزار حسن تک
دم میں پہونچ گیا مرا قاصد ہوا ہوا

چہرہ اُتر گیا نظر کہ پری کوئی دیکھ لی
سودا ہوا ہے امیرؔ کو کیا جانے کیا ہوا

فراقِ یار نے ہمین مجکو رات بھر رکھا
کبھی تکیہ ادھر رکھا کبھی تکیہ اودھر رکھا

شکستِ دل کا باقی ہمنے غربت مین اثر رکھا
لکھا اہلِ وطن کو خط تو اک گوشہ کتر رکھا

برابر آئینے کے بھی نہ سمجھے قدر وہ دل کی
اسے زیرِ قدم رکھا اوسے پیشِ نظر رکھا

مٹائے دیدہ و دل دونون میرے اشکِ خونین نے
عجب یہ طفل ابتر تھا نہ گھر رکھا نہ در رکھا

تمھارے سنگِ در کا ایک ٹکڑا بھی جو ہاتھ آیا
عزیز ایسا کیا مرکر اوسے چھاتی پہ دھر رکھا

جنان مین ساتھ اپنے کیون نہ لیجاؤنگا ناصح کو
سلوک ایسا ہی میرے ساتھ ہی حضرت نے کر رکھا

نہ کی کسنے سفارش میری وقتِ قتل قاتل سے
کمان نے ہاتھ جوڑے تیغ نے قدمون پہ سر رکھا

غضب ہے بے وہ میرے آتے ہی معلوم ہوتا ہے
جگہ خالی جو پائی یار کو غیرون نے بھر رکھا

بڑا احسان ہے میرے سر پہ اوسکی لغزشِ پا کا
کہ اوسنے بے تحاشا ہاتھ میرے دوش پر رکھا

زمین مین دانہ گندم صفت مین ہم ہوئے گوہر
ہمارے عجز نے ہر معرکہ مین ہمکو ور رکھا

ترے ہر نقشِ پا کو رہگذر مین سجدہ گہ سمجھے
جہان تونے قدم رکھا وہان ہمنے بھی سر رکھا

امیر اچھا شگون مر لیا ساقی کی فرقت مین
جو برسا ابرِ رحمت جائے مے شیشون مین بھر رکھا

جلانا چاہتی ہے جب کسی سرسبز گلشن کا
تو بجلی طوف کر جاتی ہے پہلے میرے خرمن کا

وہ ہون جانباز مقتل پر گمان ہے مجکو گلشن کا
ترانہ بلبلون کا جانتا ہون بولنا رن کا

ترا خنجر گلے پر غیر کے کیونکر نہ رک جائے
کہ یہ غمزہ تو اے سفاک حق ہے میری گردن کا

نہ پوچھو دیکھنے کا حال ہمنے کچھ نہین دیکھا
کیا نرگس کی آنکھون سے تماشا سارے گلشن کا

بہار آئی ہے اے دستِ جنون یا عید آئی ہے
گریبان سے گلے ملنے چلا ہے چاک دامن کا

کبھی تاکیگا کبھی مہتاب جھانکے گا
کھلا رہنا نہین اچھا ترے کمرے کے روزن کا

بصیرت ہو تو انسان رمز سمجھے چشم و مژگان کی
لیے ہین تیلیان آنکھون پہ پردہ تیری چلمن کا

کبھی کعبے کبھی بتخانے مین دیکھا جو تھا مجکو
ہوا مجمع مرے تابوت پر شیخ و برہمن کا

ہین اک پردہ نشین صاحب عصمت کا زخمی ہون
مرے زخمون مین لازم صونہی یوسف کے دامن کا

دھڑی مسی کی ہونٹھون پر جمی ہے خیر ہو یارب
کرینگے سیر گلشن رنگ اوڑیگا آج سوسن کا

تہ شمشیر قاتل کیطرف حسرت سے تکتا ہون
وہ بسمل ہون خبر سر کی نہ مجکو ہوش گردن کا

بلون کفار مین جاکر شکست کفر کی خاطر
بتون کو توڑتا ہے بھیس بدلون مین برہمن کا

تردد کیون ہے یارونکو کہان گاڑین کہان تو ہین
جہان وہ پانون رکھدین ہے ٹھکانا میرے مدفن کا

نہ گل ہنستے نہ غنچے مسکراتے دونون رودیتے
تمھین کو بلبلو آتا نہین انداز شیون کا

لب جانبخش پر مسی نہین اوسنے جمائی ہے
ہوا ہے چشمۂ حیوان مین پیدا پھول آہن کا

ہلال و بدر دونون مین امیر اوسکی تجلی ہے
یہ خاکہ ہے جوانی کا وہ نقشہ ہے لڑکپن کا

کھڑا ہوتا ہون بیعت کو کہ دامن شیخ پرفن کا
وہ رہرو ہون کہ آگا باندھتا ہون جاکے رہزن کا

خیال آیا جو ساقی اوس صراحی دار گردن کا
پڑا پھندا گلے مین گرگئی مے ڈھل گیا منکا

موے پر شرم عصیان حرز بازو ہوگئی مجکو
سمٹ کر گنبد مدفن ہوا تعویذ مدفن کا

قدم یان پھونک کر رکھتی ہے بجلی بھی جو آتی ہے
ہنسی سمجھا ہے گلچین پھونکنا میرے نشیمن کا

اوٹھالون سختیان لاکھون کڑی ٹوٹ نہین سکتی
مین دل رکھتا ہون شیشے کا جگر رکھتا ہون آہن کا

بہاے تیغ بران نقد جان اہل جرات ہے
بہت ہی تیز بازار اجل مین نرخ آہن کا

وہ مشتاق شہادت ہون کمی جلاد اگر کرتا
لگاتا تازیانہ بڑھکے تسمہ میری گردن کا

تصور سے سمن رویون کے یہ خالی نہین رہتا
ہمارا دل ہے یا کمرہ ہے کوئی کنج گلشن کا

مسی مالیدہ لب سے کی ہے کلی جس جگہ اوسنے
قیامت تک اوگیگا اوس زمین مین پھول سوسن کا

وہ محو درد الفت ہون کہ مجکو سیر گلشن مین
چٹکنے مین ہے غنچون کے مزا بلبل کے شیون کا

کرم فرما جو ہو ابر کرم میری زراعت پر
نہ بنے برق تجلی دانہ دانہ میرے خرمن کا

یہ کس گریان کا ساقی میکدے مین [illegible]
کہ غل ہے میکشون مین خاتمہ ہے آج ساون کا

پھلے پھولے چمن مین دفن کرنا چاہیے مجھکو
کہ ہون مارا ہوا اک نوجوان گلرو کی جوبن کا

امیر آیا نظر جب چودھوین کا چاند سمجھے ہم
کسی نقاش نے کھینچا ہی نقشہ اوسکے جوبن کا

سیر اگر میرے سیہ خانے کی موسی کرتا
جل کے خاموش چراغ ید بیضا کرتا

ابر وگر دیتیمی مین جو پیدا کرتا
گوہر اشک کو مین آنکھہ کا تارا کرتا

ہاتھہ رکھے مین اوٹھا زخم گلو پر دم حشر
مجھسے ہوتا کہ مین جلاد کو رسوا کرتا

تو وہ بت ہی تری نخوت سے جو ہوتا آگاہ
کبھی فرعون خدائی کا نہ دعوی کرتا

جب تلک گنبد دوار کا ہوتا اک دور
گردشین لاکھہ ترا بادیہ پیما کرتا

نور آنکھون مین نہین نام کو نرگس کیطرح
خاک اس گلشن ہستی کا تماشا کرتا

خط پشت لب جانبخش نہین جای عجب
خضر سے کیون نہ ملاقات مسیحا کرتا

اے اجل دن ترے آنیکا جو ہوتا معلوم
کچھہ مین سامان تری دعوت کا مہیا کرتا

غم اوٹھانے کو بہت تھے ترے بندے یارب
کیا کمی تھی اگر اک مجھکو نہ پیدا کرتا

وہ جو امید برآری پہ امیر آجاتے
پہلے مین ترک تمنا کی تمنا کرتا

غبار اوسکے لب بام تک بلند ہوا
ہواے تند کا جھونکا مجھے کمند ہوا

جہان کسی کا دکھا دل مین دردمند ہوا
جلا مین آگ پہ نالان اگر سپند ہوا

کھلا ہے باب اجابت دعا تو کر غافل
در کریم سنا ہے کبھی کہ بند ہوا

برنگ اشک ندامت گرا جو آنکھہ سے مین
خدا کے سامنے رتبہ مرا بلند ہوا

گلا وہ ہے جو تری تیغ کو ہوا مقبول
جگر وہ ہے جو ترے تیر کو پسند ہوا

کیا وفور معاصی نے حوصلے کو یہ پست
کبھی نہ شرم سے دست دعا بلند ہوا

یہ دل مرا ہے کہ جس مین خیال یار ہے نقش
کبھی سنا ہے کہ عکس آئینے مین بند ہوا

کیا قبول نہ گل نے مرے گریبان کو
کبھی نہ خار کو دامن مرا پسند ہوا

تمھاری آنکھ کی دوری نے دل مرا کھینچا
نہال تاک کا ریشہ اسے کمند ہوا

چھڑک کے آئی وہ زلفِ سیاہ پر افشان
شب وصال ستارہ مرا بلند ہوا

نبو جیہہ الفت خالِ سیاہ کا باعث
پسند اپنی ہی مجکو یہی پسند ہوا

کوئی حسین نظر آیا بنا مین عاشق زار
جو گرم ناز ہوا مین نیاز مند ہوا

مزہ ملا سگِ جانان کو استخوان کھا کر
ہزار شکر کہ ہدیہ مرا پسند ہوا

برنگ شمع جلایا یہ سوز الفت نے
کہ شعلہ آگ کا سر سے مرے بلند ہوا

کھلا جو یار کا جوڑا تو دل کھنچا میرا
بڑھا جو گیسوے جانان مجھے کمند ہوا

لکھا تھا خط مین جو حال اپنی چشم حیران کا
ہزار بند لفافہ کیا نہ بند ہوا

امیر پاے طلب جب سے توڑ کر بیٹھے
کبھی نہ ہاتھ سوے اغنیا بلند ہوا

نکالینگے نہ شمشیر بران حوصلہ دل کا
دہانِ زخم سے ہم چوم لینگے ہاتھ قاتل کا

تڑپنے مین دکھا جاتی ہی کچھ انداز بسمل کا
مگر کھایا ہے جوہر کا برق نے بھی تیغ قاتل کا

عجب کیا ہی اگر گردون شہید سون سے کھنچتا ہے
محلہ چھوڑ دے ممسک جو ہمسایہ ہو سایل کا

سفر مین یاد اوسکے مصحفِ عارض کی ایسی ہے
کہ ہر منزل پہ دھوکا ہی مجھے قرآن کی منزل کا

پھر اک شستو ہے کیونکر دامنِ مقتل مین حیران ہون
نہین نکلا ابھی تک آستین سے ہاتھ قاتل کا

یقین ہی دیکھتا عالم نہین سے شکل حورونکی
در جنت مین آئینہ اگر ہوتا مرے دل کا

کیا تو آب و دانہ ترک راہ عشق مین لیکن
بہت دشوار روزہ رکھکے طی کرنا ہی منزل کا

فنا داوس ترک کو عشاق مین مدنظر ٹھہرا
نئی سوجھی نکلا بسمل سے کٹوآتا ہی بسمل کا

بھلا کر بانگ کی الفت کیا برباد آنکھون نے
ٹھگون نے مجکو مارا رستہ بھٹکا کے منزل کا

سنو جبتک کہ حکم اوسکا کرے وہ قتل کیا ممکن
کہ عزرائیل اک جلاد ہی سرکار قاتل کا

حسینون کا گھٹا یا رتبہ ایسا حسن نے تیرے
گمان مجنون کو ہی اب خیمۂ لیلےٰ پہ محمل کا

اثر ہے ناتوانی کا یہانتک بعد مرنے کے
کہ رستم بنتے بنتے زال بنجاے مری گل کا

لگا خنجر جو سینے پر ہوے کیا کیا رہا قیدی
ہزارون حسرتین نکلین ہو دروازہ کھلا دل کا

مدام سخت جانی ذبح کرنیکو وہ بیٹھا ہے
کوئی دم اور چھاتی سے لگا لون پانون قاتل کا

رہِ الفت مین بی آئی ذقن کی دلکو آفت ہے
مسافر کی قضا ہی چاہ اگر ہو خشک منزل کا

امیر ایسا کیا بیتاب شوقِ قتل نے میرے
کہ ہے اوس ترک کے خنجر پہ عالم مرغِ بسمل کا

تری گردن پہ ہوگا خون حسرت تمہارے بسمل کا
نگاہِ یاس بس کر دل بھرا آتا ہی قاتل کا

نشان ای نامہ بر کیا پوچھتا ہی قصرِ قاتل کا
لگا ہے آئینہ ہر ایک در مین چشمِ بسمل کا

فرشتون پر عیان ہی سحر اوس زہرہ شمائل کا
خطِ چاہِ ذقن ہی یا دھوان ہی چاہِ بابل کا

مزاج ایسا تڑپنے سے ہی برہم میرے قاتل کا
چھری دیکر پکڑ رکھتا ہے بازو مرغِ بسمل کا

عجب کیا تن پہ میرے زخم دامن دار کا ہونا
اوڑا یا ڈھنگ چاک آستین نے دستِ قاتل کا

نکیرین اک ذرا دم لینے دو پھر لڑ جھگڑ لینا
ابھی تو مین تھکا ماندہ چلا آتا ہون منزل کا

الگ یارون سے بٹھلاؤ بلایا ہے جو غیرون کو
جدا دفتر سے رہنا چاہیے افرادِ باطل کا

زبان پر تذکرہ اوس تیغِ ابرو کا جو ہی ہر دم
صدا میری کہ نالہ ہے گلو سے مرغِ بسمل کا

ضعیف ایسا کیا ہے سختیِ راہِ محبت نے
کہ چلنا دو قدم کرنا ہی طے دو لاکھ منزل کا

وہ گریان ہین نہ ہی بے آب خو دلبر یہ پانی سے
بنائین کاسہ گر کاسہ اگر کوئی مری گل کا

جوانی مین نکر غفلت سفر کرنا ہے پیری مین
مسافر رات سے کرتا ہی سامان دن کی منزل کا

الٰہی بعد مردن بھی رہے مشقِ ستم مجھ پر
لگائین تیر جب تو وہ بنائین وہ مری گل کا

کسینے لفظِ رخ بے نقطہ کب عالم مین دیکھا ہے
نہو تا کس طرح نقطہ رخِ محبوب پر تل کا

جو پھیری آنکھ غیرون سے تو اوٹھا لطف یارون کو
تمھاری سرد مہری نے جما یا رنگ محفل کا

ترقی حد سے بڑھ جائی تو ہوتا ہے زوال آخر
سوا ہے ایک شب سے کب زمانہ ماہ کامل کا

وہ ہے خونریز عالم تو جو رکھدی ناز سے اونگلی
تو عالم مرغ بسم اللہ مین ہو مرغ بسمل کا

کریگی اتنی نکر رسوا کریگی کیا قیامت مین
کہین الٰہی سخت جانی ہاتھہ چھوٹا ہو قاتل کا

الٰہی اشک بھر آتے تھے اونکی سر آہون پر
تڑپنا کسطرح دیکھا گیا اونسے مرے دل کا

نئی معراج پائی ہے غبار گور مجنون نے
بگولا جو اوٹھا قبہ بنا لیلی کے محمل کا

امیر اتنا ہوا ثابت کشاکش سے محبت کے
مسافر کو لیے جاتا ہے کھینچے شوق منزل کا

اوسکی چلمن سے نہ عاشق کو جدا رہنا تھا
زد پہ تیر نگہ ناز کے آ رہنا تھا

سرفروئی بھی جو منظور تھا مانند حنا
دل کو اوس شوخ کے قدمون سے لگا رہنا تھا

ہوگیا بند در میکدہ کیا قہر ہوا
باب رتوبہ کی طرح اوسکو کھلا رہنا تھا

شوق پابوس حسینان جو تجھے تھا اے دل
نقش پا بنکے سر راہ پڑا رہنا تھا

چشم نرگس نہ ملی دیدۂ آہو نہ ملا
اے حیا تجکو اونہین آنکھون مین کیا رہنا تھا

بھولنا تھا نہ بہار چمن ہستی پر
رنگ سے بو کی طرح گل کو جدا رہنا تھا

آئے بتخانہ سے کعبے کو تو کیا بھر پایا
جا پڑے تھے تو وہین ہمکو پڑا رہنا تھا

ملکے عالم سے ہوا اور ہی عالم اپنا
اپنے عالم مین ہمین سب سے جدا رہنا تھا

تھی اگر برق تجلی کو نمائش منظور
بنکے شوخی تری چتون مین بنا رہنا تھا

کیون گیا کوچۂ گیسو مین جو آفت مین پھنسا
میرے دلکو مری چھاتی سے لگا رہنا تھا

تیغ اوسکی جو رہے مجسے کشیدہ تو رہے
داہن یار کو مجھسے نہ کھنچا رہنا تھا

شاید اوس ترک کے توسن ہی کو رحم آجاتا
نیم جانون کو سر راہ پڑا رہنا تھا

لن ترانی ار نی گو کو بھی کہنا تھا ضرور
عشق کو حسن کے پردے مین چھپا رہنا تھا

تھا اگر فتنہ محشر کو دوبالا ہوتا
قامت یار کے سایے مین پڑا رہنا تھا

شل ہوی شل عصر محتسب شہر کے پانون
دست ساقی مین صراحی کا گلا رہنا تھا

ساز تھا مجھہ سے جو آہِ دلِ سوزان کو امیرؔ
ابر غم بنکے مری گور پہ چھا رہتا تھا

کچھہ نہ پوچھو دلربا مجھہ سے جدا کیونکر ہوا
دیکھو دل سا آشنا نا آشنا کیونکر ہوا

آشکارا راز حسن کبریا کیونکر ہوا
رہکے سو پردون مین عالم آشنا کیونکر ہوا

اے مسیحا میرے دشمن ہون شفا سے ناامید
تو سلامت درد میرا لا دوا کیونکر ہوا

وجہ حیرت اہل دنیا مین ہے اپنا حال دل
ایسے بیدردون مین یہ درد آشنا کیونکر ہوا

ہوش مین آ بدحواس اتنا نہو رد ہے کیون تا سخن
نامہ بر قصہ بیان کر کیا ہوا کیونکر ہوا

اپنا بندہ بھی مجھے کہتا ہے پھر محتاج بھی
تجھسے شاہنشاہ کا بندہ گدا کیونکر ہوا

ناز اوٹھائینے بالائینے حضرت کون ہین
دل اگر میرا نہین ہے آپ کا کیونکر ہوا

پوچھ لے قاتل زبان تیغ سے سرگذشت
کشتے کس منھہ سے بتائین کیا ہوا کیونکر ہوا

جیتے جی برسون مین تڑپا تب نہ لی تمنے خبر
مر گئے پر پوچھتے ہو کیا ہوا کیونکر ہوا

مین نمانونگا کہ دی اغیار نے ترغیب قتل
دشمنون سے دوستی کا حق ادا کیونکر ہوا

خط لکھا تھا ہنی میری ہاتھہ کرنے تھے قلم
نامہ بر میرا سزا وار سزا کیونکر ہوا

لوٹنا دیکھا نہین جاتا ہے ہو نرم دل
ذبح کرتے وقت اتنا جی کڑا کیونکر ہوا

دل اگر ہے صاف کچھہ مشکل نہین دیدار یار
دیکھہ تو آئینہ صورت آشنا کیونکر ہوا

مین نمانونگا یہ آئینے کا ہی سارا قصور
خود بخود وہ خود پسند و خود نما کیونکر ہوا

اوسنے کھینچی تیغ یان سر جھک گیا قصہ مٹا
خلق یہ کیون پوچھتی ہے ماجرا کیونکر ہوا

چاٹتی ہے کیون زبان تیغ قاتل بار بار
لے نمک چھڑکے یہ زخمون مین مزا کیونکر ہوا

داور محشر کو بھائی میری لاوسکی چھیڑ چھاڑ
چھیڑ کر پوچھا مکرر کیا ہوا کیونکر ہوا

الفت گیسو بلا تھی مر گیا پھنسکر امیرؔ

ہے بڑا جھگڑا نہ پوچھو فیصلا کیونکر ہوا

کوئی دم پیکان نہ ٹھہرا دل مین تیرے تیر کا
رہگیا کیا کیا پھڑک کر دم ترے نخچیر کا

وقت صید آیا تصور جب قضا کے تیر کا
چلدیا صیاد دیکھا چھوڑ کر نخچیر کا

زخم دل ہمکو پتا دیتے ہین تیرے تیر کا
دام ہے نقش قدم بھاگے ہوئے نخچیر کا

مجھ سے وحشی کا کھینچے مانی سے نقشہ دخل کیا
رنگ صفحے پر نہین جمتا مری تصویر کا

ہون وہ مجنون جھاڑتا ہون اوٹھکے مین ہر ایک صبح
رستہ جاروب مژہ سے کوچۂ زنجیر کا

جب تھکا گردون کمر دل نے اوٹھایا بار عشق
بوجھ سر پر رکھ لیا اس نوجوان نے پیر کا

ہون وہ مشتاق شہادت دیکھکر میری تڑپ
صورت بسمل پھڑک جاتا ہے دم شمشیر کا

راتدن پہلو مین ہے کوئی نہ کوئی سیم تن
جذب دل اپنا بھی نسخہ ہے کوئی اکسیر کا

دشت وحشت مین چبھے ہین خار ایسے ہر قدم
پاؤن شانہ بنگیا ہے گیسوے زنجیر کا

جو وسیلہ غیر کا ڈھونڈھے نہ ہو کیونکر خراب
حال ہوتا ہے پریشان خاک دامنگیر کا

اہل دولت سے سوا ہے صاحب جرات کی قدر
سیم و زر سے تیز ہے نرخ آہن و شمشیر کا

حشر مین پائیگا خوش چشمون کی ایذا کی سزا
پوست کھینچا جائیگا صیاد آہو گیر کا

پھونکتی ہے مجکو اوس گیسوی افشان کی چمک
دل ہے پروانہ چراغ خانۂ زنجیر کا

تو وہی ناوک فگن تیراہیک آگے جو ہاتھ
آپ اوڑ کر تھام لے نخچیر پلّہ تیر کا

حلقۂ گیسو مین پائی نقد دل دیگر جگہ
دے دیا پہلے کرایہ خانۂ زنجیر کا

کس پری کی زلف سے تشبیہ اوسکو ہی امیر
سلسلہ پہونچا کہان جاکر مری زنجیر کا

ظالمون کو بھی ہوا ماتم تری نخچیر کا
روتی ہے منھ پر کمان رکھ رکھ کے پلہ تیر کا

عارض تابان سے ہے شعلہ نالۂ شبگیر کا
گیسوے پیچان دھوان ہے خانۂ زنجیر کا

آئینہ سکتے مین آجاتا ہے مجکو دیکھ کر
منھ تکا کرتی ہے حیرانی مری تصویر کا

سینہ مجروح مژہ ہے دل ہے ابروسے دو نیم
وار مجھپر تیر سے بڑھ کر پڑا شمشیر کا

طوق مجنون کی گرانی کیا گناہون پر چڑھے
ایک حلقہ ہے مری اوتری ہوئی زنجیر کا

توڑ کر سینے کو کاٹا ہے تری مژگان نے دل
توڑنا سینہ تیر کا ہے کاٹ ہے شمشیر کا

کیا حقیقت دو جہان کی وسعت دل کے حضور
لامکان اک مختصر گوشہ ہے اس تعمیر کا

کچھ دم آخر نہ اٹھا سخت جانی کا مزہ
پاس مجھکو آگیا قاتل تری شمشیر کا

کیون ہجوم خلق ہوگا حشر مین حیران ہون
کیا جنازہ آئے گا وان عاشق دلگیر کا

رنگ لایا جوش وحشت عشق چشم یار مین
نرگس شہلا ہے ہر حلقہ مری زنجیر کا

یاد دلواتی ہے کیا کیا ہاے بجلی کی تڑپ
بے تکلف وہ اوگل پڑنا تری شمشیر کا

اسقدر لکھی مری تقدیر کی برگشتگی
گھس کے اولٹا ہوگیا قط خامۂ تقدیر کا

گرم بازار تجلی تیری باتون سے ہوا
لو ہے شمع طور کی شعلہ تری تقریر کا

مرگیا دیوانہ کا کل تو حسرت نے کہا
آج کیا ویران نظر آتا ہے گھر زنجیر کا

تھا کسیکی ابرو سے خمدار کا یہ انتظار
دیدۂ جوہر مین اٹکا آکے دم شمشیر کا

گردباد آسا ازل سے ہو نہین وہ وحشی امیر
خاک غربت سے بنا خاکا مری تصویر کا

جوہر کی طرح تیغ سے قاتل لپٹ گیا
میرے گلے سے دوڑ کے قاتل لپٹ گیا

وحشی وہ ہون چلا جو مین زندان کو دشت سے
قدمون سے جادہ مثل سلاسل لپٹ گیا

اوس ترک کی مژہ کا تصور بندھا اگر
کانٹون سے جا کے آبلۂ دل لپٹ گیا

غنچون کی شکل ہوگئے فصل خزان مین پھول
مکتوب اشتیاق عنادل لپٹ گیا

وحشی ترا گیا لب دریا جو پاؤن سے
زنجیر بنکے دامن ساحل لپٹ گیا

چمکی یہ کس غریب کی صحرا مین برق آہ
رہزن سے ڈر کے رہرو منزل لپٹ گیا

لیلے تو محمل دل مجنون مین بستی تھین
دیوانہ تھا جو دیکھ کے محمل لپٹ گیا

پروا نے ننگ عار نکر عشق مین امیر
پروانہ شمع سے سر محفل لپٹ گیا

صاف کہتے ہو مگر کچھ نہین کھلتا کہنا
رو کے اوس شوخ سے قاصد مرا رونا کہنا
مثل مکتوب کے کہنے مین ہے کیا کیا کہنا
اور تھوڑی سی شب وصل بڑھا دے یارب
پھاڑ کھاتا ہے جو غیرون کو جھپٹ کر سگ یار
ہر رگ گوشہ مین ہین یہان سو طوفان
وصف مژگان مین جو سنے شعر وہ ہنسکر بولے
لاسکوگے نہ ذرا جلوۂ دیدار کی تاب
کرلیا عہد کبھی کچھ نہ کہینگے منہ سے
خاک مین ضد سے ملاؤ نہ مرے آنسو کو
کیسے نادان ہین جو ایسے کو برا کہتے ہین
دم آخر تو بتو یاد خدا کرنے دو
پڑھتے ہین دیکھ کے اوس بت کو شیخ بھی رو رو
سنے بتو تم جو ادا آکے کرو مسجد مین
ذکر ان حسینون کی جو تعریف کرو پڑھتے ہین
شوق کیسے لیے جاتا ہے ہوس جاتے ہیں
سارے محفل کو اشارون مین لٹا دیتے ہین
کشتے کہتے ہین نہ ہوا عشق کہین آ دنیا
مین تو آنکھون سے بجا لاتا ہون ارشاد حضور

بات کہنا بھی تمہارا ہے تماشا کہنا
ہنس پڑے سب تو پھر حرف تمنا کہنا
ہمرہی طرز خموشی نہ کسی کا کہنا
صبح نزدیک ہے ہین اونسے ہی کیا کیا کہنا
مین یہ کہتا ہون مرے قبر ترا کیا کہنا
عین غفلت ہے مری آنکھ کو دریا کہنا
شعر مین نور کی ہے نور کا تیرا کہنا
ارنی منہ سے نہ اے حضرت موسی کہنا
اب اگر سچ بھی کہین تم ہمین جھوٹا کہنا
سچے موتی کو مناسب نہین جھوٹا کہنا
ہو مجھے ابھی تو دے چاہیے اچھا کہنا
زندگی بھر تو کیا سینے تمنا کا کہنا
مرحبا صل علی صل علی کیا کہنا
لب محراب سے کیسے نام خدا کیا کہنا
سچ تو یہ ہے کہ برا ہے انھین اچھا کہنا
میر سے اللہ بجا لاؤن مین کسکا کہنا
سیکھ اے چشم سخنگو سے لطیف کہنا
جامۂ تن کو مرے چاہیے نیا کہنا
اب سنتے نہین کانون سے بھی میر کہنا

چستی طبع سے اوستاد کا ہے قول امیر
ہو زمین سست مگر چاہیے اچھا کہنا

قدوم قاصدِ جانان سے فخرِ خانہ ہوا
قدم رسول مرا سنگ آستانہ ہوا

حسد سے طرۂ مضمون مرا یگانہ ہوا
عدو کے غنچۂ دندان نما سے شانہ ہوا

بہانہ جو ہے خداے غفور کی رحمت
بہے جو نزع مین آنسو اوسے بہانہ ہوا

ریاضِ دہر مین پوچھو نہ میری بربادی
برنگ بو ادھر آیا اودھر روانہ ہوا

کمانِ حسن شفقی آشنا سے تیر ادا
کہ ناوکِ غمِ الفت کا مین نشانہ ہوا

خدا کی راہ مین دینا ہے گھر کا بھر لینا
ادھر دیا کہ اودھر داخل خزانہ ہوا

ہوا نہ غیر کا احسان بس فنا صد شکر
غبار اوڑ کے سرِ تربت شامیانہ ہوا

پڑا جو سایۂ گیسو تو وہ کمر لچکی
ڈھلا جو کاندھے سے آنچل تو درد شانہ ہوا

فشانِ غیر کمان صیدگاہ وحدت مین
پڑا ہدف یہ بھی تو تیر ہی نشانہ ہوا

جنون کا جوش گھٹا تھا کہ بوی گل آئی
سمند ہوش رکا تھا کہ تازیانہ ہوا

گھڑی بھر ایک طرح پر اسے قرار نہین
مزاج یار بھی حق مین مرے زمانہ ہوا

ہجوم رنج ہے دینار داغ مٹتے ہین
جگر کا چاک نہ بھرا در خزانہ ہوا

یہ بدحواس کیا شوق جبہہ سائی نے
کہ سنگ راہ مجھے سنگ آستانہ ہوا

زمین اوٹھائی یہ نالون نے سر یہ وقت سجود
بلند بام سے وہ سنگ آستانہ ہوا

پتا امیر کا منزل مین گور کے بھی نہین
یہان سے آگے الٰہی کدھر روانہ ہوا

امیر لاکھ ادھر سے ادھر زمانہ ہوا
وہ بت وفا پہ نہ آیا مین بیوفا نہ ہوا

سر نیاز کو تیرا ہی آستانہ ہوا
شراب خانہ ہوا یا قمار خانہ ہوا

ہوا فروغ جو مجھکو غم زمانہ ہوا
پڑا جو داغ جگر مین چراغ خانہ ہوا

امید جا کے نہین اوس گلی سے آنیکی
برنگ عمر مرا نامہ بر روانہ ہوا

ہزار شکر نہ ضائع ہوئی مری کھیتی
کہ برق و سیل مین تقسیم دانہ دانہ ہوا

قدم حضور کے آئے مرے نصیب کھلے
جواب قصر سلیمان غریب خانہ ہوا

ترے جمال نے زہرہ وہ دور دکھلایا
ترے جلال سے مریخ کا ترانہ ہوا

کوئی گیا درِ جانان پہ ہم ہوکے پامال
ہمارا سر نہ ہوا سنگ آستانہ ہوا

فروغ دل کا سبب ہوگئی مجھی جو ہوس
شرار کشتہ سے روشن چراغ خانہ ہوا

جب آئی جوش پہ میرے کریم کی رحمت
گرا جو آنکھ سے آنسو دُرِ یگانہ ہوا

حسد سے زہر تنِ آسمان مین پھیل گیا
جو اپنی کشت مین سرسبز کوئی دانہ ہوا

چنے مہینون ہی تنکے غریب بلبل نے
مگر نصیب نہ دو روز آشیانہ ہوا

خیال زلف مین چھائی یہ تیرگی شب ہجر
کہ خال چہرۂ زنگی چراغ خانہ ہوا

یہ جوش گریہ ہوا میرے صید ہونے پر
کہ چشم دام کے آنسو سے سبز دانہ ہوا

نہ پوچھ ناز و نیاز اوسکے میرے کب سے ہین
یہ حسن و عشق تو اب ہے اوسی زمانہ ہوا

اوٹھائے صدمے پہ صدمے تو آبرو پائی
امیر ٹوٹ کے دل گوہر یگانہ ہوا

کس ترک سے دھیان آیا اوس رخ پرنور کا
آگے آگے سیکڑون اکا تھا شمع طور کا

لگگیا بوسہ جو اوسکے عارض پرنور کا
ہم یہ سمجھے پھول ہاتھ آیا نہال طور کا

رنگ اغون مین مرے پیدا ہوا ناسور کا
اب کلیجا ہوگا ٹھنڈا مرہم کافور کا

رفتہ رفتہ راہ پر لاتا ہے واعظ کو ضرور
لے چلون شربت بنا کر نذر کو انگور کا

ہو گیا
آدمی فردوس کو رضوان مین نازک طبع ہون
ناز اوٹھینگے نہ غلمان کے نہ غمزہ حور کا

ہر قدم پر وادی وحشت مین کہتا ہے یہ دل
المدد اے شوق منزل ہے ارادہ دور کا

کسقدر کھینچی مشقت کوہکن نے عشق مین
سکھ نہ دے شیرین تو ہا دی دل تو اوس مزدور کا

ای حسین کیا منھ ہی پر پونچا جو تیری منہ تر ہین
دیکھکر تجکو اوتر جاتا ہے چہرہ حور کا

بارگاہ حق سے ہر طاعت کی ملتی ہی جزا
ہی بڑی سرکار حق رہتا نہین مزدور کا

ہون وہ میکش باغبان نچوڑا مجھے پرچہ لگا
ایک پتا بھی گرا جب شاخ سے انگور کا

بار دنیا جسکے سر پہ ہے اوسے راحت کہان
چور رہتا ہے مشقت سے بدن مزدور کا

چاہیے دہنی ہوا ہین اوسکو آہ سرد کی
جوش خون گرم سے آیا ہی منھ ناسور کا

کب کی آچکتی قیامت یہ مرا احسان ہے
بند ہے دم میرے نالونکی بدولت صور کا

وادی ایمن مین تھی برق تجلی بے حجاب
حیرت موسی تھی پردہ جلوہ گاہ طور کا

روز خلقت سے وہین ہی باہر آسکتی نہین
کہتے ہین جنت جسے ہی قید خانہ حور کا

خیر جاری کا جو ہی اے حضرت واعظ خیال
وقف کر دو مول لیکر باغ اک انگور کا

سائبان اپنے سیہ خانے کا ہوتا امیر
ہاتھ آجاتا اگر دامن شب دیجور کا

کیا تڑپتا دیکھتا ہی شعلہ عارض پہ نور کا
لوٹتا آنکھون مین پھر جاتا ہی برق طور کا

داغ سینہ جل اوٹھے منھ کھل گیا ناسور کا
دھیان بھی آیا جو دل مین مرہم کافور کا

ہی غضب کا شوخ وہ بت ہو جو صحبت دو گھڑی
چٹکیان لے لے کے زانو لال کر دی حور کا

بیٹھتا ہون صفت لکھنے اوسکے حسن صاف کے
شمع کافوری سے روشن ہو کنول بلور کا

دردمندی اسکو کہتے ہین کہ روز حشر بھی
رو دیا مین دل بھر آیا سنکے نالہ صور کا

میکش مفلس ہون پہلی مجکو دے ساقی شراب
دل بہت ہوتا ہے تھوڑا مرد بیمقدور کا

مے پئینگے آج ہم ساقی تکلف ہی ضرور
جام میرے کا ہو خم ترشا ہوا بلور کا

عمر گذری ہے کہ دم بھر کو کہین جاتے نہین
گھر مرا کیا قید خانہ ہے شب دیجور کا

عاشق مژگان ہون مجکو نوش سے بڑھکر ہی نیش
لطف اوٹھاتا ہون مین چھتا چھیر کر زنبور کا

تم فرشے سے حسن کے واقف نہین کچھ زاہدو
نام ہی سنتے ہو منھ دیکھا ہی کسنے حور کا

جب بلندی پر چڑھے دیکھے کہیں مہوس کے پھول
ڈھیر سمجھے ہم کسی بادہ کش مغفور کا

اے خضر رندوں کو کچھ مشکل نہیں عمر دراز
آب حیوان گر نہیں شیرہ تو ہے انگور کا

جلوۂ حسن الٰہی اور پتھر اسے کلیم
آپ کی گرمی سے چمکا یا ستارہ طور کا

گور بھی بے گورکن تعمیر ہو سکتی نہیں
کون ہے گھر میں گذر ہوتا نہیں مزدور کا

آدمی کا منھ ہے جو دعوی خدائی کا کرے
بولتے ہیں آپ حضرت نام ہے منصور کا

ہم وہ میکش ہیں کہا پیر مغان نے بعد مرگ
ہو مزار انگور کے سایہ میں اس مغفور کا

تو نہو اے یار تو جنت جہنم ہے مجھے
تجھکو دکھلا کر نہ دکھلائے خدا منھ حور کا

عبرت اہل دول منظور ہے مجکو امیر
بھیک بھی مانگوں تو کاسہ ہوں سر فغفور کا

جیسے باندھا ہے تصور اوس رخ پر نور کا
سارے گھر میں نور پھیلا ہے چراغ طور کا

جنت واڑوں سے جلے کیوں دل مجھ مہجور کا
مرہم کافور سے منھ آگیا ناسور کا

اس قدر مشتاق ہوں زاہد خدا کے نور کا
بت بھی بنوایا کبھی میں نے تو سنگ طور کا

تجکو لائے گھر میں جنت کو جلایا رشک سے
ہم بغل تجھسے ہوئے پہلو دبایا حور کا

گور کافر کس لیے ہے تیرہ و تار اس قدر
چڑھ گیا سایہ مگر میری شب دیجور کا

حسن یوسف اور تیرے حسن میں اتنا ہے فرق
چوٹ یہ نزدیک کی ہے وار تھا وہ دور کا

قصر تن بگڑا کسی کا گورکن کی بن پڑی
گھر کسیکا گر پڑا گھر بن گیا مزدور کا

چہرۂ جانان سے شرما کر چھپا یا خلد میں
خانۂ تقدیر نے کھینچا جو نقشہ حور کا

حاجت مشاطہ کیا رخسار روشن کے لیے
دیکھ لو گل کاٹتا ہے کون شمع طور کا

نعمت دو سے یار سے نیرنگ قدرت ہے عیان
مہر کے پنجے میں ہے دامن شب دیجور کا

خاکساری کر جو ہو منظور آنکھوں میں جگہ
خاک ہو کر سرمہ بنجاتا ہے پتھر طور کا

غافلوں کے کان کب کھلتے ہیں سنکر شور حشر
سونے والوں کو جگا سکتا نہیں غل دیر کا

پوچھ لینا سب وطن کا حال اے اہل عدم
بیٹھ لینے دو ذرا آتا ہون اوبھا دور کا

عجز کرتے ہین عدو جان سے بھی خاصان حق
جھک گیا سر آکے پاے دار پر منصور کا

موت کیا آئی تپ فرقت سے صحت ہو گئی
دم نکلنے سے بدن ٹھنڈا ہر رنجور کا

موذیون کو حادثون سے وہم کیا خوف ہے
بارش باران سے گھر گرتا نہین زنبور کا

چشم ساغر بے سبب ہر دم لہو روتی نہین
مغبچون سے ساقیا دل پھٹ گیا انگور کا

جاتے ہین میخانۂ عالم سے ہم سوی عدم
کہدو واز خود رفتگی سے ہے ارادہ دور کا

کی نظر جسپر کدورت سے رہا خاموش وہ
ہے اثر گرد نگاہ یار مین سیندور کا

جلوۂ معشوق ہر جا ہے بصیرت ہو اگر
کرمک شب تاب مین عالم ہے شمع طور کا

مر کے یاران عدم کے پاس پہونچوگا امیر
چلتے چلتے جان جائیگی سفر ہے دور کا

یارب شب وصال یہ کیسا گجر بجا
اگلے پہر کے ساتھ ہی پچھلا پہر بجا

آواز صور سُنکے کہا دل نے قبر مین
کسکی برات آئی یہ باجا کدھر بجا

کہتے ہین آسمان جو تمھارے مکان کو ہم
کہتا ہے آفتاب درست اور قمر بجا

جاگو نہین یہ خواب کا موقع مسافرو
نقارہ تک بھی کوچ کا وقت سحر بجا

تعمیر مقبرے کی ہے لازم بجاے قصر
زردار دفنے کہو کہ کرین صرف زر بجا

ہین ہم تو شادمان کہ ہے خط مین پیام وصل
بغلین خوشی سے تو بھی تو اے نامہ بر بجا

تجکو نہین جو اُنس محبت کہان مجھے
تالی نہ ایک ہاتھ سے اے بیخبر بجا

نفرت ہے یہ خوشی سے کہ اشک اپنے گر پڑے
ہمراہ تعزیہ کے بھی باجا اگر بجا

جاے قیام منزل ہستی نہ تھی امیر
اوترے تھے ہم سرا مین کہ کوس سفر بجا

ہُوا یہ جوش شب ہجر دیدۂ تر کا
چراغ دیدۂ ماہی بنا مرے گھر کا

لکھون مین حال جو اپنے خط مقدر کا ورق سیاہ کرون آفتاب محشر کا
یہ کسکی یاد مین رو دیا کہ آبرو پائی خزانہ دیدۂ گریان ہی حوض کوثر کا
حصار امن ہے ہمسے سیاہ کارون کو ہر ایک حلقہ ترے گیسوے معنبر کا
عیان ہی رجعت خورشید اور شق قمر یہ معجزہ ہے علی کا تو وہ پیمبر کا
جو صاف دل ہین بنا وہ نہین جو رنج سہے ہان پسا نہ دانہ کبھی آسیا مین گوہر کا
صفاے دل کا رہے کچھ نشان مرگ کے بعد ہمارے روضے مین ہو فرش سنگ مرمر کا
ہوا یہ کس قد موزون کا باغ مین جلوہ کہ تنگ قافیہ ہے مصرع صنوبر کا
عبث ہی ناز بتول پر ان امیرون کو اوٹھا کے لائے ہین کوٹھا فقیر کے گھر کا
شتاب کوچۂ جانان کو روان قاصد زیادہ دیر نہ کر واسطہ پیمبر کا
زبان یہ نالہ ہے جبتک ہین اشک جاری ہی علم گرا تو نہ ٹھہرے گا پانون لشکر کا
جو کام آئے نہیں ہرگز بھی کسیکا ہنر چراغ آئینہ ہو مرقد سکندر کا
حصول کیا جو ملا اختیار دولت پر ہمیشہ حال پریشان ہی کیمیاگر کا
بدل کے شکل ڈراتا ہی کیا مجھے دشمن مقام خوف نہین شیر ہو جو پتھر کا
جمال جنکے سراپا تھے نور کی صورت نہ پانون کی خبر اون کو نہ ہوش ہی سر کا
عزیز کرکے فلک کر رہا ہے مجکو ذلیل خلاف رسم بناتا ہے قطرہ گوہر کا
کہان یہ سختی عالم کہان دل نازک غضب ہے شیشہ اوٹھائے جو بوجھ پتھر کا

نہ آسمان سے غرض ہے نہ آفتاب سے کام
امیر شیشے کا محتاج ہے نہ ساغر کا

یہ رفتہ رفتہ ضعف سے احوال تن ہوا سایے کی بھی نگاہ سے غائب بدن ہوا
جس غنچہ لب کو چھیڑ دیا خندہ زن ہوا جس گل پہ ہنسے رنگ جما یا چمن ہوا
انگر کی طرح نیست بتدریج تن ہوا تن پیرہن تو پیرہن اپنا کفن ہوا

یہ ہوشکافیون سے ہوا اشنا عروسی تنگ
عالم فنا مین جا کے نہان جو وہ دہن ہوا

آوارہ مین ہوا جو جگر دل مین تنگی کی
تم آئے اپنے گھر مین غریب الوطن ہوا

دنیا کی سیر تھی کہ تماشا طلسم کا
جھپکی پلک کہ آنکھ سے غائب بطن ہوا

احوال گور و حشر نہین بھید کھل گیا
خلوت سے جب وہان طرف انجمن ہوا

دکھلا دے اے بت آج تو بہر خدا وہ شان
شیخ حرم پکارے کہ مین برہمن ہوا

رخصت کے وقت رو دیے اور منہ پہ رکھ کے منہ
دریا چھلک چھلک کے وہ چاہ ذقن ہوا

غیرون کو ساتھ لیکے جو آئے وہ گور پر
اک حسرتون کی پوٹ ہمارا کفن ہوا

صد شکر قوت اتنی تو مجکو فلک نے دی
ہاتھون سے میرے چاک مرا پیرہن ہوا

خلوت کدہ تھا دل مگر اب شکل آئینہ
مہمان انجمن جو ہوا انجمن ہوا

کیسی گھڑی تھی گھر سے جو نکلا تھا غریب
پھر دیکھنا نصیب نہ مجکو وطن ہوا

پہلی نگاہ یاس مین تو کانپنے لگا
لے ترک آج کیا وہ ترا بانکپن ہوا

صیاد ہم کہان وہ تماشائے گل کہان
رو دی لپٹ کے وہ جو ذکر چمن ہوا

افشائے راز تا ہنوز ہا دیر کہین نہ
[illegible]

تم الہدی و یا نہ کہ شدت الم میر
دل ہو گیا جو خون تو وہ گیسو شکن ہوا

وہ مست ہون نصیب جسے تب کفن ہوا
جب رہن ہی فروش کے گھر پیرہن ہوا

چھیڑا جو مین نے یار کو گرم سخن ہوا
پیدا امر کی زبان بستہ دو سکا دہن ہوا

[illegible]
پتھر تھا جو شیشہ تو توبہ شکن ہوا

شکل وطن نہ صورت اہل وطن ہی یاد
مدت ہوئی کہ وادی غربت وطن ہوا

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

سو عکس آئینے میں پڑے اور ہٹ گئے
اس گھر میں جو گیا وہ غریب الوطن ہوا

مٹی نے جام بنکے اڑائے جہان کے ہوش
پتھر ہوا جو شیشہ تو توبہ شکن ہوا

اب سیر باغ وصل کہاں اور ہم کہاں
گولر کا پھول یار کا سیب ذقن ہوا

رکھنا تھا پاک پرسش روز حساب سے
اسواسطے عطا نہ بتوں کو دہن ہوا

چھانی ہے پھاڑ پھاڑ کے اوس نے شراب اب
کیا صرف کار جیب مرا پیرہن ہوا

طالب کو تیرے جلوے نے مطلوب کر دیا
نظارۂ جمال سے بت برہمن ہوا

تار نگاہ و تار نفس سب ہوے تمام
تب چار گز کسیکو میسر کفن ہوا

روئیں لپیٹ کے خوب مرے دل کی حسرتیں
غربت میں میہمان جو خیال وطن ہوا

واعظ کا تھا لحاظ تو فصل خزان تلک
تو آگئی بہار میں توبہ شکن ہوا

اہل عدم سب آئے تماشے کو آپ کے
ہم آئے کیا سفر میں کہ خالی وطن ہوا

خلوت میں تھا تو شاہد معنی تھا میں امیر
خلوت سے انجمن میں جو آیا سخن ہوا

سو رنگ سے میں مست بہار چمن ہوا
جو گل بنا تھا جام شراب کہن ہوا

باہم جو ذکر زلف شکن در شکن ہوا
برہم تمام سلسلۂ انجمن ہوا

آئی بہار پھر مجھے شوق چمن ہوا
برگ شگوفہ پنبۂ داغ کہن ہوا

کس سبزہ رنگ پردہ نشین کا تھا شیفتہ
کھایا جو زہر بھی تو نہ نیلا بدن ہوا

کیا دوں جواب شکوۂ دل کا تمہیں کہو
تمسے تو جو سلوک ہوا دل شکن ہوا

رہتا ہمیشہ خلوت و جلوت میں ہم بغل
افسوس ہے کہ میں نہ ترا پیرہن ہوا

اب کا سفر وہ ہے کہ نہ دیکھونگا پھر وطن
یوں تو میں لاکھ بار غریب الوطن ہوا

نفرت ہوئی فراق میں ایسی شراب سے
زاہد کہا کیا میں نہ توبہ شکن ہوا

یعقوب وار کھل گئیں آنکھیں فراق میں
یوسف کا پیرہن مرے حق میں کفن ہوا

اللہ رے پاس خاطرِ غربت تڑپ گیا
منھ وقت واپسین بھی جو سوے وطن ہوا

جورِ سپہر سے ہمہ تن ہے یہ داغ دل
بیدرد جانتے ہیں شگفتہ چمن ہوا

ممنون ہون مین زمین کا بھی آسمان کا بھی
حاصل یہان سے گور وہان سے کفن ہوا

احباب اپنے اپنے گھرونمین ہین محوِ عیش
کسکو خبر کہ کون غریب الوطن ہوا

صیاد قید مین مجھے کیا خواہش چمن
جھاڑے جو بال و پر تو قفس بھی چمن ہوا

لیلی کے ناقے کو جو کیا ساربان نے تیز
سینے مین لوٹ کر دلِ مجنون ہرن ہوا

لکنت نہین فراق ترا ناگوار ہے
لب پر رکا جدا جو زبان سے سخن ہوا

مسی ملی جو اوسنے ہوا یہ گمان مین
بوسے لیے یہ کسنے کہ نیلا بدن ہوا

راتون کو کی امیر یہ ذکرِ خفی کی مشق
دل بنگیا زبان تو سینہ دہن ہوا

مرکر علوِ قدر سے عریان بدن ہوا
حورون مین قدسیون مین تبرک کفن ہوا

دل عشق مین یہ جاذبِ رنج و محن ہوا
مانند داغ درد بھی جزوِ بدن ہوا

کسکا رخِ صبیح یہ پر تو فگن ہوا
آئینہ وار مالکِ نہرِ لبن ہوا

دشتِ شکار مین جو وہ ناوک فگن ہوا
جن کیا فرشتہ بھی مین دل کہ ہرن ہوا

چارہ غمِ فراق کا کیا ہے سواے صبر
ٹھہری زبان جدا جو زبان سے سخن ہوا

ممنون چارہ گر نہ ہوا مین ہزار شکر
ہر داغ تازہ مرہمِ داغِ کہن ہوا

اللہ رے صفای طبیعت کہ بعدِ مرگ
گرد نگاہ خلق سے میلا کفن ہوا

آخر کیا یہ عشقِ دہان و کمر نے گم
پنہان نظر سے روح کی صورت بدن ہوا

یادِ تجلی رخِ روشن جو دل مین تھی
فانوسِ شمعِ طور ہمارا کفن ہوا

ایسا ہوا ہے اب تو زمانے کا خون سفید
آیا جو لعل ہاتھ مین درِ عدن ہوا

افشاے راز وجہ جنون ہے برنگ گل
پوچھو ٹنے سے چاک مرا پیرہن ہوا

پوچھو وہ کیا سمجھ کے بدلنے لگے لباس
میلا ابھی تلک نہین میرا کفن ہوا

نالے بدن کو توڑ کے نکلے بزنگ نے
منھہ بند کیا ہوا مین سراپا دہن ہوا

قسمت کے پیچ دیکھے اِن آنکھون نے اِس قدر
تارِ نگاہِ زلف شکن در شکن ہوا

پلکین جو گریۂ غم فرقت سے گر گئین
مشہور طفلِ اشک مرا صف شکن ہوا

گالی تو دی سوال پر اوسنے ہزار شکر
دستِ سوال جادۂ راہِ سخن ہوا

باغِ جہان مین طائرِ مضمون تھے اے امیر
جس دام مین پھنسے وہی اپنا وطن ہوا

بے یار ابر مین مین دل افگار ہو گیا
بجلی کا کوندھا مجھے تلوار ہو گیا

قیدی جو تھا وہ دل سے خریدار ہو گیا
یوسف کو قید خانہ بھی بازار ہو گیا

اولٹا وہ میری روح سے بیزار ہو گیا
مین نام حور لیکے گنہگار ہو گیا

وردِ زبان جو وصفِ رخِ یار ہو گیا
گل بلبلون کا غنچۂ منقار ہو گیا

خواہش جو روشنی کی ہوئی مجکو ہجر مین
جگنو چمک کے شمع شبِ تار ہو گیا

گیا وادی جنون مین ملا مجکو بخت پست
جادہ بھی میرے واسطے دیوار ہو گیا

کفر آشنا کہان ہی کوئی مجھہ سا دوسرا
سبحہ کا تار ہاتھہ مین زنار ہو گیا

بادام چشم و سیب زنخدان کی وصف سے
خامہ ہمارا شاخ ثمر دار ہو گیا

گلیون مین اب تو پھرنے لگا ہی وہ ماہرو
ثابت جو تھا وہ کوکب سیار ہو گیا

گلگشت باغ کی جو جنون مین ہوس ہوی
چاک جگر سے وا در گلزار ہو گیا

احسان کسی کا اِس تنِ لاغر سے کیا اوٹھے
سو من کا بوجھہ سایۂ دیوار ہو گیا

دریاے نیستی مین نہ ڈوبا مین بعد مرگ
کشتی مرا سفینۂ اشعار ہو گیا

بے حیلہ اوس مسیح تلک تھا گذر محال
قاصد سمجھہ کے راہ مین بیمار ہو گیا

اوترا نہ یہ گذر گئی فصلِ بہار بھی
طوقِ گران گلے کا مرے ہار ہو گیا

لینے لگے یہ نوک کی خرد و بزرگ دہر
عالم تمام وادی پرخار ہو گیا

جس راہرو نے راہ مین دیکھا ترا جمال
آئینہ دار پشت بدیوار ہو گیا

کیونکر مین ترک الفت مژگان کرون امیر
منصور چڑھ کے دار پہ سردار ہو گیا

آنسو زمین پہ آتے ہی تغییر ہو گیا
یہ طفل بے جوان ہوے پیر ہو گیا

پہلے تو ایک صفحۂ سادہ تھا آئینہ
دیکھا جو اوس نگار نے تصویر ہو گیا

برباد قصر تن جو ہوا بن گئی لحد
وہ گھر جو گر پڑا تو یہ تعمیر ہو گیا

ہم وحشیون کی پانون سے اڑ کر جمی یہ خاک
تعمیر بام خانۂ زنجیر ہو گیا

افشان کے ہجر مین جو چمک یاد آ گئی
جگنو شرار نالۂ شبگیر ہو گیا

دل پھنس گیا جو اوسکے خط سبز تک گیا
یہ سبزہ اوس غزال کو نخچیر ہو گیا

گردش رہی ہزار زبان سے نہ اُف کرون
مین لاغری سے خامۂ تصویر ہو گیا

وہ طالب فنا ہون بنا جب کوئی محل
سمجھا یہ مین کہ مقبرہ تعمیر ہو گیا

عالم تمام اپنی جوانی سے تھا جوان
ہم پیر کیا ہوے کہ جوان پیر ہو گیا

آئینہ جمال سے سکتہ ہوا مجھے
تصویر یار دیکھ کے تصویر ہو گیا

زاہد ہوا بہشت مین محبوس دائمی
لو بے گناہ مورد تعزیر ہو گیا

اوس حور کی گلی مین ہوا آنسوؤن کا ڈھیر
موتی محل بہشت مین تعمیر ہو گیا

ہمکو پھنسا کے زلف بڑھی غیر کی طرف
عنقا کا دام دام مگس گیر ہو گیا

جب مین جوان تھا تو مری شاعری تھی پیر
اب شاعری جوان ہے تو مین پیر ہو گیا

بخت سیہ مرا جو ازل مین بنا امیر
صوف مداد خامۂ تقدیر ہو گیا

دل ہم آشنا ہے یارب کس شہادت گاہ کا
ہر شگاف زخم دروازہ ہے بیت اللہ کا

حال روشن ہی ہمارے صدمۂ جانکاہ کا
شمع کے مانند دل تپلا ہی اشک و آہ کا

پاس استغنا سے تم ٹھوکر لگاوگے ہزار
سر نہ سجدے سے اوٹھیگا بندۂ درگاہ کا

رند مشرب کب کے پہونچے یار کے گھر زاہدا
تو بتا ہی پوچھتا ہے ابتک اوسکی راہ کا

عشق شیرین مین نہین فرہاد بھی خسرو سے کم
ایک عالم ہے محبت مین گدا و شاہ کا

عرصۂ محشر سے واعظ کیا ڈراتا ہے مجھے
وہ بھی اک میدان ہے میری شہادتگاہ کا

کھل گیا جب یہ کہ دل بھی جلوہ گاہ یار ہے
کون چکر کھائے پھر دیر و حرم کی راہ کا

ضبط غم کاوش نے تیرے دل کو تودہ کر دیا
بنگیا پیکان ہمٹ کر تیر اپنی آہ کا

فکر رہتی ہے یہی دل مین کسیلئے گھر کرین
تب جہانمین ڈھونڈھتے پھرتے ہین گھر اللہ کا

منظر چشم اک تماشاگاہ ہے تیرا صنم
خلوت دل ایک حجرہ ہے تری درگاہ کا

کیا ہی موزون ہی طبیعت عشق قد مین بعد مرگ
سرو بنکر قبر سے نکلا ہے مصرع آہ کا

دیر مین حسن کا طالب ہے تو اے زاہد اگر
بت ہی ہین جو کچھ ہین آگے نام ہی اللہ کا

ہم کہان دنیا کہان کچھ یون ہی ملین آگئی
دیکھیے چلیے تماشا اس تماشاگاہ کا

جائیگی بھی دو جان چھوٹی صدمۂ ہستی سے آج
چاک ہی ہونا ہے اچھا جامۂ کوتاہ کا

دل بھی حاضر جان بھی حاضر تکلف برطرف
مال اپنا جان ساقی اپنے دولتخواہ کا

آرزو اپنی نہ مطلب سے کبھی واقف ہوئی
اس دولھن نے منہ نہین دیکھا کبھی نوشاہ کا

اٹھ گئی دل سے دوئی وحدت کے عالم مین امیر
دیر مین جلوہ نظر آتا ہے بیت اللہ کا

حسن اس شوکت پہ مجرائی ہی اوس درگاہ کا
رتبہ دیکھو عشق کی سرکار عالیجاہ کا

بے طرح اوٹھتا ہے شعلہ میرے دود آہ کا
خوف ہی گردون کو جلجائے نہ خرمن ماہ کا

شیخ کعبے سے گیا اوس تک برہمن دیر سے
ایک تھی دونون کی منزل پھیر تھا کچھ راہ کا

ہر مہینے ضعف لیجاتا ہی کچھ کچھ زور تن
نوکری کب کی کہ دعوی ہی اسے تنخواہ کا

ہی صریر کلک مین اپنی یہ جان بخشی کا فیض
پست آوازہ ہی جس سے قم باذن اللہ کا

جا پہونچنا عرش تک ای ضعف کچھ مشکل نہین
ہاتھ آجائے ذرا مجھکو سہارا آہ کا

ہر گلی اپنی نظر مین کوچۂ محبوب ہے
جیسے ہی آنکھونمین سرمہ اوسکی گرد راہ کا

اپنے در سے دور لیجا کر عبث کرتا ہی قتل
سر وہین پہونچیگا قاتل بندۂ درگاہ کا

کچھ نہ سمجھے ہو نہ پوچھے ہو کہ وہ کیا چیز ہی
نام تمنے سن لیا ہے زاہدو اللہ کا

ای معلم تیز ہے اس طفل کی تیغ نگاہ
دیکھ ہو جائے نہ بسمل مرغ بسم اللہ کا

مین اگر کانٹے دکھاتا ہون زبان کی پیاس مین
دیکھتے ہی خشک ہو جاتا ہی پانی چاہ کا

آج سر کھینچون تو آتے آتے مدت چاہیے
ضعف مین مشکل ہی دل سے تک آنا آہ کا

کیجیے عمر دو روزہ عشق ابرو مین بسر
قطع کرنا چاہیے شمشیر سے اس راہ کا

میرے دل کے آئینے مین منھ جو دیکھے برہمن
قشقہ ماتھے کا نظر آئے الف اللہ کا

مرگیا ہون الفت قامت مین آہین کھینچکر
شامیانہ ہو مرے مرقد پہ قد آہ کا

روے قاتل زرد ہو جائے نہ کیونکر خوف سے
سرخ آندھی ہے غبار اپنی شہادتگاہ کا

ذکر حق مین سب حوادث سے ہون محفوظ ای امیر
ہی حصار امن گنبد مجھکو بسم اللہ کا

نور وحدت سے یہ عالم ہی دل آگاہ کا
مہر ہے ایک ایک ذرہ میری گرد راہ کا

تا لب دریا ہو دیدار ایک شب ماہ کا
رزق ماہی کیجیے لکھ کے نام اللہ کا

خوب ہی مہندی رچی خوف شہید ناز کی
خنجر قاتل یہ عالم ہے کف نوشاہ کا

فی الحقیقت غوطۂ بحر فنا ہی لا آلہ
ہے ابھرنا اس بھنور سے ذکر الا اللہ کا

مصر دل مین تجھ سے یوسف کو کیا ہی بادشاہ
اے پریرو مین تو دیوانہ ہون اپنی چاہ کا

اسقدر دل پر تصرف کیا سبب کون ہین
بک گیا ہے کیا بتونکے ہاتھ گھر اللہ کا

بسملونکی رقص پر اوس طفل کا ہی لوٹ دل
اب شہادتگاہ مین عالم ہی بازیگاہ کا

حق رسی چاہیے تو مقصد و دولت سے گذر | منزلین طے ہون تو حج حاصل ہو بیت اللہ کا
دیکھکر ناف و کمر اوس بت کی آتا ہے خیال | رہرو راہِ عدم کو بھی خطر ہے چاہ کا
ساکن مسجد ہوا جا کر جھکا جو سرو قد | سچ مثل مشہور ہے سیدھا ہے گھر اللہ کا
حق عارض کر رہا ہے حسن عارض کو تباہ | لوٹتا ہے لشکر شاہی اثاثہ شاہ کا
صحبت احباب یا دربار یا سرکار ہو | بات وہ کہیے بھلا ہو جسمین خلق اللہ کا
پیاس شیدائے زنخدان کی بجھانا چاہیے | حیف ہے پیاسا جو رہجائے کبوتر چاہ کا
آنسوؤنکا جوش یہ ذکرِ الٰہی مین ہوا | بنگیا سرو کنار جو الف اللہ کا
گوہر مقصد ملا بحرِ سخن مین ڈوب کر | تہ کو جب پہونچے تو مضمون ہاتھ آیا چاہ کا

نور ایسا دیدۂ دل کو خدا بخشے امیر
سامنے روضہ نظر آئے رسول اللہ کا

ہمچشم ابر کیون مژہ تر سے ہو گیا | تھوڑی سی آبرو تھی سو وہ بھی ڈبو گیا
ہر کشور عدم مین خدا جانے سیر کیا | آیا نہ پھر کے منزل ہستی سے جو گیا
اب بلبلین چمن مین کہان آگئی خزان | تھی دھوم چار دن کی وہ ہنگامہ ہو گیا
آیا عرق تو اور بڑھائی صفائے جسم | اوس گل کے بال بال مین موتی پرو گیا
آخر ہوئی خیال خطِ سبز مین جو عمر | سمجھا یہ مین خضر مری کشتی ڈبو گیا
بچتا شرار آتش گل سے نہ ایک خس | پر ابر آشیانۂ بلبل بھگو گیا
پیری مین آئی موت جوانی گذر گئی | جاگا تمام شب مین دمِ صبح سو گیا
ماتم کیا کسی نے نہ میرا تو کیا ہوا | ابر آکے خاک گور پہ ہر سال رو گیا

احوال جس مین تھا دلِ گم گشتہ کا امیر
رستے مین نامہ بر سے وہ مکتوب کھو گیا

وصل کی شب بھی خفا وہ بتِ مغرور رہا | حوصلہ دل کا جو تھا دل مین بدستور رہا

عمرِ رفتہ کے تلف ہونیکا آیا تو خیال
لیکن اوس عدم کی تلافی کا نہ مقدور رہا

جمع کسدن نہوئی موسمِ گل مین میکش
روز ہنگامہ تہِ سایۂ انگور رہا

گردشِ بخت کہان سے نہین لائی ہے کہان
منزلون وادیِ غربت سے وطن دور رہا

راستبازی کرا اگر ناموری سے ہے درکار
دار سے خلق مین آوازۂ منصور رہا

وہ تو ہے چرخِ چہارم یہ پہنچ مسکلے پر
پیچ ہے عیسے سے بھی بالاتر افزود رہا

فصلِ گل آئی سنگے صحنِ چمن مین سو بار
اپنے سر مین تھا جو سودا وہ بدستور رہا

جلوۂ برقِ تجلی نظر آیا نہ کبھی
مدتون جا کے مین زیرِ شجرِ طور رہا

زلف و رخ دونون ہین جانے سے جوانی کے خبر آ
مشک تو مشک کا فور وہ کافور رہا

غولِ صحرا نے مرا ساتھ نہ چھوڑا شب بھر
لیکے مشعل کبھی نزدیک کبھی دور رہا

ہم بھی موجود تھے کل محفلِ جانان مین امیر
رات کو دیر تلک آپ کا مذکور رہا

آ سرِ راز زیرِ زمین اے تنِ بیجان کسکا
شہر بیگانہ ہے یان کون ہے پرسان کسکا

نہ تو یہ حور کا طالب نہ پری پر مائل
نہین معلوم مرے دل کو ہے ارمان کسکا

حوصلہ قیس کا فرہاد کا دل پیدا اگر
پھر تو یہ کوہ ہے کسکا یہ بیابان کسکا

غیر کا حال سنون مین یہ مجھے تاب بھی ہے
ذکر کرتے ہو مرے سامنے جانان کسکا

دانت ہر وقت ہمارا بھی ہے اغیار کا بھی
دیکھیے حصہ ہے وہ سیبِ زنخدان کسکا

جامۂ گل کو جو کرتی ہے معطر ہر صبح
چھو کے آئی ہے صبا گوشۂ دامان کسکا

کنگھی ہوئی ہے کسیدم و نہین صحت ہی نہین
کیا خبر ہے کہ ہوا حال پریشان کسکا

غنچۂ رنگِ گل جو چٹکتے ہین یہ آتی ہے صدا
عندلیبون کے سوا ہے یہ گلستان کسکا

صورتِ رنگِ گل جو شگفتہ ہین مرے زخمِ جگر
یاد آیا ہے مجھے چہرۂ خندان کسکا

منچلے کھول کے دل رکھ نہین سکتے ہین قدم
کوئے الفت مین ہے باندھا ہوا میدان کسکا

داغ حاصل نہو کیونکر تجھے بدنامی کا
سامنا تو نے کیا اے مہِ تابان کسکا

منحرف ہی رخِ بلقیس سے پریان کیسی
آج منھہ دیکھہ کے اوٹھا ہی سلیمان کسکا

ہو رہی ہی تری رفتار سے پامال جو خلق
تو نے سیکھا چلن اے کبکِ خرامان کسکا

اہل آفاق جو کرتے ہین فلک کا شکوہ
یہ تو سمجھین کہ یہ ہے تابعِ فرمان کسکا

بنِ دندان سے ذرا کر چمنِ حسن کی سیر
پھر ہے خرماے لب و سیبِ زنخدان کسکا

اِس زمانے مین نہین نام سخاوت کا امیر
کون محسن ہی اوٹھائے کوئی احسان ہوگا

جب تلک ہمت بھی دشوار تھا پانا تیرا
مٹ گئے ہم تو ملا ہمکو ٹھکانا تیرا

نہ جہت تیرے لیے ہی نہ کوئی جسم ہے تو
چشمِ ظاہر کو ہے مشکل نظر آنا تیرا

شش جہت چھان چکے ہم تو کھلا ہمپہ یہ حال
رگِ گردن سے ہے نزدیک ٹھکانا تیرا

صاف اس جنگ مین آتی ہی ہمین صلح کی بو
دل ملاتا ہے یہ آنکھون کا لڑانا تیرا

دی سزا مجھہ سے طلب کر نہ صفائی کے گواہ
کوئی میرا نہین ہے سارا زمانہ تیرا

نہین بچنے کا ترے تیرِ مژہ سے دلِ زار
بال باندھا ہے یہ اے ترک نشانا تیرا

دستِ نازک سے اوٹھا تیغ نہ بھاری قاتل
ہاتھہ جھولیگا اوتر جائیگا شانا تیرا

اب تو پیری مین نہین پوچھنے والا کوئی
کبھی اے حسنِ جوانی تھا زمانہ تیرا

اے صدف چاک کریگا یہی سینہ اکدن
تو یہ سمجھی ہے کہ گوہر ہے یگانا تیرا

مہندی ملتی ہی جو مشاطہ تو کہتا ہی وہ شوخ
خوب ہم جانتے ہین آگ لگانا تیرا

دلِ عاشق کبھی ہوتا نہین مژگان سے جدا
ہے ترے تیر کے نزدیک نشانا تیرا

درد سر ہونے لگا بیٹھیے نالے کب تک
مشکل اے طالعِ خفتہ ہی جگانا تیرا

کوچے قاتل کو تو ہوتا ہے روان تو قاصد
جان سے دم بھی عدم کو ہے روانہ تیرا

اجل آئیگی تو لیجائیگی ہمراہ ضرور
پیش جائیگا نہین کوئی بہانا تیرا

کیون تجھسے عداوت نہو قیس شقی / ہمنے کہتا کبھی جھوٹون بھی نمانا تیرا

دور اگلے شعرا کا تھا کبھی اور امیر / اب تو ہے ملک معانی مین زمانا تیرا

پکارتا ہے یہ ناز اوسکی کبریائی کا / کہ لے اوڑا ہے تجھے شوق خود نمائی کا

تعلق ہوا مجھے صیاد کی جدائی کا / یہ جھپے نہین افسوس ہی رہائی کا

عزیز کیون نہو داغ اوسکی بیوفائی کا / کہ ہے صلہ یہی مدت کی آشنائی کا

مین طول روز قیامت کو سنکے ڈرتا ہون / کہ دن نہو وہ کہین یار کی جدائی کا

بغیر پہونچے ہوے یار تک نہین رہتا / مین مٹ کے نام مٹا دونگا نارسائی کا

مثال آئینہ ہمکو بھی دیکھنے دوگے / کہ خود ہی دیکھوگے حسن اپنی خود نمائی کا

خدا کرے کہین جلد آئے روز شادی وصل / لباس ماتمی اترے شب جدائی کا

تمام عمر ہوئی ڈھونڈھتے پتا نہ لگا / ترا دہن بھی ہے کیا حرف آشنائی کا

نہ پوچھہ جام مین ساقی کے کیا ہے اے زاہد / بھرا ہے اس مین لہو تیری پارسائی کا

ابھی تو فیصلہ ہوتا ہے سارے جھگڑون کا / زبان تیغ سے پیغام دو صفائی کا

ہزار بار قیامت جہان مین آئے گی / چڑھا ہے چار گھڑی دن ابھی جدائی کا

شناوران محبت تو سیکڑون ہین مگر / جو ڈوب جاے وہ پورا ہے آشنائی کا

شبیہ ہماری نگاہون مین کیا درازی حشر / کہ طول دیکھے ہوے ہین شب جدائی کا

مرے نصیب یہ کہتے ہین میرے نالون سے / رہے خیال ہماری بھی نارسائی کا

خدا نے دل کو بنایا تھا جام استغنا / بتون نے کاسہ اوسے کردیا گدائی کا

رقیب طنز سے کہتا ہے آپ جائین وہان / یقین ہے یہ اوسے میری نارسائی کا

کھنچی وہ تیغ تو خوش ہوکے مجھسے دل نے کہا / وہ دیکھو گھاٹ ہے دریاے آشنائی کا

بدن مین روح گئی آنے سے کام کیا تھا امیر

چلن دکھانے کو آتی تھی بیوفائی کا

گلہ زبان پہ نہ لاتا تھا بیوفائی کا
امیر ڈوب گیا نام آشنائی کا

فریفتہ ہون اس انداز دلربائی کا
کہ دل لیا تو دیا ذوق آشنائی کا

ہوا وصال سے صدمہ ہوا جدائی کا
شکستگی نے کیا کام مومیائی کا

کسی گنہ پہ کوئی قتل ہو مین کہتا ہون
کہ اس سے جرم ہوا ہوگا آشنائی کا

یہی آفتاب قیامت کو دیکھکر سمجھا
کہ ہے یہ کوئی ستارہ شب جدائی کا

بہار آئی ہے پھر خیر ہو خداوندا
جنون کے ہاتھ مین دامن ہے پارسائی کا

نگین آیت سجدہ ہوئی ہے پیشانی
اثر ہے یہ تری چوکھٹ پہ جبہہ سائی کا

لپٹ گیا سگ جانان ہمارے دامن سے
لحاظ آہی گیا آخر آشنائی کا

وہ آزمایش شمشیر ناز کرتے ہین
یہ خوب وقت ہے تقدیر آزمائی کا

ہمارے دلمین وہین گدگدی ہوئی پیدا
جہان کسیکو سنا ذوق دلربائی کا

اوٹھا جو درد تو گھبرا کے میرے دل نے کہا
کہ تو بھی داغ مجھے دیگا کیا جدائی کا

گھر سے گر دیتی ہے میرے دلکا ملال
غبار مین بھی ہے عالم وہی صفائی کا

حیا تو اوسکو بٹھائے ہزار پردے مین
مگر جو بیٹھنے دے شوق خودنمائی کا

پہونچ سکا نہ وہان نامہ بر تو دل نے کہا
کہ اور شکوہ لکھو خط مین نارسائی کا

یہان ہے ذوق اسیری مین مجھہ پہ چالب جہد
وہ جانتا ہے کہ مشتاق ہے رہائی کا

کسی طرح نہ کٹا کوہکن کے کاٹے سے
کہین پہاڑ سے ہے سخت دل جدائی کا

اوٹھو امیر نہین ماننے کی وحشت دل
یہ عذر رنگ تمھاری شکستہ پائی کا

کیا تھا کس سے گلہ بیٹھنے کج ادائی کا
تجھے تو شوق ہے اے جنگجو لڑائی کا

دکھاؤ جلوہ جو دعوے ہے خودنمائی کا
مجھے یقین نہین آتا سنی سنائی کا

کمال حسن نے بے پردہ کر دیا اون کو
نکل پڑے یہ ہوا ذوق خودنمائی کا

ہماری آہ رسا لامکان مین دم لیتی
مگر نصیب مین تھا داغ نارسائی کا

خدا کے گھر مین کرون جا کے شکر کے سجدے
ملے جو اذن در بت پہ جبہہ سائی کا

عجب طرح کی ور انداز ہے خزان ظالم
کہ رنگ و بو مین پڑا تفرقہ جدائی کا

ہنسے جو زخم تو بولا بگڑ کے غنچہ یار ۴
لہو رلائیگا ہنسنا یہ بیحیائی کا

نقاب یار نے اولٹی ہی حضرت ناصح
یقین ہی فاش ہوا اب پردہ پارسائی کا

تڑپ تڑپ کے گیا اوسکے آستانے پر
کٹا جو سر تو بڑھا شوق جبہہ سائی کا

چلی ہی تو ہمین صحرا کو لیکے اے وحشت
مگر خیال ہے لازم شکستہ پائی کا

سنبھل کے دیکھو اگر دیکھتے ہو آئینہ
پھسل نہ جائے کہین پانون خودنمائی کا

مین درد دل بھی شب وصل کہہ نہین سکتا
کہ ہاتھ آئیگا پہلو ادھ سے جدائی کا

کہین ہے ہاتھ شراب آئی ہی کہین سے گزک
مزہ ہے کوے خرابات مین گدائی کا

چلون وہ چال رہ عشق مین کہ خار ہو کیا
سراغ پائین نہ چھالے برہنہ پائی کا

وفا کے ذوق مین ہے یہ بیخودی ڈرتا ہون
گلہ نہ منھہ سے نکلجائے بے وفائی کا

گذر نہین ہے حرم مین تو دیر کو چلیے
امیر کام کہین بند ہے خدائی کا

نہ بیوفائی کا ڈر تھا نہ غم جدائی کا ۴
مزہ مین کیا کہون آغاز آشنائی کا

کہان نہین ہے تماشا تری خدائی کا
مگر جو دیکھنے دے رعب کبریائی کا

وہ ناتوان ہون اگر نبض کو ہوئی جنبش
تو صاف جوڑ جدا ہو گیا کلائی کا

شب وصال بہت کم ہے آسمان سے کہو
کہ جوڑ دے کوئی ٹکڑا شب جدائی کا

یہ جوش حسن سے تنگ آئی ہی قبا اونکی
کہ بند بند ہے خواہان گرہ کشائی کا

کمان ہاتھہ سے رکھہ صیدگاہ عرفان مین
کہ تیر صید ہے یان دام نارسائی کا

وہ بدنصیب ہون یار آئے میرے گھر تونے
سمٹ کے وصل کی شب تل رخ جدائی کا

ہزارون کافر و مومن پڑے ہین سجدہ مین
بتون کے گھر مین بھی سامان ہے خدائی کا

تمام ہوگئے ہم پہلے ہی نگاہ مین حیف
نہ رات وصل کی دیکھی نہ دن جدائی کا

نہین ہے مہر لفافہ پہ خط کے اے قاصد
یہ داغ ہے مری قسمت کی نارسائی کا

نقاب ڈال کے اے آفتاب حشر نکل
خدا سے ڈر یہ کہین دن ہے خودنمائی کا

نہین قرار گھڑی بھر کسی کے پہلو مین
یہ ذوق ہے ترے ناوک کو دلربائی کا

مرے طرف سے کوئی جاکے کوہکن سے کہے
نہین نہین یہ محل زور آزمائی کا

کہا جو مینے کہ مین خاک راہ ہون تیرا
تو بولے ہے ابھی پندار خودنمائی کا

جنون جو میری طرف ہو وہ جست و خیز کرون
کہ دل ہو ٹوٹ کے ٹکڑے شکستہ پائی کا

امیر روئیے اپنے نصیب کو ایسا
کہ ہو سپید سیہ ابر نارسائی کا

تنگی دل سے تری فرقت مین ایسا جبر تھا
ہر نفس کو میرے سینے پر گمان قبر تھا

کیون ہوا عاشق جفا پر گر نہ تجکو صبر تھا
اے دل بیتاب یہ کیا تجھ پہ کسیکا جبر تھا

ناز مین کیونکر نہ جاتے میکشی کو باغ مین
ننھی ننھی بوندیان تھین ہلکا ہلکا ابر تھا

تابع بت تھا ہمین دل نے بڑا دھوکا دیا
ہم مسلمان اسکو سمجھے تھے یہ کافر گبر تھا

گلرخان دہر پر سو سو جگہ مر مر گیا
جو کھلا گل باغ مین میرا چراغ قبر تھا

تجکو بھی اک سنگدل محبوب سے پالا پڑا
یہ مرے دل کے پھپھولے تھے یہ میرا صبر تھا

بار بار اوسکی گلی مین کیون نہ جاتا اے امیر
کیا کرون بے اختیاری تھی کہ دل بے صبر تھا

ظاہر یہ اتحاد سے رنگ اثر ہوا
اوس گل نے پی شراب تو مین بیخبر ہوا

سرمے کی طرح چشم بتان مین نہ گھر ہوا
مین مثل میل سرمہ عبث دربدر ہوا

اے ترک تیری تیغ ہمارا گلا کہان / اک یہ بھی اتفاق قضا و قدر ہوا
راہِ درازِ کوچۂ جلاد قطع کی / قصہ ہماری زیست کا یون مختصر ہوا
فرصت ملی نہ گردشِ پست و بلند سے / سوئی کبھی جو پانون تو دامان سر ہوا
اللہ ری نزاکتِ جانان کہ شعر مین / مضمون بندھا کمر کا تو دردِ کمر ہوا
کچھ خاک ہو گئی جو مجھ آوارہ کی شریک / چاک اک طرف کلال کو دوران سر ہوا
سختی سے کر جو ساز تو حاصل ہو سوزِ عشق / پتھر نے کھائی چوٹ تو پیدا شرر ہوا
پیسا کسیکی آنکھ کی گردش نے اس قدر / مین خاک ہو کے ذرۂ گردِ نظر ہوا
چلائین بلبلین جو چمن سے چلی بہار / نکلی دولھن جو گھر سے ہر اک نوحہ گر ہوا
نازک دلون کو ہے سخنِ نرم بھی بہت / پینے کو قطرہ قطرۂ باران شرر ہوا
شادی نے شکلِ گل ہمین دکھلائی شکلِ غم / ہنسنا ہمارا باعثِ زخمِ جگر ہوا
پیری مین ہے یہ ضعف کہ پلکین بھی جھڑ گئین / منعِ نگاہ طائرِ بے بال و پر ہوا
مضمون اگر رسا ہے تو آئیگا تا زبان / خود ہی ٹپک پڑے گا جو پختہ ثمر ہوا
ہوتی اگر نہ روح تو تھا خاک جسم مین / آئی دولھن جو گھر مین تو آباد گھر ہوا

کیا جانے نامہ بر نے کہا آکے کیا امیر
ایسی خبر سنائی کہ مین بےخبر ہوا

دل مین جب مہمان خیالِ زلفِ جانان ہو گیا / آنکھ مین خوابِ پریشان سنبلستان ہو گیا
اس قدر شرمندہ پیشِ روئے جانان ہو گیا / مہر گھٹ کر دامنِ شبنم مین پنہان ہو گیا
دل کسیکا ہاتھ مین لانا ہی دولت کی دلیل / یہ نگینہ جسکو ہاتھ آیا سلیمان ہو گیا
کیا ہماری گور پر ہے احتیاجِ روشنی / چار جگنو جب چمک کے نکلے چراغان ہو گیا
دل نہ مجروحون کے تڑپانیسے قاتل کا بھرا / ہچکیان رہ رہ گئین خالی نمکدان ہو گیا
جا کے تنہا اور بھی صدمے اٹھائے باغ مین / پھول جو بھولا مجھے داغِ عزیزان ہو گیا

غیرِ فرادس کل کے بالو نمین کنگھی کی کبھی
مثل سنبل تار تار اپنا گریبان ہو گیا

ضبط غم سے طرفہ دولت سرخروئی کی ہوئی
خون ہو کر دل مرا لعل بدخشان ہو گیا

عشق گیسو مین ہوا سامان غم سامان عیش
خواب آنکھون مین اگر آیا پریشان ہو گیا

اوسنے جب تیوری چڑھائی کر لیا مجکو شکار
گوشۂ ابرو کمان تیر مژگان ہو گیا

وجہ رسوائی نہ تھا دل مین نہ تھا جبتک کہ عشق
آگے مضمون لفظ کے جامے مین عریان ہو گیا

ہوش میخوارون کا بھی شاید کوئی سیماب تھا
آتش تر سے جو اے ساقی گریزان ہو گیا

اوج ہمت ہے بقدر بے سر و پائی یہان
جسنے کی برباد خاک اپنی سلیمان ہو گیا

سوز غم مین کچھ نہ پوچھو جلد تن کا مجھسے حال
جلکے یہ کاغذ شرارون سے چراغان ہو گیا

ای جنون کہتے ہین اسکو اتحاد حسن و عشق
جیب کھلا جوڑا وہان یان دل پریشان ہو گیا

قید مین آنے لگے جب لخت دل اشکون کے ساتھ
خانۂ زنجیر مین روشن چراغان ہو گیا

تیر لاکھون کھا کے میدان محبت مین امیر
دل تو تھا ہی شیر سینہ اب نیستان ہو گیا

اوج دولت اوس پری کا سوز ہجران ہو گیا
داغ سر پر خاتم دست سلیمان ہو گیا

خط جو نکلا بوسۂ رخسار آسان ہو گیا
کاروان آنے سے نرخ حسن ارزان ہو گیا

اب کہان تک میرے تڑپانے کو چھڑکیگا نمک
ہر دہان زخم اے قاتل نمکدان ہو گیا

میری چشم تر سے ہمچشمی کا رکھتا تھا خیال
پانی پانی یہ ہوا بادل کہ باران ہو گیا

تم کھلے بالون جو آ نکلے کبھی گلگشت کو
تختۂ نرگس چمن مین سنبلستان ہو گیا

جب بہار آئی جنون کے ہاتھ سے مانند گل
ٹکڑے دامن ہو گیا پرزے گریبان ہو گیا

دیکھ قاتل اپنے دیوانے کا جذب شوق قتل
جب گلے سے ملگیا خنجر گریبان ہو گیا

وحشت گیسو مین جا نکلے سوے صحرا جو ہم
پیچ کھا کر جادۂ رہ مار پیچان ہو گیا

تھا مسلمان جب تلک مشتاق کافر تھا وہ بت
یہ ہوا کافر تو وہ ضد سے مسلمان ہو گیا

سوزنی پر مجھکو کانٹون نے بٹھایا دشت مین
شامیانہ سایۂ نخلِ مغیلان ہوگیا

بنگئی اونکی بناوٹ سے ہماری جان پر
پانچوینین گو کھروٹا نکا تو پیکان ہوگیا

خوبرویون سے نہین خالی زمانہ اکدم
مہر پیدا ہوگیا جب ماہ پنہان ہوگیا

کیا اثر ہے جو بہایا دل لبِ لعلین مین اشک
گرتے گرتے آنکھ سے لعلِ بدخشان ہوگیا

کیا تبسم نے تری لی ہے رشکِ گل چھڑکا نمک
صحنِ گلشن مین ہر اک غنچہ نمکدان ہوگیا

ٹکڑے ٹکڑے ہوکے اڑجاتا ہے آتی ہے بہار
دامنِ گل بھی مگر میرا گریبان ہوگیا

عشقبازون سے پھری رہتی ہے تو اے چشم یار
تجھسے برگشتہ بجا ہر موے مژگان ہوگیا

ضعف سے مین قیدیونکی طرح ہل سکتا نہین
قد پہ خم حلقۂ زنجیر زندان ہوگیا

حسرتین خون ہوگئین دل مین تو لایا عشق رنگ
داغ دل کا لالۂ گنج شہیدان ہوگیا

جب نقاب الٹی نگاہون کا ہوا ایسا ہجوم
پڑگئے پردے وہ رخ آنکھون تلے پنہان ہوگیا

اونکا نظارا اسکو کہتے ہین ہجوم درد و غم
تنگیِ دل سے سمٹ کر تیر پیکان ہوگیا

کیا رہین گلزار مین ہم وحشی نازک مزاج
نکہتِ گل سے دماغ اپنا پریشان ہوگیا

گل ہو غنچہ تو اوس سے صدا آئی **امیر**
جمع پھر ہوتا نہین جب دل پریشان ہوگیا

گل بنیا ہر ایک نقشِ پا سے خندان ہوگیا
یار جس کوچے مین جا نکلا گلستان ہوگیا

تشنگانِ عشق کے لب بھی نہ ہونے پائے تر
وائے قسمت خشک وہ چاہِ زنخدان ہوگیا

بوسۂ گیسو پر اوسنے ذبح کر ڈالا مجھے
ایک کافر کے لیے خونِ مسلمان ہوگیا

اے پری بل دیکے زلفونمین غضب تونے کیا
اور بھی ہم قیدیون پر تنگ زندان ہوگیا

ہم دیوان مین یہ مضمونِ دلِ مردہ لکھے
صفحہ صفحہ تختۂ گورِ غریبان ہوگیا

کوچہ گردی مین دکھائی تیغ قاتل نے بہار
بسملون سے اوسکے ہر کوچہ گلستان ہوگیا

پڑگئی جسکی نظر اوس پر وہ دیوانہ ہوا
حسن ہے انسان بلائے جانِ انسان ہوگیا

پنڈلیون تک آب خجلت مین پریو غرق ہین
آفتاب حشر وہ رخسار تابان ہوگیا

سخت ہائے دل کی یہ کثرت ہی تیری دور مین
کوڑیونکے مول ہر لعل بدخشان ہوگیا

وحشیونکی پستی قسمت نے پھیلائے یہ پانون
جب گریبان کو لگایا ہاتھ دامان ہوگیا

دیکھکر رنگ خزان مین باغ کے در سے پھرا
ہر نہال خشک مجکو چوب دربان ہوگیا

آپ آئے چشم لیلے نے یہ پیا دشت مین
سخت مجنون سرمۂ چشم غزالان ہوگیا

مرگئے ایذائے فرقت سے ہوئی حاصل نجات
رفتہ رفتہ داغ مرہم درد درمان ہوگیا

کعبۂ دل کی زیارت کو طہارت تھی ضرور
تیر کو واجب وضوے آب پیکان ہوگیا

ہیچ مجکو کیا مرے گھر تک کو قسمت نے دیے
ہر ستون کھا کھا کے بل شاخ غزالان ہوگیا

نامۂ اعمال ہے جب تک نہین ملتا امیر
میرے ہاتھ آیا یہ اور میرا گریبان ہوگیا

بے نشانی کا مین ای چرخ سزاوار نہ تھا
دہن یار نہ تھا کچھ کمر یار نہ تھا

فتنہ تھا قہر تھا جلوہ ترا اے یار نہ تھا
جب تلک دل کو سنبھالو نہین دلدار نہ تھا

جب کہا اوس سے شب غم کوئی غمخوار نہ تھا
درد نے اوٹھکے کہا کیا یہ گنہگار نہ تھا

کیا بلا تھی نگہ ہوش ربا ساقی کی
اوٹھ گئی آنکھ تو کوسون کوئی ہشیار نہ تھا

بات رکھ لی مری قاتل نے گنہگار ہو نہین
اس گنہ پر مجھے مارا کہ گنہگار نہ تھا

تاب جلوے کی نہ آئی جو کسیکو تو کہا
خوب دیکھا تو کوئی قابل دیدار نہ تھا

جوش وحشت اسے کہتے ہین کہ آتی ہی بہار
ہاتھ ڈالا تو گریبان مین کوئی تار نہ تھا

صاف دو ہاتھ سروی کے اگر چل جاتے
پھر تمھین مجھسے مجھے تمسے سروکار نہ تھا

آنکھین پتھرا گئین موسیٰ کی نہین تو سر طور
کچھ تجلی کے سوا پردۂ رخسار نہ تھا

لاش پر میری جو آئے تو ہے کیون خاموش
دم اعجاز تو قفل دہن اے یار نہ تھا

وہ کھنچا گر تو کھنچا شان تھی معشوقی کی
ہے کھینچنا تجھے اے خنجر خونخوار نہ تھا

کیا مزہ تجکو ملا دیکے فلک مجکو شکست
عہد ساقی مین نہ تھا تو یہ میخوار نہ تھا

خون ناحق سے جمایا تھا غضب کا لاکھا
لب معشوق سے کچھ کم لب سُفار نہ تھا

مجکو کیون پیچ مین لایا دم آرائش حسن
کچھ تری زلف کا طرہ تو مین ای یار نہ تھا

وقت پہ مین نہوا کوئی امیر آکے شریک
یار سمجھا تھا مین جسکو وہ مرا یار نہ تھا

سارے جہان کا رنج مرے دل مین آگیا
کیا کوزہ تھا کہ جس مین یہ دریا سما گیا

کوثر کا جام بھی ترے مقتول نے پیا
پر آب تیغ کا نہ زبان سے مزا گیا

کھائے تھے داغ جسکی محبت مین سیکڑون
دو پھول بھی نہ وہ سر تربت چڑھا گیا

بسمل تڑپ رہے ہین نکلتا نہین ہے دم
اک ہاتھ اور بھی نہ وہ قاتل لگا گیا

سامان عرس کا جو کیا یار نے تو غیر
چھپ کر نشان میری لحد کا مٹا گیا

سوجھی نئی طرح کی یہ گرمی کہ رات کو
صیاد آشیانۂ بلبل جلا گیا

جاتا ہے نامہ لیکے کوئی نامہ بر تو کب
جانے کو گر کہا تو کبوتر اوڑا گیا

اوس بت کا دل ہلا نہ عجب کا مقام ہے
نالہ کیا تو عرش خدا تھرتھرا گیا

توڑی تڑپ کے زخمی شمشیر عشق نے
ٹانکے جو آہنی بھی رفوگر لگا گیا

موسیٰ اسی پہ دعوی دیدار تھا تمھین
دیکھا جو کوہ طور پہ جلوہ غش آگیا

ہوش و حواس جانیکا ای دل گلہ نہ کر
تو رہ گیا بلا سے جو کچھ تھا گیا گیا

ابرو کا شوق کوچۂ قاتل مین لیگیا
کعبے کے حج کو مین طرف کربلا گیا

گرمی سے گور مین جو ہوے ہم عرق عرق
پنکھا نسیم خلد کا جھوکا ہلا گیا

نکلا خیال رخ مین نہین دل سے دود آہ
ابر سیہ امیر گلستان مین چھا گیا

بندہ نوازیون پہ خدائے کریم تھا
کرتا نہ مین گنہ تو گناہِ عظیم تھا

باتین بھی کہین خدا نے دکھایا جہاں مجھے
اللہ کیا نصیب جناب کلیم تھا

کیون تیغ ناز بھول گئی مجکو وقت قتل
مین بھی تو اک نیاز گذار قدیم تھا

مانگا جو میرے دل کو در گوش یار نے
دیتے ہی بن پڑا کہ سوال یتیم تھا

کیا رنگ اوسکے جاتے ہی گھر کا بدل گیا
دوزخ ہے آج کل جو ریاض نعیم تھا

ہم سے جو وہ کھنچا یہ گلے سے لپٹ گیا
قاتل سے بڑھکے خنجر قاتل کریم تھا

کیا کیا نہ آفتون کے رہے ہمکو سامنے
یارب شباب تھا کہ بلاے عظیم تھا

بیٹھا جہان فقیر وہان فرش ہوگیا
سایہ مرا لیے ہوے میرے گلیم تھا

دنیا مین کچھ قیام نہ سمجھو کرو خیال
اس گھر مین تمسے پہلے بھی کوئی مقیم تھا

اب کون ہی جو منزل الفت مین ساتھ دے
دل بھی چھٹا رفیق جو اپنا قدیم تھا

پہونچے تو ہم بھی جلوہ گہ یار مین مگر
دو اک قدم بڑھا ہوا پاے کلیم تھا

لاتے کبھی ہمارے قفس تک بھی کو گل
ٹوٹا ہوا نہ پانون ترا اے نسیم تھا

ہوتا نصیب کے ہمین نقد عیش کیا
زیر زمین بھی دور سپہر لئیم تھا

کیا چاہتا مین فیض کہ انجم سے آسمان
اک تودہ بلند عظام رمیم تھا

جسدن تھا مین چمن مین ہوا خواہ گل امیر
نام صبا کہین نہ نشان نسیم تھا

وہ دن گئے کہ مجھ مین بھی فیض عمیم تھا
محفل مین شمع تھا مین چمن مین نسیم تھا

کچھ اونکو زیب گوش کی حاجت تھی مگر
منظور پرورش تھی کہ گوہر یتیم تھا

آنکھین یقین اپنی نور تجلی سے آشنا
جسدن نہ طور تھا نہ وجود کلیم تھا

تیرے مریض غم کی نہین آج کچھ خبر
سنتے ہین کل تو حال نہایت سقیم تھا

دنیا کا حال اہل عدم سے یہ مختصر
اک دو قدم کا کوچہ امید و بیم تھا

ہم اپنی دھن مین مست تھے کیا جانین خیر مین
کس سمت کو جنان تھا کدھر کو جحیم تھا

سامان عیش کیا میں کہوں مختصر یہ ہے
بندہ گناہگار تھا خالق کریم تھا

آخر جو خم میں بیٹھ رہا شغل درد مے
تھی کچھ تو مصلحت کہ فلاطون حکیم تھا

واقف وہ حال سی ہو جو رکھتا ہو کچھ غرض
کیا جانیں ہم بخیل کہ حاتم کریم تھا

غش مجکو وصل میں نہیں آیا تھا ای پری
سرمست بوے گیسوے عنبر شمیم تھا

گلگشت میں نقاب اوٹھتے وہ رخ سے کیا
شرم آتی تھی صبا سے لحاظ نسیم تھا

رنگ چمن بہار میں بلبل سے پوچھیے
گل کا زمیں پہ پانوں نہ مثل نسیم تھا

الفت کی دل جلوں کو وہاں نیند آگئی
حسن خانہ تھا کہ طبقہ نار جحیم تھا

کرتا میں درد مند طبیبوں سے کیا رجوع
جسنے دیا تھا درد بڑا وہ حکیم تھا

دامان گل کو خود نہ چھوا ورنہ اے امیر
کچھ ڈر صبا کا ہمکو نہ خوف نسیم تھا

دل اپنا زیر سایۂ امید وبیم تھا
جسدن جحیم تھا نہ ریاض نعیم تھا

سوراخ کیوں ہی سینۂ گوہر میں ای فلک
تبلا تو ہمکو کون گناہ یتیم تھا

اوسکو کہاں دماغ تجلی تھا طور پر
سارا ظہور جسکو وہ شوق کلیم تھا

محشر میں لقمہ میں نہ ہوا کی غذائی خیر
مدت سے ورنہ کھولے ہوے منہ جحیم تھا

تیری دوا سے اور مرا درد بڑھ گیا
شاید مرض سے ساز مجھے ای حکیم تھا

کیا جانیں کس غریب کی آتی تھی رہ پہ لاش
ہنگامہ کل جو اونکی گلی میں عظیم تھا

خود کہہ رہا تھا شوق میں گستاخ دل مرا
اصرار قوم سے جو کلام کلیم تھا

قاتل کے خط سے قتل کا ہوتا نہ کیوں یقین
عنوان نامہ آیۂ فتح عظیم تھا

کیسی تشفی مرض میں کہ اولٹی ہوئی دوا
سمجھے نہ ہم رقیب ہمارا حکیم تھا

تلخی زبان دوست سے دیتی ہی کیا مزہ
شیرین تھا فقط جو کلام کلیم تھا

ہم راز تب مزار میں پہونچے کہ کچھ نہ تھے
دل کو جو خوف جمع عظام رمیم تھا

کیسا سوالِ ید جو ہم پہونچے طور پر — سوزان کہین شجر تو کہین غش کلیم تھا

روشن ہین آفتاب سے اعجاز مصطفےٰ — اونگلی اوٹھی کہ ماہ فلک پر دو نیم تھا

کب مجھ سے شش سایہ چھپے پنجتن کے پاؤن — پانچون سوارون مین مین بزیر گلیم تھا

اوس گل کا وصف چشم سناتا مین کیا امیر
نرگس کا پھول باغ مین گوشِ صمیم تھا

ہر جگہ جوشِ محبت کا نیا عالم ہوا — آنکھ مین آنسو جگر مین داغ دلمین غم ہوا

میرے مرتے ہی زمانہ درہم و برہم ہوا — یہ خوشی پھیلی کہ شادیِ مرگ اک عالم ہوا

موت آئی دردِ فرقت سے ہمین صحت ہوئی — بڑھتے بڑھتے زخم آخر زخم کا مرہم ہوا

آنسوؤن سے بیقراری مین ذرا تسکین تھی — بڑھ گیا اور اضطرابِ دل جو رونا کم ہوا

روز کی فریاد سے تنگ آ گئے تھے ہمقدر — خلق کو مژدہ ہمارا نالۂ ماتم ہوا

مین ترا ممنون ہون اے گریۂ بے اختیار — جب پڑی مجھپر مصیبت مین شریک غم ہوا

رازداری محبت کا مین کیا دعوے کرون — جس قدر محرم ہوا اوتنا ہی نامحرم ہوا

واے قسمت رہ گئی حسرت ہی لطفِ یار کی — بڑھ گئی شانِ تغافل کچھ جو غصہ کم ہوا

سبتے اپنے حالِ ابتر کے جو محشر مین کھلے — دفترِ اعمال مردم برہم و درہم ہوا

چارہ گر کو لائے ہین احباب درمان کے لیے — لو مرا زخمِ جگر بھی قابلِ مرہم ہوا

کیا دوا کی بیٹھ کر پہلو مین اوسکے تیر نے — دردِ دل بھی گھٹ گیا دردِ جگر بھی کم ہوا

مار ڈالا روزِ اوّل کی نگاہِ لطف نے — ایکدم کا عیش ظالم عمر بھر کا غم ہوا

شورِ محشر بھی ہوا آکر شریکِ تعزیت — دھوم سے میرے دلِ مرحوم کا ماتم ہوا

رات بھر رویا کیا بے یار مین گلزار مین — صبحکو پھولون سے رخصت صورتِ شبنم ہوا

ہوش کی بھی اب تو کوئی بات کرتے ہین امیر
کچھ تو وحشت نے کمی کی کچھ تو سودا کم ہوا

ہو نہیں وہ غم دوست جب تم نے کمی کی غم ہوا
کی شکایت چرخ سے جس نے زِ صدمہ کم ہوا

کسطرح کمنون دل اظہار کرتا پیش یار
آج تک میں خود نہ اپنے راز کا محرم ہوا

لذتِ شرمِ گنہ تھی کب فرشتوں کو نصیب
یہ مزا چکھنے کو پیدا خلق میں آدم ہوا

میرے زخموں کی ہنسی پر تمکو رونا آگیا
یہ خوشی بھی کچھ خوشی تھی جسکا ایسا غم ہوا

تیرا دیوانہ جو آیا یہ ملائک نے کہا
انتظامِ عرصۂ محشر بھی لو برہم ہوا

نوک خنجر ہو کہ اے سفاک پیکان تیر کا
جو مرے پہلو میں آ بیٹھا مرا ہمدم ہوا

اونچے اونچوں کی مرے گل نے مٹا دی آبرو
چشمۂ خورشید گھٹ کر قطرۂ شبنم ہوا

ذبح کرتے ہو مجھے ایجان ڈھیلے ہاتھ سے
واہ اچھے وقت میں غصہ تمہارا کم ہوا

تیغ زنگ آلود خنجر کند قاتل خرد سال
کیا کہوں مقتل میں وقت قتل کیا عالم ہوا

تنگ آ کر دعا فرقت میں مانگی موت کی
حسرتیں بگڑیں مزاج آرزو برہم ہوا

جان تا لب میں ہے مضطر دم خفا دل تنگ تھا
موت ہی آئی مزاج یار کیا برہم ہوا

دل جگر دونوں مجھے میری جان کے دشمن مگر
ہوگیا پہلو سے میرے تمکو اوسکا غم ہوا

رہ گئے وہ دو قدم چلکر مری میت کے ساتھ
پانوں میں مہندی لگا کر گیسوے برہم ہوا

رو دیا فرقت میں اشکوں کا نہیں اچھا امیر
چار دن کے ضبط میں دیکھو تو کیا عالم ہوا

وہ کون تھا جو خرابات میں خراب تھا
ہم آج پیر ہوئے کیا کبھی شباب تھا

شب فراق میں کیوں یا رب انقلاب تھا
یہ آسمان نہ تھا یا یہ آفتاب نہ تھا

لحاظ ہے نہ قاتل کا ہو سکا دم قتل
سنبھل سنبھل کے تڑپنے وہ اضطراب تھا

اوسے جو شوق شہادت مجھے مزہ
کہ کوئی یہ نہ کہے قابل عذاب نہ تھا

شکایت اوسنے کوئی کام یونہی کیا کرنا
کسی کا نام کسی کی طرف خطاب تھا

نہ پوچھ عیش جوانی کا مجھ سے پیری میں
ملی تھی خواب میں وہ سلطنت شباب تھا

دماغ بحث تھا کسکو وگرنہ اے ناصح / دہن نہ تھا کہ دہن مین مری جواب نہ تھا
وہ کہتے ہین شب وعدہ مین کسکے پاس آتا / تجھے تو ہوش ہی اے خانمان خراب نہ تھا
ہزار بار گلا رکھ دیا تہ شمشیر / مین کیا کرون تری قسمت ہی مین ثواب نہ تھا
فلک نے افسر خورشید سر پہ کیون نہ رکھا / سبوے بادہ نہ تھا ساغر شراب نہ تھا
غرض یہ ہے کہ ہو عیش تمام باعث مرگ / وگرنہ مین کبھی قابل خطاب نہ تھا
سوال وصل کیا یا سوال قتل کیا / وہان نہین کے سوا دوسرا جواب نہ تھا
ذرا سے صدمے کی تاب اب نہین وہی ہم ہین / کہ ٹکڑے ٹکڑے تھا دل اور اضطراب نہ تھا
کلیم شکر کرو حشر تک نہ ہوش آتا / ہوئی یہ خیر کہ وہ شوخ بے نقاب نہ تھا
یہ بار بار جو کرتا تھا ذکر مے واعظ / پیے ہوے تو کہین خانمان خراب نہ تھا

امیر اب ہین یہ باتین جب اوٹھ گیا وہ شوخ
حضور یار کے منہ مین ترے جواب نہ تھا

کہا جو مینے کہ یوسف کو یہ حجاب نہ تھا / تو ہنس کے بولے وہ منہ قابل نقاب نہ تھا
شب وصال بھی وہ شوخ بے حجاب نہ تھا / نقاب الٹ کے بھی دیکھا تو بے نقاب نہ تھا
لپٹ کے چوم لیا منہ مٹا دیا انکار / نہین کا اونکے سوا اسکے کچھ جواب نہ تھا
مرے جنازے پہ اب آتے شرم آتی ہے / حلال کرنیکو بیٹھے تھے جب حجاب نہ تھا
نصیب جاگ اوٹھے سو گئے جو پانون مر کے / تمھارے کوچے سے بہتر مقام خواب نہ تھا
غضب کیا کہ اسے تو نے محتسب توڑا / ارے یہ دل تھا مرا شیشہ شراب نہ تھا
زمانہ وصل مین لیتا ہی کروٹین کیا کیا / فراق یار کے دن ایک انقلاب نہ تھا
تمھین نے قتل کیا ہی مجھے جو تنتے ہو / اکیلے تھے ملک الموت ہمرکاب نہ تھا
دعاے توبہ بھی ہمنے پڑھی تو مے پیکر / مزہ ہے ہمکو کسی شے کا بے شراب نہ تھا
ملین جو یار کا مشتاق ہو کے آیا تھا / ترے جمال کا شیدا تو ای نقاب نہ تھا

بیان کی جو شبِ غم کی بیکسی تو کہا
جگر میں درد نہ تھا دل میں اضطراب نہ تھا

وہ بیٹھے بیٹھے جو دے بیٹھے قتلِ عام کا حکم
ہنسی تھی اونکی کسی پر کوئی عتاب نہ تھا

جو لاش بھیجی تھی قاصد کی بھیجتے خط بھی
رسید وہ تو مرے خط کی تھی جواب نہ تھا

سرورِ قتل سے تھی ہاتھ پانو کو جنبش
وہ مجھ پہ وجد کا عالم تھا اضطراب نہ تھا

ثبات بحرِ جہاں میں نہیں کسیکو امیر
ادھر نمود ہوا اور ادھر حباب نہ تھا

نامہ لیکر جو کوئی کوئے بتاں سے آیا
میں یہ سمجھا کہ ملک باغِ جناں سے آیا

میرے گھر میں جو کوئی اوسکے مکاں سے آیا
چیخ اوٹھا کہ میں دوزخ میں جناں سے آیا

اے جرس تو تو نہیں قافلے والوں سے جدا
تیری آواز میں یہ درد کہاں سے آیا

جانتا ہوں وہ کماندار کشیدہ ہے بہت
کہ کبھی تیر بھی مجھ تک نہ کماں سے آیا

اب کوئی کعبے میں دم بھر میں ٹھہر سکتا ہوں
برہمن بہرِ طلب کوئے بتاں سے آیا

شغل رونے کا ازل میں بھی مجھے تھا ورنہ
نوح کے وقت میں طوفان کہاں سے آیا

خبرِ مرگ مری دیر و حرم میں تو گئی
نہ یہاں سے کوئی آیا نہ وہاں سے آیا

بولتا کب ہے وہ سفاک پکاروں میں ہزار
کاش خنجر ہی کہے اپنی زباں سے آیا

مفتیوں سے کہو لتر وہ اب کہتے ہیں کیسا
غش او نہیں روزۂ ماہِ رمضاں سے آیا

دیکھکر اوس رخ و گیسو کو میں حیران ہوں امیر
شب تاریک میں خورشید کہاں سے آیا

مثلِ موسیٰ سامنے میرے جو تو ہو جائیگا
لن ترانی میں مقامِ گفتگو ہو جائیگا

عشق میں تازہ دماغ آرزو ہو جائیگا
رنگ اڑکر چہرۂ عاشق سے بو ہو جائیگا

ضبطِ گریہ میں نہیں کرتا کہ رہتا ہے خیال
سوکھکر کانٹا نہالِ آرزو ہو جائیگا

ہر اُبل پڑنے کا ڈر کیا دوں ترے قد کی مثال
سرو فوّارہ کنارِ آب جو ہو جائیگا

ہی یہی رنگ ستم اوس خال عارض کا اگر
مشک کا دل نافِ آہو مین لہو ہو جائیگا

ہر کبھی بیشی جو یہ تاثیر حسن و عشق کی
خود سے ہم ہو جائینگے خورشید تو ہو جائیگا

آرسی پر کچھ نہین موقوف ای آئینہ رو
جو تجھے دیکھیگا وہ میرا عدو ہو جائیگا

اُف نکر ایدل زمانہ پیس ڈالیگا تجھے
کھا کے کوڑا اور ابلق تندخو ہو جائیگا

تم جو اوٹھ جاؤگے بزم عیش ہوگی بزم غم
بادۂ گلرنگ شیشون مین لہو ہو جائیگا

دست قاتل سے بڑھیگا تیغ کا پانی فرو
تا کمر ہے آج کل تک تا گلو ہو جائیگا

بعد مردن شرم عصیان سے ہون ایسا آب آب
خاک سے میری تیمم بھی وضو ہو جائیگا

میری بیحاذی سے ایسا قی کہان جائیگی عید
ماہ نویان ناخن دست سبو ہو جائیگا

محو آب و تابِ دندان ہون پڑھون کیونکر نماز
آب گوہر ہاتھ مین آبِ وضو ہو جائیگا

چھا رہی ہی دلمین میرے اس قدر ای یاس کین
دیکھ ظالم صفت جون آرزو ہو جائیگا

چار سو تکرا اوٹھا سر دیکھکر ابرو امیر
فرض اس کعبے مین سجدہ چار سو ہو جائیگا

اک جہان بسمل ترا اے تندخو ہو جائیگا
چار ہی ہاتھون مین شہرہ چار سو ہو جائیگا

جذب پر آمادہ گر اے شوق تو ہو جائیگا
خنجرِ قاتل مرا طوقِ گلو ہو جائیگا

طاقتِ دیدار کا دعوے ہے اہل دید کو
فاش پردہ ہوگا بے پردہ جو تو ہو جائیگا

ای تصور منہ سے بخت تیرہ جاتا ہے کہان
دل مین عکس زلف آئینے مین مو ہو جائیگا

ہو نہین مجذوب خراباتی اگر توڑیگا جام
محتسب کا ہاتھ خود دستِ سبو ہو جائیگا

ہون وہ سنگش شیشہ ام گو کرونگا جب مین دعا
ہچکیان لے لیکے بسمل کا گلو ہو جائیگا

میرے قلب صاف کے منہ پر نہ آئینہ چڑھے
آبرو سٹ جائیگی بے آبرو ہو جائیگا

یاس جان کے اگر جوبنکے ہین فرقت مین بھی
کوئی دم مین گل چراغ آرزو ہو جائیگا

جلے جیسے جگر مین ہوگی ہوس جلاد کی
بڑھتے بڑھتے درد دل درد گلو ہو جائیگا

کون سنتا ہے یہان ای بت مسی تیرے حضور
ختم یہ جھگڑا خدا کے روبرو ہو جائیگا

ساتھ میرا تو نہ چھوڑا ای یاس ہجر یار مین
اور بھی ویران دل اے آرزو ہو جائیگا

پھول اے بلبل پھولون پر دو دن چڑھے ہی یہان
ایک جھونکے مین ہوا ست رنگ و بو ہو جائیگا

بھولی باتون پہ نہ بھول آج اوس گل تر کے لالا
دیکھنا گل اور رنگ گفتگو ہو جائیگا

عیب اصلی عارضی زینت سے چھپتا ہے کوئی
غازہ ملنے سے نہ زنگی خوبرو ہو جائیگا

فصل گل آنے تو دو فصد ونکا پھر کیا ہے تھما
ظرف بھر بھر جائینگے پانی لہو ہو جائیگا

غیر احول ہین سمجھتے ہین مجھے تجھسے جدا
عقدہ یہ گیسو تمھارے روبرو ہو جائیگا

خوب گلرویون سے آتا ہے ہمارے دل کو ربط
سنگ مین یہ رنگ ہوگا بو مین بو ہو جائیگا

داغ حسرت گھر سے مین لیکر کہان جاؤن امیر
جاتا ہون گل چراغ آرزو ہو جائے گا

وجود ہی مجھ حزین کا تھا کہان کو ہم زمین کا
غبار آسا نہیں کہیں کا نہ آسمان کا نہ مین زمین کا

یہ طور وحشت نے رنگ بدلا کہ ہوگیا دو جہان سے گم
زمین پہ جادہ فلک پہ جوزا نشان ہے چاک آستین کا

قضا جو کاتب کو رحم آتا تو بخت بنیاد ہی مٹاتا
درست لکھتا تو ٹوٹ جاتا قلم ہمارے خط جبین کا

چمن میں ہے بلبل کے خون کا محضر گواہ ہین گل و برگ اس پر
نہیں ہے یہ داغ لالہ تر یہ نقش ہے مہر کی نگین کا

یہ غنچے پتلے ہین وطین کے نہ آسمان کے نہ مین زمین کے
نشان ہے تنگ شگفتگی ہے کھلا نہ مطلب خط جبین کا

غم محبت ہے جسکا مطلب کدورتین دل کی ہون عیان کیسا
کرے ہے حبتک ہے غم لبالب تپا کہان درد تہ نشین کا

کیا تھا کیون ادعا باطل ہو تھا اوس تیرا سے مقابل
سزا ملی ہو گیا سیہ دل جو مشک نافہ غزال چین کا

بڑھی سلیمان کی عزت یہی تمھاری الفت کے یہ کرشمے
یہ نقش ہے حسن لب مین جھک کے بیٹھے بلند ہو نام اوس نگین کا

کسی نکالا نکلا شیون تمھارے قاتل ہے وقت مرگ
قلم ہوئی ہو ہد گردن زبان پہ نعرہ ہے آفرین کا

قریب ہے یار روز محشر چھپے گا کشتو تمھارا قتل کیونکر
جو چپ رہیگی زبان خنجر لہو پکاریگا آستین کا

عجب مرقع ہے باغ دنیا کہ جسکا صانع نہیں ہویدا
ہزارہا صورتین ہین پیدا پتا نہین صورت آفرین کا

ہوا نہ دشوار جسکو مرنا اوسی گلی میں تھا اپنی دہرنا
نہ تھا مناسب عزیز کرنا موے پہ دو چار گز زمین کا

لکھا جو وصف ایک گلبدن کا تو رنگ پیدا ہوا چمن کا
جو صفحہ ہے برگ یاسمن کا تو خامہ ہے شاخ یاسمین کا

کمال امید ہے شکوا کیا نہ عرس انکیدن ہمارا
سر سجدہ ہی ہجوم ہوتا کبھی حسینان مہ جبین کا

اثر ہے گیسو کا یہ تمہارے کہ حرف آگین ہین حرف سارے
ورق ہے دیوان مین جو ہمارے وہ تختہ ہے عطر کی زمین کا

نہین ہے امید کہ ہم ماضی گنہ کی تعذیر پر ہو راضی
لگا ہے درہ جو مجکو قاضی کسیکے گیسوے عنبرین کا

خدا ہے جبتک نہو شناسا حرم دل کا ہے شوق بیجا
مکان کا تب پتا ملیگا کہ کچھ پتا یاد ہو مکین کا

کہان ہین ایسے نصیب اپنے کہ پڑھکے مضمون جواب لکھیے
اوڑے ہے نامہ کے اوسنے پرزے کھلا لفافہ خط جبین کا

ملا ہے جنکو دل مصفا پریکو بھی دیکھتے ہین اچھا
پڑیگا عکس آئینے مین سیکڑوں ہزار اوٹھا ہو خط نگین کا

جنون کا ہمپر ہے قطع جامہ قبا کہان کی لباس کیسا
ہمارے بازو تلک نہ پہونچا کسی طرح ہاتھ آستین کا

کسی آستانے پہ جا پڑا ہون کہان الہی زمین سا ہون
کہ سر نہ اوٹھے ہزار چاہون یہ ربط ہے سجدہ و زمین کا

کہان کا کعبہ ہے دیر کیسا بتا دو کوچے کا اوسکے رستا
میں پوچھتا ہون پتا کہین کا نشان فتیر ہو تم کہین کا

امیر گھر یون رہی خموشی گلے سے آواز تک نہ نکلی
خیال حسن آت خواب مین بھی بندھا کسی چشم سرمگین کا

ہوا جو ٹھوکر مین زمین کا تو دل ہوا شاد مجھ حزین کا
بس اب ارادہ نہین کہین کا کہ رہنے والا ہون مین زمین کا

اگرچہ پیری مین ناتوان ہین شباب کے کچھ اثر عیان ہین
نہیں تن زار مین جھریان ہین نشان ہے چین آستین کا

فقط ہے تیرا خیال باطل کہ راستی مین ہو نام حاصل
درست اوٹھے کبھی ایدل جو نقش اوٹھا ہوا نگین کا

کہین بکر زبان سے کتنا کوئی مخاطب نہین ہے اصلا
ہمارا اظہار غم ہے گویا سوال درویش رہ نشین کا

کھلے ہین یہ استخوان بیکہ پوست ہی پوست ہے سراسر
کلاہ کا شک ہے میرے سر پر گمان ہے بازو پر آستین کا

ہزار روز زمین ہین زیر کے کہ ہر زیر زمین ہین مردے
کھنچے دو در ویہ زبسکہ نقشے بھرا ورق پشت و زمین کا

جہان مین ہین جو رسن بہت کم از ل سے پامال ہے یہ عالم
کرلی فرشتوں نے خاک آدم سنا نہ شور ایک بھی زمین کا

ہوا کے دم مین ہون محو ایسا چمن مین گھر کر چلا جو آیا
سیاہ مستی ہین مین یہ سمجھا جہاز ہے آب آتشین کا

سفر مبارک ہو آخرت کا بخیر انجام ہو خدایا
جو گھر سے نکلے مرا جنازا تو سامنا ہو کسی حسین کا

جو شعلہ بالا کا طور چمکا جھپک گئی جب سے چشم موسے
بجھا ہوا تھا کوئی شرارہ تمہارے رخسار آتشین کا

کیا ہی اوسنے کنارا سرور داغ کا ہو گوارا
لہو ہو سیکشو ہمارا جو نام لو آب آتشین کا

سمجھ پہ میری نہ آئے کہدو کوئی یہ دزد کفن ہے یارو
برہنہ دیکھے نہ گور مجکو میں کشتہ ہوں چشم سرمگین کا

ہوئی ہے مقبرے سے رہائی ضرور ہی قسمت آزمائی
کرینگے اوسی پہ جبہ سائی نشان جبتک ہے جبین کا

جو وحشت غربت میں کھینچی ایذا بندھا تصور ہمیں وطن کا
بھری جو چشم غزال صحرا دکھا دیا رنگ شہر چین کا

چمن میں غنچہ نہیں کھلا ہے وہ گل یہاں اتکو رہا ہے
یہ کوئی تعویذ کھل پڑا ہے اوسی کے بازو نازنین کا

وسیکا پھیلا ہے نور سارا کہاں کا خورشید عالم آرا
گرا ہوا ہے کوئی ستارہ لباس تارہ جبین کا

جسکی میٹھی بانسی نگیں تو جان شیرین ہے نذر لیلین
ہنسی ہے تسمی سے جوہری فرو ہے مجکو نگین کا

جو دیکھی نرگس کی شرمساری جھڑی ہوئی آنسوؤں کی جاری
نگاہ میں پھر گیا ہماری حجاب اوس چشم سرمگین کا

عجب ہے آئینے کا مقدر کہ عکس افگن ہے چشم دلبر
قدم نکالا نہ گھر سے باہر شکار کھیلا غزال چین کا

جو تیغ ساعد ہوئی مقابل تڑپ گئی خلق مثل بسمل
الٹ گئی صف جو تو نے قاتل الٹ دیا گوشہ آستین کا

امیر دیکھا جو اوسکا نقشہ تو نقشہ یوسف کا دل سے اوترا
کہ نقش ثانی کے آگے ہوتا فروغ کیا نقش اولین کا

ردیف بای موحدہ

سیکھ کر مجھ نالہ کش سے طرز افغان عندلیب
چمن گلشن میں ہوئی ایسی خوش الحان عندلیب

ہوں وہ عاشق قد و رخ کا جو گلشن ہی چلوں
فاختہ پکڑے مرا دامن گریبان عندلیب

رحم کر یوں پھول بیدردی سے اے گلچیں نہ توڑ
سر یہ نالوں سے اوٹھا لیگی گلستان عندلیب

فصل گل آنے تو وہ اڑ جائیگی لیکر قفس
خانہ صیاد میں دو دن ہے مہمان عندلیب

برق آسا ہے فروزان خندہ گل باغ میں
چاہیے برسائے اب اشکوں کا باران عندلیب

چھوڑ کر تیرے رخ رنگین کو اے رشک چمن
گل پہ مرتی کیلیے ہوتی جو انسان عندلیب

فصل گل مین پھول دکھلائین جو پریونکا جمال
کیون نہو پھر دم کش مرغ سلیمان عندلیب

عاشق کامل کو وصلت مین زیادہ ہی ملال
فصل گل مین بیشتر ہوتی ہی نالان عندلیب

کون گل ہی جو رخ گلرنگ پر عاشق نہین
تو وہ گل ہے جسپہ ہی سارا گلستان عندلیب

جو پسند آجاے عاشق کو وہی معشوق ہے
سرو پر قمری فدا ہے گل پہ قربان عندلیب

اوڑ کے گل خود شوق مین پہونچا ہی دست [illegible] تک
کسلیے گلچین سے ہے دست و گریبان عندلیب

تو کرے چوڑی جو اپنے ہاتھ کی ای گل جدا
مول لے دیکے زر گل دستگردان عندلیب

شوق مین لالون کے جائے باغ مین وہ گل اگر
لال ابھی ہو خون گل مین ہوکے غلطان عندلیب

قابو سے صیاد مین آتی کبھی ممکن نہ تھا
دام کو سمجھی ترا گیسو سے پیچان عندلیب

وہ بھی دن آئے کہ اوٹھے تیری محفل مین کبھی
اے گل تر دلمین رکھتی ہے یہ ارمان عندلیب

فاتحہ خوانی کو جب وہ گلبدن آیا امیر
بنگئے سب ساکن شہر خموشان عندلیب

کیا ہنسی ہی گریۂ عشاق مضطر کا جواب
سچ رکھو کچھ سوال روز محشر کا جواب

در دیا ہوگا شکستِ کاسۂ سر کا جواب
غافلون کو دیگی میری لاش ٹھوکر کا جواب

منھ چڑھاتا ہے مرا کیا آئینے مین دیکھ تو
تجکو دیتا ہے دہن تیرا برابر کا جواب

شوق سے لکھین سیہ کار عصیان فرشتے راتدن
ایک رحمت اوسکی ہی اس سارے دفتر کا جواب

ایکدن وہ میرے گھر ہے ایکدن وہ اوسکے گھر
تیر کی قسمت بھی ہے میرے مقدر کا جواب

جب مین کہتا ہون کہوگے کیا خدا کے سامنے
کہتے ہین تمکو بتا دین روز محشر کا جواب

نرم دل سے نرم دل ہین سخت گو سے سخت گو
شیشے کا شیشہ یہان پتھر ہے پتھر کا جواب

بے زبان ہی گوش یارون کی کری کبتک سنے
اے زبان تو اوسکے بدلے دی برابر کا جواب

اوسنے خط بھیجا جو مجکو ڈاک پر ڈاکا پڑا
یار کیا کرتا نہ تھا میرے مقدر کا جواب

ہارے ہفت و دو ملت مجسے بحث عشق مین
تھا تو تنہا پر دیا مینے بہتر کا جواب

منہ چڑھاؤ اوسکا تیوری چڑھاؤ اور پر
آئینہ ہون منہ پہ دونگا مین برابر کا جواب

کسلیے ڈرتے ہو ہنگامے سے آؤ تو سہی
پانون کی خلخال دیگی شور محشر کا جواب

پھینک دو خط لکھکے قاصد سے جو تم بیزار ہو
اوٹھکے آئیگا جو ہے میرے مقدر کا جواب

منہ کی کھائی سیکڑون بال آئینے مین پڑ گئے
لیکے آیا تھا تری زلف معنبر کا جواب

رہگیا خاموش وہ بت بدحالی سے امیر
یا نہ تھا کوئی سوال جان مضطر کا جواب

ہے خموشی ظلم چرخ دیو پیکر کا جواب
آدمی ہوتا تو ہم دیتے برابر کا جواب

جو بگولا دشت غربت مین اوٹھا سمجھا یہ مین
کرتی ہے تعمیر ویرانی مرے گھر کا جواب

ساتھ خنجر کے چلیگی وقت ذبح اپنی زبان
جان دینے والے دیتے ہین برابر کا جواب

سجدہ کرتا ہون جو مین ٹھوکر لگاتا ہے وہ بت
پانون اوسکا بڑھکے دیتا ہے مرے سر کا جواب

ابر کے لکھے نہ اولجھین میرے موج اشک سے
خشک مضمون سے ہے مشکل مصرع تر کا جواب

وہ کھنچا تھا مین بھی کھنچ رہتا تو بنتی کسطرح
سر جھکا دینا تھا قاتل تیرے خنجر کا جواب

جیتے جی ممکن نہین اوس شوخ کا خط دیکھنا
بعد میرے آئیگا میرے مقدر کا جواب

شیخ کہتا ہے برہمن کو برہمن اوسکو سخت
کعبہ و بتخانہ مین پتھر ہے پتھر کا جواب

روز دکھلاتا ہے گردون کیسی کیسی صورتین
بت تراشی مین ہے یہ کافر بھی آذر کا جواب

ہر جگہ قبر گدا تکیے مین ہر جا گور شاہ
ایک گھر اس شہر مین ہے دوسرے گھر کا جواب

جلوہ گر ہے نور حق ہونے سے یکتائی امیر
سایہ بھی ہوتا اگر ہوتا پیمبر کا جواب

پلا ساقیا ارغوانی شراب
کہ پیری مین دے نوجوانی شراب

وہ شعلہ ہے ساقی کہ رنجک کی طرح
اوڑا دیتی ہے ناتوانی شراب

کہان بادۂ عیش تقدیر مین
پیون مین تو ہو جائے پانی شراب

نہ لایا ہے شیشہ نہ جام وسبو — پلاتا ہے ساقی زبانی شراب
کہان عقل برنا کہان عقل پیر — نئی سے ہے بہتر پرانی شراب
مرے چہرۂ زرد کے عکس سے — ہوئی ساقیا زعفرانی شراب
ہوے مست دیکھا جو پھولونکا رنگ — پیالون مین تھی ارغوانی شراب
کہان چشمۂ خضر کیسے خضر — خضر مین مری زندگانی شراب
خضر ہون اگر مین تو جاکر پیون — سرِ چشمۂ زندگانی شراب
گلستان ہی پھولون سے کیا لعل لعل — پیے چلے ساقیا ارغوانی شراب
عجب ساقی گندمی رنگ ہے — کہ پرتو سے بنتی ہے دھانی شراب

رہے طاق پر پارسائی امیر
پلائے جو وہ یار جانی شراب

لائیگا رنگ خون دلِ مع اعذار کب — آئیگی اس چمن مین الٰہی بہار کب
رویا ہمارے حال پر ابر بہار کب — بیٹھا زمین پر اوسکے ہمارا غبار کب
اوٹھیگا میری خاک سے یارب غبار کب — آئیگا ہاتھ گوشۂ دامان یار کب
مقتل سے وہ پھرے تو قضا نے یہ عرض کی — حاضر ہوا حضور مین یہ جان نثار کب
داغون سے دل چمن ہو کرون ضبط آہ کیا — رکتی ہے روکنے سے نسیم بہار کب
ناصح خوشی سے کون اوٹھاتا ہو بار عشق — کرتا ہے کوئی آپ سے جبر اختیار کب
ٹھنڈی ہوا ہے ابر ہے ساقی ہو نہر ہے — کھیلوگے میکشو بطِ مے کا شکار کب
ہمکو ملاکے خاک مین بھی جب ہوئی نہ صاف — جائیگا پھر حضور کے دل سے غبار کب
کہتی ہے مرغ دل سے یہ وہ چشم فتنہ گر — بچتا ہے زد پر آکے ہمارا شکار کب
کیا کیجیے گلہ کہ نہ آیا وہ دفن کو — مرنے کا میرے اونکو ہوا اعتبار کب
مین خاک بھی ہوا تو ہوئی خاک گردباد — گردش مٹیگی اے مرے پروردگار کب

محشر مین ایک ایک سے ہم پوچھتے پھرے
آخر تمام ہوگا غمِ انتظار کب

آئے ہما کو بھی نہ مرے استخوان پسند
خوش ہوگا اُنکو کھا کے سگِ کوے یار کب

برہم نسیم کوچۂ جانان ہے کس لیے
تعظیم کو اوٹھا نہ ہمارا غبار کب

جسکا دماغ ہو ترے جوڑے کی بو سے مست
سونگھے وہ بوے نافۂ مشکِ تتار کب

ہم کیا سمجھکے یار سے رکھیں امیدِ قتل
کرتا ہے عاشقوں مین وہ ہمکو شمار کب

یارب نگاہ پھر گئے وہ کھینچینگے کب اُدہر
ہوگا یہ تیر میرے کلیجے کے پار کب

مین تو تڑپ تڑپ کے ہوا عشق مین تمام
آئیگا چین تجھکو دلِ بیقرار کب

کیا بیکسی کا شکوہ کرون مین فراق مین
آتا نہین ہے گریۂ بے اختیار کب

جو تجھکو جانتے ہین فلک کا شریکِ غم
کرتے ہین شکوۂ ستمِ روزگار کب

مرنے کو منع ہم نہین کرتے مگر امیر
سوجھے گی تو اونکو ہوا اقتدار کب

ردیف تاء فوقانیہ

کیون نہ کھٹکے مجھے جو خار ہو برہمن دوست
دوست کے دوست کا دشمن ہو جو ہو دشمن دوست

دیکھکر ربطِ گل و خار یہ امید ہوئی
شاید آجاے مرے ہاتھ مین بھی دامن دوست

مثلِ یعقوب مری آنکھین بھی روشن ہو جائین
لا کسی روز صبا نکہتِ پیراہن دوست

طرفِ کعبہ نہ جا حج کے لیے نادان ہے
غور کر دیکھ کہ ہے خانۂ دل مسکن دوست

ملک الموت سے کہدو کہ نہ تکلیف کرین
مرگ آسان ہے مگر کون سنے شیون دوست

شاخِ صندل پہ ہوا مارِ سیہ کا دھوکا
دیکھکر کاکلِ پیچ بہ پیچ بس دشمن دوست

اے جنون یان کوئی بیکار رہا جاتا ہے
یا گریبان ہے مرے ہاتھ مین یا دامن دوست

ہم تو نظارے سے محروم ہین خدا کی قدرت
آئینہ اور تماشاے رخِ روشن دوست

رہ گیا شوق مری لاش کو پامالی کا
گرم جولان نہ کسی روز ہوا توسن دوست

ہے وصیت کہ کفن مجکو اوسی کا دینا / ہاتھ آجائے جو اوترا ہوا پیراہن دوست

لیکے گردون نے بنایا ہے اوسیکو مہ نو / گر پڑا تھا جو کوئی نعل سم توسن دوست

عکس ہر عضو کا ہر عضو مین کیونکر نہ پڑے / کہین آئینے سے بڑھکر ہے صفائے تن دوست

کیون نہ ملبوس پہ فانوس کا دھوکا ہو امیر / شمع روشن سے زیادہ ہے فروغ تن دوست

ایک ہے میرے خضر اور سفر کی صورت / گھر مین ہون گھر سے نکلکر بھی نظر کی صورت

چشم عشاق سے پنہان ہو نظر کی صورت / وصل سے جان چرائے ہو کمر کی صورت

ہون وہ بلبل کہ جو صیاد نکالے مرے پر / گر گئے پھول ہر اک شاخ سے پر کی صورت

تیرے چہرے کی ملاحت جو ذرا اک دیکھی / پھٹ گیا مہر سے دل شیر سحر کی صورت

جھانک کر روزن دیوار سے وہ تو بھاگے / رہ گیا کھول کے آغوش مین در کی صورت

تیغ گردن پہ کہ ہے سنگ پہ آہن دم تیغ / خون کے قطرے نکلتے ہین شرر کی صورت

کون کہتا ہے ملے خاک مین آنسو میرے / چھپ رہی گرد یتیمی مین گہر کی صورت

نہین آتا ہے نظر المدد اے خضر اجل / جادۂ راہ عدم موئے کمر کی صورت

پڑ گئین کچھ جو مرے گرم لہو کی چھینٹین / اوڑ گئی جوہر شمشیر شرر کی صورت

قبر ہے وادی غربت مین بنے گی اکدن / اور کوئی نظر آتی نہین گھر کی صورت

خشک سیرون تن شاعر کا لہو ہوتا ہے / جب نظر آتی ہے اک مصرع تر کی صورت

آفت آغاز جوانی ہی مین آئی مجھ پر / بجھ گیا شام سے دل شمع سحر کی صورت

جلوہ گر بام پہ وہ مہر لقا ہے شاید / آج خورشید سے ملتی ہے قمر کی صورت

دہن یار کی توصیف کڑی منزل ہے / بیت مضمون کی بندش ہو کمر کی صورت

نو بہار چمن غم ہے عجب روز افزون / بڑھتی جاتی ہے گرہ دل کی ثمر کی صورت

ہون بگولے کی طرح سے مین سراپا گردش / رات دن پانؤن بھی چکر مین ہین سر کیصورت

بارش سنگ حوادث ہو نہ کس طرح امیر
آہ ہے شکل شجر اشک ثمر کی صورت

رنگ فق صبح کو کیون ہو نہ سحر کی صورت
پھرتے ہین شام سے شب بھر وہ کیصورت

دلشکستہ مین وہ ہون خط جو کبوتر کو دیا
گر پڑا اڑتے ہی ٹوٹے ہوے پر کیصورت

ہوش اڑنے تھے تو اڑے تھے خبر وصلت سے
نیند کیون اڑ گئی آنکھون سے خبر کی صورت

چمن دہر سے کیون قطع نہو نخل مراد
پتا پتا نظر آتا ہے تبر کی صورت

جھک گیا بار محبت کے اوٹھانیکے لیے
ابھی کھینچ بھی نہ چکی تھی مرے سر کیصورت

دیکھتے ہی مجھے چورنگ کیا قاتل نے
تیغ ابرو بھی چلی تیر نظر کی صورت

سایہ آسا ترے کوچے مین ہی سب سے مجھی رسم
راہ دیوار بھی ہو گئی مجھے در کی صورت

باندھ رکھ کسکے گرہ مین کہ بہت تھوڑی ہے
آبرو ہی جو خداداد گہر کی صورت

رات دن کعبۂ دل مین ہی بتون کا مجمع
کیا سے کیا ہو گئی اللہ کے گھر کیصورت

شکوہ کس کسکا الٰہی مین شب ہجر کرون
منہ چھپا یا ہی اجل نے بھی سحر کیصورت

اس نزاکت پہ مین سو جان سے صدقے قاتل
ہاتھ بھی تیغ لچکتی ہے کمر کی صورت

وہ تہیدست ہون مذکور تمتع کا ہے کیا
صورت گل بھی نہ دیکھی کبھی زر کی صورت

طرفہ آنکھون کو دکھاتی ہی تماشا تری بزم
پتلیان دوڑتی پھرتی ہین نظر کی صورت

عمر گذری ہی مری وادی غربت مین مگر
اب تلک یاد ہے کچھ کچھ مجھے گھر کی صورت

شہپر شوق ہی کافی ہے کبوتر کیسا
اڑکے نامہ مرا پہونچیگا خبر کی صورت

سیچ اے دیدۂ تر مزرع دل کو ایسا
نخل ماتم بھی پھلے پھولے شجر کی صورت

قبر مین چین سے یارون کی گذرتی ہی امیر
پانون پھیلائے ہوے سوتے ہین گھر کیصورت

بات کرنے مین تو جاتی ہی ملاقات کی رات
کیا بڑی بات ہی رہجاؤ یہین رات کی رات

ذرّے افشان کے نہین کرمک شب تاب کم
ہر وہ زلفِ عرق آلود کہ برسات کی رات

زاہدا وہ زلف مین پھنس جائے تو اتنا پوچھون
کہیے کس طرح کٹی قبلۂ حاجات کی رات

شام سے صبح تلک چلتے ہین جامِ مے عیش
خوب ہوتی ہر بسر اہلِ خرابات کی رات

وصل چاہا شبِ معراج تو یہ عذر کیا
ہر یہ اللہ و پیمبر کی ملاقات کی رات

ہم مسافر ہین یہ دنیا ہر حقیقت مین سرا
ہر توقف ہمین اس جا تو فقط اتنی کی رات

چل کے اب سو رہو باتین نہ بناؤ صاحب
وصل کی شب ہر نہین حرف و حکایات کی رات

لیلۃ القدر ہے وصلت کی دعا مانگ امیر
اس سے بہتر ہے کہان کوئی مناجات کی رات

بڑھ کے کچھ کعبے سے بھی ہر غرۂ شانِ کوی دوست
ہین غزالانِ حرم صیدِ سگانِ کوی دوست

کیا زمین پکڑی ہر ظالم نے میان کوی دوست
پھٹ پڑے دشمن پہ یارب آسمانِ کوی دوست

دور سے آئے ہین ہم اے ساکنانِ کوی دوست
دو جگہ ہمکو بھی تھوڑی سی میانِ کوی دوست

کی مشقت جسنے پہونچا وہ میان کوی دوست
معتکف چلہ نشین ہین ساکنان کوی دوست

باغ جنت پر بھی دیتا ہون اسے ترجیح مین
کون ہر مجھ سے زیادہ در میان کوی دوست

رہتے ہین تسبیح مین تقدیس مین تہلیل مین
قدسیون سے کم نہین ہین ساکنانِ کوی دوست

الفلک اے مثل نرگس دیر سے ہر چشم شوق
جلد دکھلا دے بہار بے خزان کوے دوست

جھک گئی گردن گریبان کیطرف جب وقت فکر
نحن اقرب سے ملا ہمکو نشانِ کوی دوست

ہر یقین ہو رجعتِ خورشید سے جلدی سحر
حکم حیدر ہے صدائے پاسبانِ کوی دوست

گلشنِ جنت کی کیا پروا ہر اے رضوان ہمین
ہین جو مشتاقِ بہشت جاودان کوی دوست

بلبلون کے چہچہے جب باغ مین جا کر سنے
یاد آئے ہمکو کیا کیا پاسبانِ کوی دوست

اے ہما بیفائدہ تو نے قدم رنجہ کیا
مستحق ان ہڈیون کے ہین سگان کوی دوست

دیکھون اے واعظ کہ سنتے دل سے سامعین
وصف تو فردوس کا کر مین بیان کوی دوست

جب کھلا تفسیر سے مضمون جنات نعیم
مین یہ سمجھا ہی یہ قرآن مین بیان کوئی دوست

میرے اشکون سے جو دریا موج زن ہر رات دن
مردم آبی بنے ہین ہمرہانِ کوئی دوست

ہی نیا عالم ہی اس عالم سے وہ عالم جدا
دور ہی کچھ ہین زمین و آسمان کوئی دوست

جب قدم رکھا زمین پر آسمان پہ جا پڑا
بار ہا جسنے کیا ہے امتحان کوئی دوست

نامہ بر مین جانتا ہون پر بتا سکتا نہین
دل مین ہی لب تک نہین آتا نشانِ کوئی دوست

چاہتے ہو داب لو اسکو بغل مین ای امیر
بوستان سعدی کی ٹھہرا بوستان کوئی دوست

ردیف ثائے مثلثہ

گریہ بے سود ہی نالے دل ناشاد عبث
دادرس کوئی نہین شکوۂ بیداد عبث

کھنچ گئی روح بدن سے تری شمشیر کے ساتھ
حوصلہ وار لگانے کا ہی جلاد عبث

ایک رنگ آتا ہے یان ضعف سے اک جاتا ہے
رنگ بھرتا مرے نقشے مین ہی بہزاد عبث

بندہ ہون تیری محبت کا مین جاونگا کہان
بند کرتا ہی قفس مین مجھے صیاد عبث

ایک مشتاق شہادت بھی تو جوہر نہ ہوا
تجھ مین جوہر ہین یہ اے خنجر فولاد عبث

وہ گل آیا ہے نہ آئیگا کبھی گلشن مین
سرو قد اوٹھتے ہین تعظیم کو شمشاد عبث

داد بھی دیگا وہی جسنے یہ کی ہے بیداد
دوڑتی پھرتی ہی ہر سو مری فریاد عبث

لاکھون گھر اور ہین دلمین مرے کیا رکھا ہی
کرتی ہی خانہ خرابی اسے برباد عبث

عمر رفتہ پہ تاسف سے نہین کچھ حاصل
وہ نہین بھول گئے کرتے ہین ہم یاد عبث

سنکے درد دل عشاق یہ کہتا ہی وہ بت
بندے اللہ کے ہو مجھسے ہی فریاد عبث

بال بال اوسکا گرفتار بلا ہوتا ہے
بندۂ عشق کو سب کہتے ہین آزاد عبث

جان دی کام مین معشوق کے سب کچھ پایا
کون کہتا ہی کہ تھی محنت فرہاد عبث

انبیا تک رہے پابند شریعت کے امیر

ظاہری قید سے گھبراتے ہین آزاد محبت

ردیف جیم

آنے سے تیرے یاس ہوئی ہمکنار آج
کل تک ترا تھا موت کا ہر انتظار آج

مجنون کی قبر سے جو اوٹھا پھر غبار آج
گذرا ادھر سے کیا کوئی محمل سوار آج

تم بھی بناؤ کر کے چلو سیر باغ کو
نکھرا ہوا ہے رنگ عروس بہار آج

قاتل جو یون ہین روز ترقی ہے حسن کی
کل سو ہوے تھے قتل مرینگے ہزار آج

ہان سچ ہے قید بوسۂ گیسو کی ہے سزا
کل کاٹتے ہین وہ مجھ سے غبار آج

کل تک تو میرے سایے سے تم بھاگتے تھے
بیٹھے ہو پاس آ کے کہو کیا ہے یار آج

حسرت سے بعد مرگ بھی آنکھیں کھلی رہین
سمجھے تھے ہم تمام ہوا انتظار آج

مد نظر بتون کو مرا امتحان ہے اب
رہجاے آبرو مری پروردگار آج

قاضی برہنہ سر ہے تو زخمی ہے محتسب
شاید کہ پی رہے ہین بہت بادہ خوار آج

مشتاق قتل کون ہوا رات کو نثار
کھدتا ہے تیرے کوچے مین کسکا مزار آج

ہمدم دراز ہے شب فرقت تو غم نہین
شب بھر رہے فسانہ گیسوے یار آج

کھینچے ہوے ہین تیغ وہ بڑھ بڑھ کے رکھ قدم
ایدل یہی تو وقت ہے ہمت نہ ہار آج

روتا ہے باغبان در گلشن پہ زار زار
شاید چمن سے ہوتی ہے رخصت بہار آج

کانٹون مین لیچلا ہے جنون مجھکو کھینچتا
باقی رہیگا ایک نہ دامن مین تار آج

کل تک او نھین بھی صاف مٹا دیگا آسمان
باقی کہین کہین ہے جو نقش و نگار آج

قاتل نے ہاتھ روک لیا کیا غضب کیا
مایوس ہو گیا دل امیدوار آج

رہ رہکے ہچکیان مجھے آتی ہین کیون امیر
کرتے ہین یاد کیا وہ مجھے بار بار آج

گلگشت کر رہا ہے جو وہ گلعذار آج
پھرتی ہے باغ باغ نسیم بہار آج

چھوڑیگا خون سے دشت مین پھر لالہ زار آج
چھالوں سے چھیڑ کرتی ہے پھر نوک خار آج

بولے وہ عکس دیکھ کے چشم سیاہ کا
آئینہ کھیلتا ہے ہرن کا شکار آج

تشنہ پا ہی ہے ہجر مین لذت وصال کی
کل پی تھی جو شراب ہے اوسکا خمار آج

جاگتا ہون غم ہجر کا ذرا اب تو سو رہون
کہہ دو رہے خموش چراغ مزار آج

میری تڑپ کو دیکھ کے ایسی ہے بیقرار
مشتاق صبح خود ہے شب انتظار آج

سمجھا کے بوسۂ لب جانبخش پر کہا
کچھ موت تو نہین ترے سر پر سوار آج

حورین جنان مین بیٹھی ہین دامن سمیٹ کر
اوٹھا ہے کسکی خاک سے یا رب غبار آج

گرم خرام رات کو ہوگا سحر یہ یار
ہر نقش پا بنے گا چراغ مزار آج

بیٹھی نظر سے راہ مین لاکھون ہین مرغ دل
گھر بیٹھے آپ کھیل رہے ہین شکار آج

منتظر کسکا قتل ہے تیغ نگاہ سے
پھر پھر کے دیکھتے ہوگئے بار بار آج

کشمکش ہین زیر سایۂ انگور نالہ کش
ساقی چمن مین قمری ٹپڑی ہے پکار آج

وہ کیا شب فراق مین کوئی نہ آئیگا
بیفائدہ ہے موت کا بھی انتظار آج

پہلو مین غیر کے ہے مقرر وہ جان جان
دل کو کسی طرح نہین آتا قرار آج

کل تک سواری آئے یقین ہے بہار کی
نکلا ہے پیش خیمۂ ابر بہار آج

سر پہ ہے ابر ساقی و مطرب ہین سامنے
اللہ رے جوش رحمت پروردگار آج

قدموں پر اوسکے ہمکو تڑپ کر گرا دیا
کیا کام آگیا ہے دل بیقرار آج

کل تک جو کچھ دکھایا ہے دیکھا ہے دیکھیے
دکھلا دے کیا مشیت پروردگار آج

روتے ہین پھوٹ پھوٹ کے کیون آج امیر
دیکھو تو ٹوٹی ہے کوئی کیا نوک خار آج

جلے تمھارے رخ آتشین سے دامن موج
یہ انتظار ہے ساحل پہ کسکے آنیکا

یہ شعلہ وہ ہے جو بجھا سے برق خرمن موج
سر حباب ہے اونچا بلند گردن موج

خیال زلف میں کرتے ہیں ہم تری کا سفر
لپٹ نہ جائے کہیں اژدر سے مار رہزن موج

یہ خوف ہے تری ابرو کی تیغ کا قاتل
کہ آج تک نہیں جاتا ہے رعشۂ تن موج

عبث ہے تجھکو فریبوں سے چشم داد رسی
سنے نہ بحر میں گوش حباب شیون موج

ہمارے رونے پہ آتی نہیں کسے رقت
حباب روتے ہیں آنکھوں پہ رکھکے دامن موج

یہ خوف ہے تری تیغ نگہ کا دریا میں
کہ چشم مردم آبی ہے زیر جوشن موج

فقط نہ دیدۂ تر سے نگوں ہے چشم حباب
خمیدہ شرم مژہ سے ہوئی ہے گردن موج

ڈبو رہا ہے مجھے بحر گریہ خط پہ امیر
حباب کا نہ مخالف ہو نہیں دشمن موج

دینار کی نہ ہمکو درم کی ہے احتیاج
بس تیری اک نگاہ کرم کی ہے احتیاج

خط عذار یار رقم سے بے رقم ہوا
اس خط کو کیا دوات و قلم کی ہے احتیاج

دل انکے کیف مے میں ہیں جام جہان نما
کب میکشوں کو ساغر جم کی ہے احتیاج

اشکوں کے ساتھ عشق میں لازم ہے آہ بھی
جو ہے سیاہ اوسکو علم کی ہے احتیاج

ہم سینچتے ہیں آنسوؤں سے اپنی کشت کو
اے ابر کسکو تیرے کرم کی ہے احتیاج

بے احتیاج کوئی نہیں اس جہان میں
ناوک کو پر کی تیغ کو دم کی ہے احتیاج

ہر سنگ سجدہ گاہ ہے شوق سجود میں
ساجد کو دیر کی ہے نہ حرم کی ہے احتیاج

کب بھوک میں ہوں طالب نان تجلی فلک
ہاں ہے اگر تو سنگ شکم کی ہے احتیاج

وعدہ کیا ہے اوسنے تو آئیگا وہ امیر
کچھ اوس سے قول کی نہ قسم کی ہے احتیاج

ردیف حائے حطی

آزما لو دل کو صنم آزمانے کی طرح
کروٹیں تم تو بدلتے ہو زمانے کی طرح

دیدۂ دل میں سے رکھا ہے کیا ہی تخم اشک
رنگ پیدا کر زمیں میں دانے کی طرح

صورت آئینہ اے دل تا کجا دیدار رخ
خاک چھان اب کوچۂ گیسو میں شانے کی طرح

درد دل تو دل تو وہ عاشق کا وہ سنتے ہی نہیں
اور جو سنتے ہیں تو سنتے ہیں فسانے کی طرح

ناوک انداز نگہ اچھی نہیں یہ تاک جھانک
اڑ نہ جائے دیکھنا کوئی نشانے کی طرح

بادہ خوار و تمکو کیا خورشید محشر کا ہی خوف
چھا رہا ہے ابر رحمت شامیانے کی طرح

جب کبھی آتا ہے دل میں تیری چوٹی کا خیال
چھوٹ پڑتی ہے جگر پر تازیانے کی طرح

چشم فتان اونسے کہتی ہے اگر ارشاد ہو
ہم بھی کچھ نیرنگ دکھلائیں زمانے کی طرح

ایکبار اے برق تکلیف اور کر جھگڑا مٹے
پھونک دے مجکو بھی میرے آشیانے کی طرح

تم تو آتے ہی قیامت کرتے ہو صاحب بپا
دل میں آتے ہو تو آؤ گھر میں آنے کی طرح

اے جنون اب وہی دکھلا کوئی عالم ہیچ
تنگ ہے مجھ پر یہ عالم قید خانے کی طرح

در سے کعبے کے نہیں اٹھتا سر اپنا اے اسیر
اسمیں بھی کچھ کچھ ہے تیرے آستانے کی طرح

چار دن کو کیسی طرح آشیان اے عندلیب
ڈالیوں پر کاٹ دیں دن آشیانے کی طرح

او کمان ابرو ادھر بھی سرسری کوئی نگاہ
تیر کے مشتاق ہم بھی ہیں نشانے کی طرح

دلکو آجاتا ہے یاد سوزن مژگان سے چین
زخم میں اچھی ہے یہ ٹانکے لگانے کی طرح

کتنے بیدرد اس زمانیکے اطبا ہیں امیر
حال بیماروں کا سنتے ہیں فسانے کی طرح

جسدن وہ رشک مہر مجھے منہ دکھائے صبح
تا روز حشر شام نہو اے خدائے صبح

پیر مغان کی بزم میں جنت سے کم نہیں
جنت میں جیسے شام نہیں ہے سوائے صبح

ہنگامہ مےکشی کا مناسب ہے گرم ہو
کیا سرد مہر چلتی ہے ساقی ہوائے صبح

ایسا کیا ہے چرخ نے کوتاہ روز وصل
کیا دور ہے جو شام ہو پیدا بجائے صبح

اہل جہان بخیل ہیں ممسک ہیں بخشش میں
اللہ رے وہ زشت نہ انکا دکھائے صبح

ایسا شب فراق کیا ہمنے انتظار
آنکھیں سفید ہو گئیں اپنی برائے صبح

پوچھو نہ کچھ جوانی و پیری کی سرگذشت
یہ ماجراے شام ہی وہ ماجراے صبح

صبح شب وصال یہ روتا ہون مین کہو
مثل شفق ہی سرخ سراپا رداے صبح

شادی کی رکھہ امید جو غم کا ہو سامنا
بعد سواد شب ہے ظہور ضیاے صبح

مشکل سے ہوتی ہے شب فرقت اگر تمام
ڈرتا ہون کوئی اور نہ فتنہ جگاے صبح

صورت شب وصال کی آئی ہو کب نظر
تاثیر ایک دن نہین کرتی دعاے صبح

ہوتے ہی صبح گھر سے سدھارا وہ مہروش
کیون آتش شفق سے نہ مجکو جلاے صبح

میرے جنون کا پنجۂ خورشید مین ہی رنگ
کرتا ہے چاک چاک ہمیشہ قباے صبح

بیجا ہے دخل غیر شب وصل اے امیر
دروازہ بند کیجیے آنے نہ پاے صبح

ردیف خاے معجمہ

کیا کیا جلا ہے دیکھ کے رنگ شراب سرخ
غصے سے ہو گیا ہے رخ آفتاب سرخ

ہر رنگ اصل فرع نہ ہوگی کسی طرح
گل ہو ہزار سرخ نہو گا گلاب سرخ

کشتہ جو تھا مین ایک بت سرخ پوش کا
ہاتھہ آئی حشر مین مجھے فرد حساب سرخ

ہم دل جلون کا سینہ ہے میخانے کا جواب
وہان ہی شراب سرخ یہان ہی کباب سرخ

رہتا ہے دل مین بادۂ گلرنگ کا خیال
ساقی رہے نہ کیون مری چشم پر آب سرخ

غازۂ جو اوسنے رات کو منھہ پہ لگا لیا
مانند آفتاب ہوا ماہتاب سرخ

فرقت مین یاد وہ رخ گلگون جو آگیا
خون روکے اسقدر کہ ہوا فرش خواب سرخ

قاصد سمجھہ گیا مین یہ ایما ہے قتل کا
شنجرف سے لکھا نہ مجھے اوسنے جواب سرخ

چھولے جو اپنے دست نگارین سے وہ نگار
یاقوت کیطرح سے ہو دُر خوشاب سرخ

چھنتا ہے نور عارض گلگون کا اسقدر
ہو جاتی ہے سفید بھی اوسکی نقاب سرخ

اوبھرا جو اوس نگار کا جوبن شباب مین
دریا سے حسن مین نظر آئے حباب سرخ

پرتو سے تیرے شان جمال و جلال کی
ہے روے مہ سفید رخ آفتاب سرخ

مخمور آنکھیں یہ نہیں ساقی کی میکشو
بلور کی پیالیوں میں ہے شراب سرخ

خونریزیاں ٹپکتی ہیں قاتل کی وضع سے
جوڑا گلے میں سرخ کمر میں ہے داب سرخ

مہندی لگا کے ہاتھ جو دھوئے وہ گلبدن
پانی ہو کیوں نہ طشت میں مثل شہاب سرخ

مطلب نہیں امیر کو حور و قصور سے
ساقی ہو سبزہ رنگ الٰہی شراب سرخ

ردیف دال مہملہ

کون اوٹھائیگا تمھاری یہ جفا میرے بعد
یاد آئیگی بہت میری وفا میرے بعد

ہوں وہ نالاں کہ ہے اتنے لیے مرنیکی خوشی
چین سے سوئیگی سب خلق خدا میرے بعد

جتنا جی چاہے بلاؤں میں پھنسا لو مجھکو
کوئی پاؤگے نہ مشتاق بلا میرے بعد

ہے وصیت مری مرقد پہ یہ لکھدیں احباب
کہ کرے کوئی کسی سے نہ وفا میرے بعد

شکر ہے کچھ تو محبت میں ہوا رنگ اثر
تین دن اوسنے لگائی نہ حنا میرے بعد

کون ماتم میں ہے یوں دل کا جلانیوالا
گل ہوئی شمع مزار شہدا میرے بعد

ضعف میں ہے تن مجنوں بھی مہ نو لیکن
ہے وہ عالم میں تو انگشت نما میرے بعد

مر گیا ہوں میں صنم تیری فراموشی پر
یاد کرنا نہ مجھے بہر خدا میرے بعد

تھا وہ بلبل کہ جگر میں مرے کانٹا کھٹکا
چمن حسن میں جو پھول کھلا میرے بعد

خون مرا کرکے بہت ہاتھ ملے قاتل نے
نہ جما پر نہ جما رنگ حنا میرے بعد

تھی مرے دم سے فقط اوسکی ستم کی تیزی
نہ رہے جوہر شمشیر جفا میرے بعد

میرے مرتے ہی ملا خاک میں یہ اوج جنون
دشت میں کوئی بگولا نہ اوٹھا میرے بعد

نگہ ناز سے مارا نہ کسی کو اوس نے
یار سے کھنچ نہ سکی تیغ ادا میرے بعد

خوش خطوں نے نہ کسی کو بھی کیا زیر و زبر
یک قلم چھوٹ گئی مشق جفا میرے بعد

زینت محفل ارباب سخن تھا یہی امیر
نہ رہی رونق بزم شعر امیر کے بعد

موت پھر جاتی ہے آنکھوں میں اگر آتی ہے نیند
رات بھر مردے ہی مردے مجھکو دکھلاتی ہے نیند

ہجر میں مجھہ جو تنگ آتی ہے تو گھبراتی ہے نیند
مانگ کر پلکوں کے پر آنکھوں سے اڑ جاتی ہے نیند

دیکھتا ہوں انکی پلکوں کو جو آجاتی ہے نیند
جانکر دیوانہ مجھے تنکے چنواتی ہے نیند

ہجر کی شب ایک تو یوں ہی نہیں آتی ہے نیند
اور بک بک سے ترے ناصح اڑی جاتی ہے نیند

درد دل کہتا ہوں میں جب رات کو کہتے ہیں وہ
ختم کیجیے یہ کہانی اب ہمیں آتی ہے نیند

تیرے جگنو کا اگر آنکھوں کو بندھتا ہے خیال
کرمک شب تاب بنکر صاف اڑ جاتی ہے نیند

ایکدم کو تو کرم فرما اگر ہو ہجر میں
اے اجل دیکھوں تو پھر کیونکر نہیں آتی ہے نیند

جاگتے میں جو فرشتوں کو نہیں آتا نظر
وہ تماشا خواب میں انسان کو دکھلاتی ہے نیند

جانتے ہو بند کیوں ہوتی ہیں آنکھیں وقت خواب
اہل بینش چشم پوشی ہمکو سکھلاتی ہے نیند

لیٹتا ہوں روز یہ کہکر میں مشتاق جمال
آج دیکھوں سیر کیا کیا مجھکو دکھلاتی ہے نیند

غفلت پیری ہے اب تھی نوجوانی تک ترنگ
رات کے جاگے ہوئے کو جیسے آجاتی ہے نیند

غافلوں کا اور غافل میری صحبت نے کیا
آگئی غفلت کو غفلت نیند کی ماتی ہے نیند

ڈرتی ہے میرے سیہ خانے میں جو آتی ہوئی
موت کو ہمراہ لے لیتی ہے تب آتی ہے نیند

خواب میں ہر شب نظر آتے ہیں کیا کیا ماہرو
اختر طالع کو میرے روز چمکاتی ہے نیند

چشم وا ہے شام سے ہر چند دروازے کی طرح
کیا ہجوم رنج ہے آنے نہیں پاتی ہے نیند

عین غفلت میں ہیں خوش اس طرح یہ اہل جہاں
جیسے ہنس پڑتے ہیں لڑکوں کو جو آجاتی ہے نیند

سخت جاں ہوں ہجر میں پڑتی ہے گر تیغ اجل
یوں اچٹ جاتی ہے وہ جیسے اچٹ جاتی ہے نیند

میں تو کیا محفل میں انکی جا کے سو جاتے ہیں فنون
نرم بستر پا کے کیسے پاؤں پھیلاتی ہے نیند

ہجر میں آرام کیسا ہم بھی شب بیدار ہیں
کام کیا راحت کا کیوں تکلیف فرماتی ہے نیند

ہجر جانان مین جو سو غمزدن سے آتی ہی امیر
خفتگان خاک کی صورت سلا جاتی ہی نیند

چشم موسی کو رہے برق سر طور پسند — ہمکو اوس چہرۂ پر نور کا ہے نور پسند
جتنے میوے چمن دہر مین ہین اون سب مین — تیرے مجروح کو ہے زخم کا انگور پسند
شکل ملتی ہے تری زلف سیہ سے کچھ کچھ — کیون نہو ہمکو سواد شب دیجور پسند
اور نغمون سے نہین بزم جہان مین کچھ کام — اپنے کانون کو تو ہے نغمۂ منصور پسند
کاش جراح چھڑک دے کہین تھوڑا سا نمک — میرے زخمون کو نہین مرہم کافور پسند
تیری تعریف کے ہین کان ہمارے مشتاق — ذکر لیلے کا نہ شیرین کا ہے مذکور پسند
تیرہ دل چاہین نہ کیون سارے جہان مین اندھیر — شپرہ کو ہے سواد شب دیجور پسند
ہون مین شاعر ہے مجھے شعر سے رغبت ایسی — جسطرح مست کو ہو بادۂ انگور پسند
کیون کہی بات جو کہنے کی سزاوار نہ تھی — خود ہوا دار یہ رہتا تجھے منصور پسند
اک نظر میرے دل صاف کو دیکھو جو کبھی — آئینے کو نکرے وہ بت مغرور پسند
کاٹ کر راہ مرے گھر کی چلے اور طرف — یہ طریقہ نہین مجکو کسی دستور پسند

تنگ آیا ہون بہت اہل وطن سے مین امیر
کیون نہو دل کو وطن سے سفر دور پسند

آفت ہی یون جہان مین اہل ہوس کے گرد — ہو عنکبوت گھات مین جیسے مگس کے گرد
پھولونکا ڈھیر روز لگاتے ہین گلفروش — رہتا ہی پھول والونکا میلا قفس کے گرد
گھیرے ہین درد و غم دل نالان کو عشق مین — یہ قافلے کا قافلہ ہے اس جرس کے گرد
ساقی وہ بادہ خوار ملامت پسند ہون — ساغر بکف پھرا ہون مین برسون عسس کے گرد
گھیرے ہین تیغ یار کو ایذا کشان عشق — مظلوم ہون کا ہجوم ہے فریادرس کے گرد
دوران سر ہین الفت لب کا یہ حکم ہے — بیمار رنگے پھرتے مسیحا نفس کے گرد

سر پھر گیا کسیکی پلک یاد آگئی
دیکھا کبھی بھنور کو جو چکر مین جس کے گرد

عالم تمام بحث عقول عشر مین ہے
کیا سیر ہے کہ ایک زمانہ ہے دس کے گرد

سوداے زلف مین ہین عزیز جہان ہوا
ایسا مزا ملا کہ پھرا سانپ ڈس کے گرد

حسرت ہے دید گنبد مولا کی اے امیر
آنکھونکی پتلیان ہون تصدق کلس کے گرد

پہونچا نہین کوے بت دلخواہ مین قاصد
کیا جانے کہان بیٹھ رہا راہ مین قاصد

اک چاند کے ٹکڑے کو لکھا ہے مینے خط شوق
لیجا مرے نالے کو شب ماہ مین قاصد

مکتوب مین اوس چاہ زنخدان کی ہے تعریف
ڈر ہے نہ کہین ڈوب مرے چاہ مین قاصد

اوس بت نے نکالا تھا اگر مجھ تلک آتا
کیون بیٹھ رہا خانہ اللہ مین قاصد

کیسا چمن کوچۂ جانان مین گیا جلد
ٹھہرا نہ کہین مثل صبا راہ مین قاصد

لیکر خبر یار پھرے جلد الٰہی
بھیجا ہے بڑے صدمۂ جانکاہ مین قاصد

خط لیکے گیا ہے کئی گذرے ہین مہینے
آتا ہے ادھر دیکھیے کس ماہ مین قاصد

خط اونے لکھا سچ ہے یہ کہتا تو قسم کو
چل حضرت عباس کی درگاہ مین قاصد

ڈھیلی ہے کمر کسکے ذرا باندھ دوبارہ
گر جاے نہ خط کھل کے کہین راہ مین قاصد

خط پڑھتے ہی ہوتے وہ ادھر آپ روان
ہوتا ہے اثر کچھ بھی مری آہ مین قاصد

بھیجا تھا امیر اوسکو تو اک بت کی گلی مین
سیدھا گیا اللہ کی درگاہ مین قاصد

ردیف دال مہملہ

خنجر قاتل نکر اتنا روانی پر گھمنڈ
سخت کمظرفی ہے اک دو بوند پانی پر گھمنڈ

شمع کے مانند کیا آتش زبانی پر گھمنڈ
صورت پروانہ کر سوز نہانی پر گھمنڈ

ہے اگر شمشیر قاتل کو روانی پر گھمنڈ
بسملون کو بھی ہے اپنی سخت جانی پر گھمنڈ

نازا وٹھانیکا ہی اوسکے حوصلہ ای جان زار
اب تلک تجکو ہی زور ناتوانی پر گھمنڈ

نزہت شاہی سے آتی ہی صدا شام و سحر
اور کرلے چار دن اس دار فانی پر گھمنڈ

دیکھہ او ناداں کہ پیری کا زمانہ ہی قریب
کیا لڑکپن ہے کہ کرتا ہے جوانی پر گھمنڈ

جا رہی نالے ہمارے سنکے چپکی لگ گئی
تھا بہت بلبل کو اپنی خوش بیانی پر گھمنڈ

عفو کے قابل مرے اعمال کب ہین اکریم
تیری رحمت پر ہے تیری مہربانی پر گھمنڈ

شمع محفل شامت آئی ہی تری خاموش ہو
دل جلونکے سامنے آتش زبانی پر گھمنڈ

طبع شاعر آکے زورون پر کرے کیونکر نہ ناز
سکو ہوتا ہے جوانی مین جوانی پر گھمنڈ

چار موجون مین ہماری چشم تر کے رہگیا
ابر نیسان کو ہی تھا دُرفشانی پر گھمنڈ

دیکھنے والون کی آنکھین آئینہ دیکھی نہین
حق بجانب ہو اگر ہے لن ترانی پر گھمنڈ

عاشق و معشوق اپنے اپنے عالم مین ہین مست
وان نزاکت پر تو یان ہی ناتوانی پر گھمنڈ

تو بھی کلمہ ترا پڑھوا کے چھوڑون ای صنم
زاہدون کو ہی بہت تسبیح خوانی پر گھمنڈ

سبزہ خط جلد یارب رخ پر اوسکے ہو نمود
خضر کو ہے اپنی عمر جاودانی پر گھمنڈ

گور مین کہتی ہی عبرت قیصر و فغفور سے
کیون نہین کرتے ہو اب صاحبقرانی پر گھمنڈ

رہ ہی بھی تاثیر آب خنجر جلاد مین
چشمۂ حیوان نہ کر تو اپنے پانی پر گھمنڈ

حال پر اجداد و آبا کے تفاخر کیا امیر
ہین وہ نادان جنکو ہی قصے کہانی پر گھمنڈ

ردیف ذال معجمہ

کیا روکے قضا کے وار تعویذ
قلعہ ہے نہ کچھ حصار تعویذ

چوٹی مین ہے مشکبار تعویذ
یا فتنۂ روزگار تعویذ

دونون نے نہ درد دل مٹایا
گنڈے کا ہی رشتہ دار تعویذ

کیا نادعلی مین بھی اثر ہے
چارون ٹکڑے ہین چار تعویذ

ڈرتا ہون نہ صبح ہو شب وصل
ہے مہر وہ زر نگار تعویذ

ہمکو بھی ہو کچھ امید تسکین
کھوئے جو تپ خیار تعویذ

پتّان کو خبر ہماری پہونچی
گاڑا تہ پاے یار تعویذ

حاجت نہین اونکو نوترن کی
بازو پہ ہین پانچ چار تعویذ

کھٹکے وہ نہ آئے فاتحے کو
دیکھا جو سر مزار تعویذ

پی جائینگے گھول کر کے آپ
ہے نقش نہ خاکسار تعویذ

اے ترک ٹلین بلائین سر سے
اک تیغ کا خط ہزار تعویذ

ڈر ہے بھین کنگنون سی لازم
لایا تو ہے سادہ کار تعویذ

اکسیر کا نسخہ اوسکو سمجھون
کھوئے جو ترا غبار تعویذ

مجمع ہے **امیر** کی تحریر
ہیکل کا ہر اشتہار تعویذ

جوتی مین اگر ہے بار تعویذ
لا ہیرے ہی سر سے مار تعویذ

یان جب کے تو پانچ چار تعویذ
وہان بغض کے ہین ہزار تعویذ

ہے مار سیاہ اوسکی چوٹی
سن سانپ کا زر نگار تعویذ

گھر اونکے گئے تو ہمنے گاڑے
چارون کونون مین چار تعویذ

لکھے مرے خون سے جو عامل
دکھلائے نئی بہار تعویذ

جاتی نہین ہجر کی تپ حار
ناحق ہے گلے کا ہار تعویذ

قاتل نے لکھا جو کوئی پرزہ
سمجھا مین جگر فگار تعویذ

چاندی ہوئی اوسکی جب دیا حکم
سونے مین منڈھے سنار تعویذ

ہو ایک سپر نہ تیغ غم کی
ہیکل مین جو ہون ہزار تعویذ

لوتار نظر مری اگر ہے
ڈورے کا امیدوار تعویذ

کیون رشک سے دل جلے نہ میرا
ہوا وس سے جو ہمکنار تعویذ

چوٹی نے ترے جو سر چڑھایا
ہے صاحب افتخار تعویذ

باندو سے صنم کہان کہان تو
اللہ رے ترا وقار تعویذ

اللہ رے امیر سوز فرقت
جل جاتا ہے برق وار تعویذ

ردیف رای مہملہ

دل پر داغ کا مسکن نہین ہے اوسکی گیسو پر
اوگا ہے پھول لالے کا یہ گویا تیغ تیہو پر

ہجوم ایسا ہوا گلشن مین اوسکی قد دلجو پر
گرے سر و لب جو ٹوٹ کر سر و لب جو پر

الٰہی شکر رتبہ میرے خط شوق نے پایا
عوض تعویذ کے باندھا ہے اوسنے اپنے بازو پر

کہان جاتا ہے اپنی فکر سے اوس چشم کا مضمون
یقین ہے عید ہو ڈالا ہے گھوڑا ہمنے آہو پر

سنبھل سکتا نہین ہے سرو فرط ناتوانی سے
اگر تکیے سے اوٹھتا ہے تو آرہتا ہے زانو پر

امید قتل تیری کی چشم سے کچھ کچھ تو پڑتی ہے
بڑھا کر دست مژگان رکھدیا ہے تیغ ابرو پر

یہ شوق قتل تھا ہمکو کہ مقتل مین گلا رگڑا
کبھی شمشیر کے نیچے کبھی شمشیر کے اوپر

پرستش سے بت پندار کی انکو ہے کب فرصت
مسلمان کیا سمجھکر طعنہ زن ہوتے ہین ہندو پر

مرے رونے نے فرقت مین رلایا اک عالم کو
بہاتے ابر نے دریا مرے ایک ایک آنسو پر

چمک جاتا ہے درد دل زیادہ ہجر ساقی مین
اگر برسات مین شب کو نظر پڑتی ہے جگنو پر

اگر رخصت ہی ہے ہے نظر اتنا ٹھہر جاؤ
کہ اپنے داغ دل کی اشرفی باندھوں نہین زر دو پر

در جانان پہ مطلب تھا یہ میرا لغزش پا سے
کہ اس حیلے سے رکھدون ہاتھ دروازے کے بازو پر

خبر تجھکو نہین ہے اے سگ جانان تعجب ہے
سگ اصحاب کہف آیا ہمارے لاش کے اوپر

پڑا خط بھی نہ میرے تن پہ میری سخت جانی سے
تفاخر تھا بہت قاتل کو اپنے زور بازو پر

امیر انجام کا کب دھیان رہتا ہے محبت مین

مسلمان ہو کے ہم عاشق ہوے اک طفل ہندو پر

فقط کہتا نہین مین شعر اوس مصرع گیسو پر
رباعی اک نئی ہوتی ہے موزون چار ابرو پر

نہین خال سیہ جو ہے نمایان اوسکے ابرو پر
نشیمن زاغ نے آکر بنایا شاخ آہو پر

وہ شاہِ حسن تل بیٹھے تو یہ اوج شرف بخشے
کہ صدقے ہو ہما پھر پھر کے شاہین ترازو پر

مرض مین اوسکے گھر جا کر عیادت کا مزہ اوٹھا
دعا ہمنے پڑھی جب ہاتھ رکھکر اوسکے بازو پر

معطر مغز جان تک ہو جو میرے داغ دل سونگھین
چمن مین مست ہین کیا بلبلین پھولونکی خوشبو پر

سلام اوس ترک کا لینا ہے ایما قتل کا شاید
کہ رکھتا ہے وہ پیشانی کے بدلے ہاتھ ابرو پر

ہوا مین سینہ زن فرقت مین سینہ کرکے یاد اوسکا
خیال آیا جو زانو کا تو مارا ہاتھ زانو پر

نئی وحشت ہے مجکو وحشیون سے انس ہے ایسا
کہ آنکھین دشت مین ملتا ہون نقش پائے آہو پر

خیال اوسکی مژگان نے یہ سوراخ ڈالے ہین
کہ تودے کا گمان ہوتا ہے مجکو اپنے پہلو پر

گرے تھے نہر گلشن مین کبھی دو اشک گرم اپنے
حباب انکو نہ سمجھو ہین یہ تبخالے لب جو پر

نہایت تنگ ہے قاتل ہماری سخت جانی سے
کہ تن پر خط نہین پڑتا کوئی اوس سست بازو پر

کیا دلکو جلا کر خاک اپنے سینے وسمہ
بڑی مشکل سے پایا قبضہ اوسکی تیغ ابرو پر

ملے بازو اگر اوس ترک نے دست حنائی سے
جمایا طایر رنگ حنا نے رنگ بازو پر

بہت کرتا تھا رم جب سامنے آیا وہ صید افگن
نہ سوجھا کچھ پڑے حیرت کے پردے چشم آہو پر

صدف کی کیا حقیقت ہے اگر اوسمین نہو گوہر
نہ کیونکر آبرو ہو آنکھ کی موقوف آنسو پر

پس مردن یہ بخشی ہمکو رفعت بیقراری نے
چھپے ہم خاک کے نیچے گئے افلاک کے اوپر

بڑھا جاتا ہے تجسے دیکھ کو سون ناقہ لیلے
سوار اے قیس تو بھی کیون نہین ہوتا ہے آہو پر

سہی قد یاد آتے ہین جو گلشن مین خرامان بھی
بھر آتی ہین امیر آنکھین مری قمری کی کوکو پر

کیا قصد جب کچھ کہون اونکو جلکر
دبی بات ہونٹھون مین منھہ سے نکل کر

گرا مین ضعیف اوسکے کوچے کو چل کر
زمین رحم کر تو ہی پہونچا دے ٹل کر

نئی سیر دیکھو سوے قاف چل کر
سر راہ بیٹھی ہین پریان نکل کر

ادھر کی نہو جاے دنیا ادھر کو
زمانے کو بدلو نہ آنکھین بدل کر

وہ کرتے ہین باتین عجب چکنی چکنی
یہ مطلب کہ چوپٹ ہو کوئی پھسل کر

وہ مضطر ہو نہین کیا مرے ساتھ گھڑیون
تڑپتا ہے سایہ بھی کروٹ بدل کر

یہ کہتی ہے وہ زلف عمر خضر سے
کہ مجھ سے کہان جائیگی تو نکل کر

گلستان نہین ہے یہ بزم سخن ہی
کہو شاعرون سے کہ پھولین نہ پھل کر

غضب اوج پر ہے مری بیقراری
زمین آسمان بن گئی ہے اوچھل کر

پڑا تیر سر دل پر جو منھ تو نے پھیرا
نشانہ اوڑایا ہے کیا رخ بدل کر

نہ آئینگے وہ آج کی شب بھی شاید
کہ تارے چھپے پھر فلک پر نکل کر

چلو وحشیو بزم گلزار مہکے
گل آئے ہین پوشاک مین عطر مل کر

چھپا کب بہت خاک ظالم نے ڈالی
شفق بنگیا خون میرا اوچھل کر

کمر بال سی ہے نہ لچکے یہ ڈر ہے
جوانی پر آئے ترک آشنا نہ بل کر

حضور اوسکے باتین جو کین ڈرتے ڈرتے
کھڑا ہو رہا دور مطلب نکل کر

چھپے حرف گیری سے سب عیب میرے
ہوئی پردہ ہر بات مین تہ نکل کر

وہ ہون لالہ سان سوختہ بخت میکش
کہ مے ہو گئی داغ ساغر مین جل کر

کہے شعر امیر اوس کمر کے ہزارون
مگر رہ گئے کتنے پہلو نکل کر

یہی سوز دل ہے تو محشر مین جلکر
جہنم اوگل دیگا محشر کو گل کر

پڑی مجھ پہ اوچھی وہ تلوار چل کر
گئی کس طرف موت کمبخت ٹل کر

نہ وحدت سے مطلب نہ کثرت سے مطلب
نہ گھٹ کر ہون قطرہ نہ دریا اوبل کر

تری بات بھی تیر ہے ناوک افگن
گرہ ہی میرے دل میں زباں سے نکل کر

جو شام شب ہجر دیکھی تو سمجھے
قضا سر پر آئی ہے صورت بدل کر

جہاں میں نہ کی قدر غم جب کسی نے
پشیمان ہوا میرے دل سے نکل کر

رخ اوس بت کا شاید نکلتا ہے پھر
کہ قدموں پہ گرتی ہیں نظریں پھسل کر

جلا تھا مرا دل جو پروانہ آسا
کہا مینے بھی شمع وار اونکو جل کر

جلانے کو دل داغ سینہ ہے حاضر
مگر تو ہی اے داغ پہلو بدل کر

جو کھینچیگا بھی تیر سینے سے ظالم
تو پیکان سے لیجائیگا دل بدل کر

اونھیں آتی دیکھا تو دوڑیں نگاہیں
گئی آنکھیں اونسے بھی آگے نکل کر

یہ میری طرف پانوں محفل میں کیسے
ذرا آدمیت سے بیٹھو سنبھل کر

عزیز اس قدر نقد جاں کیوں ہے اے دل
خدا دے جو ہمت تو نذر اجل کر

بشر کیوں نہو بے وطن ہو کے مضطر
تڑپتی ہے دریا سے مچھلی نکل کر

وہ بسمل ہوں جب ہاتھ قاتل نے کھینچا
گلے پر مرے گر پڑی تیغ اوگل کر

مرا دل بھی آئینۂ انجمن ہے
دکھاتا ہے سو رنگ صورت بدل کر

قدم جب خوشی نے در دل پہ رکھا
صدا غم نے دی دیکھ ظالم سنبھل کر

امیر اہل مسجد سے اظہار تقوے
ابھی آئے ہو میکدے سے نکل کر

دکھائی ادا طرفہ ظالم نے چلکر
دوپٹہ گرا سر پہ شانے سے ڈھل کر

ارادہ ہے خود اونسے پوچھوں میں چلکر
یہ خط تمنے پھاڑا کہ قاصد نے جلکر

جو برسات میں تا در یار پہونچے
بہانہ کیا خود گرے ہم پھسل کر

توقع ہے دھوکے میں آکر وہ پڑہ لیں
کہ لکھا ہے نامہ اونھیں خط بدل کر

کہیں محتسب چونک اوٹھے نہ غش سے
نہ جا بو سے مے میکدے سے نکل کر

یہ مہر و مہ و لالہ و گل نہ سمجھو
دکھاتے ہین جلوے وہ شکلین بدل کر

زمین پر نہین پاؤن رکھتا ہے قاتل
کہو خون دامن پکڑ لے اچھل کر

وہ نیرنگ پرداز ہے عمر انسان
دکھاتی ہے یہ تین شکلین بدل کر

نکالا جو پیر مغان نے تو کیا غم
بلا لیگی پھر دختر رز نکل کر

کھنچے دل نہ کیونکر حسینونکی جانب
جو پارہ بھی دوڑے کنوئین سے نکل کر

دم فکر ہے دھیان کس خوبرو کا
کہ سانچے مین آتے ہین مضمون ڈھلکر

پڑا ہے جو بے آب چاہ زنخدان
ہوا کیا عرق تیرے رخ سے نکل کر

نفس دار کی ایک جا آمد و شد
کہ مقصود اپنا ٹھکانا تھا چلکر

حسین کیون نہ جوش جوانی کو روئین
کہ جوبن مٹا اشک کی طرح ڈھل کر

وہ مقتل ہے تیرا کہ آتے ہین قاتل
جوان دوڑ کر گھٹنیون طفل چلکر

نہ جائے کبھی وار قاتل کا خالی
جگر دب رہے روک لے دل دہلکر

یہ خواہان ہر شل نگین بے نشانی
نہ جائے کہین نام ہمسے نکل کر

مرے قتل سے وہ کمر کب ہے منکر
خطر کیا ہے بیٹھی ہے کیون ٹل کر

یہی سوز غم ہے تو اشکون کی صورت
کسی روز بہ جائیگا دل پگھل کر

امیر اپنے تن کی بڑھی یہ حرارت
کہ جن ہو گئی خاک ساقی سے جلکر

نہ جاتا تھا اوس تک کبوتر دہل کر
روانہ کیا روغن قاز مل کر

تھکے مدتون راہ مین جنکے چل کر
وہ در تک بھی آئے نہ گھر سے نکل کر

شب تار ہو جائیگا روز روشن
زمانے کو بدلو نہ آنکھین بدل کر

کرے وہ جو بندے کی اپنے حفاظت
تو یوسف جوان بیڑیون مین ہو پلکر

ضعیفون کو ہے باعث زیست بستر
کہ مٹتا ہے عکس آئینے سے نکل کر

ذرا گرم نظرون سے دیکھے جو ساقی
ابھی سے مے سے پتلا ہو شیشہ پگھل کر

لگا رہنے دو دور سے بیتاب دل کو
کہان جاے بازو سے مچھلی نکل کر

گرین گرم آنسو جو دریا مین میرے
صدف مین گہر پھر ہو قطرہ پگھل کر

عجب خاک تیرہ بھی ناگن ہی موذی
کہ بے غم ہے بچون کو اپنے نگل کر

مے گرم سے نے کر دیا گرم ساقی
صراحی پلا کوئی شورے سے نکل کر

یقین ہے کہ پھر جان ہی لین یہ موذی
جو بیٹھین کبھی مثل چیچک نکل کر

جو وہ اُٹھ چلے اہل محفل تو کیسے
پکڑ لے سپند اسکا دامن اوچھل کر

رقیبون سے کیا راہ ہے ڈاکیون کو
کہ دیتے ہین مجکو خط اوسکا بدل کر

وہ مجنون ہون شب کو جو صحرا مین بھٹکون
چراغ سر راہ ہو گھانس جل کر

ابھی جان دیدون جو دے مجکو مٹی
غبار اوس ستمگر کے دل سے نکل کر

اوٹھا اے دل آنکھونسے اتنا نہ طوفان
کنوئین بیٹھ جاتے ہین اکثر ابل کر

نظر چشم دل کو وہ بے پردہ آئے
جلایا جو پردون کو آنکھون نے جلکر

جھنکائی لحد گلرخون کو فلک نے
پری کس شکنجے مین نازو سے پل کر

مرے آنسوؤن نے مجھے بخشوایا
بڑے کام آئے یہ لڑکے مچل کر

کہو میرا مرنا نہ اوس گلبدن سے
مٹا دے نہ رنگ حنا ہاتھ مل کر

وہ لاغر تھا مین ہفت قلزم مین ڈوبا
گرا آنکھ سے ایک آنسو جو ڈھل کر

امیر آسمان بھی کھلاڑی ہے شاطر
دکھاتا ہے کیا کیا یہ نقشے بدل کر

آستین سے جو ہوا دست ستمگر باہر
مین یہ سمجھا کہ ہوا میان سے خنجر باہر

ڈر سے آ سکتے نہین میرے سیہ خانے مین
ماہ و خورشید چلے جاتے ہین باہر باہر

داغ الفت مرے دلمین کوئی چھپ سکتا ہے
شمع فانوس کا نور ایک ہی اندر باہر

غیر قاتل سے جدا ہو نہیں آتا ہی یقین
ہوگا سگ کوچۂ قصاب ہے کیونکر باہر

کیا ہوا خط کا جو اوس چاہ ذقن پر ہی ہجوم
مور روزن سے نکلتے ہیں برابر باہر

شوق ہوتا جو نہ اوس چاہ ذقن کا ہمکو
کبھی ظلمات سے ہوتا نہ سکندر باہر

ایک گھر میں نہیں رہ سکتے ہیں یان دو افعی
حشر کو ہونگے ہر اک قبر سے شتر باہر

ہوں وہ دیوانہ جو رکھتا ہو نہیں زندان میں قدم
غل یہ زنجیر مچاتی ہے کہ باہر باہر

مجمر چشم سے کیون دانۂ اشک آئے نہ تند
کہ سپند آگ سے آتا ہے چٹک کر باہر

ہون وہ جانباز میں آیا تو پئے استقبال
تیر ترکش سے چلا میان سے خنجر باہر

چاہتا ہی کہ وہ بے پردہ ہو آنکھوں کی حضور
اتنا جامے سے نہو ایدل مضطر باہر

قاصدی کیا جو خط اوس تیر فگن کو لکھون
چاہ سے ڈر کے نہو کوئی کبوتر باہر

شیخ صاحب نے جو رندونکی سنی ہے آمد
کیسے گھبرائے پڑے پھرتے ہیں اندر باہر

بھون چڑھاتا ہی عبث جان کبھی ہی کبھی
کب ہوا تجھ سے میں اے ترک ستمگر باہر

بادہ خوارونکا زمانے سے جدا ہے عالم
بھٹیاں ہوتی ہیں آبادی سے اکثر باہر

روح سے قدر ہے اس پیکر خاکی کی امیر
کیا حقیقت ہے صدف کی جو ہو گوہر باہر

موج وحشت نے ہزارونکو پنہائی زنجیر
رنگ لائی تری گردن کی طلائی زنجیر

ہی ہمارے دل چاک کا حصہ وہ زلف
شانہ ہی کون جو چھوتا ہی پرائی زنجیر

آج منت ہوئی پوری ترے دیوانے کی
ملک الموت نے پانونکی بڑھائی زنجیر

اے جنون ہان خدا کو نہ کر طی کمر سجہیر
عرش ہل جائیگا میں نے جو ہلائی زنجیر

ہے خوشی مجکو جو زندان سے رہائی کی تو یہ
تنگ ہے قید سے پائیگی رہائی زنجیر

ترے ہاتھوں سے پریرو نہیں نالان ہیں فقط
کھینچتی مرے پالوں کی دہائی زنجیر

قید خانے کی طرح وادی وحشت میں ہون قید
ہو گئی مجکو مری آبلہ پائی زنجیر

یاد گیسو نے دکھایا ہے تماشا کیسا
کس پری کے گل عارض کا ئین ہوا پھا
قید خانہ نظر آیا مجھے وحشت مین چمن
ای پری دست حنائی کا مین دیوانہ ہون
پانو نیرا و نکلے گری ہو کے پریشان کا کل
اپنے ابرو کا وہ دیوانہ جو سمجھا مجکو
لیچلے یون ترے وحشی کو قیامت مین ملک
اک حسین کا ہو نہین دیوانہ تکلف ہی ضرور
تیرا وحشی جو کبھی جانب صحرا گذرا
ہر گھڑی مغل ور آتش ہون جو اے آہنگر
اے جنون پانوُن مین مجروح ہو گرد نمین خراش

شیشۂ دل مین ہمارے اوتر آئی زنجیر
کہ مرے پانوُن مین پھولی نہ سمائی زنجیر
موج گل آئی تو سمجھا کہ مین آئی زنجیر
چاہیے ہو مری گردن مین طلائی زنجیر
مری وحشت نے پری کو بھی پنھائی زنجیر
یار نے توڑ کے شمشیر بنائی زنجیر
ہتکڑی ہاتھوں مین پانوُن مین پنھائی زنجیر
نقرئی طوق ہے زیبا تو طلائی زنجیر
طوق گرداب نے موجون کو پنھائی زنجیر
آہن برق سے کیا تو نے بنائی زنجیر
طوق گلرنگ لہو سے ہے حنائی زنجیر

اپنے دیوانے کے مدفن پہ جو آیا وہ امیر
جائے گل سایۂ گیسو سے چڑھائی زنجیر

تیغ قاتل بھی نہین چلتی کبھی مجھ زار پر
جابجا سبزہ نہین اے دل یہ تخصیر یار پر
ہون وہ وحشی جب قدم رکھا در دلدار پر
جو رہفت افلاک ہین انسان کے جسم زار پر
یہ مرے بیت الحزن پر چھائی ہے بوسیدگی
کنگنی گل کرکے میری شمع بالین کو صبا
بے نقاب آؤ چمن مین تم تو ہر برگ حنا
ہون وہ بلبل یہ کیا گلشن کو دو نغمون نہین مست

وائے بیرحمی کہ پانی بند ہے بیمار پر
بال کھولے پریان پھرتی ہین سر دیوار پر
چڑھ گیا سایہ پری بنکر سر دیوار پر
بوجھ ان ساتون چھتون کا ہے اسی دیوار پر
ڈرتے ڈرتے سایہ رکھتا ہے قدم دیوار پر
کوئی او نادان روتا ہے سر بیمار پر
ہاتھ رکھدے بڑھ کے چشم نرگس بیمار پر
دست گلچین پڑ گیا اکشر بہک کر خار پر

وار کر سکی نہ قاتل کو ملی گلشن مین بار
دوڑ کر خود رکھدیا سینے گلا تلوار پر

باغ سے پہونچا مین وحشی بے تکلف سوے دشت
پانون بھی رکھا نہ شبلِ بوے گل دیوار پر

مے سے کپڑے زاہدانِ خشک کے کیا تر کیے
جلکے ہمنے آگ رکھدی جبہ و دستار پر

وہ حسین ہے تو ہوا زندانمین جسدم جلوہ گر
کھنچ گئی تصویر یوسف ہر طرف دیوار پر

بیٹھتے ہی بیٹھتے ہر پر ہوا بال ہما
جو کبوتر اوڑکے آبیٹھا تری دیوار پر

گرد گل کانٹے نہین ہین یہ گلشن مین نمود
اونگلیان اوٹھنے لگی ہین عندلیب زار پر

کی نظر قاتل نے جب میری طرف کی مینے آہ
وار روکے سیکڑون تلوار کے تلوار پر

زیر و بالا یہ کیا مرغان گلشن نے ہجوم
اور اک دیوار اوٹھی باغ کی دیوار پر

آنکھہ اگر آئینہ وحدت نما سے ہو دوچار
ہے پر طوطی کا عالم سبزۂ زنگار پر

باغ سے باہر تو کیا جاؤنگا مین بے بال و پر
اڑ کے پہونچون بھی تو پہونچون باغ کی دیوار پر

شمع سان گریان ہے قاتل میرے بالین پر امیر
موت کو روتے ہوئے دیکھا اسی بیمار پر

لڑتے ہین عشاق کیا کیا ابروی خمدار پر
روز یارونکے گلے کٹتے ہین اس تلوار پر

جلوہ گر ہے خود وہ اپنے طالب دیدار پر
دھوکے کی ٹٹی ہے پردہ یار کے رخسار پر

دیکھکر چھالے سراپا میرے جسم زار پر
کیسے جھنجھلائے وہ اپنے موتیونکے ہار پر

شان اونکی ہے کوئی فارغ ہو کوئی زیر بار
چھت جو بنتی ہے تو کڑیان پڑتی ہین دیوار پر

سمجھے ہم پہونچی جو ابرو تک پلک اوس آنکھہ کی
باڑھ دیکھی رکھکے اونگلی ترک نے تلوار پر

بند آنکھونکی دکانین ہوگئین ہنگام مرگ
آخر شب کیا اوداسی چھا گئی بازار پر

اوج دولت مین بھی کتنے شاد ہین کتنے حزین
لالہ داغی کبک دیکھے خندہ زن کہسار پر

ہو نہین وہ محرم راحت گرے پاؤن فرش خواب
گر پڑے دیوار پھٹ کر سایۂ دیوار پر

ہے بلند و پست کی کب تیغ قاتل کو تمیز
سیل کی ہے چال یکسان راہ ناہموار پر

ہون وہ طائر لذتِ غم کب ہوئی پوری نصیب
اسلیے تا دور ہی سے دیکھنے والے ہون مست
کر کے گلگشتِ چمن گھر کو چلا جبدم وہ گل
ہے یہی باعث جو ہے رنگِ بدن طوطی کا سبز
نیزۂ قاتل سرِ بسمل پہ خندان زخمِ تن
ای پری آتے سلیمان بھی عیادت کو اگر

تو نہ جینے مین رہگئے عثیا دے دوچار پر
ہوتا ہون ٹکڑے ہین میخانے کی دیوار پر
ابر کے بدلے اودا ہی چھاگئی گلزار پر
زہر کھایا ہے تمھارے سبزۂ رخسار پر
کیا اوگا ہے نخلِ ماتم قہقہہ دیوار پر
سورۂ جن پڑھکے دم کرتے تری بیمار پر

تیز پڑتی ہے نظر اوس ترک کی مجھ پر اسیر
تل رہا ہے باز کیا کنجشک کے آزار پر

ہوا گر ناز سے وہ بزم مین قربان جھک کر
مرتبہ پیشِ خدا ہوتا ہے اوتنا ہی بلند
خاکساران زمین کا ہے یہ شوقِ پابوس
رفعتِ قصر تواضع سے اگر واقف ہون
مین وہ عاشق ہون صفا کیشِ پریرو نکا
دیکھ پائے جو ابھی لٹھا ٹھہ سے تجکو اے ترک
تم وہ لیلے ہو جو آئے تو برائے تسلیم
پریان بھی جو کیٹھن ہون وہ اسیر لاغر
سرکشیِ اہل تواضع سے کوئی چلتی ہے
تو وہ گلرو ہے اگر باغ مین رکھتا ہے قدم
قدِ خم گشتہ پہ کس طرح نہ روئین از لے
آئی پیری تو ملی خاک مین تعمیرِ حیات
ہے یہ ایمان کہ چلا چاہتے ہین زیر زمین

چوم لے پانون سرِ گوشۂ دامان جھک کر
جسقدر چلتا ہے انسان ہے انسان جھک کر
رہگئی ہے تمر گنبد گردان جھک کر
آئین بھر خانۂ درویش مین سلطان جھک کر
ہوتے ہین تجھ سے بغلگیر سلیمان جھک کر
لے قدم دوڑ کے رستم سر میدان جھک کر
بید مجنون ہوے شمشاد گلستان جھک کر
پانون مین میرے پھنسے طوق گریبان جھک کر
پست دروازے سے آتا ہے خود انسان جھک کر
چوم لیتی ہے قدم شاخ گلستان جھک کر
سب سمجھتے ہین کہ گرجا تے ہین ایوان جھک کر
چار دیوار عناصر ہوے ویران جھک کر
چلتے ہین موسمِ پیری مین جو انسان جھک کر

کہدو صیاد سے کیا ہاتھ پر جانے سے ہی کام
خود نہ یاد آئیگی مجھے شاخِ گلستان جھک کر

یاد رکھ مصرعِ استاد یہ ہر وقت امیر
دوست دشمن سے ملے چاہیے انسان جھک کر

دل کو رہتی ہی جو یادِ روئے جانان رات بھر
ہم بھی حافظ کی طرح پڑھتے ہین قرآن رات بھر

یادِ زلفِ یار مین جمعیتِ خاطر کہان
خواب آتے ہین نظر ہمکو پریشان رات بھر

اندنون ہوتی ہین یون باہم بسر لیل و نہار
یا رخ دن بھر خیالِ زلفِ پیچان رات بھر

کچھ شبِ فرقت نہ پوچھو حال اشکِ آہ کا
برق چمکی صبح تک برسا ہے باران رات بھر

بندھ گیا ہی شام سے کس زلف کی افشان کا دھیان
جگنوؤن سے ہی مرے گھر مین چراغان رات بھر

باغبان ہوتا ہی مجھ گریان کیون حسنِ ترِ جبین
مثلِ شبنم ہو نمین اس گلشن مین مہمان رات بھر

نیتِ بد ہی تو کار نیک سے حاصل ہے کیا
جاگتے ہین وزد بھی مثلِ نگہبان رات بھر

عالمِ افلاس مین کیا روشنی کی احتیاج
ہی چراغ خانہ اپنا ماہِ تابان رات بھر

اور بیماری مین ہوتا ہی شریکِ درد کون
شمع رہتی ہے مرے بالین پہ گریان رات بھر

تیرے وحشی کی سواری کا ملا کچھ تو پتا
پھونکتے ہین مشعلین غولِ بیابان رات بھر

آتشِ شوق اور میرے قصہ خوان نے تیز کی
کیون سنایا ذکرِ بلقیس و سلیمان رات بھر

کی عبادت صبح تک بیجا کیے ہم بھی سلام
حکمِ حیدر تھی جو آواز نگہبان رات بھر

پوچھتے ہو کیا شبِ فرقت کی تاریکی کا حال
اپنی آنکھون سے رہے ہم آپ پنہان رات بھر

ذرہ ذرہ دانہ آسا گردشِ ایام سے
ہین پریشان حال دن بھر ہم تو سوزان رات بھر

کشورون مین لکھ کے خط احباب کو بھیجے امیر
کیسے کیسے طے کیے خامے نے میدان رات بھر

غنچہ سان بیٹھ ڈالا سر بگریبان ہو کر
رخِ یار آئیگا آنکھون مین گلستان ہو کر

وہ مین کشتون کی گلے ملتی ہین شادان ہو کر
عید سے عید ہوئی یار پہ قربان ہو کر

پتلیان کب تری آنکھو نہین ہین ای غیرت حور
دیکھنے آئی ہین پریان تجھے انسان ہوکر

عشق عارض مین مرے تار نظر جاتے ہین
رہین قرآن مین شیرازہ قرآن ہوکر

ناتوانی نے مری مجھکو بنایا کانٹا
چشم مردم مین کھٹکتا ہون مین انسان ہوکر

ہوکے محمود مین ہون بندۂ فرمان ایاز
ناز پریون کے اوٹھاتا ہون سلیمان ہوکر

وہبی اتنا ہی حجاب ونکو جو کچھ کہتا ہون
نیچے کر لیتے ہین آنکھین وہ پشیمان ہوکر

جلگیا اگتے ہی دانا جو مری قسمت کا
آسیا رہ گئی انگشت بدندان ہوکر

ہو جدا تمسے تو کیا خاک رہے عاشق مین
جسم پیوند زمین ہوتا ہے بیجان ہوکر

ہون وہ وحشی مجھے نظرون سے گرائے جو جہان
چشم عالم مین پھرون خواب پریشان ہوکر

دل ملا خاک مین ایسا کہ ملا پھر نہ پتا
سیکڑون دانے دبے خاک مین پنہان ہوکر

گل ہوا غنچہ تو آواز یہ اوس سے آئی
جمع پھر دل نہین ہوتا ہی پریشان ہوکر

کچھ اوٹھایا نہ تڑپنے کا مزہ تڑپا کر
چلدیا زخمون پہ قاتل نمک افشان ہوکر

خون دل کوچۂ گیسو سے سیہ مین جو بہے
جلوہ گر ہو شفق شام غریبان ہوکر

ہو تماشا جو مرے داغ چمن مین چمکین
جل اوٹھین شہپر طاؤس چراغان ہوکر

چاہتے ہین تری تلوار کے جوہر اوترک
دہن زخم مین جم بیٹھتے دندان ہوکر

باغ سے ہمکو نکالا تو ہماری آنکھین
رہ گئین رخنۂ دیوار گلستان ہوکر

موسم گل مین تقاضا ہی جنون کا یہ امیر
چاک ہو پیرہن زیست گریبان ہوکر

زار ایسا مین ہوا بادیہ پیما ہوکر
ذرہ چاہے تو تھکا دے مجھے صحرا ہوکر

استقدر تھک گئے ہم بادیہ پیما ہوکر
کف پا اوٹھ نہ سکے نقش کف پا ہوکر

ہم مریضون سے یہ اغماض مسیحا ہوکر
کیسے نادان بنے جاتے ہو دانا ہوکر

لذت درد سے جینے کا مزہ ملتا ہے
چھیڑتا کیون ہے مجھے زخم دل اچھا ہوکر

بعد مرنیکے بندھی ہی مرے نالون کی ہوا
گنبد قبر اڑے کیون نہ بگولا ہوکر

سرو وگل سے متھین تشبیہ مین کب دیتا ہون
لال آنکھین نہ کرو آگ بگولا ہوکر

یاد کس ترک کی آئی کہ مرا زخم جگر
رہگیا دیدۂ بسمل کیطرح وا ہوکر

ہالۂ ماہ کا دل شوق سے ایسا پھیلا
آرہا کان مین اوس مہر کے ہالا ہوکر

اونچے اوڑتے ہین کبوتر تری ٹکڑی کے غضب
جا لگے چرخ سے کیا عقد ثریا ہوکر

حسرت دست حنائی مین ہم ایسا روئے
بہگیا آنکھ سے دل خون تمنا ہوکر

دل حسینون کی محبت مین لگا ہی رہتے
غرق کردے نہ یہ قطرہ مجھے دریا ہوکر

دیکھ لے وہ جو کڑی آنکھ سے گلشن کیطرف
چور رہی دانہ انگور ہو مینا ہوکر

لیجیے مال امیرون سے فقیرون کو دیے
لوٹیے دولت دین طالب دنیا ہوکر

آکے وحشت مین جو کہتا ہو نہین سہہ جاتا ہی
ناز مجنون کے اوٹھاتا ہی وہ لیلی ہوکر

بیدم بنتے ہو تو تم سے جلایا نہ پڑے
خوب دم دیتے ہو مردونکو مسیحا ہوکر

نہ محبت نہ تلطف نہ عنایت نہ وفا
تم ہی کہدو کہ رہے پھر کوئی کسکا ہوکر

لیکے وہ تیر و کمان جاتے ہین جب بہر شکار
قاف سے آتے ہین جن آہوی صحرا ہوکر

خرمن جان و جگر مزرع امید امیر
دل نے پھونکا شرر آتش سودا ہوکر

کبھی تو پھول کے رکھدے قدم مرے سر پر
پڑا ہون صورت نقش قدم تری در پر

جو ذبح بھی ہو تو احسان نرکھہ ستمگر پر
یہ ذکر خیر رہے گا زبان خنجر پر

وہ مست ہون کہ رگڑتا ہون سینہ خنجر پر
وہ شیشہ ہون کہ ٹپکتا ہون سر کو پتھر پر

وہ مست حسن جو کبھی گذرا ہے میکدہ کیطرف
بہک کے دست سبو جا پڑا ہے ساغر پر

دل شکستہ نے اوس بت کے دل کو نرم کیا
کیا ہے ٹوٹ کے شیشے نے زور پتھر پر

برنگ سایہ رہا پامال ساری عمر
مین جسکے پانون پڑا پانون رکھدیا سر پر

لکھا جو خط مین سگِ یار کو سلام نیاز
ہوا کبوتر پر

ہوئے بوسۂ لب ہے یہی تو مرگ کے بعد
حباب بنکے رہونگا مین آبِ کوثر پر

ازل سے طبع ملاحت پسند رکھتا ہون
چھڑک لیا تھا نمک مینے شیرِ مادر پر

پھڑک رہا ہے مرا مرغِ روح اے قاتل
کہ جوہرون نے بچھایا ہی جال خنجر پر

وہ زار ہون کہ جو لیٹون تو شکنت ہوتا ہے
پڑا ہوا ہے فقط رخت خواب بستر پر

نگہ کو دیتے ہین گردش جو آئینے تیغ ترک
چھری کو کرتے ہین دربردہ تیز پتھر پر

جو آبرو کا ہے خواہان تو خاکساری کر
یہ قول گرد یتیمی ہے روے گوہر پر

ضعفِ مژہ کو بھی ہی تاک چشمِ ساقی کی
گرے ہین سیکڑون میخوار ایک ساغر پر

چلا ہی نامہ مرا لیکے نامہ بر یارب
ترے حبیب کا سایہ مرے پیمبر پر

سوال سے ہی یہ نفرت نہ ہاتھ اوٹھاؤن امیر
پڑھون جو فاتحہ مین تربتِ تو انگر پر

وہ ناتوان ہون جو لیٹا کبھی مین بستر پر
گمان ہوا کہ شکن پڑ گئی ہے چادر پر

پھرینگے حشر مین کھولے ہوی وہ زلف دراز
بڑی بلا تو پڑیگی یہ اہلِ محشر پر

کچھ اسمین شان نکلتی ہی تیر سے مژگان کی
نثار سو رگ جان ایک نوک نشتر پر

کیا عدو نے جو گیسوے یار مین شانہ
ہوا یہ رشک کہ آرے چلے یہان سر پر

پیا تھا جوش جنون مین کبھی لہو میرا
وہی مزا ہے ابھی تک زبانِ خنجر پر

ہوا تلون اہلِ دول سے یہ ثابت
قدم ٹھہر نہین سکتے ہین آبِ گوہر پر

مین سخت جان ہون وہ کرتا ہی سنگسار مجھے
خطر ہے ضرب نہ آجاے اوسکی پتھر پر

ملے جو خدمت آئینہ داری خوبان
مرے گنا ہونگی گٹھری ہی غیر کے سر پر

لیے ہین دفترِ عصیان کو کاتبِ اعمال
مرے گنا ہونگی گٹھری ہی غیر کے سر پر

یہ مجکو حسرت دیدار یار تھی دمِ قتل
پس فنا نہ چڑھا خون بھی مرا سر پر

جو ایکدم کو بھی غرفے میں آپ آ بیٹھے
ہجوم خلق سے دیوار اوٹھ گئی در پر

وہ ناتوان ہون نکالے جو گھر سے یار مجھے
چلون وہ چال کہ پہونچون تو حشر تک در پر

ہجوم اشک سے دانتون کے عشق مین کھلا
بندھا ہی موتیون کا پل یہ آب گوہر پر

وہ ناتوان ہون کہ آئے جو نیند کا جھوکا
تو اوڑ کے مثل پر کاہ جاؤن بستر پر

امیر ظلمت عصیان سے رہگیا پردہ
عجب نقاب پڑی روے اہل محشر پر

سنا کسی سے جو نام دوائے دردِ جگر
تڑپ کے دل نے صدا دی کہ ہای دردِ جگر

رضا جو عشق کی ہو ہر طرح ہو نہین راضی
گھٹائیے دردِ جگر یا بڑھائیے دردِ جگر

نہ کوئی دوڑنے والا نہ مہربان ہی طبیب
کہان سنے آئے الٰہی دوائے دردِ جگر

زبان رک نہین سکتی ہے رنگِ چہرہ ہی زرد
کہان تلک کوئی یارب چھپائی دردِ جگر

تڑپ سے دل کے یہ ہوتا ہی اب مجھے ثابت
کہ جان جائے یہ ہے انتہائے دردِ جگر

دیا ہی قسمت بد نے عجب مرض مین مرض
کہ درد سینے مین بھی ہی سوائے دردِ جگر

ہوئی دوا بھی لکھے عاملون نے بھی تعویذ
ٹلی نہ سر سے ہمارے بلائے دردِ جگر

اٹھا کے آنکھ بھی دیکھا نہین کسیکی طرف
ہوا کہان سے یہ بیٹھے بٹھائے دردِ جگر

ہمارے دل کا دکھی درد امیر کچھ نہ سمجھے
ہوا ہو عشق مین جو مبتلائے دردِ جگر

جلتا ہی دل فراق مین کیونکر خوش آئے ابر
پرکالے آگ کے ہین مجھے لگتہ ہائے ابر

بیکس وہ ہون کہ میری لحد پر جو آئے ابر
رو رو کے چادر آب رواں کی چڑھائے ابر

ہین کسکے غم مین نالۂ دردآشنا سے رعد
ہے کسکے غم مین گریۂ بے انتہائے ابر

دریا بہاتی ہین مری آنکھون کی پتلیان
آئی ہے ٹھیک انکے بدن پر قبائے ابر

ساقی ہین بادہ خوار ترے بادشاہ وقت
سر پر ہے انکے سایۂ بال ہمائے ابر

سرسبز کیا ہو کشت وہ برگشتہ بخت ہون
بجلی گرے تڑپ کے جو مانگون دعائے ابر

مین ہجر یار مین نکرون نالے لئے فلک
بلبل تو ہائے گل سے کہے طاؤس ہائے ابر

آئی خزان بہار گئی رنگ و بو کہان
چھائی ہے کیا چمن مین اوداسی بجائے ابر

اک برقوش کی یاد مین رو رو کے مر گیا
کیونکر چڑھے نہ قبر پہ میری ردائے ابر

دل مین ہمارے آگ لگا کر فراق مین
پانی کو دوڑتے ہین عبث لکہ ہائے ابر

ہر دامن مژہ مین سمندر بھرے ہون جب
پھر کسطرح نظر مین ہماری سمائے ابر

خط اسطرح ہی روے کتابی یار پر
کاغذ پہ کاغذی کوئی جیسے اوڑھائے ابر

یکجا ہی میرے دیدۂ گریان سے سامنا
کہدو کہ آبرو کو نہ اپنے مٹائے ابر

مجھہ مست سے پھری ہوئی ہی یہ ہوائے باغ
شیشہ بھرون جو مے سے تو پتھر گرائے ابر

برسات مین ہی ہے اگر میکشی کا لطف
دامن زاہدون کے نہ دھبا لگائے ابر

ہم بیکسون کا کون عزادار ہے امیر
ہان نیلگون ہے دوش ہوا پر ردائے ابر

اے بتو لازم ہی چشم لطف و دولت خواہ پر
بوسہ یا دشنام کچھہ تو دو خدا کی راہ پر

جانور بھی ہوتے ہین اقبالمندون کے مطیع
سایہ کرتا ہے ہما شہپر سے فرق شاہ پر

پھنس گیا ہون دام مین صیاد کا ہی چھپا
اب گلا میرا دبائے خواہ اوڑائے خواہ پر

بیٹھنے دو پاس لینگے بوسۂ عارض شتاب
شک اگر ہو مہر ہم کر دین کلام اللہ پر

چہرۂ روشن سے تیرے کسطرح تشبیہ دین
چھائیان ہمکو نظر آتی ہین روی ماہ پر

کاسۂ دریوزہ آنکھونکو بناتا ہے عبث
چاہیے ہر وقت انسان کی نظر اللہ پر

کی مشقت ہو گئے ہم خاک جسکی راہ مین
آمر قاتل وہ آج تک آیا نہین ہی راہ پر

اوٹھہ سکیگا کس طرح مجھہ ناتوان سی کوہ بوجھ
ڈالتے ہو کوہ غم تم کیون مجھہ برگ کاہ پر

شکر ہے اتنا تو الفت نے کیا پیدا اثر
آہ کر اوٹھتا ہے وہ بیدرد میری آہ پر

ہو وہ شاہ حسن ہیں افلاک بھی زیر نگین — سکہ بٹھلا دو زر خورشید و سیم ماہ پر
دیکھتے کیا ہو دل نالان کو دیکھو رعد کو — کیا بڑی آواز ہے اس قامت کوتاہ پر
ہون وہ بیمار محبت مین جو چاہو نگا علاج — چرخ سے اوترینگے عیسی سقف بیت اللہ پر
ہے تفاوت بوریا و تخت مین تا زندگی — موت کا قابو برابر ہے گدا و شاہ پر
شکر ہے آئے بھی میرے گھر مین مہمان بھی ہوے — یہ عنایت یہ عنایت بندۂ درگاہ پر

دم مین مٹ جائینگے یہ مثل حباب اب ہے امیر
ہیں عبث مغرور منعم خیمہ و خرگاہ پر

کون وحشت کا ہوا سلسلہ جنبان چلکر — آ رہا جو مرے دامن مین گریبان چلکر
تھا وہ دیوانہ کہ زندان کی محبت نہ گئی — رہ گیا چار قدم سوے بیابان چلکر
جمع عشاق ہین نکلو کہ گرے لاشون پہ لاش — تیغ کی چال دکھا دو سر میدان چلکر
ابر آیا ہے بہت بیٹھ چکے مسجد مین — کیجیے بادہ کشی آج گلستان چلکر
قصد اوس بزم کا کیجیے کہ ملے بوسہ لب — لیجیے مول کوئی لعل بدخشان چلکر
جانتا ہون کہ مجھے یاد دلاتا ہے وہ چال — چال مجھ سے نہ کر اے کبک خرامان چلکر
باغ باغ اوسکی گلی مین ہے مرا غنچۂ دل — کیا کرون مین طرف روضۂ رضوان چلکر
سخت جان ایسے ہین عاشق کہ نکلتا نہین دم — پانی پانی ہے ترا خنجر بران چلکر
تو خرامان ہو جو گلشن مین تو تیرے آگے — کبک و طاؤس نہ کیونکر ہون پشیمان چلکر

دل بھر آتا ہے احباب کی فرقت مین امیر
روئیے خوب سر گور غریبان چلکر

طرفہ دولت کا نشان زلف رسا ہے سر پر — توشہ حسن ہے یہ ظل ہما ہے سر پر
سارے عالم مین پھرے ہم نہ ملی اس کی جگہ — ہو گئے جس شہر مین دیکھا کہ قضا ہے سر پر
واقعی کتنی ہے معشوقہ دنیا بے شرم — رخ پر اسکے ہے نہ برقع نہ ردا ہے سر پر

شمع سان سوزش غم سے نہین دنیا کو نجات
دھوپ مین جلکے دکھایا ہی دیا تمنے فروغ
روبرو اوسکے جھپکتی ہی مہ و مہر کی آنکھ
کہکشان چرخ پہ دیکھی تو یہ سمجھے شب ہجر
سلطنت کو ترے درویش سمجھتے ہین وبال
سرخ ٹوپی نہین پہنی ہے مرے قاتل نے
حسب ارشاد نبی فقر حقیقت مین ہی فخر
دشت مین گرمی رفتار و بخار دل سے
حائل کوہ غم ہجر ہون کیا راہ چلون
کوے جانان مین گرایا مجھے اہ لغزش پا
میکشو پانون اوٹھائے ہوے گلشن کو چلو
محتسب لے ہی شیشے کی پری کا دشمن
واعظ شہر بھی رکھتا ہے کنہیا کا مکٹ

کیا تکلف ہی اگر تاج طلا ہے سر پر
آفتابی ہے کہ دامان قبا ہی سر پر
چاند سورج کی وہ چوٹی مین ضیا ہی سر پر
ترک کھینچے ہوے شمشیر جفا ہے سر پر
سائہ بال ہما ابر بلا ہے سر پر
خون ناحق کسی کشتے کا چڑھا ہی سر پر
ابر رحمت کہ گلیم فقرا ہے سر پر
بجلیان پانون کے نیچے ہین گھٹا ہی سر پر
پانون اوٹھ سکتے نہین بوجھ بڑا ہی سر پر
بارک اللہ یہ احسان ترا ہے سر پر
ساتھ چلتی ہے ہوا سرد گھٹا ہے سر پر
سخت دیوانہ ہی جن اسکے چڑھا ہی سر پر
واہ عمامہ عجب جلوہ نما ہے سر پر

اہل دنیا ہین غرض کے لیے دیندار امیر
وقت سوگند کے قرآن کی جا ہے سر پر

اور بھی تیر لگا دل پہ مری جان دو جاے
ذکر اوس مصحف عارض کا بھی ہوتا ہی ضرور
ساکنان حرم و دیر کو ہم دیکھ آئے
جب نکلتے ہین مکان سے وہ بدلکر کپڑے
مجلس گور غریبان نہین رہتی خالی
جھانک کر روزن دیوار سے دیکھو تو ذرا

سانحہ پیکان کے نکل جاتے ہین یان دو جاے
جمع ہوتے ہین جہان حافظ قرآن دو جاے
رخ کے حیران ہین تو گیسو کے پریشان دو جاے
چاک ہوجاتے ہین رستے مین گریبان دو جاے
روز آ رہتے ہین اسمین نئے مہمان دو جاے
مدہ پہ ہین خاک نشین بیسر و سامان دو جاے

عاشق عارض و لب قید سے چھوٹے جس دم
گئے دس میں حلب کو تو بدخشاں دو چار

ہوں وہ وحشی کہ ٹھہرتا نہیں دل روز مرا
جب تلک طے نہیں کرتا ہوں بیاباں دو چار

رخ کے عشاق سے وابستہ گیسو ہیں سوا
لاکھوں ہندو نظر آتے ہیں مسلماں دو چار

ہوں وہ بسمل کہ ہے زخموں کو مزہ درد کا ہے
نہ بھرے جی جو نہ خالی ہوں نمکداں دو چار

امتحاں مردم دنیا کا کیا ہمنے امیر
دیو خصلت جو ہزاروں ہیں تو انساں دو چار

تمھیں کو جانا تمھیں کو سمجھے تمام عالم سے تنگ ہو کر
دوئی کا وحدت میں دخل کیسا ہے ہمیشہ الگ ہو کر

ادا تو دیکھو کہ وقت زینت ہر ایک یاں بدنما ہوا ہے
چبھا رگ جاں میں مثل نشتر جگر پہ بیٹھا خدنگ ہو کر

ٹھہر گیا ہے ہمارے دل میں ہزار منت سے درد الفت
مگر یہ ڈر ہے کہ اٹھ نہ جائے مکان کی تنگی سے تنگ ہو کر

قدم جو اس کے مکاں میں رکھوں نہیں یہ ممکن کہ ہوں نہ زخمی
لگائیں درباں کے مجھ کو چھرے ہر ایک دو زن تفنگ ہو کر

جو سخت دل گر دشمنوں سے چھوٹے تو ہو بچے اور ان کو وسوسہ یہ
ہمیں کو زخمی کرے مقرر صبا فلاخن سے سنگ ہو کر

عبور دریا میں ساتھ بیڑی ہے میری تقدیر کی برائی
بچا ہے کشتی سے یہ دہانت جیسے جو اژدہ پشت نہنگ ہو کر

نہاں تھا آنا کہ ہو نہ ظاہر عیاں تھا جانا کہ سب ہوں ماہر
وہ دل میں آئے امنگ ہو کر گئے تو چہرے کا رنگ ہو کر

بہت فرنگی بچوں کی صحبت کا شوق ہے جانیو ہمکو
حرم کو تم سیدھی راہ جاؤ ہم آئینگے فرنگ ہو کر

کہاں طریق جنوں میں ہمسا ہے کوئی آماجگاہ آفت
چبھا جو تلوے میں اپنے کانٹا وہ دل پہ بیٹھا خدنگ ہو کر

عبث ہے انساں مصیبت کریں جو انساں سے بیوفائی
کہ دیکھو چکی کے پاٹ کیسے بہم ہو گردش میں سنگ ہو کر

ہوئے ہیں ہندو بچوں کے عاشق شہید ہونے کی کیا خبر تھی
نہ جانتے تھے کہ خون ہمارا اڑیگا ہولی کا رنگ ہو کر

اخیر نہ جائے کس طرح سے مرے مقدر کی کوتہی کا
فلک جو قصر وسیع بھی دے وہ قبر بنجائے تنگ ہو کر

گیا وہ موسم کشادگی کا کہ غنچہ ہوتا تھا ہاتھ میں گل
وہ فصل ہے اب اگر میں سونگھوں تعجب پھول غنچہ ہو تنگ ہو کر

جواب خط وہ ادھر سے آیا کہ دل کیا اے امیر زخمی
ہوا کی صورت گیا کبوتر پھرا وہاں سے خدنگ ہو کر

نہ کور باطن ہوا برہمن ذرا تو چشم تمیز وا کر
جو اوڑھ کے ٹھلکے پہلو سی انجمن مین وہ دور بیٹھے ہین محسبی جا کر
شرر سے کہدو کہ پست فطرت بھبھکتا ہے کیون سخن مین اگر
قدم کو لغزش زبان کو لکنت ہے رعشہ ہاتھونکو سر کو جنبش
جو آنکھ کھولی تو کچھ نہ دیکھا سحر کو سنسان سب سرا تھی
نہ بھول اس زندگی پہ غافل نہین ہے کچھ اعتبار اسکا
بپا ہے طوفان بے ثباتی روا روی مین ہین گرچہ ہم تو
چمن ہے کشتونکا تیرے مدفن ہے لالہ و گل نہین شگفتہ
نہین ہے کوئی جہان مین باقی چلیگی اب تیغ ناز کسپر
اوسیکا ہے رنگ یاسمین مین اوسیکی بو باس نسترن مین
ملا ہے حرص و ہوا سے دنیا کہ سب سے چکر مین ہین انسان
جو آئینہ ہو تو ٹوٹ جائے جو آنکھ ہو وہ تو پھوٹ جائے
سخنوروں سے معاملے مین سوا ذلت حصول کیا ہے
یہ کسکی تیغ جفا کا یارب ہر ایک لب پر ہے عیب غالب
شبیہ نظر ہے کسکی کہ کوئی پری نہین لے و ترتی
زمانہ ہے دل جلونکی محفل سپند سے کم نہین تپش لیکن
ہو بزم جانان حشر برپا ترپ کا دکھلے یہ تھا تقاضا
جواب کہتی نہین ہین اپنا فسونگر یہین بتھا رہی آنکھیں
ذرا سے کھٹکے نے نیند اوڑا دی کہ چوٹ پتھر پہ جب لگا دی

خدا کا بندہ بتون کو سجدہ خدا خدا کر خدا خدا کر
ترپنے درد جگر کے دلکو ٹپک پڑی اد پٹھا اوٹھا کر
یہ کیا سمجھ پہ پڑے ہین پتھر ارادہ منزل فنا کر
کدھر گئی ہائے نوجوانی ان آفتون مین ہین پھنسا کر
ہوا نہ پیرا ہیون سے اتنا کہ ساتھ لیتے مجھے جگا کر
کہ راہ لیگی یہ اپنی اکدن عدم کا رستہ تجھے بتا کر
ہوا مین ناحق بھرا ہوا ہے حباب پر پا مین گھر بنا کر
صبا نے گویا کہ تربتون پر چراغ روشن کیے ہین لاکر
مگر ترے قتل گہ مین لائین مسیح مردے جلا جلا کر
جو کھٹکے بیٹا بھی اس چمن مین خیال آوارہ آشنا کر
کیا پریشان ان آندھیون نے تمام ذرونکو خاک اوڑا کر
خدا نہ منھ غیر کا دکھائی فروغ عارض ترا دکھا کر
چمن مین سجتے جو ہمسے ہنس ہنس پڑے یہ پھول کھلکھلا کر
ہلال کی ہے خمیدہ گردن سپہر چلتا ہے سر جھکا کر
مٹا دیے صانع ازل نے ہزارون نقشے بنا بنا کر
کوئی تو ہنگامہ تو بھی غافل اس انجمن مین کبھی بپا کر
مگر بڑی مشکلون سے روکا ادب نے نالو دبا دبا کر
فریب دیتی ہین اک جہان کو نئے نئے شعبدے دکھا کر
صدا یہ گوش شرر مین آئی کہ خواب سنگین سے چشم وا کر

امیر میری رگ گلو کو یہ تیغ قاتل کی آرزو تھی
ملے وہ آ کر جو بعد مدت تو خوب روئی گلے لگا کر

ہوا سو اہمکو جوش وحشت چمن مین روز بہار جا کر
بہت ہین ہم کہ پانون اپنے نکلے ہین عرش تن تن جا کر
عبث ہی مغرور تجکو نخوت نہین غریبونکو تیری پروا
یہ ظلم سارے ہین چند روزہ ہی اکدن انتقام کا بھی
خیال گیسو مین دل ہمارا جو آجکی شب اوجھہ رہا ہے
شب جدائی ہوئی یہ حالت رہی تب دود غم کی شدت
خدا ہی باندھے ہوا کچھہ ایسی کہ دل ہو وحشی گر غم کا بانی
عیان جو سرخی شفق کی دیکھی ہمارے دلکو ہوا یہ ہوکا
نکیر و منکر جو آئینگے اب تو راہ بھو لینگے بے تامل
نبی نے چھوڑا ہمین قرآن سمجھے کوئی تو خود ہی جا کر
طبیب سے کوئی جا کے کہدے دوا کی ہی فکر تجکو بیجا
بجا ہی چاہ ذقن کو تیرے کہے اگر خلق چاہ زمزم
جدا ہے پہلو سے کسکا پہلو کہ سارے اعضا ہوے ہین دشمن
رقیب نے تیرے گھر سے ہمکو صنم نکالا اگر نکالا
بہار آئی چمن مین ساقی ہمین بھی کردو رجام سے خوش

گلون نے ہنس ہنس کے مار ڈالا رُلایا غنچون نے مسکرا کر
کبھی جو گھٹ پہ سکدے گرے ہین نشہ مین اکثر گڑ کر
خدا ہی ہر مور ناتوان کا جو تو سلیمان ہی تو ہوا کر
امیر حمام گرم کرلین فقیر کا جھونپڑا جلا کر
کہان سے لایا ہی یا الٰہی یہ گھر مین تنگی بلا لگا کر
جو ہوش آیا تو ہمنے ٹیکا زمین پہ تکیے سے سر اوٹھا کر
کیا ہی لوگون نے آگ اوسکو لگا لگا کر بجھا بجھا کر
ترے شہیدن مین ترک گردون ہوا ہے شامل بلا سے آکر
ہماری تربت پہ اقربا نے کیا ہی اندھیر خاک اوڑا کر
قصور رہبر نہ ہی ہو جو اندھلے گئے خضر راستہ بتا کر
یہ درد دل ہی علاج کیسا خبر ہے کچھہ ہوش کی دوا کر
مریض اچھے ہوے ہین آکر اسی کنوئین مین نہا نہا کر
فشار دیتے ہین زندگی مین ہمارے پہلو ہمین دبا کر
زمین پر آئے جنان سے آدم فریب شیطان سے داغ اوٹھا کر
نسیم گلشن لٹا رہی ہی گلون کو کیا کیا ہنسا ہنسا کر

امیر قسمت مین جو لکھا ہی اوسیکا ہر روز سامنا ہے
خدا ہے مالک خدا ہے رازق کسی سے ہرگز نہ التجا کر

ردیف رائے ثقیلہ

منہہ پھیر نہ کر وطن کیطرف یون وطن کو چھوڑ
اے روح کیا بدن مین پڑی ہی بدن کو چھوڑ
کیا لطف اگر لجی پہ فلک ہم بھی آ گئے

چھوٹی جو بوسے گل کیطرح سے وطن کو چھوڑ
میلا بہت ہوا ہے اب اس پیرہن کو چھوڑ
سیدھی طرح سے راہ پر آ اس چلن کو چھوڑ

ہے روح کو ہوس کہ نہ چھوڑے بدن کا ساتھ
غربت پکارتی ہے کہ غافل وطن کو چھوڑ

کہتی ہے بوے گل سے صبا آکے صبحدم
اب کچھ ادھر اودھر کی ہوا کھا چمن کے بیچ

تلوار چل رہی ہے کہ یہ تیری چال ہے
اے بت خدا کے واسطے اس بانکپن کو چھوڑ

نقاش فکر یار کا رخ کھینچ زلف کھینچ
کھینچا نہ جائیگا کبھی اوسکے دہن کو چھوڑ

بندہ ترا ہوا ہے خدا کو وہ چھوڑ کر
اے بت امید خیر نہ رکھ برہمن کو چھوڑ

عریان محض مجکو نہ کر کچھ خدا سے ڈر
چادر تو اے فلک کوئی میرے کفن کو چھوڑ

نادان سواے حق ہے کسیکا کہان وجود
باتین خودی کی خوب نہین ما و من کو چھوڑ

بیباک میرے سامنے پھرتا ہے چوکڑی
اے وحشت اب تھکا کے غزال ختن کو چھوڑ

بسمل کو تیری تیغ سے کرتی ہے کیا جدا
دولھا سے کہہ رہی ہے قضا اس دلھن کو چھوڑ

راحت سے بیٹھ کوچۂ محنت سے ہاتھ اوٹھا
اے دل ہواے زلف شکن در شکن کو چھوڑ

شاعر کو فکر شعر مین راحت کہان امیر
آرام چاہتا ہے تو مشق سخن کو چھوڑ

ردیف زاے معجمہ

کیا ہوش ربا ہین تری تلوار کے انداز
سیکھی ہے یہ شاید تری رفتار کے انداز

اک جلوے مین غش کر گئے اے حضرت موسے
ہوتے ہین یہی طالب دیدار کے انداز

ہنگام غضب منہ مین زبان کرتی ہے لغزش
ہین محتسب شہر مین میخوار کے انداز

طوبی کے تلے برسون ہی فردوس مین بیٹھے
پائے نہ ترے سایۂ دیوار کے انداز

کیا ناز مین صاحب تمھین یکتاے جہان ہو
ہم دیکھو تو ذرا اور بھی دو چار کے انداز

بوسہ کوئی مانگے تو نہین کہتے ہین ہنسکر
انکار مین بھی صاف ہین اقرار کے انداز

کس شوق سے ملتا ہے گلے خنجر قاتل
ظالم کی کھنچاوٹ مین بھی ہین پیار کے انداز

جب چوکڑیان بھرتے ہوے جاتے ہین آہو
یاد آتے ہین مجکو تری رفتار کے انداز

انصاف تو فرمائیے کیونکر میں اٹھاؤں
ہر بار کے یہ ناز یہ ہر بار کے انداز

آنکھیں تہ خنجر بھی ہیں دیدار کی طالب
دیکھو تو ذرا طالب دیدار کے انداز

ہر موج سے اک لغزش مستانہ ہے پیدا
ہیں آب رواں میں تری رفتار کے انداز

کن آنکھوں سے دیکھوں میں نزاکت رگ گل کی
پھرتے ہیں نظر میں کمر یار کے انداز

عیسیٰ میں تری چال ترے ناز کہاں ہیں
ہاں باتوں میں البتہ ہیں گفتار کے انداز

گھبرا کے مسیحا جو چلا ہے سوئے گلشن
اچھے نہیں کچھ نرگس بیمار کے انداز

کہتی ہے امیر اوس سے اجل میرے سرہانے
اچھے نہیں عیسیٰ ترے بیمار کے انداز

ہے یہ تیری کاکل پیچاں دراز
عمر خضر ایسی کہاں جاناں دراز

ہر مصیبت میں رہی میرے شریک
یا خدا عمر شب ہجراں دراز

سینہ خالی رہ گیا دل لے گئے
کر کے دست ظلم وہ مژگاں دراز

کیوں نہ دعوی تیرے قامت سے کرے
قد صنوبر کا ہے اے جاناں دراز

اہل دنیا کی ہوس ہے اے امیر
مثل سوے قید ہی زندان دراز

ردیف سین مہملہ

جاتا ہوں اس لیے صنم بیوفا کے پاس
پہونچا جو اوسکے پاس تو پہونچا خدا کے پاس

یوں دل مرا ہے اوس صنم بیوفا کے پاس
جس طرح آشنا کسی ناآشنا کے پاس

پہلو میں دل کے جا ہے تصویر یار کی
بتخانہ بھی ہے حرم کبریا کے پاس

بولا وہ بت سرہانے مرے آکے وقت نزع
فریاد کو ہمارے چلے ہو خدا کے پاس

ثابت ہوا یہ گرم نگاہی سے یار کے
نکلی نہیں ہے ہو کے وہ چتون حیا کے پاس

تلوار کے تو دور سے کتنے لگائے وار
جلاد کوئی ہاتھ چھری کا بھی آکے پاس

سنبل کو چھیڑ کر جو پریشان کر دیا
کیا بوسۂ زلف یار بھی تھی کچھ صبا کے پاس

توفیق اتنی دے مجھے افلاس مین خدا
حاجت نہ لیکے جاؤن کبھی اغنیا کے پاس

انصاف کر کہ ہجر مین کیونکر مین جان دون
قاتل کہان ہین تیری ادائین قضا کے پاس

مجروح لاکھون جنبش مژگان سی ہوگئے
کیا کیا کٹاریان ہین تمھاری ادا کے پاس

مرنیکی آس بھی نرہی عاشقونکو اب
جب پوچھیے قضا کو ہے اونکی ادا کے پاس

رہتے ہین ہاتھ باندھے ہوے گلرخان دہر
یارب ہے کس غضب کا فسون دست حنا کے پاس

نظارہ چاہتے ہین ہم حسن و عشق کا
آئینہ دیکھتے ہین وہ مجھکو بٹھا کے پاس

آئی قضا جو حسرت پابوس مین تو خیر
بنتا مزار کاش ترے نقش پا کے پاس

لٹکا کے مار رکھتی ہے عشاق کو ترے
لٹکا عجب یہ ہے تری زلف رسا کے پاس

پیچھے پڑا ہے افعی گیسو کے دل امیر
جاتا ہے دوڑ دوڑ کے یہ خود قضا کے پاس

آئین پہن پہن کے نئے گلبدن لباس
یارب ہزار رنگ سے بدلے چمن لباس

کرتے ہو کیا لباس سے آرائش بدن
اک روز فرش خاک ہے مسند کفن لباس

کیا کیا بتون کو دہر مین آراستہ کرے
اوترا ہوا جو پائے ترا برہمن لباس

پھاڑون مین اپنا جامۂ ہستی تو دے کفن
پہنائے یون حیا مجھے چرخ کہن لباس

کہدو قریب آئی سواری بہار کی
پہنے نیا اوتارے پرانا چمن لباس

دزد کفن کا گور کی منزل مین خوف ہے
اس راہ مین بھی لوٹتے ہین راہزن لباس

نافے لباس مین قیمت مشک ختن بڑھے
پائین ترا جو تاجر ملک ختن لباس

یاد آئے مجھ غریب کی عریان تنی اگر
پہنین کبھی نہ بھول کے اہل وطن لباس

زیبا ہو خاک عشق کا جامہ رقیب کو
کیونکر خوش آئے مرد کا پہنے جو زن لباس

ہے عیدگاہ مین بھی تماشائے بوستان
کیا لعل لعل پہنے ہین گل پیرہن لباس

عریاں تنوں پہ تیرے سبب اللہ کا کرم ۔ گذریں ہیں مدتیں نہیں ہوتا کہن لباس

ٹکڑے ٹکڑے یار وطن میں دلِ امیر
کیونکر کرے نہ چاک غریب الوطن لباس

بیتاب ہجر یار میں اپنا جگر ہے دل کے پاس ۔ بسمل تڑپتا ہو کوئی جیسے کسی بسمل کے پاس

تعبیر ظاہر ہے کہ وہ جا بیٹھینگے بزم غیر میں ۔ دیکھا زحل کو خواب میں ہمنے مہ کامل کے پاس

لیلیٰ حسیں تم ناز میں وقت سفر اے مہ جبیں ۔ ناقہ ہو ناقے کے قریں محمل رہے محمل کے پاس

ہوں وہ گدا ہے مجتمع گھر میں مرے خلق خدا ۔ گویا کہ نقش بوریا ہی نقش ہے عامل کے پاس

کیونکر ہوا اس رخ پہ خط چاہ ذقن ہی خوشنما ۔ سرسبز رہتا ہے بہت جو کھیت ہو ساحل کے پاس

پیری میں باقی ہیں کہاں ہوش و خرد تاب و توان ۔ لوٹا گیا یہ کارواں پہونچے جو ہم منزل کے پاس

زاہد جو تنہائی میں تھا کچھ تجکو باتوں کا مزہ ۔ لازم تھا کنج انزوا میخواروں کی منزل کے پاس

نزدیک وصل دلربا دل کو تسلی ہی بجا ۔ لنگر سفینے کو ہوا پہونچا اگر ساحل کے پاس

یہ فوج غم آکر گری اک دم میں ساری لٹ گئی ۔ جتنی متاع صبر تھی مجھ خستہ جاں کی دل کے پاس

جیحوں سما جائیں گھر اس چشم تر کے سربسر ۔ دامن دریانمای چشم تر ایسا کہاں ساحل کے پاس

بیمار ہجر یار ہوں عیسیٰ سے میں بیزار ہوں ۔ دیوانہ ہشیار ہوں جاتا ہوں کب عاقل کے پاس

ناوک فگن شکر خدا سینہ ہدف تونے کیا ۔ پیکان تیر جو بیٹھا زشل جگر ہے دل کے پاس

جبتک کہ ہے سر دوش پر جائیگا کیونکر درد سر ۔ صحت کہاں عیسیٰ کے گھر جیسے کسی قاتل کے پاس

آنکھیں تری سفاک ہیں خونریز ہیں چالاک ہیں ۔ دو ساحر بیباک ہیں بیٹھے ہیں دونوں تل کے پاس

کیا ذکر اہل سیم و زر سلطاں گدا ہوں اے امیر ۔ وہ بھیک دینے کو اگر آئیں کبھی سائل کے پاس

دنیا سے راحت دور ہے سرکش عبث مغرور ہے ۔ تاج سر فغفور ہے کاسہ نہیں سائل کے پاس

محفل میں وہ زہرہ جبیں گرد اسکے سارے نازنیں ۔ گویا کہ ہیں محفل نشیں انجم مہ کامل کے پاس

کیا حسن فرخ فال ہے جادو کی وہ تمثال ہے ۔ چاہ ذقن پر خال ہے زہرہ چہ بابل کے پاس

مرتا ہون خواب عیش پر پھولون مین ہون قتل گر
پہونچے مقرر لوٹ کر سر زانوی قاتل کے پاس

سن جو امیر ایدل کہے تا پھر نہ تو صدمے سہے
ناقص بہر ناقص رہے بیٹھے اگر کامل کے پاس

ردیف شین معجمہ

رہی جو یوہین مرے پیک آہ کی گردش
دہائی دیگی رسالت پناہ کی گردش

ازل مین کسنے دکھائی نگاہ کی گردش
کہ سارے خلق کو ہے ایک راہ کی گردش

کسیکا ساتھ زمانے مین کون دیتا ہے
پھرا جو سر تو نہ دیکھی کلاہ کی گردش

جو گردباد کو دیکھا یقین ہوا دل کو
اسی طریق سے ہے چتر شاہ کی گردش

بجا ہے تیغ نگہ ہے جو آبدار اے ترک
کہ سان ہے تری چشم سیاہ کی گردش

ہزار بار ادھر کی اودھر کرے دنیا
فلک نپائیگا تیری نگاہ کی گردش

گلی گلی اسے چکر ہے اوسکے شہر بشہر
کہین فقیر سے افزون ہی شاہ کی گردش

پھنسینگے حشر مین فریاد رس جو غافل ہین
بنے گی طوق گلو دادخواہ کی گردش

صفت ذرہ کو وہ دیتا ہے جنبشین ہردم
پسند شاہ کو ہے خود سیاہ کی گردش

تمھاری گرمی رفتار سے یہ بھڑکی آگ
بنی ہر شعلہ جوالہ راہ کی گردش

اوٹھاؤ پردۂ رخ کب سے دوڑتی ہین غریب
کہین ٹھکانے لگے مہر و ماہ کی گردش

دھوئین اوڑائے زحل سے مقابلہ کرکے
بڑھی رہی مرے بخت سیاہ کی گردش

فلک بنے جب کوئی چکر بڑا دیا مجکو
نظر مین پھر گئی تیری نگاہ کی گردش

بنینگے نہ ورق چرخ پر دو اثر داغ
رہی جو یوہین مرے کلک آہ کی گردش

وہ لالہ رو در گلشن سے جاکے پھر آیا
امیر طالع مردم گیاہ کی گردش

پھنسائینگی طلب عز و جاہ کی گردش
بنیگی حلقۂ زنجیر راہ کی گردش

نہیں ہے چرخ یہ ہے جو مہ کی گردش
پھرا رہی ہے کسیکی نگاہ کی گردش

جو آئی حشر مین یاد اوس نگاہ کی گردش
زبان بھول گئی داد خواہ کی گردش

مکان یار مین تب دخل مہر نے پایا
جب اوسکے کوچے مین دو جا ماہ کی گردش

کسیکے ساتھ نہ سیدھا چلا یہ کج رفتار
زمانہ ہے کہ تمھاری نگاہ کی گردش

لگا کے سرمہ نظر اوسنے پھیر لی ہمسے
اثر دکھا گئی بخت سیاہ کی گردش

کسیکے کوچۂ گیسو مین دل ہے سرگردان
گدا کے پانون ہین اور کوہی شاہ کی گردش

جو کچھہ نصیب مین ہے لے ہوس وہ ملتا ہے
پھرا ہے سر جو اوٹھاؤن مین راہ کی گردش

خدا کی شان کی نیرنگیان دکھاتی ہے
بتون کی چشم سفید و سیاہ کی گردش

یوہین زمانہ ہے اندھیر میری آنکھون مین
فلک بناتی ہے کیون دود آہ کی گردش

تمھاری سیدھی نظر نے تو یہ دیے چکر
خدا دکھائے نہ ترچھی نگاہ کی گردش

برنگ جادۂ صحرا ازل سے ہے وحشت
مرے نصیب مین لکھی ہے راہ کی گردش

جنون مین ضعف سے یہ شکل بنگئی ہے امیر
لپٹ کے پانون سے روتی ہے راہ کی گردش

حیوان کو بھی ہے وصل کی اوقات کی تلاش
طاؤس کو ہمیشہ ہے برسات کی تلاش

یہ ایک حسن لاکھہ شرافت سے بڑھکے ہے
نادان ہے دیکھیے دل جو کرے ذات کی تلاش

بوسے کی آرزو ہے ہمین مفلسی مین یون
جیسے گدا کو ہوتی ہے خیرات کی تلاش

پیری مین چاہیے نہ جوانی کی آرزو
بے عقل ہے جو دن کو کرے رات کی تلاش

جز ذات بے نیاز کوئی یان غنی نہین
عالم کو ہے کسی نہ کسی بات کی تلاش

کب بھولتی ہے یاد خط و زلف یار انھین
دن رات عاشقون کو ہے آفات کی تلاش

حضرت کو گر نہین عرصی پروا تو غم نہین
بندے کو کب ہے قبلۂ حاجات کی تلاش

ہے میکشی کا دھیان عبادت کے وقت مین
مسجد مین بیٹھکر ہے خرابات کی تلاش

شہر سے حسن کے ہوئے مشتاق یار ہم
ہم اور بوسۂ لب محبوب سبزہ رنگ

سنکر صفات ہمکو ہوئی ذات کی تلاش
کرتا ہے کون پردۂ ظلمات کی تلاش

ای شیخ ہے امیر تو دیدار کا فقیر
اسکو نہ کشف کی نہ کرامات کی تلاش

ردیف صاد مہملہ

دل کو ہے زلف سیہ فام کی حرص
ورنہ کس مرغ کو ہے دام کی حرص

میری آنکھون کو مرے کانون کو
ہے ترے نامہ و پیغام کی حرص

ذوق دل مست مجھے رکھتا ہے
جم نہین ہون جو کرون جام کی حرص

باغ عالم مین ہے عنقا کی طرح
بے نشانی مین مجھے نام کی حرص

ہے عجب درد محبت مین مزا
اس مرض مین نہین آرام کی حرص

نام محبوب رہے ورد زبان
کام کی ہے تو یہ ہے کام کی حرص

نظر آجاے جو وہ مصحف رخ
ہندؤن کو بھی ہو اسلام کی حرص

عاشق خانہ خرابی ہین ہم
کسکو ہے زیب در و بام کی حرص

خط کے لایا ہے وہان سے پرزے
اسپہ قاصد کو ہے پیغام کی حرص

ابھی پختہ نہین وہ سیب ذقن
کیجیے کیا طمع خام کی حرص

لب شیرین پہ ترے خط نکلا
اب نہ بوسے کی نہ دشنام کی حرص

عشق نے سب سے کیا بے پروا
ننگ کی ہے نہ مجھے نام کی حرص

ہجر جانان مین نہانا کیسا
خاک مردے کو ہو حمام کی حرص

خوش ہین ہم جامۂ عریانی مین
کسکو ہے جامۂ احرام کی حرص

پھول دیکھے ہین جو چوٹی مین ترے
عندلیبون کو ہے گلدام کی حرص

ہجو میکش ہے لب واعظ پر
دل مین پوشیدہ مے و جام کی حرص

لیگئی ہند سے تا شام امیر
ہمکو اوس زلف سیہ فام کی حرص

سیدھی نگاہ مین ہین ترے تیر کے خواص
ترچھی ذرا ہوئی تو ہین شمشیر کے خواص

مشہور ہین جہان مین جو اکسیر کے خواص
وہ سب ہین خاک روضۂ شبیر کے خواص

حیرت مجھے ملی ہے جو تمکو ملا ہے حسن
دونون طرف ہین ایک سی تصویر کے خواص

دنیا سے بے نیاز ترے خاکسار ہین
ہین تیری خاک پا مین بھی اکسیر کے خواص

کرتی ہے یہ بھی اوسکی طرح سے مخالفت
تدبیر مین بھی ہین مری تقدیر کے خواص

ابرو دکھا کے دل کو وہ کر لیتے ہین شکار
یہ طرفہ ہین کمان مین بھی تیر کے خواص

ترکش مین تیر میان مین شمشیر مضطرب
دیکھو تو بے قراری نخچیر کے خواص

اوترے نہ مرکے بھی تری عاشق زبان سے
زنجیر مین ہین زلف گرہ گیر کے خواص

آتی ہے خاک گور غریبان سے یہ صدا
غافل ہین مجھ مین محشر رستخیز کے خواص

بھیجا جو نامہ تو نے مسیحا مین جی اوٹھا
تحریر مین بھی ہین تری تقریر کے خواص

مشکل پڑی حضور کو گھر رات کاٹنی
دیکھے ہمارے نالۂ شبگیر کے خواص

کہتا ہے شعر سنکے کوئی واہ کوئی آہ
کچھ میرزا کے مجھ مین ہین کچھ میر کے خواص

برزخ سے بڑھ کے شغل نہین ہے کوئی امیر
آجاتے ہین مرید مین بھی پیر کے خواص

ردیف ضاد معجمہ

مکان سے ہے نہ کچھ ہمکو لامکان سے غرض
جہان حضور ملین ہمکو ہے وہان سے غرض

تمھارے جلوے کے مشتاق ہین جہان ہو نصیب
زمین سے کام نہ کچھ ہمکو آسمان سے غرض

تمھاری ذات سے مطلب ہے دین و دنیا مین
نہ کچھ یہان سے غرض ہے نہ کچھ وہان سے غرض

ہر ایک فصل مین مانند سرو ایک ہے رنگ
بہار سے ہے نہ مطلب نہ کچھ خزان سے غرض

خیال ہی کہ جو برق آئے منفعل تو پھرے
نہین کچھ و رخس و خار آشیان سی غرض

پتا مکان کا پوچھا تو اوسنے ہنسکے کہا
کہ آپ کون ہین کیا ہی مرے مکان سے غرض

جو تو ہو پاس تو ناصح کی کون سنتا ہے
شب وصال مین ہی کسکو قصہ خوان سے غرض

تمیز عشق و ہوس مین کہان وہ کمسن ہین
نہ جھوٹ سچ پہ نظر ہے نہ امتحان سے غرض

نہ پھولنے کی توقع یہان نہ پھلنے کی
نہال خشک ہون کیا مجکو باغبان سے غرض

زمین کوچۂ جانان مین دفن ہو جاؤن
اگر غرض ہی تو اتنی ہے آسمان سے غرض

ہجوم اشک سے جانِ عزیز کہتی ہے
وہ یوسف اور تھے جنکو تھی کاروان سے غرض

حرم سے کام نہ مطلب ہے دیر سے ہمکو
سر نیاز کو ہے تیرے آستان سے غرض

کسے ہے فکر مضامین تازہ کی فرصت
امیر ہے مجھے شیرین زبان سے غرض

جلائے دل عاشقون نے کیونکر نہ وقت نظارہ تاب عارض
وہ آرزو روشن ہے مہر محشر تو صبح محشر نقاب عارض

جو ہمسے ایمان کی بات پوچھو کہان ہے جواب عارض
اگر وہ عارض ہی مصحف تو غلاف مصحف نقاب عارض

عیان ہی اعجاز حسن بے ریب ہو زمانہ مطیع کیونکر
جمال اوسکا ہی وہ پیمبر ہے جسپہ نازل کتاب عارض

بیان توصیف خال و خط مین جو کوئی لکھے تو بس یہ لکھے
یہ خط گلزار صفحہ رخ وہ نقطۂ انتخاب عارض

خدا نے نور و ضیا کیسے کیے ہین پر نور دونون عالم
فلک پہ ہی آفتاب خالق و زمین پہ ہی آفتاب عارض

حسین کوئی کہان ہے ایسا کہ ہون مثال سب تمام عنقا
ادھر کا گیسو جواب گیسو ادھر کا عارض جواب عارض

ہزار خواہش کوئی جتائے وہ چہرہ بے پردہ کیا دکھائے
جو خواب عاشق کو بھی نہ آئے کبھی الٹ کر نقاب گیسو

کہون بہشت برین مین گلچین تو نامناسب نہین کہنا یہ
ہزار و ہفتاد و یک عدد وہین کیا ہی مینے حساب عارض

شراب پی کر وہ مہر طلعت گزک کا ہستی مین جو ہوا لب
کباب ہونے کی مچھلیون کو کرے وہین التہاب عارض

عرق جو رخ سے ٹپک رہا ہی یہ رشحہ ہی آب بارش
غلط نہین اب خط سیہ پر جو ہو گمان سحاب عارض

ہوے ہین ہم محو حسن ایسے کہ علم ہی در طاق نسیان
بیاض اپنی بیاض گردن کتاب اپنی کتاب عارض

نہین ہے تمکین میان فانوس ہو جو پوشیدہ شمع روشن
اگر پڑینگے ہزار پردے تو ہونگی وجہ حجاب عارض

برنگ ذرہ لبان شبنم ہزار دیدار کے ہین طالب
دکھائیے آفتاب عارض دکھائیے آفتاب عارض

تمکو خط سیہ اگر ہے تو بوسہ عاشق کو ہو عنایت
ضرور ہے تمکو صدقہ دینا گہن مین ہے آفتاب عارض

کہین مہ چاردہ اگر ہم تو ہے یہ تشبیہ محض بیجا
کہ مہر نصف النہار سے بھی سنا ہے ہمنے خطاب عارض

امیر کی احتیاط ہمنے وگرنہ ممکن تھا ہم بھی کہتے
شراب عارض کباب عارض ثواب عارض عذاب عارض

ردیف طے

آیا ہے باندھ کے تیر مین مجکو اودھر سے خط
لکھنا پڑا جواب مین خون جگر سے خط

کرتا ہون مین تو روز روانہ ادھر سے خط
لکھا نصیب کا نہین آتا اودھر سے خط

مضمون اسمین ہین کمر یار کے رقم
آتا نہ باندھ کھینچ کے قاصد کمر سے خط

غربت مین کس طرح نہ پریشان ہون مین غریب
اک عمر ہو گئی نہین آیا ہے گھر سے خط

مضمون شوق کچھ ہین قلم سے نکل گئے
ڈر ہے نکل نہ جائے کبوتر کے پر سے خط

چڑھیے نہ ماہتابی پہ اوٹھے ہوئے نقاب
لکھوائیے غلامی کا پہلے قمر سے خط

غربت نے نام اہل وطن کے بھلا دیے
بھیجون کسے مین لکھ کے الٰہی سفر سے خط

مین تھام لون جگر کو بہت ہے یہ بیقرار
قاصد ٹھہر نہ کھول ابھی تو کمر سے خط

بہتے ہین اشک آنکھ سے فرط سرور مین
ایدل نہ شاد ہو کے لگا چشم تر سے خط

اونکو غرور حسن ہے مجکو غرور عشق
آئے کبھی اودھر سے نہ جائے ادھر سے خط

آیا جو تیر روح نے قالب سے یہ کہا
میری طلب مین دیکھ یہ آیا اودھر سے خط

آنسو روان نہین دم تحریر خط شوق
تحریر کر رہا ہون مین آب گہر سے خط

پڑھنے دیا نہ دل کی تڑپ نے مجھے امیر
ایسے ہجوم شوق مین آیا اودھر سے خط

لکھتا ہون فرط شوق مین مین بار بار خط
لکھتا نہین ہے ایک مجھے وہ نگار خط

جھنجھلا کے ایک بھی نہ پڑھیگا یقین ہے وہ
لکھے ہین ایک روز مین مینے ہزار خط

کیا شوق ہے بنا کے کبوتر کو نامہ بر
ایک ایک پر مین باندھ دیے چار چار خط

لکھون ذرا کدورت دل کا اگر مین حال
خط غبار کیا ہو سراپا غبار خط

ممکن نہین کسیکو کرے نامہ وہ رقم
جب تک نکالتا نہین اوسکا عذار خط

بھیجا جو یار تک نہین پہونچا یہ کیا ہوا
ڈوبا کہ جل گیا مرے پروردگار خط

لکھا ہے اپنے ہاتھ سے اوسنے نامہ پر
آنکھون سے کیون لگاؤن نہ مین بار بار خط

پیٹین کے بدلے اوسکو پڑھو میر سامنے
آجاے یار کا جو دم احتضار خط

وہ سخت جان ہون پڑتی ہین تیغین ہزارہا
پڑتا نہین ہے تن پہ مرے زینہار خط

نقلین مری رقیبون نے کین سیکڑون امیر
لکھا جو اوسنے مجکو ہوا اشتہار خط

ردیف ظاے معجمہ

جان بزم مے معشوق غنیمت واعظ
خلد مین ہاتھ نہ آئیگی یہ صحبت واعظ

توبہ سو بار مین کرلونگا کچھ انکار نہین
مے کشی سے تو ذرا ہونے مجھے فرصت واعظ

کانپتا خوف سے مستون کا ہے زیان رویان
کچھ زبان سے نہین توبہ کی ضرورت واعظ

دل جلون سے نہ جہنم کا کیا کر مذکور
کہین انکو بھی نہ آجاے حرارت واعظ

حق بجانب ہے جو زہاد کی تعریف کرے
تو نے رندون کی اوٹھائی نہین صحبت واعظ

درد دل کون سنے ذکر جو مین کرتا ہون
اور اولٹی مجھے کرتا ہے نصیحت واعظ

فیض ساقی سے یہان پیر جوان ہوتے ہین
درِ میخانہ نہین ہے درِ جنت واعظ

ہمسے دیوانون کے آگے یہ قیامت کا بیان
کہین آجاے تجھی پر نہ قیامت واعظ

تو جو رندون کی حقیقت نہین سمجھا نہ سمجھ
رند سمجھے ہین تری خوب حقیقت واعظ

جام مے دیکھ کے جامے سے ہوا تو باہر
پی لے دو گھونٹ تو کیا ہو تری [illegible] واعظ

بات کیا سیدھی نظر سے نہیں لیتا ہے سلام
گھر میں اللہ کے رکھ یہ مشیخت واعظ

دیکھ میخانے پہ گھنگھور گھٹا چھائی ہے
سر پہ مستون کے ہے اللہ کی رحمت واعظ

ایسے پڑھنے سے تو اچھا تھا کہ جاہل رہتا
نہ حیا تجھ میں ہے باقی نہ مروت واعظ

مست ہم دختر رز کے ہین وہ حورون کا امیر
کبھی سمجھیگا نہ رندون کی حقیقت واعظ

صبح کے وقت صبوحی کی مذمت واعظ
کیا ہوا ہے تجھے کیون آئی ہے شامت واعظ

فصل گل مین بھی ہے محروم مے گلگون سے
دن تو اچھے ہین بری ہے تری قسمت واعظ

اپنی کچھ کہ مری کچھ سن تو مزہ بھی ہو تجھے
تا کجا تذکرۂ دوزخ و جنت واعظ

دو گھڑی بادۂ گلرنگ کا بھی چرچا ہو
ختم کر ختم کر اب وعظ کی صحبت واعظ

بے سبب آٹھ پہر ذکر مے و جام نہین
کچھ تو ملتی ہے زبان کو ترے لذت واعظ

نشۂ بادۂ وحدت کے اوٹھائے جو مزے
تو کرے پیر خرابات کی خدمت واعظ

ذوق پر اپنے ہے موقوف عذاب اور ثواب
ہے یہی میکدہ دوزخ یہی جنت واعظ

ذکر تو دختر رز کا ہو کسی رنگ سے ہو
وعظ مین تیرے بھی کچھ ملتی ہے لذت واعظ

قبر پہ سنگ کی جا چاہیے خشت سر خم
کر اوٹھا آج سبک کر یہ نصیحت واعظ

ایک دم ذکر سے اوسکی نہین تھمتی ہے زبان
دختر رز سے ہے تجکو بھی محبت واعظ

مسجد و خانہ کعبہ تو بہت دیکھ چکا
میکدے کی بھی مناسب ہے زیارت واعظ

دیکھتا ہے نہ سمجھتا ہے کہ مے ہے کیا چیز
نہ بصیرت ہے تجھے ہے نہ بصارت واعظ

میکدہ چھوڑ کے جنت کی طرف جائے امیر
چڑھ کے منبر پہ یہ کی خوب عدالت واعظ

چپ بھی ہو بک رہا ہے کیا واعظ
مغز رندون کا کھا گیا واعظ

تیرے کہنے سے رند جائینگے
یہ تو ہے خانۂ خدا واعظ

اللہ اللہ یہ کبر اور یہ غرور
کیا خدا کا ہے دوسرا واعظ

بے خطا میکشون پہ چشم غضب
حشر ہونے دے دیکھنا واعظ

ہم ہین فقط شراب سے بیمار
کس مرض کی ہے تو دوا واعظ

رہ چکا میکدے مین ساری عمر
کبھی میخانے مین بھی آ واعظ

ہجو مے کر رہا تھا منبر پر
ہم جو پہونچے تو پی گیا واعظ

دختِ رز کو برا مرے آگے
پھر نہ کہنا کبھی سنا واعظ

آج کرتا ہون وصف مے مین امیر
دیکھون کہتا ہے اس مین کیا واعظ

ردیف عین مہملہ

ہمیش رخ پر نور ہے ہر دم سفری شمع
کیون شام ہی سے ہو نہ چراغ سحری شمع

دن رات یہ روشن ہے وہ روشن ہے شب بھر
پائے ترے کانون کی کہان جلوہ گری شمع

کس مہر درخشان کی طرف دیکھ رہی ہے
بے وجہ نہین ہے تری آنکھون کی تری شمع

پروانون سے ہوتا ہے جو رخصت تجھے ہولے
آتی ہے کوئی دم مین نسیم سحری شمع

ظاہر مین ہے معشوق تو باطن مین ہے عاشق
سیرت مین ہے دیوانہ تو صورت مین پری شمع

وہ جل کے ہوا خاک خبر تک نہین تجھکو
پروانے سے اچھی نہین یہ بیخبری شمع

بیچارے پتنگون کے پر و بال جو پھونکے
یہ بھی ہے کوئی شیوۂ بیدادگری شمع

سبزہ ترے کانون کا اگر عکس فگن ہو
شمشاد کی صورت ابھی ہو جائے ہری شمع

کیا میری طرح تو بھی کسی مہ کی ہے عاشق
زردی ترے چہرے پہ ہے آنکھون مین تری شمع

بلبل سے کہو آئے وہ پروانے کے بدلے
گل کر گئی محفل مین نسیم سحری شمع

پروانے کرین کس سے بیان حال دل اپنا
سنتی ہے نہین شکوۂ بے بال و پری شمع

معشوق کرے کیا جو مرے آپ ہی عاشق
محفل مین کھلے بالون حسین کیا کوئی آیا

پروانہ جلے خود تو خطا سے ہے بری شمع
ہو جہ نہین تیری پریشان نظری شمع

بہتے ہین امیر اشک جو اسکے تو اثر کیا
ہے سوز و گداز غم الفت سے بری شمع

میرے دل مین نہین ہین ارمان جمع
گھر مین اللہ کے ہین مہمان جمع

سیکڑون عیش کے ہین سامان جمع
پر نہین خاطر پریشان جمع

جوشش سودا خیال خط غم زلف
ہین پریشانیون کے سامان جمع

آرزو و داغ بیکسی حسرت
کیسے کیسے ہین دل مین مہمان جمع

ہم کوئی روکنے سے رُکتے ہین
در جانان پہ کیون ہین مہمان جمع

ایک دل کے ہزار دل ہو جائین
اس لیے کر رہا ہون پیکان جمع

ہنس پڑو تم ہمارے رونے پر
لطف دین ہون جو برق باران جمع

آرزوئین تری ہین دل مین بھری
یا پری خانے مین ہین پریان جمع

اے جنون کب سے دونون ہین مشتاق
آج ہو جائین جیب و دامان جمع

آج او ٹھینگے زخمیون کو مزے
ہو رہے ہین وہان نمکدان جمع

گر یہی طبع کی روانی ہے
چار دن مین ہے اپنا دیوان جمع

اب ملیگی سخن کی داد امیر
آج محفل مین ہین سخندان جمع

ردیف غین معجمہ

دیکھنا ہمدم یہ بجلی ہے جو چمکاتی ہے تیغ
یا پری کہسار سے کھینچے ہوے آتی ہے تیغ

جب گنہگارون پہ تیرے رحم فرماتی ہے تیغ
ابر رحمت بنکے مقتل مین برس جاتی ہے تیغ

واہ رے شوق شہادت ایک گرتا ہے ایک
عمر گذری ہے کہ دم لینے نہین پاتی ہے تیغ

چین پیشانی پہ ابرو پہ شکن اچھی نہین
دیکھیے بیکار ہو جائیگی بل کھاتی ہے تیغ

رو رہین قالب سے نکل آتی ہین ہاے شوق کے
میان سے اوسکی نکلنے بھی نہین پاتی ہے تیغ

یہ لگاوٹ یہ کھنچاوٹ یہ چلن یہ بانکپن
قہر کی چالین تجھے اے ترک سکھلاتی ہے تیغ

سخت جانی نے خجل کس کسکو مقتل مین کیا
اوس سے شرماتا ہون مین اور مجھسے شرماتی ہے تیغ

بسملون کا جذبۂ شوق شہادت دیکھنا
میان سے بیتاب ہوکر خود نکل آتی ہے تیغ

آبروے الفت دندان قاتل مین ملی
اپنا مالا اب گلے مین میرے پہناتی ہے تیغ

چاہتی ہے بے مشقت سرخرو ہو جائیے
قتل ہو جانے کا بیڑا مجھ سے اوٹھواتی ہے تیغ

ہو یہ بازار جزاے تیغ زن اپنی جنس
دیکھ وہ تیری قضا کھینچے ہوے آتی ہے تیغ

سخت عاجز ہے ہماری سخت جانی دیکھکر
پیستی ہے دانت ہر پتھر سے ٹکراتی ہے تیغ

حال سارا آبداری کا ابھی کھل جائے گا
تشنہ مرے زخمون کا کیون کر رک کے کھلواتی ہے تیغ

کیا عروس مرگ کا دولہا بنائیگی اسے
سرخ جوڑا تیرے کشتے کو جو پہناتی ہے تیغ

ہو یہ ہی آنے مین بجلی سے سوا جانی مین ہے
ناز سے آتی ہے اور انداز سے جاتی ہے تیغ

خضر رہ بھی ہو فقط رہزن نہ اسکو جانیے
جان لیتی ہے تو منزل پر بھی پہونچاتی ہے تیغ

اور میری تشنہ کامی پر کسے آتا ہے رحم
حلق مین دو بوند پانی آکے ٹپکاتی ہے تیغ

تشنۂ دیدار ہون پیاسا نہ مجکو ذبح کر
دیکھ قاتل شرم سے پانی ہوئی جاتی ہے تیغ

مجرمان عشق کو کوئی دم مین ٹہرا یا رہے
آج کل برسا ہے رحمت تجکے لہراتی ہے تیغ

بسملون کے خون سے قاتل اسے سیراب کر
دیکھ تو کب سے زبان خشک دکھلاتی ہے تیغ

رعب ایسا چھا گیا ہے سخت جانی کا امیر
موت میری دور ہی سے مجکو دکھلاتی ہے تیغ

تیرے آگے کیا حسینون کا چلے مہ رو چراغ
ہاتھ سے اپنے جلائے تو جلاے گلرو چراغ

انجم و مہتاب پروانے ہین تیرے تو چراغ
گل بھی ہو جائے تو پھر پھولونکی ہی خوشبو چراغ

وقت گریہ یاد گیسو سخت دل ہمراہ اشک
رات کو برسات میں ہوں جسطرح جگنو چراغ

نور عرفان کے لیے آنکھوں میں آنسو ہیں ضرور
نور تب دیتا جب روغن سے مملو ہو چراغ

قصر سلطان خانۂ درویش پر ہی طعنہ زن
اے مہ تابان ہو گردون پر نکلکر تو چراغ

فرقت محبوب میں کیسی بہار بزم عیش
تیرہ آتا ہے نظر مثل گل شبو چراغ

جوش وحشت میں بیابان مرگ قسمت ہو گیا
قبر پر راتون کو ہوگا دیدۂ آہو چراغ

گل کے مہندی پاؤنمیں جب وہ ہوئے گرم خرام
نقش پا سے شب کو روشن ہو گئی ہر سو چراغ

نور کا پتلا بنایا کیا تجھے اللہ نے
ساق سیمین شمع روشن کاسۂ زانو چراغ

چھڑکی افشان زلف میں شبکو چراغان ہو گیا
ہو گئے روشن میان کوچۂ گیسو چراغ

صبح تک شب کو تصور کسکے عارض کا رہا
گاہ اس پہلو تھا روشن گاہ اوس پہلو چراغ

ایک سے ہی ایک کو اس محفل عالم میں فیض
شب کو ہی آنکھوں کے حق میں قوت بازو چراغ

کسکی زلف مشک سا کی لائی ہی خوشبو صبا
مشکبو شمعین سر محفل ہیں عنبر بو چراغ

صاف محراب حرم ہے ابروے خمدار یار
کیون نہ کہیے خال روشن کو تہ ابرو چراغ

روشنی اوسکی ہی شب بھر ہی یہ روشن آمدن
کیا چراغ داغ دل کا ہوگا ہم پہلو چراغ

شمع کافوری مبارک منعمون کی بزم کو
ہیں ہمارے خانۂ تاریک میں جگنو چراغ

سینہ ہی پر داغ اشکوں میں ہیں سخت دل امیر
باغ میں گویا کہ روشن ہیں کنار جو چراغ

نہ آئے شب کو میسر اگر نہ آئے چراغ
کہ داغ سینے کے روشن ہیں یاں بجائے چراغ

گلہ نہیں ہے اگر اقربا نہ لائے چراغ
کہ جگنوؤں نے مری قبر پر جلائے چراغ

نقاب ڈال کے آئی ہیں وہ تو کیا پروا
چھپے نہ پردۂ فانوس میں ضیائے چراغ

لنڈھے شراب کے ساغر جو محتسب آیا
ہوا غضب کی چلی یک قلم بجھائے چراغ

موئے جو ہم تو مرادیں بر آئیں عالم کی
بتوں نے خانۂ اللہ میں جلائے چراغ

یہ اپنی عمر کا عالم ہے عہد پیری میں
نسیم صبح سے جس طرح جھلملائے چراغ

تمیز ہو کہ نہ ہو شرط دل کا آنا ہے
خدا کی شان کہ پروانہ آشنا ہے چراغ

جہان کو فیض ہے مجھسے میں قید کلفت میں
مکان میں نور اندھیرا ہے زیر پائے چراغ

وہ صاف دل تھا جلے بے فتیلہ و روشن
جو کاسہ گر نے مری خاک سے بنائے چراغ

عبث ہے سامنے جاہل کے شعر کا پڑھنا
وہ بے تمیز ہے اندھے کو جو دکھائے چراغ

جنون رہا یہی تا صبح یاد عارض میں
کبھی جلا کے کبھی رات کو بجھائے چراغ

خدا ہے دل جو بچے حادثوں کے جھوکون سے
کہاں تلک تہ دامن کوئی چھپائے چراغ

رہے نہ داغ جوانی امیر پیری میں
جلائے شب کو سحر ہو گئی بجھائے چراغ

ردیف فا

زلفیں آئی ہیں لٹک کر رخ جانان کیطرف
پانوں پھیلائے ہیں اس کافر نے قرآن کیطرف

گھر سے اٹھتے تھے کہ جائینگے گلستان کیطرف
وحشت دل لیچلی ہمکو بیابان کیطرف

پھول مرجھا جائیں شاخوں پر شجر ہو جائیں خشک
میں جگر تفتہ جو جا نکلوں گلستان کیطرف

مل کے اک اک گور سے ہم دیر تک رویا کیے
لیگئی عبرت جو کل گور غریبان کیطرف

رہگیا ہے آسرا تیری عنایت کا مجھے
تو ہی اب آ ہر پاس ہو جا میرے ارمان کیطرف

ہوں وہ زخمی دل کو میرے درد کا ہے یہ مزہ
دیکھتے ہیں زخم حسرت سے نمکدان کیطرف

ہو چکیں وہ دست وحشت کی جو تھیں چالاکیان
ہاتھ اب برسوں نہیں اٹھتا گریبان کیطرف

حشر ہے شہر خموشان میں جو برپا دیکھتا
کسکی میت آئی ہے گور غریبان کیطرف

کچھ تو تمکو چاہیے اپنے اسیروں کا خیال
روز آنکلا کرو دم بھر کو زندان کیطرف

زاہدا تسبیح میں زنار کا ڈورا نہ ڈال
یا برہمن کیطرف ہو یا مسلمان کیطرف

آپ سے جاتا نہیں ہر بار میں مجبور ہوں
دل کھنچا جاتا ہے میرا کوئے جانان کیطرف

چاہتا ہون وصل اوس سے جو دو عالم مین نہین
اب کہین یاران رفتہ کا نشان ملتا نہین

مجکو دکھیو اور میرے دل کے ارمان کیطرف
شوق دل لے چل مجھے گور غریبان کیطرف

جاکے اب یارونکی تنہائی مین دیکھون کا امیر
لے چلی ہے بیکسی گور غریبان کی طرف

شوخیان کہتی ہین ہم ہین اوسکی چتون کیطرف
چتونین کہتی ہین ہم ہین چشم پرفن کیطرف

سیر دیکھو دل بھی ہے اوس شوخ پرفن کیطرف
دوست ہوکر بولتا ہے میرے دشمن کیطرف

دیکھ قاتل جذب شوق قتل کا سنکر نہو
وہ چلے تلوار تیری میری گردن کیطرف

اوس رخ رنگین پہ زلفین دیکھکر کہتی ہے خلق
جھوم کر کالی گھٹا آئی ہے گلشن کی طرف

ہاتھ جب اوسپر اوٹھاتا ہے مرا دست جنون
بڑھکے کہتا ہے گریبان مین ہون دامن کیطرف

عارض گلگون سے اولٹی ہے جو اوس گل نے نقاب
بلبلین اب رخ نہین کرتی ہین گلشن کیطرف

گر پڑا کیا کوئی لخت دل کا لعل اے چشم تر
ڈھونڈھنے کو اشک آتے ہین جو دامن کیطرف

کھینچ لیتا ہے جو قاتل ہاتھ میرے قتل سے
دیکھتی ہے تیغ کس حسرت سے گردن کیطرف

کوئی گل توڑا کہ گلچین نے کیا بلبل کو ذبح
اے صبا ہنگامہ کیسا ہے یہ گلشن کیطرف

دونون آنکھون سے ہے میری آبرو برسات کی
ایک بھادون کیطرف ہے ایک ساون کیطرف

نا قبول خلق سمجھا کوئی عالم مین نہین
برق بھی آتی نہین ہے میرے خرمن کیطرف

میان سے کھینچا جو خنجر یار نے اللہ رے شوق
روح سارے جسم کی کھنچ آئی گردن کیطرف

میرے گھر آتے نہین اچھا نہ آؤ خوش رہو
خاک اوڑاتے آؤ گے اک روز مدفن کیطرف

بھول کر جا جاؤن تو مجھ سے نکرنا کچھ گلہ
اے صبا چلنے کو مین چلتا ہون گلشن کیطرف

آج تک خورشید کا منھ اس طرف ہوتا نہین
دیکھنا آسان نہین اوس روے روشن کیطرف

جب مین کہتا ہون دم آخر کوئی اپنا نہین
تیغ کہتی ہے کہ مین ہون تیری گردن کیطرف

جب بہت تعریف سنتا ہون مین چشم حور کی
دیکھ لیتا ہون ترے گھر کے روزن کیطرف

تیغ ابرو تیر مژگان دونون حامی ہین مرے	ایک سینے کیطرف ہی ایک گردن کیطرف
لاابالی جب نکل چلتے ہین پھر رستے کتے نہین	بوے گل کب دیکھتی ہے پھر کے گلشن کیطرف

لاکھہ او بہارے وحشت دل کوے جانان ہے امیر
ہین نہ صحرا کی طرف جاؤن نہ گلشن کیطرف

کیونکر نہ مرغ دل ہو ہماراشکار زلف	رشتہ جو دام کا ہو وہ ایک ایک تار زلف
افسون پڑھو ہزار اوترتا نہین یہ زہر	ہے اوسکی موت ہی جسے ڈس جاے مار زلف
چوٹی مین اپنے پھول جو رکھے ہین یار نے	دکھلا رہی ہے طرفہ تماشا بہار زلف
کرتا ہے بھینس کے گیسوؤن مین دل خدا کی یاد	مصروف ذکر مین ہے یہ شب زندہ دار زلف
حاضر ہے میری آنکھون سے لو دامن تر	منظور جھاڑنا ہو جو تمکو غبار زلف
جاؤگے تم جو کھولے ہوے بال سوے دشت	آہو کرینگے مشک کے نافے نثار زلف
سوداگر اپنا دل ہے ٹھکانے ہین اسکے دو	یا سبزوار خط ہے وطن یا تتار زلف
گلزار روے یار کی کیا بڑھ گئی ہے زیب	آیا ہے گھر کے اوسپہ جو ابر بہار زلف
چھٹ جائین دل غریبون کے اے شانہ کر کمک	گھبرا رہے ہین قیدی زندان تار زلف
جاتا نہین ہے رہرو دل اب کسی طرف	آیا پسند جسے سواد دیار زلف
بڑھ جاتی اور چشم بصیرت کی روشنی	دیتا ذرا جو کحل جو اہر غبار زلف
اے دل سمجھ کے کوچہ الفت مین رکھہ قدم	ڈرہے نہ کاٹ کھاے کہین اوڑکے مار زلف

بہتر کہین یہ قید رہائی سے ہے امیر
ہون پاے بند سلسلۂ تابدار زلف

ردیف قاف

ہین تری زلف رسا کے عاشق	ہم بھی ہین یار بلا کے عاشق
تیرے معشوق خدا کے معشوق	تیرے عاشق ہین خدا کے عاشق

غمزے جو ہون کے اوٹھاتے ہین کوئی
آپ کے ناز و ادا کے عاشق

منہ دکھاؤ نہ سناؤ آواز
کان اپنے ہین صدا کے عاشق

پانون رکھتے نہین بالاے زمین
تیرے نقش کف پا کے عاشق

ان جفاؤن پہ وہی ذوق وفا
ہم تو ہین اپنی وفا کے عاشق

تجھ سے روٹھے نہین اے تیغ قضا
ناز کرتے ہین ادا کے عاشق

شوخ چشمی نہ کر اتنی ظالم
گڑ گئے جاتے ہین حیا کے عاشق

مہندی ملواؤ نہ تم غیرون سے
رنگ لائینگے حنا کے عاشق

دیکھیے حشر مین کیا ہوتا ہے
ہم ہین محبوب خدا کے عاشق

رغبت اب دل کو ہے یون جانب غم
جیسے معشوق کو تاکے عاشق

رات دن ہوتے ہین اوس بت پہ امیر
سیکڑون بندے خدا کے عاشق

ہین نہ زندون مین نہ مردون مین کمر کے عاشق
نہ ادھر کے ہین الٰہی نہ ادھر کے عاشق

ہو وہی آنکھ جو مشتاق ترے دید کی ہو
کان وہ ہین جو رہین تیری خبر کے عاشق

جتنے ناوک ہین کماندار ترے ترکش مین
کچھ مرے دل کے ہین کچھ میرے جگر کے عاشق

برہمن دیر سے کعبے سے پھر آئے حاجی
تیرے در سے نہ سرکنا تھا نہ سرکے عاشق

آنکھ دکھلاؤ اونہین مرتے ہون جو آنکھون پہ
ہم تو ہین یار محبت کی نظر کے عاشق

چھپ رہے ہونگے نظر سے کہین عنقا کی طرح
تو یہ کیجے کہین مرتے ہین کمر کے عاشق

بے جگر معرکہ عشق مین کیا ٹھہرینگے
کھاتے ہین خنجر معشوق کے جگر کے عاشق

تجکو کعبہ ہو مبارک دل ویران ہمکو
ہم ہین ناہد ابھی اجڑے ہوے گھر کے عاشق

کیا ہوا ایسی ہین پریان جو بلائین تیری
کہ پری زاد بھی ہوتے ہین بشر کے عاشق

بیکسی درد والم داغ تمنا حسرت
چھوڑے جاتے ہین پس مرگ یہ ترکے عاشق

بڑی سبب سیر شب ماہ نہین ہے یہ امیر
ہوگئے تم بھی کسی رشک قمر کے عاشق

جادۂ راہ عدم ہے رہ کاشانۂ عشق
ملک الموت ہین دربان درخانۂ عشق

مرگز خاک ہے دردتہ پیمانۂ عشق
آسمان ظرف برآوردۂ میخانۂ عشق

کم بلندی مین نہین عرش سے کاشانۂ عشق
دونون عالم ہین دو مصراع درخانۂ عشق

ہر جو واللیل سراپردۂ کاشانۂ عشق
سورۂ شمس ہے قندیل درخانۂ عشق

دل مرا شیشہ ہے آنکھین مری پیمانۂ عشق
جسم یا جوش محبت سے ہے پیمانۂ عشق

ہم تھے اور پیش نظر جلوۂ مستانۂ عشق
جس زمانے مین نہ محرم تھا نہ بیگانۂ عشق

غرق ابھی بحر فنا مین یہ دو عالم ہوجائین
ایک اشارہ جو کرے نرگس مستانۂ عشق

ہم وہ فرہاد تھے کاٹا نئی صورت سے پہاڑ
حسن کا گنج لیا کھود کے ویرانۂ عشق

کچھ گرہ مین نہین گرمی کے سوا شل سپند
برگ و بر دود و شرر ہون جو اوگے دانۂ عشق

عین مستی مین ملے ہین مجھے گوش شنوا
سن رہا ہون مین صدائے لب پیمانۂ عشق

آرہے باغ جنان سے جو زمین پر آدم
فی الحقیقت تھی وہ اک لغزش مستانۂ عشق

معتقد کون نہین کون نہین اسکا مرید
پیر ہفتاد و دو ملت کا ہے دیوانۂ عشق

دل نے تسبیح بنا کر وہ کیے زیب گلو
ہاتھ آئے جو کوئی گوہر یکدانۂ عشق

زلف معشوق نہ گھٹ جائے ادب کا ہے مقام
بڑھ چلین اتنے نہ مولی سر دیوانۂ عشق

سننے والون کے یہ ڈر ہے نہ جلین پردۂ گوش
کیا سناؤن کہ بہت گرم ہے افسانۂ عشق

خاک در کار ہے وہ لوث خطا سے جو ہو پاک
ورنہ ہر خاک سے اگتا ہے کوئی دانۂ عشق

کہتے ہین مرگ جوانی جسے سب اہل جہان
اپنے نزدیک ہے وہ بازی طفلانۂ عشق

آہ عاشق سے ہوئی غفلت معشوق نہ کم
خواب تھا حسن فسون ساز کو افسانۂ عشق

بجنت برگشتہ ہون تب بھی نہین جاتا یہ غرہ
نہ کرے بادہ جو واژون بھی ہو پیمانۂ عشق

طور پر کہتی ہی یہ شمع تجلی کی زبان
سرمۂ حسن ہے خاکستر پروانۂ عشق

طالب ورد ہے اس درجہ مرا طائر دل
ٹوٹ پڑتا ہے یہ جس دام مین ہو دانۂ عشق

ہون وہ دیوانہ کہ قدمونسے لگا ہی مرے حسن
ہی مرے پانون مین زنجیر پریخانۂ عشق

مرکے دے روح کو میری یہ الٰہی قدرت
ہنس ہنس بن بن کے چلے گو ہر یکدانۂ عشق

کیا فلاطون کو ہے نسبت ترے دیوانے سے
آشنا ہے یہ محبت کا وہ بیگانۂ عشق

ہم تھے اور چہرۂ محبوب کا نظارہ امیر
شعلۂ حسن تھا جس روزنہ پروانۂ عشق

جلد آجاو کہ ہین گور کنارے مشتاق
دم مین آجائین نہ حورون کے تمھارے مشتاق

دل صد چاک بھی چلمن ہی کسی کمرے کی
سر جھکاتے ہین تو کرتے ہین نظارے مشتاق

مست ہونیکا انھین حکم ہے ای نرگس یار
خوب پہچانتے ہین تیرے اشارے مشتاق

تہ و بالا ترے دیدار کا طالب نہین کون
گل زمین پر ہین تو گردون پہ ستارے مشتاق

استخوان کہین جلد ہی ہو دن سے باہر
ہین ہما و سگ محبوب تمھارے مشتاق

ہیجو دہی تا بکجا آپ مین آؤ بھی امیر
دیر سے بیٹھے ہین احباب تمھارے مشتاق

ردیف کاف تازی

آئی جو کھل کے زلف رسا سر سے پانون تک
لینے لگی بلائین ادا سر سے پانون تک

لاغر ہون اس قدر مجھے پہچانتی نہین
رہ رہ کے دیکھتی ہے قضا سر سے پانون تک

رخ نور جبہہ نور شکم نور ساق نور
تو اے صنم ہے نور خدا سر سے پانون تک

کھائے ہین ہمنے گل ترے جھلون اس قدر
خالی نہین ہے جسم مین جا سر سے پانون تک

گمنام نظر گذر کا بھڑا یگی آپ کو
قد ناپتی زلف رسا سر سے پانون تک

دلکش ہی مجھ ضعیف کا ہر عضو جسم یار
ہین کاہ ہون وہ کاہ ربا سر سے پانون تک

دوران سر کے ساتھ ہی چکر بھی پانون مین — ہون مبتلاے رنج و بلا سر سے پانون تک
موقوف شمع پر نہین کچھ سوزش درون — جسپر گرے یہ برق جلا سر سے پانون تک
اونی یہ خار وادی وحشت کی ہی خلش — ایک آبلہ ہے جسم مرا سر سے پانون تک
میرے نگاہ شوق کی اللہ رے گرمیان — وہ گل عرق مین ڈوب گیا سر سے پانون تک
کچھ تمکو میری طوق و سلاسل کی ہی خبر — زیور مین غرق رہتے ہو کیا سر سے پانون تک
اچھی کسیکی آنکھ کسیکی نگاہ ہے — یکتا ہین آپ نام خدا سر سے پانون تک
گرمی سے حسن کے وہ ہوا ہی عرق عرق — دیکھو ٹپکتی ہی ہے ادا سر سے پانون تک
زلف دوتا سے آپ ہی اوجھن مین اونکا دل — گھیرے ہی دو طرف سے بلا سر سے پانون تک
گریان اگر مین نہر لبن سے گذر گیا — فوارہ آب آب ہوا سر سے پانون تک
تڑپے شب وصال نہ کیونکر نگاہ شوق — گھیرے ہوے ہے اونکو ادا سر سے پانون تک
جب مینے فکر کی ترے دانتونکے وصف مین — آب گہر مین ڈوب گیا سر سے پانون تک

پہونچا مے کربلا مین جو بخت رسا امیر
ملیے بدن مین خاک شفا سر سے پانون تک

کردن ضبط نفس ہمدم کہانتک — لگی ہے آگ اک دل سے زبان تک
دھوان دل سے مرے اوٹھا ہی ایسا — اندھیرا ہے زمین سے آسمان تک
کرون کس شوق سے ہر بار سجدہ — جو پہونچے سر تمھارے آستان تک
تجھے ملتا نہین گھر اونکا قاصد — گئے کیونکر پیمبر لامکان تک
غش آیا ہے مجھے مسجد مین بیمی — چلو لیکر مجھے پیر مغان تک
جو موت آئے تو پہچانے نہ مجھکو — ہوا ہون ہجر مین لاغر یہان تک

امیر اب مہربان ہی مجھپہ صیاد
خبر پہونچے نہ اوسکی باغبان تک

ردیف کاف فارسی

مرے ہر عضو کو ہے اوس بت خونخوار سے لاگ
دل کو ہے تیر سے گردن کو ہے تلوار سے لاگ

اوس دلارام کو ہے میرے دل زار سے لاگ
مژدہ اے مرگ مسیحا کو ہے بیمار سے لاگ

رو بھی بیٹھین کھول کے دل تو بھی کچھ آنسو پچھہ جائین
ضبط غم تجکو ہے کیون دیدۂ خونبار سے لاگ

کند تلوار سے کرتا ہے جو عاشق کو حلال
دل مین رکھتا ہے وہ جلاد گنہگار سے لاگ

جھانک کر دیکھ لیا کرتے ہین چلمن سے کبھی
ہے جو در پردہ اونھین لب دیوار سے لاگ

بھولنے پھلنے کی نوبت نہین آنے پاتی
کیا خزان کو ہے الٰہی مرے گلزار سے لاگ

شانے کی طرح سے صد چاک رہا کرتا ہے
جیسے ہے دل کو ترے گیسوے خمدار سے لاگ

دو قدم یار چلا اور قیامت آئی
فتنۂ حشر کو ہے یار کی رفتار سے لاگ

ہم نہ ہین دوست کسی کے نہ کسی کے دشمن
یار سے ہمکو لگاوٹ ہے نہ اغیار سے لاگ

مدد اے پیر مغان المدد اے پیر مغان
بڑھ گئی ہے بہت اب چرخ ستمگار سے لاگ

تارے گن گن کے شب ہجر بسر کرتا ہون
کیا کرون خواب کو ہے دیدۂ بیدار سے لاگ

کیون حیا اونکو نکلنے نہین دیتی باہر
حسن یوسف کو ہے کیون گرمی بازار سے لاگ

بندۂ عشق ہون مین ایک سے دونون ہین مجھے
کچھ نہ کافر سے محبت ہے نہ اغیار سے لاگ

بیطرح حال تمھارا جو مین پاتا ہون امیر
ہوگئی کیا کسی معشوق طرحدار سے لاگ

ردیف لام

سنتا نہین وہ دل سے کبھی داستان دل
کس سے بیان کرے کوئی درد نہان دل

کرتا ہے آب آب جگر کو بیان دل
افسانے کی طرح نسنو داستان دل

اے شاہ کشور دل و جان جہان دل
قربان ہر ادا پہ دل جان و جان دل

کس بے نشان کی یاد نے ایسا مٹا دیا
سینے مین نام کو نہین باقی نشان دل

ہمراہ دوڑتا ہون مین اوس شہسوار کے
جیسے کہ تیر یار کی سینے مین ہے جگہ
حوّا کا عشق قسمت آدم مین جو لکھا
بے شبہہ اس زمین سے جدا ہی زمین عشق
پھنک جاے صور حشر جو ہونا ہو جلد ہو
بھولے ہین کیسے لالہ و گل فیض عشق کے
جیسے کہ دھیان ہی رخ تابان یار کا
جائیگا کیا تصور خالِ سیاہ یار
حسرت وہی فروغ وہی ہے جلا دہی
تو ہے وہ ماہ مصر کہ جاتا ہے جس طرف
غصے مین آکے ہاتھ سے پھینکا ٹیک دیا

ہے دست اختیار سے باہر عنانِ دل
خالی نہین ہما سے مرا آشیانِ دل
پہلا تھا نقطۂ قلم امتحانِ دل
اس آسمان سے ہے الگ آسمانِ دل
کب تک کرون مین ہجر مین ضبطِ فغانِ دل
قابل ہے تیری سیر کے یہ بوستانِ دل
ہے آفتاب چشمہ چراغ مکانِ دل
آنکھون مین مردمک ہے سویدا میانِ دل
کچھ کچھ تو آئینے سے ہے آئینہ شانِ دل
رہتا ہے ساتھ تیرے کاروانِ دل
آئینے پر ہوا اوتھین شاید گمانِ دل

ممنون صنعت عالم پیری ہون اے امیر
جھکتا چلا ہے سر طرف آستانِ دل

داغون سے گر خوش ہے دو بالا ہے شانِ دل
عنقا سے ہے بلند کہین آشیانِ دل
فیض قدم سے تیرے بڑھی ہے یہ شانِ دل
دوزخ ہے شرار نالۂ آتش فشانِ دل
کعبہ ادب سے آتا ہے میرے طواف کو
غنچے کے توڑنے کو سمجھتا ہون معصیت
اتنے لیے پسند ہے مجکو چمن کی سیر
رستے مین وقت فکر سکندر سے کم نہین

سب ماہ و آفتاب نہین آسمانِ دل
سنتے ہین نام پر نہین ملتا نشانِ دل
ہین ساتون آسمان تہِ آسمانِ دل
فردوس برگ ریزِ گل بوستانِ دل
جیسے ہوا مین گوشہ نشین مکانِ دل
سونگھی ہے جسنے بوے گل بیخزانِ دل
گل شکل داغ دل ہے صنوبر بسانِ دل
کرتا ہو سر جھکا کے مین سیر جہانِ دل

آئے نظر نہ عالم غم ہو اگر مکین
خالق نے کیا وسیع بنایا مکان دل

سختی نہین ہے اہل صفا کے خمیر مین
دیکھا کہان کسی نے کبھی استخوان دل

کیا آنسوؤن نے پردۂ الفت کیا ہی فاش
آنکھون سے آشکار ہے راز نہان دل

کر لینگے یاد تبسم در دندان یار کو
اس طرح موتیون سے بھرینگے دہان دل

ممکن نہین کہ وہم کسیکا پہونچ سکے
کوسون ہے لامکان سے بلند آستان دل

مانند شمع نطق کی طاقت نہین مگر
روشن مری زبان سے ہے میرا بیان دل

دو ٹکڑے ہو ابھی جگر بوالہوس امیر
کھینچون جو معرکے مین مین تیغ زبان دل

گل وہ رخ نازک ہے پسینا عرق گل
شبنم سے ہے لبریز گہر یا طبق گل

بلبل کا قفس چھائی کبھی پھولون سے صیاد
اس رخ پہ بھی چاہیے پھولے شفق گل

تا زیست تھا مجھ زار کو عشق رخ رنگین
ہو غسل و کفن کو عرق گل ورق گل

اوس رخ وہی کتابی کا ہے ذکر اور دہن اپنا
بلبل کو فراموش نہو گا سبق گل

ہے فصل خزان مین بھی وہی رنگ بہاران
گل سینۂ بلبل مین ہے داغ قلق گل

کسکے رخ رنگین کا سنا ہمنے فسانہ
گل کان ہوئے کان کے پردے ورق گل

کب خار او سجھہ سکتے ہین دامان صبا سے
گلشن کی قلمرو مین ہے نظم و نسق گل

آہون نے کیے سخت جگر برہم و درہم
کیا تند ہوا مین ہین پریشان ورق گل

آمد ہے یہ گلزار مین کسکی کہ صبا نے
صدقے کے لیے زر سے بھرے ہین طبق گل

وہ رنگ کہان اب کہ خزان باغ مین آئی
بیکار ہے اب تذکرۂ ما سبق گل

تحریر کرے وصف رخ اوسکا تو ہی لازم
کاتب خط گلزار مین لکھے ورق گل

زیبا ہے کہون مین جو فلک خاک چمن کو
پھولی ہے عجب سم گل مین شفق گل

پائیگا امیر اوس رخ گلرنگ کا بوسہ

بلبل کے سوا کوئی نہین مستحق گل

بجا ہین بلبل و گلچین خراب خندۂ گل — دو آتشہ ہے چمن مین شراب خندۂ گل

گرائے برق اگر التہاب خندۂ گل — تو کیون نہو دل بلبل خراب خندۂ گل

ہنسی ہے اوس گل تر کی جواب خندۂ گل — تبسم نمکین انتخاب خندۂ گل

کریگی بلبل نالان جو حشر مین فریاد — صبا سے ہوگا حساب و کتاب خندۂ گل

محال ہے کہ چڑھے عشق حسن کے منھ پر — کہان ہے نالۂ بلبل جواب خندۂ گل

چمن مین نالہ کشی ہے قبول اے صیاد — پر اس چمن مین نہین مجکو تاب خندۂ گل

ابھی تو صورت شبنم ہون اشک بلبل خشک — چمک دکھائے اگر آفتاب خندۂ گل

جو کاسۂ سر بلبل ملے وہ منصف ہون — بھرون مین اوس مین لبالب شراب خندۂ گل

شراب نغمۂ بلبل کو پی کے کیون نہو مست — ابھی تو نام خدا ہے شباب خندۂ گل

سمند ہوش ہو بلبل کا کیون نہ برق خرام — جو تازیانہ ہو موج شراب خندۂ گل

دیا ہے وہ مجھے اللہ نے دل نازک — کہ آب آب کرے جسکو تاب خندۂ گل

نجانتی تھی صبا یہ کہ ہوگی غش بلبل — کھلا کے غنچہ اوٹھائے نقاب خندۂ گل

ذرا نہین کسی بلبل کو ہوش صورت مست — غضب کی تند کھنچی ہے شراب خندۂ گل

غش آگیا مجھے غنچون کے مسکرانے سے — کسے ہے حوصلۂ انتخاب خندۂ گل

یہی ہے شام سے مضمون گریۂ بلبل — سحر کو دیکھیے گا اضطراب خندۂ گل

نظیر گریۂ بلبل ہے گریۂ مینا — ہنسی ہے جام کی ساقی شراب خندۂ گل

امیر خیر ہو گلشن مین جان بلبل کی
کھنچی ہے صبح سے تیغ خوشاب خندۂ گل

بہ نور رخ سے ترے ہے جو منور محفل — ہے تجلی کدۂ طور سے بڑھکر محفل

جذب دل کھینچ کے گل پیرہنونکو لے آ — عطر مجموعہ سے ہوجائے معطر محفل

رشک پروانہ ہیں ہم تم ہو اگر غیرت شمع
امتحان کے لیے ہو جائے مقرر محفل

بت فراہم ہوئے اس درجہ سے ہیں بت پیر
بن گئی غیرت بتخانۂ آذر محفل

ہجر مین چار ادھر چار ادھر آنکھ ہین
جس طرح ماہ محرم مین ہو گھر گھر محفل

سافت فانوس خیالی کا گمان ہوتا ہے
گھمارہی ہے یہ ترے رقص سے ہر جا محفل

باغ کس کام کا جس مین گل شمع نہ ہون
لطف دیتی نہین بے شیشہ و ساغر محفل

رقص کیوقت قیامت ہی تمھاری ٹھوکر
کیون الٹ جائے نہ مثل صف محشر محفل

لیکے نالون کے علم ہم بھی ضرور آئینگے
ہو گی جس روز محرم مین ترے گھر محفل

جاچکا عہد جوانی کا چلین سوے عدم
شمع سان دیکھ چکے دہر مین شب بھر محفل

شمع فانوس مین پھولی نہ سمائی ای گل
تیرے آتے ہی ہوئی جامے سے باہر محفل

ہل گیا یار کا ابرو جو ذرا رقص کے وقت
ایک ہم کیا کہ ہوئی کشتۂ خنجر محفل

گذرا دس ماہ دو ہفتہ کا بھی شاید ہو امیر
کیجیے چودھوین تاریخ مقرر محفل

فرقت یار مین آتشکدہ ہی ہر محفل
بانگ ہنگامہ محشر کے برابر محفل

ہے عجب شمع کی صورت دل قاتل جلیے
بسملون کے ہو نہ سایۂ خنجر محفل

چاہیے آئینہ رویون کا بھی ہو جائے
کیجیے چل کے سر قبر سکندر محفل

ہم بغل مجھسے ہو غیرون کو لگائے رکھو
گھر مین خلوت ہی رہے جمع ہو باہر محفل

کس پری رو کا تصور نہین دل مین اپنے
جمع رہتی ہے اس آئینے کے اندر محفل

سب مکانون سے جدا پیر مغان کا ہی مکان
میکشون کی ہی الگ شہر سے باہر محفل

اے پری حسن ہے تیرے ہی جہان کی رونق
جس طرح شمع سے ہوتی ہے منور محفل

تمکو پروا ہے نہ افشا کی نہ اخفا کا خیال
گھر کے باہر کبھی خلوت کبھی اندر محفل

بہر دل سوختگان روز الم ہی شب عیش
چشم پروانہ مین آتشکدہ ہی ہر محفل

دل کے جاتے ہی ہوئی انجمن چشم اوداس
شمع محفل مین ہی پروانے ہین گرد سر شمع
ہم ہین پروانہ دل سوختۂ بزم خیال
سر فروش آئے ہین مشتاق شہادت ہی ترے

محفل آرا نہو کوئی تو ہی ابتر محفل
کیا تکلف ہی کہ محفل کے ہی اندر محفل
شمع رویون سے یہان گرم ہی شب بھر محفل
جمع کرتا ہے ہمیشہ ترا خنجر محفل

اوسکے بھڑکانے سے برہم ہوئی یہ غیر امیر
شمع کیا ہم پہ ہوئی دست بہ خنجر محفل

جب یار ہوا جفا کے قابل
ہے خوف سے سارے تن مین رعشہ
آئے جو مجھے دیکھنے اطبا
بولے مرے دل پہ پیکر دانت

تب ہم نہ رہے وفا کے قابل
اب ہاتھ کہان دعا کے قابل
جب مین نہ رہا دوا کے قابل
یہ دانہ ہے آسیا کے قابل

کلفت سے امیر صاف کر دل
یہ آئینہ ہے جلا کے قابل

ایدل مجھے بیتی جہلابات سے حاصل
تسکین مجھے دیتے نہین ای حضرت واعظ
پتھر ہے ترا دل مین کہون حالت دل کیا
ہی زیست کا حاصل تو فقط وصل کی لذت
روتا ہون لہو بھی تو مجھے مے نہین ملتی
ظاہر مین دیا بوسہ تو کیا دل ہے مکدر
تقدیر مری تو نہ بدل دیگا دعا سے
قسمت مین جو مے ہی وہ بہر کیف ملیگی

خالی ہی مکان حرف و حکایات سی حاصل
کیا اور مجھے قبلۂ حاجات سے حاصل
کعبے مین جو بت ہو تو مناجات سے حاصل
جب رات کا وعدہ نہوا وس رات سے حاصل
کیا بندگی پیر خرابات سے حاصل
نیت ہی نہین ٹھیک تو خیرات سے حاصل
اے شیخ پھر اس کشف و کرامات سی حاصل
پھر قاضی و مفتی کی ملاقات سی حاصل

پہچانتے ہین اہل سخن خوب سخن کو

خاموش امیر اتنی مباہات سے حاصل

ردیف میم

کیون نالے کرین بلبل گلشن تو نہین ہم
اے خبط جنون عقل کے دشمن تو نہین ہم

دلکو جو بچاتا ہون تو کہتی ہین وہ آنکھین
کیا لوٹ ہی لینگے کوئی رہزن تو نہین ہم

خالق نے تمھین مہر بنایا ہمین شبنم
دکھلاؤ جو تم چہرۂ روشن تو نہین ہم

خط دیکے تجھے کوچۂ جلاد مین بھیجین
کچھ خیر ہے قاصد ترے دشمن تو نہین ہم

ذلت سے کبھی لینگے نہ ہم بوسۂ گیسو
صدقہ کے دیتے ہو برہمن تو نہین ہم

کیا ضعف سے حاصل کہ ترے گھر مین پہونچین
ذرے ہین مگر ذرۂ روزن تو نہین ہم

دل کھینچے لیے جاتا ہے قاتل کی گلی مین
کچھ آپ روانہ سوے مدفن تو نہین ہم

رہجائینگے پیچھے نہ کبھی ساتھ سے تیرے
سایہ ہین غبار سم توسن تو نہین ہم

سو بار کہینگے ارنی طور پہ جاکر
کیا سمجھے ہین موسیٰ ہمین الکن تو نہین ہم

گرتا ہون جو گنگھی تو یہ کہتے ہین وہ گیسو
کانٹون مین نہ کھینچو ہمین دامن تو نہین ہم

ظاہر مین تو نرگس کیطرح پائی ہین آنکھین
پر قابل نظارۂ گلشن تو نہین ہم

بخیے کا دیا حکم تو بولے دہن زخم
سلواتے ہو کیون قابل سیون تو نہین ہم

موسیٰ سے یہ کہدو کہ بہت بڑھکے نہ بولین
کچھ نابلد وادی ایمن تو نہین ہم

کہتا ہے حیا سے وہ دہان مسی آلود
کیا دیکھتے ہین سب گل سوسن تو نہین ہم

غیرون کے جو دشمن ہین تو کیا تیری طرح سے
اید وست کسی دوست کے دشمن تو نہین ہم

کیا نالہ کشی کی ہمین بت دیتے ہین ترغیب
انسان ہین ناقوس برہمن تو نہین ہم

کرتی ہین یہ طنز اونکے خط سبز پہ آنکھین
کچھ پیرہن خضر مین رہزن تو نہین ہم

کیا حوصلہ اونکا ہے جو زندان مین بیٹھین
زندانی تاریکی مدفن تو نہین ہم

بے منت احباب یہان قبر ہے روشن
محتاج چراغ سر مدفن تو نہین ہم

بوے گل فردوس امیر اپنا ہی مردہ
سر کا جو ذرا تختۂ مدفن تو نہین ہم

ہوے جو رنگ وصل یار مین ہم
اچھے پھولے پھلے بہار مین ہم

ہوگئے مردہ ہجر یار مین ہم
گھر مین اپنے ہین یا مزار مین ہم

اوسکو لائینگے خاک قابو مین
کہ نہین اپنے اختیار مین ہم

کون پوچھے گا ہم غریبون کو
روز محشر ہین کس شمار مین ہم

فرش سے عرش تک نشان نہین
دور پہونچے ہواے یار مین ہم

حضرت دل جو تم ہو پہلو مین
مرکے بھی رہ چکے مزار مین ہم

وصل مین بھی شکستہ خاطر ہین
توبہ مست ہین بہار مین ہم

پیش رخسار یار خار ہین گل
ایک دو کیا کہین ہزار مین ہم

قاصد آیا ہے پر نہین پاتا
گم ہوے ایسے انتظار مین ہم

گھر مین ہین لیکن اپنے نام کی طرح
ہین ہر اک ملک ہر دیار مین ہم

زلف و رخسار کے تصور سے
ہین حلب مین کبھی تتار مین ہم

جبر جو چاہین ہم پہ وہ کرلین
ہین امیر اونکے اختیار مین ہم

مواکہ زندہ رہا نامہ بر نہین معلوم
کچھ آج تک ہمین اوسکی خبر نہین معلوم

مکان دل مین ہے کسکا گذر نہین معلوم
یہ بیخودی ہے کہ گھر کی خبر نہین معلوم

کیا ہے بیخبری نے جہان سے فارغ
فلک کہان ہے زمین ہی کدھر نہین معلوم

مین جسکو دیتا ہون اوس فتنہ گر کے نام کا خط
وہ ٹالتا ہے کہ مجکو تو گھر نہین معلوم

تری گلی ہے کہ میدان حشر ہی قاتل
یہان کسی کو کسیکی خبر نہین معلوم

ہوا شہید تبسم جگر کہ دل یارب
گری تڑپ کے یہ بجلی کدھر نہین معلوم

کیا ہے ذوقِ شہادت نے محو یہ دمِ قتل
لگے ہین زخم کہان جسم پر نہین معلوم

شبِ وصال ہون بوس و کنار سے محروم
دہن کہان ہے کدھر ہے کمر نہین معلوم

پڑا ہے تیغ کے نیچے کہ پاے قاتل پر
کدھر کو اوڑ کے گیا تن سے سر نہین معلوم

شبِ وصال سرِ شام سے وہ کہتے ہین
کہ آج کیون نہین ہوتی سحر نہین معلوم

ادھر کو منھہ جو نہین پھیرتا کبھی خورشید
یہ کسکا گرم ہے بازار اودھر نہین معلوم

جو کل تھے ساتھہ گئے آج کسطرف یارب
کسیکا حال کسیکی خبر نہین معلوم

خضر ہو راہبری ہے ثواب اے زاہد
کہ ہمکو بادہ فروشون کا گھر نہین معلوم

ہمیشہ نالۂ دل بے اثر ہے کیا باعث
یہ نخل کیون نہین لاتا ثمر نہین معلوم

جہان مین اب نظر آتا ہے رات دن اندھیر
فلک سے کیا ہوے شمس و قمر نہین معلوم

بھٹکتے پھرتے ہین ہم مثل گرد راہ امیر
ہوا ہے قافلہ راہی کدھر نہین معلوم

تیرے جور و ستم اٹھائین ہم
یہ کلیجا کہان سے لائین ہم

جی مین ہے اب وہان نہ جائین ہم
دل کی طاقت بھی آزمائین ہم

نالے کرتے نہین یہ الفت مین
باندھتے ہین تری ہوائین ہم

اے لب یار کیا ترے ہوتے
لب ساغر کو منھہ لگائین ہم

دل مین تم دل ہے سینہ سے خود گم
کوئی پوچھے تو کیا بتائین ہم

آب شمشیر یار اگر مل جاے
اپنے دل کی لگی بجھائین ہم

اب جو منھہ موڑین بندگی سے ترے
اے بت اپنے خدا سے پائین ہم

زندگی مین ہے موت کا کھٹکا
قصر کیا مقبرہ بنائین ہم

توبہ مے سے کیا پشیمان ہین
زاہدو دیکھکر گھٹائین ہم

دل مین ہے مثل ہیزم و آتش
جو گھٹائے اوسے بڑھائین ہم

زار سے زار ہین جہان مین امیر
دل ہی بیٹھے جو لطف اوٹھائین ہم

ردیف نون

کیا دیر ہے امیر کے عفو گناہ مین — اللہ کیا کمی ہے تری بارگاہ مین

آئے ہو تیغ کھینچ کے تم قتل گاہ مین — تو لو تو پہلے موے کمر کو نگاہ مین

کانٹا ہوا ہون سوکھ کے لیکن نہال ہون — کھٹکونگا اور اپنے عدو کی نگاہ مین

بیہوش کوئی بزم خرابات مین نہین — مشہور یہ خبر ہے غلط خانقاہ مین

خالی شرارتون سے نہین ظلمت جہان — لپٹی ہوئی ہے برق گلیم سیاہ مین

پیری مین قد نگون جو ہوا دانت بھی چلے — بھاگڑ پڑی شکست علم سے سپاہ مین

مدت ہوئی پھرے ہوے آنکھونکی پتلیان — صورت تمھاری پھرتی ہے اب تک نگاہ مین

نکلا نہین ہے خط ترے عارض پہ حسن نے — کانٹے بچھائے ہین یہ محبت کی راہ مین

کشتی ضرور ساتھ رہے تیرے اے فقیر — ڈوبے نہ قلزم کرم بادشاہ مین

بے قصد بد سے بھی کبھی ہوتا ہے کار نیک — شب کو چراغ غول جلاتے ہین راہ مین

دعوی بہت تھا سنگدلی کا حضور کو — کیون دل پکڑ کے بیٹھ گئے ایک آہ مین

اللہ رے جذب میری تڑپ کا کہ چرخ سے — تاثیرین دوڑی آتی ہین آغوش آہ مین

اعلی کو کیون نہ صحبت ادنی سے ہو حذر — دیکھا کبھی نہ پرتو خورشید چاہ مین

یوسف سے بھی سوا ہے مرے دل کا مرتبہ — ڈوبا ہوا ہے چاہ زنخدان کی چاہ مین

بے داغ عشق ارض سے تا آسمان ہے کون — ماہی مین فلس ہے تو کلف جرم ماہ مین

ہے نقش دل پہ صورت توحید اے امیر
ہون محو ذکر اشہد ان لا الہ مین

ہون زار اس قدر کہ تری جلوہ گاہ مین — چھپ جاونگا مین پردہ گرد نگاہ مین

ہین جلوہ گر شرار مری دود آہ مین
یہ تخم چھپتے ہین کوئی ابر سیاہ مین

وہ تور ڈالے فلک ہی مرے تیر آہ مین
چاہون تو رخنے ہون سپہر مہر و ماہ مین

سمجھے سریر و تاج کو کچکول و بوریا
ہو فقر کا مزہ جو دلِ بادشاہ مین

اہ اوس دہن سے نکلے تو کیونکر حسین نہو
بنجائے ماہ سیم جو ملجائے آہ مین

سایہ پڑا اگر مرے بخت سیاہ کا
یہ تیرگی نہ تھی تری زلفِ سیاہ مین

افعال نیک کے لیے اچھی جگہ بھی ہو
مے پیجیے تو چل کے کسی خانقاہ مین

آنے نہ دے حیا کو یہ ہے رات وصل کی
کیا کام غیر کا ہے ترے جلوہ گاہ مین

دیوانہ تیرا آتا ہے لرزان ہین اہل شہر
رستم کی دھاک سے ہے تزلزل سپاہ مین

کیون شکل رخ نہ ہمکو خط سبز ہو پسند
پھولون کی ہمکو آتی ہے خوشبو گیاہ مین

اہل زمانہ بنکے بگڑتے ہین کیسے جلد
ہے ماہ کو زوال و کمال ایک ماہ مین

ہم رہروان عشق کو حشر کا خوف کیا
پڑتے ہین ایسے کتنے ہی میدان راہ مین

زلفونکی آڑ مین نہین کرتے وہ چشمگین
بجلی تڑپ رہی ہے یہ ابر سیاہ مین

کیا سمجھے قدر ساغر جمشید کی وہ چشم
دنیا نہین سماتی ہے جسکی نگاہ مین

تونے تو اے سیاہی شبہائے ہجر
دھبا لگا دیا مرے بخت سیاہ مین

اوترے جو نشہ تو یہ کرین ہم شراب سے
لغزش نہ تا زبان کو ہو عذر گناہ مین

آئے وہ گور پر جو ہوے دفن ہم امیر
جاگے نصیب سوئے اگر خوابگاہ مین

کس کام کی ہے آنکھ ترے جلوہ گاہ مین
کیا احتیاج شمع تماشائے ماہ مین

ہین شوخیان یہی جو تمھاری نگاہ مین
بجلی گرے گی چار طرف جلوہ گاہ مین

محراب اوسکی تیغ کو سمجھا پڑھی نماز
ہو پہنچا مین قتل گاہ مین یا عیدگاہ مین

فریاد کس سے تیرے سوا اے اجل کرین
ساتھی ہمارے چھوڑ گئے ہمکو راہ مین

چہرہ دکھا جو حسن کا شاہد ہے آئینہ
قرآن ضرور چاہیے دست گواہ مین

اوس ترک کج کلہ پہ اوٹھین کیون نہ انگلیان
انداز ماہ نو کا ہے طرف کلاہ مین

دیکھو جا کے آنکھ تو دیکھو رقیب کو
چھریان بھری ہوئی ہین تمھاری نگاہ مین

برگشتہ بخت وہ ہون جو منزل چلا کبھی
گھیرا ادھر ادھر سے بگولون نے راہ مین

کوچے سے تیرے اوٹھ گیا شاید ترا فقیر
کملی سی اک پڑی ہوئی دیکھی ہے راہ مین

اعضا تمام صوم مین رہتے ہین روزہ دار
روزے ہزار رکھتے ہین ہم ایک ماہ مین

پست و بلند دائرۂ عشق مین نہین
پائین و صدر ایک ہے اس بارگاہ مین

ہر راست رو وہی جو ہے دین رسول پر
ہوئی ہے کوئی راہ غلط شاہراہ مین

غواص آئین بحر سے موتی نکالنے
پر تو اگر پڑے ترے دانتون کا چاہ مین

یون روے یار دیکھ کے مجروح دل ہوا
ہو جائے جیسے چاک کتان نور ماہ مین

مقراض دونون پانون ہین وحشت کے جوش مین
کچھ ماندگی سے کام نہین قطع راہ مین

نشہ کے ڈورے یار کی آنکھون مین ہین امیر
یا چند سرخ پوش سکان سیاہ مین

وہ تو سنتا ہی نہین مین دادخواہی کیا کرون
گھٹکے آگے جا کے سر پھوڑون الٰہی کیا کرون

مجھ گدا کو دے نہ تکلیف حکومت اے ہوس
چار دن کی زندگی مین بادشاہی کیا کرون

رشک دیکھو غیر سے امن خون دیکھ کر
سوچتا ہے اسپہ مین اپنی گواہی کیا کرون

دھوتے دھوتے آنسوون سے ہوگئین آنکھین سفید
بخت بد جاتی نہین تیری سیاہی کیا کرون

مجکو ساحل تک خدا پہونچائیگا اے ناخدا
اپنی کشتی کی بیان تجھسے تباہی کیا کرون

نزع مین آنکھین ملا کر یار نے مجھ سے کہا
اب تری آنکھون مین دم ہے کم نگاہی کیا کرون

ترک لذت سے جدائی مین ہے جان پر آشنا
بادۂ صاف و کباب مرغ و ماہی کیا کرون

شوق کہتا ہے پہونچ جا بن کے کعبے مین جلد
راہ مین بتخانہ پڑتا ہے الٰہی کیا کرون

کل گیا تھا پیش زاہد سوچتا ہون دلمین آج
خدمت پیر مغان مین عذر خواہی کیا کرون

فرض کردم آہ رک سکتی ہے تھم سکتے ہین اشک
چھپ نہین سکتا ہے لیکن رنگ کاہی کیا کرون

وہ مرے اعمال روز و شب سے واقف ہے امیر
پیش خالق ادعاے بیگناہی کیا کرون

گلے مین ہاتھ تھے شب وصل پر سحر کی راہین تھین
سحر ہوئی تو وہ آنکھین نہ وہ نگاہین تھین

نکل سکے جو ہر یہ میدان صاف خط نے کیا
کبھی وہ کوچہ تھا ایسا کہ سد راہین تھین

فراق مین ترے عاشق کو جا کے کل دیکھا
کہ وہ تو ہیچ تھا کچھ اشک تھے کچھ آہین تھین

نگولے اب ہین کہ غربت ہے گور شاہان پر
سرون پہ چتر جلو مین کبھی سپاہین تھین

ہزارون لوٹ گئے گل اوٹھی جو وہ چلمین
خدنگ تھے مژہ برچھیان نگاہین تھین

کیا یہ شوق نے اندھا مجھے نہ سوجھا کچھ
وگرنہ ربط کی اوس سے ہزار راہین تھین

یہ ضعف ہے کہ نکلتی نہین ہین اب دلسے
کبھی فلک سے بھی اونچین ہماری آہین تھین

جگر مین ہجر کی چھپ ہی تھین تجھے بھا یہین
مگر جو غور سے دیکھا تری نگاہین تھین

پہونچ گئے سر منزل چلے جو چال نئی
اونھین مین پھیر تھا دیکھی ہوئی جو راہین تھین

فلک کے دور سے دنیا بدل گئی ورنہ
جہان بنے ہین یہ میخانے خانقاہین تھین

یہ ضعف اب ہے کہ ہلنا گران ہے قدمون کو
سبکروی مین کبھی انکو دستگاہین تھین

مشاعرے سے حسین کیون نہ چھین لیجاتے
رہا عیان مری جو گوشہ کلاہین تھین

حسین زر کے ہین طالب کہ اب ہین گرد امیر
غریب ہم تھے تو یہ پیار تھا نہ چاہین تھین

جب کبھی اسکو نئی شان سے ہم دیکھتے ہین
دل ہے واقف ہے جس ارمان سے ہم دیکھتے ہین

داغ سے بڑھکے نہین دلمین کسیکا جلوہ
گھر کی رونق اسی مہمان سے ہم دیکھتے ہین

ہے پری تو نہین پریون کی مگر خو تجھ مین
اُس سے تجکو بہت انسان سے ہم دیکھتے ہین

ضعف کا پاس کرے دست جنون کے ہوتے
یہ بہت دور گریبان سے ہم دیکھتے ہین

ہے اگر طالب مقصود تو مت جا اے دل
نفع تیرا ترے نقصان سے ہم دیکھتے ہین

حشر مین ہاتھ سے رضوان کے اوسے بھی ہو نصیب
ذلتین جو ترے دربان سے ہم دیکھتے ہین

مظہر خاص تجھے حق نے بنایا ہے صنم
شان اوسکی تری ہر شان سے ہم دیکھتے ہین

گرد ابرو پہ ہے منھ لال ہے چتون ہے پھری
آج اوٹھین اور ہی سامان سے ہم دیکھتے ہین

جب نظر بندہ نوازی پہ تری جاتی ہے
مور کو بڑھکے سلیمان سے ہم دیکھتے ہین

دل یہ کہتا ہے بدخشان مین شفق پھولی ہے
سرخ جب ہونٹھ ترے پان سے ہم دیکھتے ہین

خاک پر پاتے ہین غلطان اوسے حسرت کے سبب
جو گہر دور ترے کان سے ہم دیکھتے ہین

بار بار آتی ہے زلف اوس رخ روشن کی طرف
ربط کافر کو مسلمان سے ہم دیکھتے ہین

ہے کہین لالہ و گل اور کہین شمس و قمر
ہر جگہ تمکو نئی شان سے ہم دیکھتے ہین

کنہ باری کو پہونچ جاے دلا فکر سے تو
یہ تو باہر ترے امکان سے ہم دیکھتے ہین

ہر طرف اپنی ہی صورت ہمین آتی ہے نظر
آئینہ خانہ مین حیران سے ہم دیکھتے ہین

کیا سوا ہے کسی قاتل کی پھرے مقتل سے
لاشے آئے ہوے ہو میدان سے ہم دیکھتے ہین

کچھ تمھین سے نہین کاوش ہے حسینونکو امیر
چھیڑ پریون کو ہر انسان سے ہم دیکھتے ہین

تیغ جلاد کو ارمان سے ہم دیکھتے ہین
موت کو اپنی عجب شان سے ہم دیکھتے ہین

اب بھی قاتل تجھے ارمان سے ہم دیکھتے ہین
زیر خنجر بھی اوسی آن سے ہم دیکھتے ہین

دیکھتے تھے رخ امید کو جس حسرت سے
پاس کو بھی اوسی ارمان سے ہم دیکھتے ہین

سنکے حال دل عشاق کو اس کان سے وہ
صاف اوڑا دیتے ہین اوس کان سے ہم دیکھتے ہین

آنکھ آئینے سے کیون اونکی پھری رہتی ہے
کیا یہ سمجھے ہین کہ حیران ہین ہم دیکھتے ہین

مدح کرتا ہے جو تو غیر کی دانائی کی
پھیرون منھ کو ترے نادان سے ہم دیکھتے ہین

شکل آئینہ بنایا ہے ہمین حیرت نے
دیکھتے ہین جسے حیران سی ہم دیکھتے ہین

شک یہ ہوتا ہے کہ حلقے مین ہی ناگن کے یہ مین
زلف لپٹی جو ترے کان سے ہم دیکھتے ہین

جان باقی نہین گو دل مین ہماری لیکن
تجھپہ قربان اوسے سو جان سے ہم دیکھتے ہین

خط نمایان کبھی کرتا ہے کبھی خال وہ رخ
روز اک معجزہ قرآن سے ہم دیکھتے ہین

بھر گیا جی غم دلدار سے شاید اے دل
کچھ کشیدہ تجھے مہمان سے ہم دیکھتے ہین

رشک ہوتا ہے کہ شاید ہے تمھارا عاشق
تنگ ایجان جسے جان سے ہم دیکھتے ہین

ساغر بادہ بھی ہے جام جہان بین ساقی
سیر عالم ترے احسان سے ہم دیکھتے ہین

جی مین آتا ہے کرین ہاتھ کلائی سی قلم
جب الگ اسکو گریبان سے ہم دیکھتے ہین

ہو گیا میل کچھ آپس مین کہ اب غیرون کو
جھک کے ملتے ترے دربان سے ہم دیکھتے ہین

سخن داود سے آہن جو ہوا موم تو کیا
دلکو پانی تری ہر تان سے ہم دیکھتے ہین

عرش کا حال دل صاف سے آتا ہے نظر
رفعت بام کو دالان سے ہم دیکھتے ہین

دوربینی کہین کیا چشم بصیرت کی امیر
صاف سیر قدم امکان سے ہم دیکھتے ہین

بخت سیہ سے گو کہ کلیم گدا ہون مین
شاہون کے سر پہ سایۂ بال ہما ہون مین

صحرا مین مثل موج ہوا گم شدا ہون مین
دریا مین نقش آب کی صورت فنا ہون مین

واکردہ چشم دل صفت نقش پا ہون مین
ہر رہگذر مین راہ تری دیکھتا ہون مین

مطلب جو اپنے اپنے کیے عاشقون نے سب
وہ بت بگڑ کے بولا دعا کیا خدا ہون مین

اے انقلاب دہر مٹاتا ہے کیون مجھے
نقشے ہزارون مٹ گئے ہین تب بنا ہون مین

وحشت مین گو کہ قیس سے بڑھکر نہین مگر
اتنا کہونگا ایک وہ تھا دوسرا ہون مین

افتادگی مین اوس سے نہ سمجھو جدا مجھے
سایہ صفت قدم بقدم ہمرہیا ہون مین

محنت یہ کی کہ فکر کا ناخن بھی گھسگیا
عقدہ یہ آج تک نہ کھلا مجھپہ کیا ہون مین

اوس دل کا مبتلا ہون جو رکھتا ہی داغ عشق
پروانۂ چراغ حریم خدا ہون مین

کشتہ کیا ہے مجکو محبت کے جوش نے
مذبوح خنجر نگہ آشنا ہون مین

اعضاے تن کو بسکہ ہی زخمونکا اشتیاق
آہن ہی تیغ یار تو آہن ربا ہون مین

کہتی ہے ہر ملک تری زلف دراز سے
چھوٹے سے قد پہ میرے نجانا بلا ہون مین

رسوا ہوے جو آپ تو میرا قصور کیا
جو کچھ کیا وہ دل نے کیا بیخطا ہون مین

زندہ کیے ہین سینے دل مردہ سیکڑون
فیض سخن سے عیسی معجز نما ہون مین

مقتل ہے میری جان کو وہ جلوہ گاہ ناز
دل سے ادا یہ کہتی ہے تیری قضا ہون مین

لذت سے آب تیغ مین آب حیات کی
زندہ بسان خضر ہون گو مرچکا ہون مین

مانند سبزہ اس چمن دہر مین امیر
بیگانہ وار ایک کنارے پڑا ہون مین

دامن سے لوگ اوسکے اکثر لگے ہوئے ہین
کوچے مین سیکڑون کے بستر لگے ہوئے ہین

کیونکر نہ ہون نگاہین قاتل کی تیز ایسی
تیلے کی سان پر یہ خنجر لگے ہوئے ہین

نکلینگے حشر کے دن ہم ناتوان کیونکر
قبرونکے منہ پہ بھاری پتھر لگے ہوئے ہین

کیا دیکھے عاشقونکے وہ داغدار سینے
پھولونکی کشتیون مین زیور لگے ہوئے ہین

یارب ہی کسکی آمد جو شہر مین ہی شادی
صندل کے آج چھاپے گھر گھر لگے ہوئے ہین

چاہی جو مینے عجلت بولا بگڑ کے قاصد
اڑجاؤن کسطرح مین کیا پر لگے ہوئے ہین

کیا حال دل چھپاؤن جاسوس اوس پری کے
اندر لگے ہوئے ہین باہر لگے ہوئے ہین

نامے وہ باری باری عشاق کے پڑھینگے
عجلت سے کچھ نہ ہوگا نمبر لگے ہوئے ہین

مین جانتا ہون بلبل جو ہے تری حقیقت
اک مشت استخوان مین دو پر لگے ہوئے ہین

کیا کیا اذیتین ہین مژگان کی یاد مین بھی
ایک ایک رگ مین سو سو نشتر لگے ہوئے ہین

بڑھتا ہی آبرو مین کیا آنسوؤن سے میرے
کون ایسے لعل تجھ مین گوہر لگے ہوئے ہین

ہر حکم یار کوئی میری طرف نہ دیکھے
یہ اشتہار اب تو گھر گھر لگے ہوئے ہیں

مجھ بینوا گدا کو یون پوچھے امیر وہ کیا
شاہونکے اوس گلی مین بستر لگے ہوئے ہین

جب خوبرو چھپاتے ہین عارض نقاب مین
کہتا ہے حسن مین نہ رہونگا حجاب مین

بے قصد لکھ دیا ہے گلا اضطراب مین
دیکھون کہ کیا وہ لکھتے ہین خط کے جواب مین

بجلی چمک رہی ہے فلک پر سحاب مین
اب دختِ رز کو چین کہان ہے حجاب مین

اللہ رے میرے دل کی تڑپ اضطراب مین
گھبرا کے کروٹین لگے لینے وہ خواب مین

مہمان کے ساتھ کھانیکا ہوتا نہین حساب
ہم تم کباب کھائین ڈبو کر شراب مین

اے برق تو ذرا کبھی تڑپی ٹھہر گئی
یان عمر کٹ گئی ہے اسی اضطراب مین

ملنے کا وعدہ منہ سے تو اونکے نکل گیا
پوچھی جگہ جو مینے کہا ہنسکے خواب مین

دو کی جگہ دیے مجھے بوسے بہک کے چار
تھے نیند مین پڑا اونہین دھوکا حساب مین

قاصد ہے قول و فعل کا کیا اونکے اعتبار
پیغام کچھ کہا ہے لکھا کچھ جواب مین

ترغیب میرے قتل کی دو اونکو ہمدمو
ہے کار خیر تم بھی ہو داخل ثواب مین

کیا آہ کی ہوا سے ہوا ال گئے جو وہ
اوٹھتا مزہ جو بند نہوتے نقاب مین

سمجھے ہین دل مین کیا جو یہ گلرو ہوا مین ہین
مہمان چار دن کا ہے جوبن حساب مین

سمجھا ہے تو جو غیبتِ پیر مغان حلال
واعظ بتا یہ مسئلہ ہے کس کتاب مین

خونخوار ہے وہ مست ملے گا بڑا مزہ
قیمہ مرے جگر کا ملا دو کباب مین

کام آگئی کیسی ظلمت عصیان بروز حشر
سایہ ہمارے سر پہ رہا آفتاب مین

دیکھا کیا جو دفتر آفاق بعد جمع
ہم پہلے ہو گئے نظری انتخاب مین

منظور قید و قتل جو ہو حکم دیجیے
ہے یہ گناہگار بھی حاضر جواب مین

دامن مین اونکے خون کی چھینٹین پڑین امیر

بسمل سے پاس ہو نہ سکا اضطراب مین

قاضی بھی اب تو آئے ہین بزم شراب مین
ساقی ہزار شکر خدا کی جناب مین

جاپائی خط نے اوسکے رخِ بے نقاب مین
سورج گہن پڑا شرفِ آفتاب مین

دامن بھرا ہوا تھا جو اپنا شراب مین
محشر کے دن سکھلائے گئے آفتاب مین

رکھا یہ تمنے پاے حنائی رکاب مین
یا پھول بھر دیے طبقِ آفتاب مین

تیر دعا نشانے پہ کیونکر نہ بیٹھتا
کچھ زور تھا کمان سے سوا اضطراب مین

وہ ناتوان ہون قلعۂ آہن ہو وہ مجھے
گر دے جو کوئی بند مکانِ حباب مین

حاجت نہین تو دولت دنیا سے کام کیا
پھنستا ہے تشنہ دام فریب سراب مین

مثلِ نفس نہ آمد و شد سے ملا فراغ
جب تک رہی حیات رہے اضطراب مین

سرکش کا ہے جہان مین دوران سر آل
کیونکر نہ گردباد رہے پیچ و تاب مین

چاہے جو حفظ جان تو نہ کر اقربا سے قطع
کب سوکھتے ہین برگ شجر آفتاب مین

دل کو جلا تصور حسن ملیح سے
ہوتی ہے بے نمک کوئی لذت کباب مین

ڈالی ہین نفس شوم نے کیا کیا خرابیان
موذی کو پال کر مین پڑا کس عذاب مین

اللہ رے تیز دستی مژگان رخنہ گر
بیکار بند ہو گئے اونکی نقاب مین

چلتا نہین ہے ظلم تو عادل کے سامنے
شیطان ہے پردہ در کہ ہین مہدی حجاب مین

کچھ ربط حسن و عشق سے جا ہے عجب نہین
بلبل بنے جو بلبلہ اوٹھے گلاب مین

چومے جو اسکا مصحفِ رخ زلف مین پھنسے
مار عذاب بھی ہے طریق ثواب مین

ساقی کچھ آجکل سے نہین بادہ کش ہین ہند
اس خاک کا خمیر ہوا ہے شراب مین

فرقت مین میرے دل کے ڈرانیکے واسطے
مشعل ہے برق کی کفِ دیو سحاب مین

جب نامہ بر کیا ہے کبوتر کو اے **امیر**
اوسنے کباب بھیجے ہین خط کے جواب مین

راحت کہان ہے اوسکو جو ہے پیچ وتاب مین
دیکھا نہ پاے موج کو کفش حباب مین

ساقی صبح وقت ہے بزم شراب مین
دیتا ہے بھر کے مے قدح آفتاب مین

دریاے حل یہ مسئلہ ہے فہم چاہیے
دیکھو بلا عقدہ مین خلا ہے حباب مین

دل صاف ہو تو کشمکش دہر کیا کرے
شعلہ ہے کب ہوئین کیطرح پیچ وتاب مین

دنیا بھی دین ہے جو ہو لذت بشر سے ترک
کیون ہو حرام نشہ نہو جس شراب مین

مردہ جو اہل دل ہون تو زندہ اونھین سمجھ
عارف کی آنکھ رہتی ہے بیدار خواب مین

دریا مین ہو گیا ہے نہانے سے اونکو عشق
شاید ہے نقش حب کا اثر نقش آب مین

خط اوسکے رخ سے صاف پہ نکلا غضب ہوا
مانند ماہ داغ لگا آفتاب مین

رکھہ دیکھ بعد مرگ بھی میرے گلے پہ تیغ
طاقت ہے جذب آب کی مردہ سحاب مین

دکھلاتی ہین وہ وقت گزک معجزہ مسیح
ہونٹھون سے جان پڑتی ہے مرغ کباب مین

پرو نہین ہے ہمکو اگر ہین قفس مین بند
صیاد سیر باغ کی کرتے ہین خواب مین

پیری مین یہ جھکی ہوئی پلکو نکا حال ہے
دیوارین جیسے خم ہون مکان خراب مین

لکھا ہے مینے دیدۂ گریان کا اپنے حال
جذب چاہیے کوئی کاغذ کتاب مین

میخانے مین جو آئے تو ناصح رہے خموش
دم مارنے کی جا نہین انسان کو آب مین

پیاسو نکو خاک سیر کرے گا یہ آسمان
چشمہ تو ہے پر آب نہین آفتاب مین

زاہد کو فیض صحبت رندان سے کیا امیر
عالم کبھی نہ رہ کے ہو کیڑا کتاب مین

خنجر بکف جو اپنے قاتل کو دیکھتے ہین
دل ہمکو دیکھتا ہے ہم دل کو دیکھتے ہین

واماندہ دور سے یون منزل کو دیکھتے ہین
کشتی شکستہ جیسے ساحل کو دیکھتے ہین

ہر چند ماندگی نے ہمکو بٹھا دیا ہے
صد شکر دور سے تو منزل کو دیکھتے ہین

آنکھون کو بند کرلین خالق سے دو نگاہین
کیون غرق ہونیوالے ساحل کو دیکھتے ہین

شوق نظارہ دیکھو یہ جو ہوئی ہے عینک
آنکھین ہین بند لیکن قاتل کو دیکھتے ہین

پروا نہین جو انکے بانی منین ہین شب بھر
ہم خواب مین تمھاری محفل کو دیکھتے ہین

کیون منہ بنا رہے ہو بوسے کے مانگنے پر
خوش ہوتی ہین آنکھین جب ساحل کو دیکھتے ہین

لیلے کو دیکھکر جو بیخود نہین ہوئے ہین
ناقے کو دیکھتے ہین محمل کو دیکھتے ہین

دنیا امیر ساری ہے محفل مشایخ
دیتا ہے جان اوس پر جس دل کو دیکھتے ہین

شمشیر ہے سنان ہے کسے دون کسے نہ دون
اک جان ناتوان ہے کسے دون کسے نہ دون

مہمان اودھر ہے اودھر ہے سگ حبیب
اک مشت استخوان ہے کسے دون کسے نہ دون

دربان ہزار اوسکے یہان ایک نقد جان
مال اس قدر کہان ہے کسے دون کسے نہ دون

بلبل کو بھی ہے پھولونکی گلچین کو بھی طلب
حیران باغبان ہے کسے دون کسے نہ دون

سب چاہتے ہین اوس سے جو وعدہ وصال کا
کہتا ہے اک زبان ہے کسے دون کسے نہ دون

شہزادے دختِ رز کے ہزارون ہین خستگان
چپ شدِ مغان ہے کسے دون کسے نہ دون

یارونکو بھی ہے بوسے کی غیرونکو بھی طلب
ششدر وہ جان جان ہے کسے دون کسے نہ دون

دل مجھسے مانگتے ہین ہزارون حسین امیر
کتنا یہ ارمغان ہے کسے دون کسے نہ دون

تصور ایک بحر حسن کا یون ہے مرے دل مین
روان رہتا ہے دریا جس طرح آغوش ساحل مین

ہوائے زلف جانان نے نہ چھوڑا مرکے بھی پیچھا
قیامت مین بھی ہم جکڑے ہوئے آئے سلاسل مین

شراب سرخ شیشے مین نہین بے یار اے ساقی
بھرا ہے خون بسمل یہ گلوے مرغ بسمل مین

تمناے شہادت مین نہ مرکر بھی ہوئی رحمت
تڑپ کر خلد سے پھر آرہا مین کوے قاتل مین

ترا خالِ ذقن دیکھا تو ہمکو یہ خیال آیا
فرشتونکی جگہ ہے قید زہرہ چاہِ بابل مین

کیا جوہر نے مجھے جبدم نکھرکر روبرو آیا
بجاے تیغ آئینہ ہے لازم دستِ قاتل مین

رہ صحرائے ہستی گو یہ آسانی سے کاٹیگا
تری تلوار کا دم آگیا ہی تیرے بسمل مین

جگہ تربت ہی کی تھوڑی ملی بعد فنا مجھکو
فلک میرا ابھی حق ہی کچھ زمین کوے قاتل مین

یہ کسکے نوک مژگان کا تصور آنے والا ہی
کھٹک جاتا ہے اک کانٹا سا جو ہر عضو مین

سمجھے رنگ کو جاہل نہین پر قابل صحبت
طلب ہوتا ہی کب طاؤس پھر رقص محفل مین

تڑپتے ہین کہ شوق قتل مین یہ رقص کرتے ہین
تماشا بسملون کا ہو رہا ہی کوے قاتل مین

یہ کیون گھبرا رہے ہین کچھ سبب کھلتا نہین کھلتا
کبھی جاتے ہین آنکھون مین کبھی آتے ہین وہ دل مین

چھری کو تیرے اے صیاد ابتک بیقراری ہے
کوئی رگ رہ گئی ہی کیا گلوے مرغ بسمل مین

تقاضا جان نثاری کا یہ ہی ایذا نہو اوسکو
خوشی سے کاٹ کر سر اپنا رکھدین دست قاتل مین

ہزارون قیس مشہر ساتھ پھرتے ہین بیابان مین
مرے دل مین خیال یار کیا لیلے ہی محمل مین

کبھی غمزہ اگر تیغ نگہ کو روک لیتا ہے
تو پلکون کے چبھو جاتے ہین وہ نشتر مرے دل مین

جہان ظلمت تھی میرے گھر شب فرقت سمٹ آئی
دھوئین کا نام اب باقی نہین ہی چاہ بابل مین

بمشکل ضعف مین پہونچا ہون ان مشہد شہادت تک
جما دوے قدم اے درد پہلو کوے قاتل مین

عروس مرگ تیری تیغ کا منھ چوم لیتی ہے
نکلتی ہے لگا کر جب یہ غوطہ خون بسمل مین

نکل جائے ترا تیر آکے پہلو سے یہ کیا ممکن
ابھی اے ترک اتنی جان باقی ہی مرے دل مین

امیر اب تک نہین کھلتے جو اوسکے تیغ کے جوہر
توقف کیون ہے کیا مہندی لگی ہی دست قاتل مین

کسی مہرو شمائل کا تصور ہے مرے دل مین
منجم یا قمر کا ہے گذر خورشید منزل مین

قدم رنجہ تو فرماؤ کوئی رہنے نہ پائیگا
نکل جائینگی جتنی آرزوئین ہین مرے دل مین

رہیگی خوب اے قاتل غضب کا رنگ لائیگی
لگائی ہی جو مہندی پیس اسکو خون بسمل مین

نہین کرتا کبھی پروا ہے جنت اے گل خوبی
نہایت پائی ہمنے بے نیازی تیری سائل مین

یہی حیرت کا عالم ہے تو نظارہ کہان مجنون
نکل بھی آئے محمل سے تو پھر لیلی ہی محمل مین

دوئی اوٹھ جاے تو جھگڑا کہان شیخ و برہمن کا
تڑپتا ہے دل صیاد بھی اسکے تڑپنے پر
یہ بیماری محبت کی کوئی نیرنگ ہی ایدل
دہان زخم نے کس کس مزے سے اسکو چوسا ہی
جدا ہوتی نہین گردن سے قاتل زور کرتا ہے
ذرا محمل سے ہٹ کر خاک اوڑا او بی ادب مجنون
کرامت ہی کوئی ساقی کہ تیری چشم میگون ہے
نگاہ کر وار اوچھا پھر نہ دیکھا اوسطرف ہمنے
اجازت چاہتی ہی کس سے پروانونکی آنے کی
نہ آمادہ ہوا ہو کوئی غمزہ اوسکا شوخی پر

بت آئین سمجھ کرتے شوقی ہے اس کعبۂ دل مین
قیامت کا اثر ہے اضطراب مرغ بسمل مین
جہان آیا مسیحا درد دونا ہوگیا دل مین
لب شیرین کی لذت ہی زبان تیغ قاتل مین
زبان تیغ نے لذت یہ پائی خون بسمل مین
خیال اتنا تو کرنا چاہیے ہی کون محمل مین
چھلکایا ایک پیمانے سے تو نے سب کو محفل مین
تھنا روتی رہی بیٹھی ہوئی پہلوے بسمل مین
گھٹ رہی عرض بجلی کیطرح جو شمع محفل مین
الٰہی خیر بجلی سی یہ چمکتی ہو مرے دل مین

امیر اوسکی تجلی گاہ ہے دنیا جو آنکھین ہون
وہی گل ہے گلستان مین وہی ہی شمع محفل مین

بے حجابانہ اگر وہ لب آب آتے ہین
اشک آنکھونمین مرے گرم شتاب آتے ہین
یاد وہ ولولۂ عہد شباب آتے ہین
پی کے مے جذبہ یہ مجھ رند کا بڑھ جاتا ہے
اس طرح مجلس زہاد مین جاتا ہون مین نہ
بیخبر دیکھ کے مردون کو یہ کہتی ہی زمین
جو تہ گنبد تسلیم و رضا بیٹھ رہے
ہم رہوار سے روندینگے وہی خاک مزار
صفت شمع سحر جو تری محفل سے ہین دور

شوق دیدار مین آنکھون سے حباب آتے ہین
شہسواران عدم پا بر کاب آتے ہین
جوش کیا کیا ہمین ہنگام خضاب آتے ہین
اڑ کے منھ تک صفت مرغ کباب آتے ہین
متقی جیسے سوے بزم شراب آتے ہین
جو یہان آتے ہین مست مے خواب آتے ہین
غیب سے اونکے سوالونکے جواب آتے ہین
تا در گور جو ہمراہ رکاب آتے ہین
موت کے اونکو پسینے دم خواب آتے ہین

موت آتی ہے کہ آتی ہے سواری اونکی
کئی جلاد بھی ہمراہ رکاب آتے ہین

مرگ کے بعد نہ آئینگے کبھی ہم وہ غیبن یاد
جن حسینون کے تصور دم خواب آتے ہین

غیر منھہ پر نہ چڑھے کھینچتے ہین ہم نالے
کہو ابلیس ہٹے تیر شہاب آتے ہین

سوزش دل سے یہ جلتی ہین ہماری آنکھین
اشک منھہ پر صفت اشک کباب آتے ہین

ہجر ساقی مین کبھی دل کبھی جلتا ہے جگر
ہر جلے سے مرے حصے مین کباب آتے ہین

راحتین وصل کی یاد آتی ہین اڑ جاتی ہین ہوش
غش یہ غش ہجر کی شب مین دم خواب آتے ہین

یہ قضا ہے کہ ادا آپ کی سبحان اللہ
صف اولٹتی ہے جو مسجد مین جناب آتے ہین

نہین جاتے کبھی پیری مین جوانی کے خیال
صبحکو یاد مجھے رات کے خواب آتے ہین

کرتے ہین ہجر کے پیغام مرا دل زخمی
تیر آتے ہین کہ نامون کے جواب آتے ہین

عمل بد جو ہوے ہم سے سیہ کاری مین
گور مین نکلے وہی مار عذاب آتے ہین

کیون نہو دیدۂ تر یار کو رحم آہی گیا
خوب چھینٹے تجھے اے خانہ خراب آتے ہین

دھیان ہیجا ہے بطے کی ہم آوازی کا
ایسے نغمے تجھے کب مرغ کباب آتے ہین

پانون ٹھکتے ہین کوئی بحر جہان مین اوسکے
سر اوٹھائے ہوے جو مثل حباب آتے ہین

جوش وحشت مجھے ہر سال بناتا ہے جوان
جب بہار آتی ہے ایام شباب آتے ہین

ہم ترے کوچے مین آئے تو کیا کون گناہ
لوگ کعبے مین پئے کسب ثواب آتے ہین

حال افلاک دل صاف مین آئینہ ہے
ایک قطرے مین نظر سات حباب آتے ہین

دھیان بندھتا ہے جو اوس عارض وگیسو کا امیر
متصل لخلخۂ مشک وگلاب آتے ہین

علینک ہون خواہ آئینہ ای رشک ماہ ہون
جیسا ہون پیش چشم ہون پیش نگاہ ہون

باوصف بخت تیرہ مین روشن نگاہ ہون
سرمہ وہ ہون کہ سرمۂ چشم سیاہ ہون

منکر ہو میرے قتل سے قاتل جو روز حشر
بولی زبان تیغ کہے مین گواہ ہون

کردینگے اشک گرم مرے مجکو روسپید / گو روسیاہ ہون مگر ابر سیاہ ہون

حرص و ہوا کو صد جہان سے نکال دون / دو دن کو مین جہان مین اگر بادشاہ ہون

ہفتے مین ایکدن تو مرے گھر مین آیئے / امیدوار رحمت گاہ گاہ ہون

رہتا ہی صبح و شام گناہون کا سامنا / فارغ جو ان سے ہون تو کبھی عذرخواہ ہون

غیر از چراغ غول نہین کوئی پیش و پس / تاریک شب مین رہرو گم کردہ راہ ہون

تاب و توان نہ مجھ مین نہ عقل و حواس ہوش / شکل آدمی کی صورت مردم گیاہ ہون

کہتا ہے روے یار یہ خط سیاہ سے / تو ہالہ ماہ کا ہے مین ہالے کا ماہ ہون

لاغر یہ عشق موے کمر نے کیا مجھے / پنہان نگاہ خلق سے مین مثل آہ ہون

دست کشادہ ہے سبب تنگی معاش / دریا دلی سے اپنے مین محبوس چاہ ہون

اس قلزم جہان مین سفینہ ہی میری ذات / سارا جہان ہو غرق اگر مین پناہ ہون

رکھتا نہین ہے فرق سر مو مرا سخن / گویا زبان خامہ صنع الہ ہون

مدنظر ہے صاحب جوہر کا مجکو حفظ / مثل نیام تیغ کے حق مین پناہ ہون

روضہ رسول کا ہے اگر بارگاہ حق / مین بھی امیر خاک در بارگاہ ہون

خیال لب مین ابر دیدہ ہاے تر برستے ہین / یہ بادل جب برستے ہین لب کوثر برستے ہین

خدا کے ہاتھ ہے چشمون مین ہی اب آبرو اپنی / بھرے بیٹھے ہین دیکھین آج وہ کسپر برستے ہین

ڈبو دینگی یہ آنکھین بادلونکو ایک چھپٹے مین / بھلا برسین تو میرے سامنے کیونکر برستے ہین

کبھی آہین کبھی ہین سختی ایام سے نالے / ہو چلتی ہے بجلی گرتی ہی پتھر برستے ہین

جہان ان ابرون پر میل آیا کٹ گئی لاکھون / یہ وہ تیغین ہین جنکے ابر سے خنجر برستے ہین

لب شیرین سے ایسی سخت باتین میری تربت پر / گویا کوہکن کی قبر پر پتھر برستے ہین

چھلکے رہتے ہین مے سے جوش پر ہے رحمت ساقی / ہمارے میکدے مین عیب کے ساغر برستے ہین

جو ہم برگشتہ قسمت آرزو کرتے ہین پانی کی
زہے باران رحمت چرخ سے پتھر برستے ہین

غضب کا ابر خون افشان ہی اب تیغ قاتل بھی
روان ہی خون کا سیلاب لاکھون سر برستے ہین

سمائی ابر نیسان خاک مجھ گریان کی آنکھون مین
کہ پلکون سے یہان بھی متصل گوہر برستے ہین

وہان ہین سخت باتین یان امیر آنسو پر آنسو ہین
تماشا ہے ادھر موتی اودھر پتھر برستے ہین

عروس مرگ پر جو دل نثار کرتے ہین
لپٹ کے خنجر قاتل کو پیار کرتے ہین

وہ شانہ بالون مین کیا بار بار کرتے ہین
لباس زیست مرا تار تار کرتے ہین

جو سیدھی طرح سے آنکھین وہ چار کرتے ہین
ہزار تیر کلیجے کے پار کرتے ہین

جو راہ چلتے ہین وہ دل کے پانون مین مہندی
زمین کو صفحۂ نقش و نگار کرتے ہین

موے یہ بھی بمدا اپنی ہی تختۂ نرگس
ہزار آنکھ سے ہم انتظار کرتے ہین

ہزار شکر گئین بدگمانیان اونکی
وہ میری بات کا اب اعتبار کرتے ہین

مزے بتون کے تو خود لوٹتے ہین حضرت دل
خدا سے مفت مجھے شرمسار کرتے ہین

دل و جگر کو نکالو بھی میرے سینے سے
تڑپ تڑپ کے مجھے بے قرار کرتے ہین

مین مر کے خاک ہوا خاک ہوگئی برباد
وہ موت کا بھی نہین اعتبار کرتے ہین

نہ شاخ گل ہے مراد دل نہ دامن می خوار
بہار مین اسے کیون داغدار کرتے ہین

مین بادہ کش ہون وہ وحشی کہ منھ بھیجے ساقی
لگا کے شیشے مجھے سنگسار کرتے ہین

خدا نے ان حسینون کو دی ہی اور ہی کیا
بس اتنی بات پہ یہ افتخار کرتے ہین

وہ صاف دل ہین رقابت کا کچھ خیال نہین
جو تمکو پیار کرے اوسکو پیار کرتے ہین

طلسم گنج بھی آتا ہے جب نظر ہمکو
وہ مردہ دل ہین گمان مزار کرتے ہین

کبھی بتون سے جو کرتا ہون وصل کی خواہش
خدا کے فضل کا امیدوار کرتے ہین

گلہ نہین جو اوڑاتے ہین تیغ سے ٹکڑے
یہ ترک ایک سے مجھکو ہزار کرتے ہین

فلک کے قصر سے ہی اور کیا ہمین حاصل	فقط نظارہ نقش و نگار کرتے ہین

چلو امیر چلو تا کجا اقامت دہر
مسافران عدم انتظار کرتے ہین

کیون نہ موسیٰ کو خطر ہو شوق برق طور مین	مشکلین پڑتی ہین سالک کو حجاب نور مین
روز حشر ایسی چلین ہوگی دل محرور مین	بھاگ کر ڈوبیگا دوزخ چشمۂ کافور مین
خاکسارونکی ہی دولت دیدۂ مغرور مین	مال کیا ظرف گلی ہے مجلس فغفور مین
ہم ہون یا موسیٰ ہون کوئی دیکھ سکتا ہی او	پردے حیرت کے پڑے ہین جلوہ گاہ طور مین
کیا تماشا ہی اسے سمجھے ہین غافل جلترنگ	جام چینی رورہے ہین ماتم فغفور مین
حوصلہ عالی اگر ہو ہر جگہ معراج ہے	دار بھی ہے شاخ سدرہ دیدۂ منصور مین
گور مین چونکا کے یہ عبرت پکاری بار بار	ہوشیاری شرط ہی غافل شب دیجور مین
نزع کے وقت آدمی سے دل سکین کیا ہاتھ پانون	شام کو باقی نہین رہتی سکت مزدور مین
بت تراشون پر پڑین پتھر کیا پھر جلوہ گر	چھپ رہے تھے بت خدا سے ڈر کے سنگ طور مین
گھر بنایا ہے یہ کسکا قصر تن ہی بے ثبات	جھونکتی ہے خاک عبرت دیدۂ مزدور مین
شیخ کو تھوڑا انچا تو یہ بڑا مکار ہے	ساری دنیا چھوڑ بیٹھا ہی تلاش حور مین
منزل مقصود کی مستون کو دکھلاتی ہی راہ	خضر بن بیٹھی ہے سبزی دانہ انگور مین
اوسنے کہتی ہی حیا اتنا جو میرا پاس تھا	نور بنکر چھپ رہی ہوتی نگاہ حور مین
محتسب لاکھہ احسان کر خوشے کی طرح	کاٹکر مستون کے سر لٹکا دیے انگور مین

ہی اگر گردون مخالف غم نہین مجکو امیر
ہون مین ظل دامن شاہ ابو المنصور مین

پھکتے ہین اعضا یہ گرمی ہی تن محرور مین	جاے ہیزم استخوان جلتے ہین اس تنور مین
رنگ پریون کا جدا لطف اور ہی اور حسن حور مین	ہی زمین و آسمان کا فرق نار و نور مین

جان جاتی ہے خیال عارض پرنور مین
ڈوبتی ہی میری کشتی چشمہ کافور مین

چاہتا ہے ایکدم مین طے کرے ہستی کی راہ
آج ایسی آگئی طاقت تری رنجور مین

اپنی طاعت کی جزا چاہے جو خالق سی بشر
پہلے محنت سے اجورہ دے کف مزدور مین

جمع مال انسان تو کیا حیوان کو کرتا ہے تباہ
شہد دلواتا ہے آتش خانہ زنبور مین

فرش استبرق کی کچھ حاجت نہین ای باغبان
بادہ کش مین پڑ رہینگے سایہ انگور مین

مین اگر چھولون خلش سے آسمان پیدا کرے
خار ہر غنچے مین جیسے نیش ہی زنبور مین

سچ ہی اہل درد سے ہوتا نہین رونیکا ضبط
اشک بہتے ہین لبالب دیدہ ناسور مین

کشتگان عشق سے کہتی ہی تیغ حسن یار
شربت دیدار کا چشمہ ہی کوہ طور مین

ساقیا کیون دمبدم یہ خشک ہو شاداب ہی
خون تن مستون کا شاید بھر دیا انگور مین

سچ ہی انسان کو مصیبت مین خدا آتا ہے یاد
موت کا دھیان اکثر آتا ہے دل رنجور مین

میری بزم عیش مین رویا ہے یہ جی کھول کر
ایک قطرہ خون نہین باقی تن طنبور مین

داغ سے ہی سینہ پر سوز عاشق کا فروغ
گردہ نان آئینہ ہے خانہ تنور مین

داغ الفت کھائیے جاتی جوانی ہی تو کیا
چاہیے شب بھر چراغ ایدل شب دیجور مین

راتدن مین لاکھ بار اوٹھ اوٹھ کر رہجاتا ہی بیٹھ
درد شاید قید ہے میرے دل رنجور مین

عیب سلطان کیا ضرورت ہی رعیت مین بھی ہو
لنگ ہی رہتے تھے کیا سب کشور تیمور مین

ترک کر لذت اگر چاہے جہان مین عافیت
شہد آتش سے سوا ہی خانہ زنبور مین

سب کو لنگر خانہ خالق سے حصہ مل چکا
کیا مری قسمت کی روٹی جل گئی تنور مین

سینہ پر درد مین کیا روح کو آرام ہو
کون سویا چین سے ہمسایہ رنجور مین

کیسی موسیٰ لن ترانی کی صدا کیسی امیر
حسن کے نیرنگ تھے خلوت سرا طور مین

ہٹاؤ آئینہ امیدوار ہم بھی ہین
تمھارے دیکھنے والون مین یار ہم بھی ہین

تڑپ کے روح یہ کہتی ہی ہجر جانان مین
کہ تیرے ساتھہ دلِ بیقرار ہم بھی ہین

رہے دماغ اگر آسمان پہ دور نہین
کہ تیرے کوچے مین مستِ غبار ہم بھی ہین

کہوکہ نخل چمن ہمسے سرکشی نکرین
اونھین کی طرح سے باغ و بہار ہم بھی ہین

ہمارے آگے ذرا ہو سمجھہ کے زمزمہ سنج
کہ ایک نغمہ سرا اسے ہزار ہم بھی ہین

کہا نتنک آئینے مین دیکھہ بھال ادھر دیکھو
کہ اک نگاہ کے امیدوار ہم بھی ہین

شراب منھہ سے لگاتے نہین ہین اے زاہد
فراق یار مین پرہیزگار ہم بھی ہین

ہمارا نام بھی لکھہ لو جو ہے قلم جاری
قدیم آپ کے خدمتگذار ہم بھی ہین

ہما ہین گرد مری ہڈیون کے آٹھہ پہر
سگ آپکے کہتے ہین امیدوار ہم بھی ہین

جو لڑکھڑا کے گرے تو قدم پہ ساقی کے
امیر مست نہین ہوشیار ہم بھی ہین

چار ابرو ہین ترے حسن مین بہتر چارون
کیا رباعی ہے کہ مصرع ہین برابر چارون

کس گل تر کا مین کشتہ تھا کہ مرقد پہ مرے
بنگئے چار چمن گوشۂ چادر چارون

ایکدم حکم خدا مجکو فراموش نہین
دل پہ لکھی ہین سماوی ہین جو دفتر چارون

کیا ہوا چار عناصر جو پریشان ہوے آج
دم مین ہو جائینگے اک جا دم محشر کا غذ

ہاتھون پانو نکا بھروسا تھا سو وہ بھی تھے خاک
ہوگئے مجھہ سے جدا وا اسے مقدر چارون

ابر مژگان کی شب ہجر جو بارش ہے یہی
گھر کی دیوارین گرائیگا مقرر چارون

زہرہ و مشتری و شمس و قمر وقت نثار
گرد پھرتے ہین ترے باندھہ کے چکر چارون

تندرستی کی کہان فرقت جانان مین امید
حد اصلاح سے اخلاط ہین باہر چارون

حق تو یہ ہے کہ ہین تیرے درِ دولت کے گدا
خسرو و قیصر و دارا و سکندر چارون

خاک ہین لعل و زمرد ہون کہ یاقوت و عقیق
ہون غنی میری نظر مین ہین یہ پتھر چارون

بطن مادر بغل گور مکان باغ بہشت
اپنے بندون کو خدا نے یہ دیئے گھر چارون

اے امیر احمد مرسل کے جو ہین چار وزیر
چار یاری ہون مجھے ہین یہ برابر چارون

سہواً کسی سے اپنی کہانی اگر کہون
طاقت جواب دے کہ نہ بارِ دگر کہون

طول شبِ فراق کا قصہ نہ پوچھیے
محشر تلک کہون مین اگر مختصر کہون

قاصد یہ کوے یار سے کہتا ہوا پھرا
اپنی خبر نہین مجھے کسکی خبر نہین

اے اہل دیر وکعبہ مین غماز کچھ نہین
جو اس طرف کی سنکے کسی سے ادھر کہون

سنتے مین آپ سارے زمانیکا درد دل
کیسے تو مین بھی قصۂ سوز جگر کہون

شب کو کہو جو روز تم اپنی زبان سے
سورج قمر کو شام کو مین بھی سحر کہون

حاصل صفاے قلب ہی آئینے کی طرح
کیون منھ پہ صاف صاف نہ عیب و ہنر کہون

وقفہ بہت قلیل ہے حسن شباب کا
بڑھکر کہون تو جلوۂ برق شرر کہون

تشبیہ سامنے کی ہی اک فکر چاہیے
گیسو کو شام چہرے کو اوسکے سحر کہون

محروم ہون مین لذت بوس وکنار سے
کیونکر نہ اونکو بے دہن و بے کمر کہون

ہرگز نہ فرق آئے مری بات مین امیر
اکبار جو کہا ہے وہی عمر بھر کہون

سخت دل لٹتا ہے ناحق آہ بے تاثیر مین
کچھ نہین حاصل جو پیکان ہو ہوائی تیر مین

ہو کے میری لاش نے پامال حسرت سے کہا
آگے آگے دیکھیے کیا ہے مری تقدیر مین

پھر تو ہے ایدل کنارا مرگ کا زیر قدم
تیرتے دو ہاتھ اگر آب دم شمشیر مین

بہتے بہتے ایکدن شیرین کو ہو جیگا ضرور
نامہ لکھکر ڈالدے فرہاد جوے شیر مین

عشق ابروے بتان مین دل نے کی ایسی طپش
زلزلہ آیا زمین کوچۂ شمشیر مین

جس پری کی آنکھ مجھ سے پھر گئی بولا جنون
لو مبارک اور اک حلقہ بڑھا زنجیر مین

آئے جب نخچیر ہونے پر کمی ترکون کی کیا
پر نہین سرخاب کا اے ترک تیرے تیر مین

سوئی ابرو کے بتان مین تل نہین اے مرغ روح
دانہ چھٹکا ہے یہ دام جوہر شمشیر مین

عشق گیسو مین ملی دنیا کی گردش سے نجات
نیند بھر کر پاؤن سوئے خانۂ زنجیر مین

ورنہ رسوائی سے نادم ہو کے قاتل بعد قتل
وہ تری تقدیر مین تھا یہ مری تقدیر مین

کشت و خون ایسا ہی رہتا دور تیغ کا نہین اگر
روند عزرائیل پھرتے کوچۂ شمشیر مین

نیند تیرے وحشیون کو صبح تک آتی نہین
رتجگا رہتا ہے شب بھر خانۂ زنجیر مین

باندھتا ہی گر ہوا ظلم کر مجھکو شکار
جب کھنچینگے پر مرے تب پر کھنچیگا تیر مین

عشق ابرو مین جو جیتا ہون کہتا ہے وہ ترک
کون دیتا ہے پانی کوچۂ شمشیر مین

منحصر ہے مجرمون پر شان رحمت کا ظہور
ہے خطا سے فاش اگر تقصیر تقصیر مین

تیر پر تیر اوس ستمگر نے لگائے اس شست مد
رہ گئی حسرت تڑپنے کی دل نخچیر مین

کج نہادون سے حذر کیا راستبازونکو بھی
خم نہین آتا ہے صحبت سے کمان کی تیر مین

ہے یہ پیری کا جو چرچا دور جسم پیر مین
خون مادر طفل پیتے ہین ملا کر شیر مین

قصہ غیرون سے تمھارے عشق ابرو مین ہوا
چل گیا ہتھیار ہم سے کوچۂ شمشیر مین

ضبط غم سے آ پڑتی ہے مرے دلمین گرہ
تیر ہو جاتا ہے پیکان سینۂ نخچیر مین

سر نوشت اتنی ہے جبین کہ مجھہ واژگون طالع کی ہے
شاید اوٹا قط لگا تھا خامۂ تقدیر مین

صبح پیری کا بھی اے مانی نشان باقی رہے
چھوڑ دینا کچھہ سفیدی بھی مری تصویر مین

کیجیے دنیا کی ساری لذتون کو انتخاب
لیجیے شیراز سے مے بھیجیے کشمیر مین

زیر ابرو شوخیان کرتی نہین چشمان یار
چوکڑی بھرتے ہین آہو سایۂ شمشیر مین

آئے ہین کس پادشاہ ملک حشمت کی قدم
ہوتی ہے نالون کی جھلک خانۂ زنجیر مین

دیر سے سوئے حرم پیری مین جا کر کیا کرون
تھا جو طاعت کا زمانہ کھو چکا تقصیر مین

اے جنون تو جذب کو کچھہ کام فرمائے اگر
چشم لیلے کے ہون حلقے قیس کی زنجیر مین

ذوق رحمت کھینچتا ہی سوے رحمت اے کریم
جانتا ہے تو کہ مین مجبور ہون تقصیر مین

ملکے آنکھین آبروے جانان سی جب رُوئے ہین ہم
بھر دیے ہین ہنے موتی دامن شمشیر مین

انجمن مین مست ہو جائین نہ کیونکر سامعین
قلقل مینا کا عالم ہے تری تقریر مین

نقل سے کوئی نکلتا ہی جہان مین کار اصل
پائین کب غواص موتی قلزم تصویر مین

بیقراری سے مجھے الفت مین حاصل ہی سکون
پاے دل موج پریشانی سے ہے زنجیر مین

دور گردون مین کہان ہی جاے آسائش امیر
سیر کو آتی ہی ویرانی ہر اک تعمیر مین

عاشقون سے ہی ترقی حسن کی تنویر مین
جبنکے رخ سے رنگ اڑ آیا تری تصویر مین

قتل مجکو یاد ابرو مین اون آنکھون نے کیا
ان ٹھگون نے ملکے مارا کوچۂ شمشیر مین

غیر ممکن ہے دل حیران مین ہی میر دخل غیر
عکس پڑتا ہے کہان آئینہ تصویر مین

قتل عاشق قاتلون کے واسطے ہی قوت روح
جب لہو چاٹا مرا دم آگیا شمشیر مین

بیخبر میرے مآل مرگ سے ہے وہ حسین
ہوگے یوسف ہی پریشان خواب کی تعبیر مین

عشق ابرو مین جوان و پیر سب ہوتے ہین قتل
رات دن چلتا ہے رستہ کوچۂ شمشیر مین

اپنی وحشت سی ہی روشن خانۂ زندان غم
مردمک ہے پالون اپنا دیدۂ زنجیر مین

گرمی خورشید محشر سے اونھین کیا کام ہی
ہین ترے کشتون کی روحین سایۂ شمشیر مین

کام آتی ہے جوانون کے بہت تدبیر پیر
طاقت پرواز ہے زور کمان سے تیر مین

دھیان اوس ابرو کا آیا عارض روشن کے بعد
دھوپ سے ہم اوٹھکے بیٹھے سایۂ شمشیر مین

جمع زر ممسک جو کرتا ہے ہوا ثابت ہمین
اسکی قسمت مین نہین ہی غیر کی تقدیر مین

زخمیون کا کام نکلے کچھہ تو اے ناوک فگن
ہی مناسب ہون پر طاوس تیرے تیر مین

کیا عجب ہو اوس رخ پر نور پر نکلا جو خط
جمع ہوتے ہین پتنگے شمع کی تنویر مین

کب خزانۂ غیب کا ملتا ہے بے قسمت امیر

اچھا تھا ہی خاک ناحق خواہش اکسیر میں

وطن کی یاد ہے بلبل و بہار غربت میں
یہی ہے ایک بڑی غمگسار غربت میں

شگفتگی کے ہوں سامان ہزار غربت میں
پر ایک سی ہے خزان و بہار غربت میں

گل وطن کی جو بو پھیلی اوڑا کے مجھے
لپٹ گئے مرے دامن سے خار غربت میں

عجب نہیں ہے جو ہو موجزن نسیم کرم
دکھائیں خار گلوں کی بہار غربت میں

امید و بیم و غم بیکسی و درد فراق
یہی رفیق ہیں دو تین چار غربت میں

میں بوے نافہ آہو کہ نکہت گل ہوں
وطن میں صبر نہ مجکو قرار غربت میں

بچھا کے سینے مصلا پڑھا دوگانہ شکر
اگر ملا شجر سایہ دار غربت میں

وہ زار ہوں کہ میں زندہ ہوا زمیں میں دفن
پڑا جو اٹھکے بدن پر غبار غربت میں

چراغ شام غریبی نے گل کھلائے نئے
دکھائی صبح وطن کی بہار غربت میں

قرار گھر میں بیاباں میں اضطراب ہے کیوں
وہی وطن میں وہی کردگار غربت میں

کبھی کبھی تو لکھو نامہ کوئی اہل وطن
کہ بڑھکے موت سے ہے انتظار غربت میں

تڑپ گیا صفت ابر یہ دل مضطر
برس پڑا اگر ابر بہار غربت میں

کبھی نہ بھول سکے اہل وطن ز یاد کیا
نہ ہچکی آئی مجھے زینہار غربت میں

جو دوستان وطن نے دیے ہیں داغ امیر
میں جانتا ہوں اوسے لالہ زار غربت میں

تڑپا میں جو آنکھوں کو پسند آگئیں آنکھیں
دل لوٹ گیا چوٹ غضب کھا گئیں آنکھیں

کیا مست نگاہیں مجھے دکھلا گئیں آنکھیں
دو جام تھے لبریز کہ چھلکا گئیں آنکھیں

مجروح ہوا ایک نظارے میں مرا دل
دو بیل کی کناری تھی کہ چمکا گئیں آنکھیں

آفت کی سفیدی تھی قیامت کی سیاہی
نیرنگ دو عالم مجھے دکھلا گئیں آنکھیں

اور ون سے تو بیباک سر بزم لڑا کیں
عاشق سے ہوئیں چار تو شرما گئیں آنکھیں

موسیٰ کی طرح تاب تجلی کی نہ آئی
ہم طور پہ پہونچے تھے کہ پتھرا گئیں آنکھیں

ہون لاکھ زبانین رہے پر شوق خموشی
پلکو نے اشارے مین یہ سمجھا گئیں آنکھیں

معشوق کا جلوہ مجھے دل مین نظر آیا
صد شکر جسے ڈھونڈھتی تھین پا گئیں آنکھیں

تیغین تھین کہ یارب مرے قاتل کی نگاہین
بسمل کی طرح سے مجھے تڑپا گئیں آنکھیں

اوس فتنۂ دوران نے جو دی آنکھ کو گردش
چکر کبھی آیا کبھی آیا کبھی تیورا گئیں آنکھیں

اس ناز سے دیکھا کہ ہم کٹ گئے عاشق
اک ایک کو اک ایک سے لڑوا گئیں آنکھیں

ہے سوز غم عشق سے یہ سوز حرارت
رونے پہ دل آمڈا تو مری آگئیں آنکھیں

تا چند امیر اس چمنستان کا نظارہ
دل سیر سے اوکتا گیا پتھرا گئیں آنکھیں

گم گشتہ دل کی تا بکجا جستجو کرین
ہان اور دل ملے تو تری آرزو کرین

فرقت مین سیر باغ کی کیا آرزو کرین
دل خون ہو اگر کسی غنچے کو بو کرین

یارب وہ ذوق دے کہ تری مست معرفت
مستی بغیر بادۂ جام و سبو کرین

دنیا سے ہاتھ دھو کے چلین کوی یار مین
جائز نہین کہ طوف حرم بے وضو کرین

مغرب سے اوٹھ کے تم سوے مشرق جو آرہو
مردون کو دفن پھر نہ کبھی قبلہ رو کرین

بوسہ جو چار ابروے محبوب کا ملے
کعبے مین سجدہ آٹھ پہر چار سو کرین

قدرت خدا کی اشک مسلسل بہائین ہم
مالے کو موتیون کے وہ زیب گلو کرین

ملتے ہین ہاتھ دیکھ کے صبح شب وصال
یہ چاک وہ نہین ہے کہ جسکو رفو کرین

گلزار کو جو آپ سے اذن ثنا ملے
پتے بنین زبان شجر گفتگو کرین

دامن ہے چاک چاک گریبان ہے تار تار
کس کس جگہ لباس ہم اپنا رفو کرین

مین بھی تو خاک راہ کسی گلبدن کا ہون
سونگھین نہ گل حسین مری مٹی کو بو کرین

ہم سے جو بت خفا ہین تو نا مہربان خدا
کعبے کا قصد دیر کی کب آرزو کرین

میں دست روزگار میں تیغ اصیل ہوں — جوہر شناس ہوں تو مری آبرو کریں
نیچی نظر حیا سے کریں کیا وہ جنگجو — جو اک نظر میں خون ہزار آرزو کریں

پلکوں سے وہ امیر لیا کرتے ہیں سلام
جس طرح گنگ انگلیوں سے گفتگو کریں

مجروحوں پر جو چشم کرم جنگجو کریں — سوز خم ایک تار نظر سے رفو کریں
منھ پر جو گرد آہ پڑے شست شو کریں — اتنی تو میرے اشک مری آبرو کریں
جو ٹوٹتے ہیں ایک نظر میں وہ اور ہیں — بہکیں نہ ہم جو نوش سبو کے سبو کریں
دیوانگی کا سلسلہ طاعت میں بھی ہے چاہیے — پہلے پڑھیں نماز تو پیچھے وضو کریں
تار نگاہ دیدۂ یعقوب اگر ملے — ہم چل کے چاک دامن یوسف رفو کریں
ہوں مست معرفت مجھے کب ہے دماغ مے — غمزے نہ میرے سامنے جام و سبو کریں
انسان ہو کے ہم رہیں محروم ای فلک — سبزے کی سیر سر لب آب جو کریں
ہم بیکسوں کو کام شراب و گزک سے ہے — قرآن پڑھیں تو ورد کلوا اشربو کریں
ملنے نہ ملنے سے ہمیں کیا کام ہے کام — جب تک کہ دم میں دم ہے تری جستجو کریں
ناصح ترے فرشتوں کو یہ دن نہیں نصیب — جنت سے حور آئے جو ہم آرزو کریں
ثانی نہ میرے یار کا پائیں یہ مہر و ماہ — برسوں چراغ لیکے اگر جستجو کریں
مرنیکے بعد بحث کو آئے ملک تو کیا — کچھ حوصلہ اگر ہو تو اب گفتگو کریں
جب تک کہ دل ہے چاہیے ہمکو تری تلاش — جب تک چلے زبان تری گفتگو کریں
کب ابروں کو مسئلۂ عشق کا ہے فہم — نامحرموں سے راز کی کیا گفتگو کریں
آیا وہ مست باغ میں لگے سحاب سے — کہہ دو کہ جام لالہ و گل شست و شو کریں
چوری ہے کب ثبوت مرے نقد ہوش کی — مفتی شہر قطع نہ دست سبو کریں
شوق سجود ہے تہ محراب تیغ اگر — آب بقا سے خضر و سکندر وضو کریں

ہو غنچہ سان بہار خموشی مین اے امیر
بلبل کی طرح باغ مین کیا ہاو ہو کرون

سب جیتے جی جان سے گذرتے ہین
مرنے والون پہ ہم تو مرتے ہین

کچھ نہ پوچھو کہ ہاتھ خالی ہے
ہم تو دن زندگی کے بھرتے ہین

دل ٹھہر جاے یہ امید نہین
ایسے بگڑے کہین سنورتے ہین

کس سے چوری اگر خدا سے نہین
سچ ہے زاہد بتون پہ مرتے ہین

لکھتے ہین خط رقیبون کو آپ
روز پرچے ہمین گذرتے ہین

مل گیا گھاٹ تیغ قاتل کا
اب کوئی دم مین پار اترتے ہین

چاہتے ہین تو اک نظر مین امیر
مہر ذرے کو بھی وہ کرتے ہین

یہ چرچے یہ صحبت یہ عالم کہان
خدا جانے کل تم کہان ہم کہان

جو خورشید ہو تم تو شبنم ہین ہم
ہوے جلوہ گر تم تو پھر ہم کہان

حسین قاف مین گو کہ پریان بھی ہین
مگر ان حسینون کا عالم کہان

الٰہی ہے دل جاے آرام غم
نہ ہوگا جو یہ جائیگا غم کہان

کہون اوسکے گیسو کو سنبل مین کیا
کہ سنبل مین یہ پیچ یہ خم کہان

وہ زخمی ہون مین زخم ہین بے نشان
الٰہی لگاؤن مین مرہم کہان

زمانہ ہوا غرق طوفان امیر
ابھی روئی یہ چشم پر نم کہان

شہرے جو دور دور ہماری فغان کے ہین
دہشت سے ہوش اوڑ ہوے نہ آسمان کے ہین

ظاہر مین ہم فریفتہ حسن بتان کے ہین
پر کیا کہین نگاہ مین جلوے کہان کے ہین

یاران رفتہ سے کبھی جا ہی ملینگے ہم
آخر تو پیچھے پیچھے اسی کاروان کے ہین

گھبرا کے جب فراق مین مانگی دعاے وصل
آئی صدا ابھی تو مقام امتحان کے ہین

سات آسمان کو توڑ کے تا عرش جا چکا
اے تیر آہ بس اب ارادے کہان کے ہین

ٹھکرا کے میرے سر کو وہ کہتے ہین ناز سے
لو ایسے مفت سجدے مرے آستان کے ہین

مر کر بھی مے سے ہمکو تعلق وہی رہا
تختے لحد مین پیر مغان کی دکان کے ہین

ڈوبے ہوے لہو مین نظر آئین کیون نہ گل
سینچے ہوے مرے مژہ خونفشان کے ہین

شکوہ شب وصال مین تا چند چپ بھی ہو
ای دل نکالے تو نے یہ جھگڑے کہان کے ہین

ناوک فگن چمک یہ ترے عارضون کی ہے
دو آئینے لگے ہوے گھر مین کمان کے ہین

طاقت ہماری گھٹ گئی ہمت نہین گھٹی
یہ پیچھا کرین تو آگے ہی عمر روان کے ہین

دنیا مین بھی سفر ہمین عقبے مین بھی سفر
ہم لوگ رہنے والے الہی کہان کے ہین

روشن یہ چراغ برق سے رہتا ہی رات بھر
چمکے ہوے نصیب مرے آشیان کے ہین

خنجر کو چوس چوس کے کہتے ہین میرے زخم
ظالم مزے بھرے ہوے تجھ مین کہان کے ہین

اے ہمت بلند ابھی تو ہے کم نگر
جلوے جو خاص ہین وہ ادھر لامکان کے ہین

یان جان پر بنی ہے سمجھے ہین رکاوٹین
اے تیغ یار چل بھی یہ غمزے کہان کے ہین

وہ اور وعدہ وصل کا قاصد نہین نہین
سچ سچ بتا یہ لفظ اونھین کی زبان کے ہین

اوس مہروش کو کیا مین لکھون شرح اشتیاق
اے کلک کل یہ سات ورق آسمان کے ہین

بلبل کو شوق گل تھا نہ قمری کو عشق سرو
سارے یہ گل کھلائے ہوے باغبان کے ہین

ان ابروون سے حضرت دل روز سامنا
کہیے تو ایسے آپ بہادر کہان کے ہین

سمجھے یہ ہم جو خلد مین حور آگئی نظر
شاید ابھی مقام مین ہم امتحان کے ہین

اوس طفل تند خو سے جو ملتا ہون اے امیر
کہتے ہین لوگ ڈھنگ برے اس جوان کے ہین

دل و جگر دونون جلگئے ہین نگاہین جہان ملی ہین
تمھارے سرمے مین اے بتو کیا پسی ہوئی بجلیان ہین

مجال میری نہین اشارے کی جو مانگون تو لب ہلے ہم کا
ہزارون ہی مین ہمین ہین جنکو دعا سے تب اونسے کچھ گدائیان ملی ہین

ہمین تو نغمہ پسند آیا ہی نغمہ سنجان بوستان کا
سنے نہ دیکھے یہ خلق تا لو وہ ایسی مہربانیان ملی ہین

زمین مین گر کر جو لطف اوٹھایا ادا ہو کس طرح شکر اسکا
کبھی نہ پائین تھین زندگی مین جو رتبے جو جہانیان ملی ہین

خدا نے وہ سلطنت عطا کی کہ شش جہت مین ہے جسکا شہرہ
وسیع ملک سخن ہے اپنا حدین کہان سے کہان ملی ہین

اسیر گیسو ہوے ہین جبسے ہوے ہین آزاد قید غم سے
نہ کیون ہون اپنے جنون کے صدقے کہ ہمکو یہ بیڑیان ملی ہین

امیر رہتا تھا جس جگہ پر وہان کل اک ڈھیر راکھ کا تھا
وہ خاک چھانی تو ریزہ ریزہ جلی سی کچھ ہڈیان ملی ہین

نہان رہتا ہی آئینے سے وہ بیگانہ خو برسون
حیا دیکھو نہین آتا ہے اپنے روبرو برسون

رہی اے گل کسکو ڈھونڈتی تیری جستجو برسون
پھرا کی کو بکو پیراہن یوسف کی بو برسون

فلک دیتا ہی مثل زخم کسکو فرصت راحت
جو کچھ ہنستا ہی دم بھر ہنس لے پھر تو روئیگا لہو برسون

دل شفاف مین دیکھا ہی جلوہ رنگ حیران کا
رہے ہین اے سکندر یون ہم اپنے روبرو برسون

کہان ہمسا ہی کوئی مرد میدان خشت خم مین
کیا ہے ہمنے خموشی کی زبان سے ذکر ہو برسون

سراپا جرم ہون لیکن وہ رند پاک طینت ہون
کیا زاہد نے میری آب خجلت سے وضو برسون

خدا کے گھر سے اوناشاد کوئی جا کے پھرتا ہے
عجب کیا گر نہ نکلے تیرے دل کی آرزو برسون

فراق یار مین شب ستون نے مجھسے منہ موڑا
شریک کنج تنہائی رہا ای درد تو برسون

مری حالت یہ ہجر یار مین مر مر گئی حسرت
دل مایوس سے روئی لپٹ کر آرزو برسون

جھکا کاٹے ہم کہان تک سر نیاز جرم بے ادب ساقی
حمایل اپنی گردن مین رہا دست سبو برسون

جنون مین یہ نئی بخیہ گری کی دست وحشت نے
کیا ہے پھاڑ کر دامن گریبان کو رفو برسون

تمھاری اک نگاہ ناز نے توڑا اشارے مین
بنایا چشم و دل نے جو طلسم آرزو برسون

ہلائے جسنے لب اک ہاتھ مارا اڑ گئی گردن
زبان تیغ سے اوس ترک نے کی گفتگو برسون

ہوا ہون آتش رنگ حنا سے خاک مین جلکر
مری مٹی سے آئیگی گل عشرت کی بو برسون

کہان ہونگی امیر ایسی ادائین حور و غلمان مین
رہیگا خلد مین بھی یاد ہمکو لکھنؤ برسون

کریگا یاد ای غم ہمکو بعد مرگ تو برسون
کھلایا ہی جگر برسون پلایا ہی لہو برسون

تڑپ کر دل نے میرے مدتون رسوا کیا مجکو
بہا کر اشک آنکھون نے ڈبوئی آبرو برسون

گداز عشق مثل شمع ہر موسے ہوا ظاہر
پسینا بنکے ٹپکا جسم سے میرے لہو برسون

مزہ یہ ذبح مین پایا کہ کرتا ہے دعا بسمل
رہے یون ہی الٰہی ربط شمشیر و گلو برسون

کوئی میرے برابر کیا کریگا ضبط الفت کو
نہین آتا زبان تک دل سے حرف آرزو برسون

فنا کے بعد ایسے بیکسون کو کون پوچھے گا
مگر اے بیکسی رویا کریگی مجکو تو برسون

چھپائے منھ اگر وہ یوسف گل پیرہن دو دن
ہمین کا منھ نہ دیکھے گا روان رنگ و بو برسون

نہین ای بیکسی بعد فنا کچھ خوف تنہائی
رہیگا میری تربت پر ہجوم آرزو برسون

رہائی حلقہ گیسو سے جیتے جی تو کیا ممکن
موئے پر بھی نہ اوتریگا مرا طوق گلو برسون

نچھوڑا پاس ایمان حق پرستی اسکو کہتے ہین
رہ شوق بتان مین بھی چلے ہم قبلہ رو برسون

مزا اسے لے کے رگڑا ہے گلا شمشیر قاتل سے
برنگ زخم ہم ہنس ہنس کے روئی ہین لہو برسون

نہ آیا ساقی پیمان شکن ہم سرو کی صورت
قدم کو گاڑ کر بیٹھے کنار آب جو برسون

وہ بلبل ہون کہ یون صیاد نے تھی میری ابتلا یا
لگایا ہو میر پھولون کا قفس کے روبرو برسون

نہ کر اے یاس یون برباد میرے خانۂ دل کو
اسی گھر مین جلایا ہی چراغ آرزو برسون

کبھی ہمکو بھی تھا ای درد دعوی ضبط الفت کا
پلٹ جاتے تھے نالے دل سے آ کر تا گلو برسون

امیر اُس بے نشان تک سعی سے کوئی جو جا سکتا
تو کیسے پاؤن ہم آنکھون سے کرتے جستجو برسون

رہے تصویر حیرانی ہم اُنکے روبرو برسون
نہین مٹتی ہے دل سے مرنے آنکی آرزو برسون

لب غنا موش سے کی درد دل کی گفتگو برسون
یہ وہ گل ہے کہ مرجھانے پہ بھی دیتا ہی بو برسون

کوئی گاہک نہ ٹھہرا دل کا بازار محبت مین
پھرے ہم بیچتے یوسف کو اپنے چار سو برسون

نہو گا باوفا میخوار اے پیر مغان ہم سا
گھٹا کر خون بڑھائی دختر رز کی آبرو برسون

رہین مر کر بھی یارب میکدے مین دو دوستون کا
بنائے جائین انکی خاک سے جام و سبو برسون

یہ کس تیغ نگاہ ناز نے زخمی کیا مجکو
کہ آئی میرے زخمون سے بھی بو تازہ بو برسون

چلے تھے ایکدن ٹھکرا کے ساغر کو سبو سون نے
کیے سر زاہدون کے کاٹ کر نذر سبو برسون

رہین کیونکر نہ توصیف دہن مین ہم نجود شاعر
جگہ کچھ بھی اگر پاتے تو کرتے گفتگو برسون

پسیجا دل نہ اوسکا بھی کبھی تیری طرح قاتل
کیا خنجر سے ہمنے شکوۂ درد گلو برسون

صدف سے نہ نکلے شرم آئی تیرے دانتون سے
گرہ مین باندھ رکھی موتیون نے آبرو برسون

ہماری آنکھ نے کیا جانے کس حسرت سے دیکھا تھا
کہ تیغ یار روئی چشم جوہر سے لہو برسون

زبان اظہار حق سے کافرون کی رکتی ہے تب
خدا کی حمد کی ہمنے بتون کے روبرو برسون

لگایا دخت رز کو منہ نہ مینے ہجر ساقی مین
محبت طاقون پہ سر ٹیکا کیے جام و سبو برسون

ہوا یہ قحط آب آتشین ساقی کی فرقت مین
رہا ورد دعاے توبہ ہمکو بے وضو برسون

تصور رک گیا دل سے مری مژگان جانان کا
کھٹکتا ہی رہا آنکھون مین ورنہ ایک ایک مو برسون

امیر اک مصرع تر مت کہین صورت دکھاتا ہے
بدن مین خشک جب ہوتا ہے شاعر کا لہو برسون

بے حجابانہ مرے گھر جو وہ آجاتے ہین
ایک تصویر در دل پہ لگا جاتے ہین

طرفہ شوخی ہے اگر طور پہ آجاتے ہین
ہوش وہ برق تجلی کے اڑا جاتے ہین

دم سے دم کو مرے پہلو مین جو آجاتے ہین
…ن لگانے کی جگہ تیر لگا جاتے ہین

پتلیان پلک بھی تو پھر جاتی ہین دیکھو دم نزع
وقت پڑتا ہے تو سب آنکھ چرا جاتے ہین

یہ بھی ایما ہے کہ غصہ نہین او ترا اب تک
جاے گل قبر پہ تیوری جو چڑھا جاتے ہین

کرتی ہے تیغ قضا ڈھونڈ سکے آنکو جو رنگ
جوش شمشیر ادا کی جو بچا جاتے ہین

یاد آتا ہے جو ہنس ہنس کے رولانا میرا
چار آنسو مری تربت پہ بہا جاتے ہین

ساغر زہر ہلاہل بھی جو دیتا ہے فلک
یار ساقی مین بلا نوش چڑھا جاتے ہین

کیا سمجھی ہین عدم آباد کے جانے والے
نقد جان پہلی ہی منزل مین گنا جاتے ہین

جب پلٹ جاتے ہین وہ ہاتھ کمر پر رکھ کر
جادۂ ملک عدم مجکو بتا جاتے ہین

اور بچپا کے کرین کیا ادھر انے والے
مارے غیرت کے زمین مین تو سما جاتے ہین

کسکے کوچے سے ہیہ آتے ہین ہوا کی جھونکے
کہ مری شمع لحد روز بجھا جاتے ہین

جو ترے دل مین ہے وہ دیکھنے والے تیرے
نگہ ناز کے انداز سے پا جاتے ہین

کیسے چالاک ہین یہ ترک کہ کرتے ہی نگاہ
سرمہ تلوار سے آنکھو مین لگا جاتے ہین

گل سے مطلب ہمین گلشن مین نہ بلبل سے غرض
سیر کرنے کو کبھی باغ مین آجاتے ہین

گو نکل جاتے ہین آ آ کے گھٹا کے سے لکے
ساقیا دل تو یہ مستون کے بڑھا جاتے ہین

سادہ آئینہ رخون کو نہ سمجھنا اے دل
کیسے مطلب کی تو یہ صاف اوڑا جاتے ہین

ہیزم خشک سمجھتے ہین مجھے کیا رہرو
راہ سے چلتے ہوئے جو آگ لگا جاتے ہین

سچ ہے آندھی ہین مٹانے کو حسین دل کو لیے
جو گھروندا یہ بناتا ہے مٹا جاتے ہین

مین خریدار اگر ہون تو نگہ کا اون کی
تیغ کیون میرے گلے سے وہ لگا جاتی ہین

حسن کی شان کو ہے بوقلمونی لازم
کیا کہون کیسے وہ نیرنگ دکھا جاتے ہین

ملک الموت کبھی جنکے سُلا دیتے ہین
فتنۂ حشر کبھی جنکے جگا جاتے ہین

کیا بلا ہو گئے وہ گیسو مجھے لپٹے ہین امیر
آنکھ ہو بند تو دل پر مرے چھا جاتے ہین

ہین الفت کے وہ حسن کے جوش مین
لٹک کر وہ زلف آئی ہے تا کمر
ذرا اوٹھا ابھی بزم سے کشو

نہ مین ہوش مین ہون نہ وہ ہوش مین
کہ لیلی ہے مجنون کے آغوش مین
ہمین بھی تو آ لینے دو ہم کشش مین

نکل آنکھ سے اشک ٹھہرا ہے کیا | گہر ہو کبھی اُس بنا گوش مین
کہین لعل ہم کیا لب یار کو | کہ ہے فرق گویا و خاموش مین
قدم پر جو گرنے لگا غش مین مین | کہا بت سے کے آؤ ذرا ہوش مین
نہ بت دختر رز سے گرمی نہ کر | کہین آئے واعظ نہ وہ جوش مین
نہ کر ساقیا اب تو تحفہ شراب | نہین جان زند قدح نوش مین

بلاؤ وصل مین مے نہ اونکو امیر
مزہ کیا رہے جب نہ وہ ہوش مین

میکش کے دل کے راز کسی پر عیان نہین | شیشے کو دیکھ لو کہ دہن ہے زبان نہین
عالم مین اوسکے حسن کا جلوہ کہان نہین | فانوس کا بھی شمع سے خالی مکان نہین
موجود خشت خم ہے اگر نردبان نہین | اتنی تو میفروش کی اونچی دکان نہین
کرتے ہو انکسار کی باتین ہم آج کیا | میرا بیان ہے یہ تمہارا بیان نہین
مردہ جو مجھ غریب کا بے گور رہگیا | دو گز بھی کیا زمین تہ آسمان نہین
اک حور وش کی خانۂ زندان مین ہے جو یاد | موجین نسیم خار کی ہین بیڑیان نہین
کیا کیا کرینگے قتل نکھرنے تو دو داجبن | پنہان ہے تیغ زنگ مین جوہر عیان نہین
کیا باغبان کا ڈر کہ مین ہون طائر اثر | جز شغل نالہ اور کہین آشیان نہین
چشم سیاہ یار کے اتنے کیے ہین وصف | ہے میل سرمہ منہ مین ہمارے زبان نہین
طوطی ہے آجکل سگ جانان کا بولتا | لذت مین نیشکر ہین مرے استخوان نہین
مرقد مین بھی لغیب کی گردش وہی رہی | سمجھے تھے ہم زمین کے تلے آسمان نہین
بالیدہ اوسکے آنے سے ایسا ہوا چمن | ساقی وہ کون شیشہ ہے جو آسمان نہین
زندان چمن ہے وحشی نازک مزاج ہولنہ | پھولونکی ہین چھڑیان مری بیڑیان نہین
آنکھون سے ہم تو ساعد جانان کے گرد ہین | حلقے ہمارے آنکھونکے ہین چوڑیان نہین

غزل

ہون اس چمن مین طائر کم پر تو کیا ہوا
صیاد ابھی ہے دور بلند آشیان نہین

لذت جو آبلے نے اوٹھائی ہے خار کی
کیونکر بیان کرے کہ دہن مین زبان نہین

پیری مین اور بھی مجھے زینت ہوئی نصیب
اُتّو قباے تن پہ ہے یہ جھریان نہین

ادنی یہ فیض ہے سخن آبدار کا
موتی صدف مین ہے مرے منہ مین زبان نہین

ایذا کا خوف صاحب تمکین کو کیا امیر
نشتر سے آشنا رگ سنگ گران نہین

مرتبہ تیغ ادا کا وہی بسمل سمجھین
زیست کو مرگ مسیحا کو جو قاتل سمجھین

قاتلون سے کہو سر کاٹ کے معذور ہون
اپنے سر کو بھی تہ خنجر قاتل سمجھین

اے پری اونکے لیے فکر سلاسل ہے عبث
جو تری زلف مسلسل کو سلاسل سمجھین

اک تجلی مین جو موسی سے ہو طالب کا یہ رنگ
اور پھر کسکو وہ دیدار کے قابل سمجھین

جان جان جسکو کہے جان اُسے ہم جانین جان
دلربا جسکو کہے دل اوسے ہم دل سمجھین

لاکھ دو لاکھ مین شاید کہ اوٹھے ایک کا پانون
عاشق اتنی جو کڑی عشق کی منزل سمجھین

زندگی یار کی ادھر موت ہے اللہ کے ہاتھ
کسکو آسان کہین ہم کسے مشکل سمجھین

آشنا درد سے کچھ ہون جو بتان بیدرد
میری ہر آہ کو اک مصرع بیدل سمجھین

کیا کسی دل کے تڑپنے پہ اونھین رحم آئے
رقص بسمل کو جو آرایش محفل سمجھین

بت مین بھی دیکھتے ہین نور خدا کا جلوہ
داعی حق کسے جانین کسے باطل سمجھین

اپنے ہاتھ اپنا گلا کاٹ کے خود بسمل ہون
کچھ بھی لذت جو تڑپنے کی یہ قاتل سمجھین

رحم کا ذکر تو کیا ضد ہے یہان تک مجھسے
زہر دین بوسۂ خط کا جو وہ سایل سمجھین

آپ پیری و جوانی پہ نہ جائین صاحب
دل عاشق کو بدستور وہی دل سمجھین

گھر کرین دل مین وہ شرمائین کیون آنکھون سے
آنکھ کو محمل تو اونھین پردۂ محمل سمجھین

یون تو ہر غنچۂ گل شکل صنوبر ہے امیر

جسمین کچھ درد کی بو آئے اُسے دل سمجھین

کسطرح موت کو آسان نہ وہ بسمل سمجھین
تیغ کو تیغ جو قاتل کو نہ قاتل سمجھین

آبلے دیکھین کرین سر سے تحیر پہ نظر
ہمہ تن چشم وہ مجکو ہمہ تن دل سمجھین

پیچ قسمت نے دیے ہین یہ اسیرونکو بہر
موج گل بھی اگر آجاے سلاسل سمجھین

کھینچ کر تیغ ہی آئین وہ کہین آئین تو
نہ جلائین نہ سہی قتل کے قابل سمجھین

چند سلے لین کہین اسکو بھی فراغت ہوجاے
وہ مری جان کو بھی کاش مرا دل سمجھین

خون مین بن بنکے ہین روحین شہدا کی کہین
خلد سمجھین کہ اسے کوچہ قاتل سمجھین

ہر مزہ عفو گنہ کا وہ نہین کچھ دور نہین
بیگناہون کو جو تعزیر کے قابل سمجھین

دور ساقی مین ہے یہ ربط شکست دل مین
ٹوٹکر چور ہو شیشے کو اگر دل سمجھین

دل جو انگارون پہ لوٹے تو وہ کیون شاد نہون
شمع و پروانے جو گرمی محفل سمجھین

پانی ٹپکائین دم نزع نہ منھ مین احباب
تشنۂ آب دم خنجر قاتل سمجھین

بسمل ناز و ادا ہم سر کہان ہوتے ہین
رگ سکے گر تیغ چلے غمزۂ قاتل سمجھین

اتنے خود بین نہون یارب کہین توڑین اسکو
آئینے کو یہ حسین کاش مرا دل سمجھین

ہمہ تن داغ مین لالے کا تختہ ہے بدن
لالہ رو کاش مجھے سیر کے قابل سمجھین

ذبح کے دم جو پڑے تیغ کے سائے پہ نظر
ہم وہ بسمل ہین کہ گردن مین حمائل سمجھین

مُردے ہی کچھ کم نہین زندون سے ہم زیر زمین کہ جیتے
غافلون سے ہمہ محفل تہ محفل سمجھین

لے اُڑے گر طرف باغ فنا تمکو امیر
نالۂ دل کو یہ طائر بسمل سمجھین

دامن رحمت اگر آیا ہمارے ہاتھ مین
پھول ہوجائینگے دوزخ کے شرارے ہاتھ مین

گل ترے جھاڑون کے ہین اور گل جو سارے ہاتھ مین
باغ الفت کا ہے گلدستہ ہمارے ہاتھ مین

پوچھتے ہو کس سے جو چاہو کرو مختار ہو
دل تمھارے ہاتھ مین ہے یا ہمارے ہاتھ مین

امر پرمی افشان چھیڑ کنے کا جو تجکو شوق ہو
زہرہ دوڑے آسمان سے لیکے تار ہی ہاتھ مین

لطف او ٹھے سیر ساحل کا شب مہتاب مین
ہاتھ او سکا ہو جو دریا کے کنار ہی ہاتھ مین

ہم وہ مجرم ہین کہ دوزخ ہمکو حسن خانہ ہوا
حورین دوڑین لیکے جنت سے ہزار ہی ہاتھ مین

ہم بہت لاغر ہین پہناؤ نہ ہمکو ہتھکڑی
ڈال دو چھلا کوئی اپنا ہمار ہی ہاتھ مین

اونگلیان شوخی سے جمکا تا ہنین وہ رقص مین
یہ سمندِ ناز بھرتا ہی ترارے ہاتھ مین

جام کیسا جام چلو کو نباسکتے ہنین
ہی تہید ستی سے رعشہ بھی ہمار ہی ہاتھ مین

ناز سے کہتے ہین رکھکر اپنی آنکھو نپر وہ ہاتھ
دیکھو یون نخچیر ہوتے ہین شکار ہی ہاتھ مین

آتش رنگِ حنا بھی ہے عجب معجز نما
ہی حنا مثل کف موسیٰ تمھار ہی ہاتھ مین

کیا نزاکت ہی جو توڑا شاخ گل سی کوئی پھول
آتش گل سے پڑی چھالے تمھار ہی ہاتھ مین

حلقۂ گیسوے جانان وہ بلا ہی اے اسیر
چھپ رہی ہین مچھلیان دہشت سے مار ہی ہاتھ مین

کھائی شکست گل نے اوس گل سی یہ چمن مین
اب تک ہی ٹکڑے ٹکڑے ہر جو عضو ہی بدن مین

ہین چشم و دل ٹھکانے جب تک ہی روح تن مین
کیا مصحف آرسی ہی دولہا مین اور دولھن مین

ہی چین رخ پہ یہ ایا ابروے ماہ نو کا
کچھ کچھ خمیدگی بھی لازم ہی بانکپن مین

غصے سے یاد اوسنے مجکو کیا ہے شاید
جو ساتھ ہچکیون کے رعشہ بھی ہے بدن مین

بڑھتی ہے عمر متبنی ہوتی ہے عقل افزون
ہر دم نیا مزہ ہے اس بادۂ کہن مین

یمن قدم سے تیرے بالیدگی ہے ایسی
جو شمع ہی لگن مین شمشاد ہی چمن مین

ہی مبتلا آفت دیکھا ہی بخیل غافل
کیسے کا باندھتے ہین کسکر گلا رسن مین

کیا جانیے کہ چھوڑا پھولون نے کیا شگوفہ
بلبل پکارتی ہے صیاد کو چمن مین

شیخ حرم اگر تو جلوہ بتون کا دیکھے
کعبے سے اوٹھ کے بیٹھے پہلوی برہمن مین

دیوانگی بھی غافل گدڑی فقیر کی سے
ہشیار بھی ہین اکثر مستو نکے پیرہن مین

دیکھا مریر قاسم تھا رفت خواب جنکا
زیر لحد پڑے ہین لپٹے ہوئے کفن مین

داغ جگر کا بھاہا پھل کرو ہین مجھپر ائین
یہ بھی کنول ہو روشن اوس گل کی انجمن مین

سن لے جو بتکدے مین اُس گل کی آمد آمد
چھپتا پھرے ہر اک بت دامان برہمن مین

کیا لکمہ اگر بیابان انگور کا ہے دانہ
رنگ شراب گلگون ہر اوسکے پیرہن مین

مین نفس کے ہون درپے ہر نفس میری درپے
رہزن کو فکر میری مین فکر راہزن مین

کنعان کی چاہ مین تھا یوسف کو سہل گرنا
جب جانتے کہ گرتے تیرے چہ زنقن مین

یاران رفتہ کا ہی غم اے امیر ناحق
مولے ہوے سفر کے ملجائینگے وطن مین

سمجھا مین جو نکلے شاخون سی گل چمن مین
صوفی نکل کے بیٹھے خلوت سے انجمن مین

پھر باغ بلبل جسطرح تو چمن مین
پھرتے تھے یون ہی ہم بھی خوش خوش کبھی وطن مین

اوس بت نے مُنھ چھپایا گیسوے پرشکن مین
اے دل خدا خدا کر خورشید ہی گہن مین

آزاد رہو کے مینے ایام عمر کاٹے
دو چار دن سفر مین دو چار دن وطن مین

ظاہر یہ جانا سکے سب ہیر زال دنیا
غافل ہی یہ زلیخا یوسف کے پیرہن مین

آواز گن جو آئی کانون مین ہم یہ سمجھے
غربت پکارتی ہے بس رہ چکے وطن مین

حال بدن کہون کیا دل ہی بجھا ہوا ہے
اک شمع ہی سو وہ بھی خاموش انجمن مین

کیا جانین خزخموشی تیرے گرفتہ خاطر
کہنے کو سو زبانین ہین غنچے کی دہن مین

یارون سے اُنس کیسا غربت مین عمر گذری
ٹھہرے مسافرانہ دو چار دن وطن مین

راتون کو مثل شبنم چھپ چھپ کے باغبان سے
ہر پھول سے لپٹ کر روتا ہون مین چمن مین

غربت مین ہی جو صورت خط مین لکھون کہانتک
تصویر اپنی بھیجون احباب کو وطن مین

فرقت مین عیش کیسا شیشے کی طرح ساقی
رو رو کے دل مین خالی کرتا ہون انجمن مین

گھل گھل کے رہ گئے ہین فرقت مین سارے اعضا
مثل حباب باقی ہی سانس پیرہن مین

موے سفید سر پہ تیاری عدم ہے
غربت ہے خاک اڑ اڑ جاتی ہین ہم وطن مین

سنبل نے روز فرقت پھانسی گلے مین ڈالی
سولی پہ مجکو کھینچا شمشاد نے چمن مین

عشق دہن مین میرے منہہ سے یہ خون ڈالا
اب تک لہو بھرا ہے ہر غنچے کے دہن مین

چھیڑے ہر صبا نہ اتنا کہدو یہین بوے گل ہون
جا کر چمن سے مجکو آنا نہین چمن مین

کس وقت ہون پشیمان کب ہونٹ چاٹتا ہون
جب دانت تک نہین ہین باقی مرے دہن مین

وحشت امیر اپنی کچھ آج سے نہین ہے
مانند گل ازل سے ہر چاک پیرہن مین

ہم جو مست شراب ہوتے ہین
ذرے سے آفتاب ہوتے ہین

ہے مزا بات صحبت واعظ
لوگ ناحق خراب ہوتے ہین

کیا کہین کیسے روز و شب ہم سے
عمل ناصواب ہوتے ہین

بادشہ ہین گدا گدا سلطان
کچھ نئے انقلاب ہوتے ہین

ہم جو کرتے ہین میکدے مین دعا
اہل مسجد کو خواب ہوتے ہین

وہی رہجاتے ہین زبانون پر
شعر جو انتخاب ہوتے ہین

کہتے ہین مست رند سودائی
خوب ہمکو خطاب ہوتے ہین

آنسوؤن سے امیر ہین رسوا
ایسے لڑکے عذاب ہوتے ہین

کچھ خار ہی نہین مرے دامن کے یار ہین
گردن مین طوق بھی تو لڑکپن کے یار ہین

سینہ ہو کشتگان محبت کا یا گلا
دونون یہ تیرے خنجر آہن کے یار ہین

خاطر ہماری کرتا ہے دیر و حرم مین کون
ہم تو نہ شیخ کے نہ برہمن کے یار ہین

کیا پوچھتا ہے مجھسے نشان سیل و برق کا
دونون قدیم سے مری خرمن کے یار ہین

کیا گرم ہین کہ کہتے ہین خوبان لکھنؤ
لندن کو جائین وہ جو فرنگن کے یار ہین

وہ دشمنی کرین تو کرین اختیار ہے
ہم تو عدو کے دوست ہین دشمن کے یار ہین

کچھ اس چمن مین سبزۂ بیگانہ ہم نہین
نرگس کے دوست لالہ و سوسن کے یار ہین

کانٹے ہین جتنے وادی غربت کے ای جنون
سب آستین کے جیب کے دامن کے یار ہین

گم گشتگی مین راہ بتاتا ہے ہمکو کون
ہر خضر جنکا نام وہ رہزن کے یار ہین

جتنے ہین شوق برق تجلی مین کیا ہے خوف
جتنے تمام وادی ایمن کے یار ہین

پیری مجھے چھڑاتی ہے احباب سے امیر
دندان نہین یہ میرے لڑکپن کے یار ہین

بے نشانی ہو گذر خلد کے گلشن مین نہین
داغ سے ایک بھی رہا ہو ترے دامن مین نہین

زار اہی مرگ ہون مین کچھ بھی مرے تن مین نہین
کس سے الجھینگے فرشتے کوئی مدفن مین نہین

سرو بے سایہ ہو تجھ سا کوئی گلشن مین نہین
طوق قمری کی طرح میری بھی گردن مین نہین

کہدو آئین نہ فرشتے مجھے خجلت ہوگی
ہر جگہ تنگ سمائی مرے مدفن مین نہین

کیون نہ خوش ہون کہ بھرا ہی یہ مرے کینے سے
کہ مرے دوست کی جا اب دل دشمن مین نہین

مرگ کے بعد بھی ہے تیرگی بخت ایسی
کہ کفن کی بھی سفیدی مری مدفن مین نہین

کیا مری طرح سے ہوگا ترا عاشق ای بت
پتلی ٹھہرائی ہوئی چشم برہمن مین نہین

آب تو آرہ صفت خاک لہو اوچھلیگا
رگ جنبندہ کوئی قاتل مری گردن مین نہین

عمر دوری کی نکالے دل عشاق سی بھالن
نوک ایسی مژۂ یار کی سوزن مین نہین

مین وہ رہرو ہون کہ ہی دست تہی نان سفر
کچھ ندامت کے سوا قسمت رہزن مین نہین

بین زمانے کی جو لذت سی بری عالی قدر
گذر برق کبھی ماہ کے خرمن مین نہین

حور و غلمان مین جو ہی حسن بشر مین بھی ہے
کہ یہ تصویر گلی رنگ مین روغن مین نہین

دوڑتے ہین دل عاشق سمجھکر کنجشک
ابھی کم سن ہین اونہین ہوش لڑکپن مین نہین

جبہ سے تجکو وہ معشوق ملا سادہ مزاج
چین جبی مین شکن تک کہین دامن مین نہین

موزون خواہان تجھے پڑھی ہے بجی تیغ
لاگ اور اوسکے سوا کچھ سر و گردن مین نہین

دولت حسن کو کیا دولت دنیا سمجھے
جو چمک رنگ طلائی مین ہے کندن مین نہین

ہون وہ لاغر جو ملک آئے پس مرگ امیر
پھر گئے دل مین یہ سمجھے کوئی مدفن مین نہین

محبت کے بھی تیرہ ہون تو بت جوہر تن مین نہین
گرفشان طوق کا ہے طوق جو گردن مین نہین

نور آفتاب جہان کا دل روشن مین نہین
دخل سیلاب کبھی ہاے کے خرمن مین نہین

چشم نمناک نے اشکون کا یہ مینھہ برسایا
کہ کہین گرد کدورت دل دشمن مین نہین

پردہ پوشی ہو غم عشق کوئی چھپتا ہے
چشم خونبار نہان گوشہ دامن مین نہین

دل جو صد چاک ہوا دسمین پریشان ہین دوست
شانہ پرزہ نشین کون سی چلمن مین نہین

اپنے چہرے کی سیاہی سے وہ سیکو دیتا
کیا کرے بخت مرا قابو دشمن مین نہین

باغبان باغ کو کیا آکے خزان نے لوٹا
کوئی گل صبح بھی دروازہ گلشن مین نہین

فاتحہ پڑھنے مری قبر پر آنے کوئی کیا
طائرونکا بھی گذر گنبد مدفن مین نہین

گرم آنسو ترے میخوار کے مین اے ساقی
رات کو کرمک شب تاب یہ ساون مین نہین

بزم میخانہ ہے کیا انجمن ناز و نیاز
اے رگ مست کے یان شیشے کی گردن مین نہین

دل کھنچے جاتے ہین سب تیرے بازو کی طرف
نقش حب کا کوئی تعویذ تو جوشن مین نہین

کوچہ عشق مین جا دیکھ فروغ رخ حسن
طور کس جا ہے اگر وادی ایمن مین نہین

خندہ زن کیا ہو کہ طوق ایک ہے آہن ہو کہ زر
تیری گردن مین نہین یا مری گردن مین نہین

غور سے دیکھ لیا عاشق و معشوق مین ایک
خال عارض ہی سویدا دل روشن مین نہین

کیا زمانہ ہے نہین صاف کسی سے کوئی
دوست کے دل مین وہ جو دل دشمن مین نہین

اب یہ سنجیدگی طبع سے خالی ہے جہان
مصرع سرو بھی موزون کسی گلشن مین نہین

سنگ شیشہ مری کی ہے حفاظت لازم
دیکھو پتھر تو کوئی ابر کے دامن مین نہین

واہ کیا تازہ مضامین ہین ترو رنگین ہین امیر
رنگ ایسا کبھی فردوس کے گلشن مین نہین

غم دنیا کا گذارہ مرے مسکن مین نہین
اشک ماتم کی جگہ دیدۂ روزن مین نہین

کونسا بل ہے جو زلف بت پرفن مین نہین
زور ایسا کسی اژدر کی ہوئی ناگن مین نہین

ای جنون خوب ہوا دور ہوئی قید لباس
شکر ہے طوق گریبان مری گردن مین نہین

کسکی آمد ہوئی گھبرا کے جو کہتا ہے یہ رنگ
رخصت ای گل کہ گذارہ مرا گلشن مین نہین

ای جنون دست درازی کا تمہے قایل ہون
چاک ہے کون گریبان کا کہ دامن مین نہین

چاہیے کیا مجھے محشر مین کوئی اور گواہ
کیا مرے خون کا دھبا ترے دامن مین نہین

کہتے ہین وہ خط سرخ مجلد بنا اسے حجام
کام اس سبز قدم کا مرے گلشن مین نہین

ڈھونڈھ لو گر نہ دل جا کے گر استخوانون مین
یہ شرر سنگ مین ہوگا اگر آہن مین نہین

ہے یہ تن ہو کے زبان کہتی ہے مقتل مین تیغ
کون سر ہے جو مرے سایۂ دامن مین نہین

آتش نغمے سے جو اوٹھتا ہے دھوان کانی ہے
کسکو حیرت ہے نوا یہ جو گلشن مین نہین

جانتا ہے مری خاطر کی کدورت وہ مہ
ذرہ خورشید سے پنہان کسی روزن مین نہین

کبھی زندان کی طرف بھی وہ پری آنکلے
اثر اتنا کسی زنجیر کے شیون مین نہین

تیغ قاتل کا لب خشک ہو تر ذبح کے وقت
خون اتنا بھی ہماری رگ گردن مین نہین

دور کر پیچ طبیعت سے کہ ہو سب کو عزیز
عقدۂ تار کی جا دیدۂ سوزن مین نہین

تیرے بیتاب کو کیا سیر ہو گلشن کی پسند
آشیان طایر سیماب کا گلشن مین نہین

کشتۂ تیغ تحیر ہون مین اس محفل مین
جان تصویر کے مانند مرے تن مین نہین

کیون لگاتے ہین سر گور غریبان لوحین
دفن لاشے ہین دفینہ کسی مدفن مین نہین

بزم مین جنکے رہا کرتی تھین شمعین روشن
سوجھتا کچھ اونھین تاریکی مدفن مین نہین

تھی کبھی سایۂ دیوار مکان ظل ہما
آشیان جغد کا اب کون سے روزن مین نہین

قتل کرتی ہے دوبارہ ہمین غمزہ اونکی امیر
خم شمشیر ہے خم یار کی گردن مین نہین

عالم پیری مین وہ یوسف لقا ملتا نہین
صبح ہی خورشید روشن کا پتا ملتا نہین

وصل بت ہوتا نہین ہے یا خدا ملتا نہین
ڈھونڈھنے پر آدمی آجلے تو کیا ملتا نہین

حسن سب بے پردہ ہے عاشق کا پتا ملتا نہین
فیض بخشی پر کریم آیا گدا ملتا نہین

اے امیر اول تو وہ نا آشنا ملتا نہین
مل گیا جسکو کہین اوسکا پتا ملتا نہین

دل لگاتے ہین تو دنیا کے مزے کے واسطے
اے بتو تم سے کوئی بہر خدا ملتا نہین

ذبح کرتا ہے تو میرے دست و بازو کھولدے
رحم کر قاتل کہ بے تڑپے مزا ملتا نہین

حسرتین گھیرے ہوے ہین اس کثرت سے بسمل کو ترے
روح نکلے تن سے اتنا راستہ ملتا نہین

اک مجھی سے رہگیا سارے زمانے کا حجاب
کون ہے جس سے وہ عالم آشنا ملتا نہین

ٹھوکرین کھاتا مقدم ہے جو منزل کا ہے قصد
راہرو بہکے نہ جب تک راستا ملتا نہین

ہوشیار اے غمزہ ہے قاتل جہان جھپکی پلک
خواب مین بھی ساتھ والونکا پتا ملتا نہین

دیر مین بھی ہے اوسی کا فیض اے اہل حرم
برہمن کو بت بھی بے اذن خدا ملتا نہین

منکر یکرنگی معشوق و عاشق ہین جو لوگ
دیکھ لین کیا رنگ کاہ و کہربا ملتا نہین

اتنی تیزی کا کر نہ قاتل ذبح کرنے مین درے
دم تو لینے دے تڑپنے کا مزا ملتا نہین

تازہ وارد ہون عدم مین حال احوال کس سے کہون
ملک بیگانہ ہے کوئی آشنا ملتا نہین

ہجر کے حرفون مین بھی ایسا اثر ہے ہجر کا
لب سے لب وقت تلفظ اک ذرا ملتا نہین

رزق کی وسعت جو ہے منظور اے دل کر دعا
بھیک کا ٹکڑا گدا کو بے صدا ملتا نہین

راہرو کا ذکر کیا ہے سر زمین عشق مین
سیکڑون منزل نشان نقش پا ملتا نہین

جس لحد مین دیکھیے سٹر ہین مردے اے امیر
خاک کے نیچے بھی کنج انزوا ملتا نہین

موے مژگان سے تری سیکڑون مر جاتے ہین / یہی نشتر تو رگِ جان مین اُتر جاتے ہین

حرم و دیر ہین عشاق کے مشتاق مگر / تیرے کوچے سے ادھر یہ نہ ادھر جاتے ہین

کوچۂ یار مین اول تو گذر مشکل ہے / جو گذرتے ہین زمانے سے گذر جاتے ہین

شمع سان جلتے ہین جو بزم محبت مین ترے / نام روشن وہی آفاق مین کر جاتے ہین

اثر آب بقا خاک رہ عشق مین ہے / وہی زندہ ہین یہان آسکے جو مر جاتے ہین

تم جو چڑھتے ہو نظر پر تو تمھاری ہوتے / سب حسینان جہان دل سے اوتر جاتے ہین

زاہدو تمکو جنان ہمکو درِ یار پسند / خیر جاؤ تم ادھر کو ہم ادھر چلتے ہین

زندے کیا اہل عدم کو بھی پھنسا لاتے ہین / زلف کے بال اگر تا بہ کمر جاتے ہین

کیا اثر نام علی مین ہے کہ لیتے ہی امیر / کام بگڑے ہوے جتنے ہین سنور جاتے ہین

مر رہین کیا کہ کچھ قضا ہی نہین / ساقیا باغ مین گھٹا ہی نہین

خضر کیا جانین مرگ کی لذت / اس مزے سے وہ آشنا ہی نہین

شعر وصف دہن مین سنکے کہا / ایسا مضمون کبھی سنا ہی نہین

کسطرح جائین انکی محفل مین / جنکے دل مین ہماری جا ہی نہین

کیا سنین گے وہ خلق کی فریاد / کہتے ہین جو کوئی خدا ہی نہین

لذت عیش وصل کیا جانین / اسمین حصہ ہمین ملا ہی نہین

کل تلک تھا وہ ربط وہ اخلاص / آج وہ شوخ آشنا ہی نہین

ہجر ہین اب تو تیری الفت مین / صدمہ وہ جسکی انتہا ہی نہین

مرنے والون سے کہتے ہین وہ امیر / کیا تمھاری کبھی قضا ہی نہین

مرے مرقد کو ٹھکرانے قیامت بنکے آتی ہین / پڑا ہو نہین یہان آکر تو یون مجکو ستاتے ہین

دیا ہی غسل یارون نے کفن رنگین پہناتے ہین
تماشا ہی کہ کشتے کو ترے دولہا بناتے ہین

ہماری بیخودی تمہید ہی تیری نمائش کی
مٹا کر نقش اپنا ہم ترا نقشہ جماتے ہین

محبت کا برا ہو دل کو روؤن یا جگر تھامون
مری قابو سی یہ دونون کے دونون نکلی جاتی ہین

گذرگاہ جہان خالی نہین رہتی ہی کثرت سے
تماشا گاہ ہی دیکھو ہزارون آتے جاتے ہین

شعاع مہر کس کس شوق سے آکر لپٹتی ہے
کبھی کوٹھے پہ چڑھ کر وہ جو بال اپنے سکھاتی ہین

طلب شانے کی ہی زلف دوتا کی خیر ہو یارب
خدا حافظ ہی یکتائی کا آئینہ منگاتے ہین

بہانہ ہی حنا بندی کا یہ بھی ایک شوخی ہے
ہمارا ہی تو دل مٹھی مین ہی ہم سی چھپاتی ہین

نظر اسپر نہین کرتے خود آئے ہین پری بنکر
ہمین کو اور الٹے اپنا دیوانہ بناتے ہین

نظر آتا نہین کچھ دیکھنے والونکی آنکھونمین
لگاتے ہین وہ سرمہ یا کوئی جادو جگاتے ہین

عزیزا ایسی ہی ای قاتل کہ بسمل جان دیدیکر
تری تلوار کا دم اپنے سینے مین چراتے ہین

حسینان جہان رکھتے ہین شاید درد کا شیوہ
جگہ دیتا ہی جو دلمین اوسی کا دل دکھاتے ہین

نہین خالی ہماری وحشت دل ہوشیاری سے
گریبان پھاڑ کر پیوند دامن مین لگاتے ہین

جنازے پر جو آنے کو کہو اُنسے کہتے ہین
کہین تابوت کا بوجھ ایسے نازک بھی اٹھاتے ہین

گلوری وہ نہین کھاتی ہین مسی مل کے ہونٹھون پر
نگین یاقوت کا نیلم کی پٹری پر جماتے ہین

وہ ہیکش ہین کہ رکھ لیتے ہین سینہ چیر کر دلمین
کوئی شیشے کا ٹکڑا راستے مین بھی جو پاتے ہین

ہماری لغزشونکی تجکو ای زاہد خبر کیا ہے
فرشتے تھامتے ہین ہاتھ جب ہم لڑکھڑاتے ہین

وہ اوٹھی ہی گھٹا وہ برق چمکی وہ بہار آئی
اُٹھو رندو چلو واعظ تو یہ نہین سر پھراتے ہین

دیا جاتا ہی شمشیر قضا پر بار گردن کا ڈورا
مبارک مرگ تو اے دل وہ پھر سرمہ لگاتے ہین

نہین ہی پیار بھی در پردہ اونکا چھیڑ سے خالی
رُلا دیتے ہین آنا وصل کی شب گدگداتے ہین

امیر افسردہ ہوکر غنچۂ دل سوکھ جاتا ہے
وہ میلے ہمکو پھر باغ کے جب یاد آتے ہین

کباب سیخ ہیں ہم کروٹیں ہر سو بدلتے ہیں
سلگ اُٹھتا ہی جو یہ پہلو تو وہ پہلو بدلتے ہیں

سیہ پوشاک غیرگرفانہ کعبہ میں جایا ہو سنجے
بلا کا بھیس اوسکا فر ترسے گیسو بدلتے ہیں

بہار آئی ہر صبح عید کا عالم ہر گلشن میں
نئی پوشاک شمشاد کنار جو بدلتے ہیں

نزاع کفر و دین ہر دور دور زلف و عارض میں
مسلمانون سے ٹوپیاں آجکل ہندو بدلتے ہیں

تری نیچی نگاہیں سایۂ مژگان میں پھرتی ہیں
ہر ہر میں جیسے بانکے بہتیرے ہر سو بدلتے ہیں

ہوا میں کچھ تو پایا ہی انھین اہل شبنم تر سے بہتر
جو اپنے موتیون سے جوہری آنسو بدلتے ہیں

مے کہنہ ہی یہ آب وضو تیرا انہین زاہد
جو چشمے ٹھہر سکے ہیں کب وہ رنگ و بو بدلتے ہیں

تری محفل میں یہ دیوار کی کہتی ہیں تصویریں
ادب سے بیٹھنے والے کہیں زانو بدلتے ہیں

امیر اس باغ میں رہکر کریں کیا دم اولجھتا ہے
نہ سنخوت چھوڑتے ہیں گل نہ کانٹے خو بدلتے ہیں

گو کہ دیکھے خواب اچھے سب بنے تعبیریں کہیں
وصل کی بنتی ہیں ان باتون سے تدبیریں کہیں

پہونچے ہم جب شہر میں پوچھا یہ اہل شہر سے
خوبرویوں کی یہاں بکتی ہیں تصویریں کہیں

نیچی نظرون سے مجھے آخر لگے وہ دیکھنے
اوپر اوپر جاتی ہیں آہوں کی تاثیریں کہیں

قیدیوں کا اپنے اس ظالم کو ہر ایسا خیال
چونک اوٹھتا ہی جو غل کرتی ہیں زنجیریں کہیں

آبروؤن سے ہر کس وناکس کو تم کرتے ہو قتل
خوف ہی منھ کی نہ کھا جائیں یہ شمشیریں کہیں

وہ بت آئیگا تو بت بن جائینگے واعظ ابھی
حاکموں کے سامنے چلتی ہیں تقریریں کہیں

لاغری سے اپنی زندان میں یہ مجکو خوف ہی
پانوں سے میرے اوتر جائیں نہ زنجیریں کہیں

اوسکے کوچے میں ٹھہرنے کو جگہ چاہیے اگر
بوسلے دربان جا و کیا اٹھتی ہیں جاگیریں کہیں

لاکھ محنت کی نہ نکلی وصل کی صورت امیر
سامنے تقدیر کے چلتی ہیں تدبیریں کہیں

تمام تن میں ہیں چھالے اگرچہ زار ہوں میں
گرو جو خوب نظر آنسوؤن کا تار ہوں میں

بجا ہی سر سے قدم تک جو داغدار ہون مین
کہ ہجر مین ہمہ تن چشم انتظار ہون مین

کرم کرے جو وہ شمشیر کیسی تنہائی
جدا ہون عضو بدن ایک سی ہزار ہون مین

الٰہی آئے کوئی حور باغ جنت سے
اُلجھ رہا ہون کہ تنہا تہ مزار ہون مین

جو اپنے ہاتھ سے دیتے ہو دو مجھے تعزیر
گناہگار نہین تو گناہگار ہون مین

ہزار مردہ نہین زندہ رہا جو ایک تو کیا
زمانہ مست ہے کیا خاک ہوشیار ہون مین

بغیر جرم ہون پامال سنگ ہمجنسی
کوئی گناہ کسی سے ہو شرمسار ہون مین

شریک درد نباتات ہون بغیر کیسے
پڑین درخت پہ پتھر تو سنگسار ہون مین

کہو فلک سے ملائے نہ خاک مین مجکو
کہ انتخاب جہان فخر روزگار ہون مین

صفا نہی ہے جہان مین مری کدورت سے
کرے جو آئینون کو صاف وہ غبار ہون مین

فسردگی ہے مری باعث خزان چمن
شگفتگی مین تماشائے نو بہار ہون مین

اُٹھا سکے پردۂ امکان قدم کو کیا دیکھون
گر اپنی شکل سے آئینے مین دوچار ہون مین

وہ تیغ ہے جس تیغ کا مین ہون کشتہ
نگاہ لطف ہے جس تیر کا شکار ہون مین

بہا لے اپنے ہی خرمن کو جو وہ ہون سیلاب
جلائے اپنے ہی دامن کو وہ شرار ہون مین

سکون دل ہو جو حاصل تو سامنے ساحل
دکھاؤن جوش تو دریائے بیکنار ہون مین

امیر فوج ظفر موج جرأت و ہمت
وزیر اعظم سلطان تاجدار ہون مین

حریم لطف و عطا مین شمیم خلق نبی
دم دنا کف حیدر مین ذوالفقار ہون مین

خمیر خاک سے مردم مین نور کا پتلا
شریک عالم نہین خاص کردگار ہون مین

امیر دل مین جو کچھ آگیا کیا موزون
ہزبان بند نہین صاحب اختیار ہون مین

کرم کہ تیرے کرم کا امیدوار ہون مین
گناہگار ہون یارب گناہگار ہون مین

ہمیشہ گوشہ نشین ہون وہ خاکسار ہون مین
ہوا اڑا نہ سکے جسکو وہ غبار ہون مین

نگاہ ذائقہ مین آنسوؤن کا تار رہون مین
گلوے باصرہ مین موتیون کا ہار ہون مین

کسی کی تیغ کھنچے قتل کو تو گا رہون مین
کسی کا تیر چلے صید پر شکار رہون مین

لگائے منہ مجھے وہ نغمہ دوست کب دیکھون
برگ گل نے ہمہ تن چشم انتظار ہون مین

کہو گے جو مجھے مین بھی وہی کہونگا تمھین
اگرچہ لنگر تمکین سے کوہسار ہون مین

ہوائین باندھتے ہو کیا یہ جھوٹ کہہ کہہ
اڑا رہے ہو کسے کیا کوئی غبار ہون مین

گمان دزد کفن ہو اگر نسیم آئے
قفس مین بند کہ مرقد تہ مزار ہون مین

مرے گناہون سے بڑھ اونکی مغفرت کی نمود
گناہ اگر نہ کرون تو گناہگار ہون مین

بتونکی زلف پریشان عذار پر غازہ
رہونگا گرد حسینون کے وہ غبار ہون مین

ہوا جو قصر فریدون مین کل گذر اپنا
صدا یہ آئی کہ اوجڑا ہوا مزار ہون مین

رقیب پھولون کی بدھی اوسے پنہاتا ہے
ملے مجھے تو اجل کے گلے کا ہار ہون مین

امیر جاتی جوانی یہ مجھ سے کہتی ہے
خزان نہ سمجھو مجھے آخری بہار ہون مین

ٹھوکرین کھاتا ہے سر ہر گام پر رفتار مین
چال میری کوئی دیکھے کوچۂ دلدار مین

لیگیا لخت جگر اپنے جو مین گلزار مین
برگ گل بلبل سمجھ کر لیگئی منقار مین

دیکھ سکتا ہون کوئی باہر سے مین اندر کا حال
در مین رخنہ ہے نہ روزن یار کی دیوار مین

بزم کثرت نور وحدت سے کبھی خالی نہین
چشم بینا ہو تو یوسف سیکڑون بازار مین

حال آئینہ ہے میری جبہہ سائی کا امیر
منہ نظر آنے لگا سنگ در دلدار مین

ردیف واو

صورت غنچہ کہان تاب تکلم تجکو
منہ کے سو ٹکڑے ہون آئے جو تبسم مجکو

اور تھا کون شب ہجر مصیبت کا شریک
دیکھ لیتا تھا مین انجم کو تو انجم مجکو

مرگئے راحت تو ملی پر ہے یہ کھٹکا باقی
آکے عیسیٰ سر بالین نہ کہین قم مجکو

وقت فرصت تھا مین عبرتکدۂ ہستی مین
کف افسوس ملی جسنے کیا گم مجکو

ایک کو ایک سے بڑھکر تری جلوہ گری کا ہے شوق
آنکھ کہتی ہے نگہ پر ہو تقدم مجکو

اشک سان خاک مین ملنا بھی مجھے طاعت ہے
لاکھ سجدے کے برابر ہے تیمم مجکو

آبرو ہے یہ مری پیر مغان کے آگے
منہ سے ساغر جو نکل جائے تو دے خم مجکو

وحشت دل سے زمانہ مین پھرون مثل نگاہ
سات پردون مین کرین قید جو مردم مجکو

روز دکھلاتی ہے دنیا کا سپید اور سیاہ
اوسکی شام مسی و صبح تبسم مجکو

ہون وہ مضمون کہ زمانے کو اگر ہاتھ آؤن
صورت گوہر نایاب کرے گم مجکو

اختر طالع واژون سے عجب کیا ہے اگر
تیغ بنجائے مرا دست تظلم مجکو

ہون مین مشتاق شہادت کہین حسرت تو مٹے
خاطر غیر ہی سے قتل کرو تم مجکو

حشر مین وجد کنان قبر سے یارب نکلون
نفخۂ صور ہو آواز ترنم مجکو

مجلس وعظ مین مین مست اگر جا بیٹھون
مغبچے کھینچ کے لیجائین سر خم مجکو

شمع کی طرح مین وہ سوختہ قسمت ہون امیر
مول لے لے کے جلا دیتے ہین مردم مجکو

لیگئی کل ہوس مے جو سر خم مجکو
ہوش کی طرح سے مستی نے کیا گم مجکو

کعبۂ رخ کی طرف پڑھنے ہی آنکھون سے نماز
چاہیے گرد نظر بہر تیمم مجکو

واہ ای بیخودی شوق کیا خوب سلوک
اوسکو جب ڈھونڈھ نکالا تو کیا گم مجکو

ہون مین وہ قطرہ جو نیسان کی بغل سے چھوٹا
کھینچ لے شوق سے آغوش مین قلزم مجکو

نہین معلوم وہ مہمان ہو سکا ہے کیسکے
آج گھر گھر لیے پھرتا ہے توہم مجکو

غنچہ سان نزہت خاطر سے عدم کو پہونچا
بال و پر ہوگئے لب وقت تبسم مجکو

خلوت وصل مین کچھ کام نہ تھا ساقی کا
جام مے بھر کے پلاؤن مین تمہین تم مجکو

سبے ثباتی ہے میں نہیں کون سی جا میری نمود
ذرے چنتے ہین مجھے گنتے ہین انجم مجکو

خم می تھا کبھی اک قطرے سے کم اے ساقی
اب وہی مین ہون کہ ہر قطرہ می خم مجکو

مین تو کیا عکس سے وہ آئینہ رو کتا ہے
پیار کی آنکھ سے دیکھا نہ کرو تم مجکو

دھوکا کھائے ہوئے آدم کو زمانہ گذرا
ہنستے ہین دیکھ کے اب تک لب گندم مجکو

مردمک ہون کہ سویدا ہون الٰہی کیا ہون
دیدہ و دل مین جگہ دیتے ہین مردم مجکو

مین ترا عکس تھا اس آئینہ ہستی مین
تو نے کیا پھیر لیا منھ کہ کیا گم مجکو

دیکھتا ہون کبھی آئینہ تو روتا ہون امیر
اپنی صورت پہ خود آتا ہے ترحم مجکو

قطرۂ مے نے کیا ہوش صفت گم مجکو
ہر حباب مے پر زور ہوا خم مجکو

ہون مین نقش قدم اس رہگذر ہستی مین
ایک ٹھوکر جو کرے یار کرین گم مجکو

مین جو مر جاؤن تو اے پیر مغان کہہ دینا
شیشے کھینچ کے ڈال آئین بیچ خم مجکو

ہو مری قتل کی یارب یہ خوشی قاتل کو
بڑھ کے لے چار قدم تیغ تبسم مجکو

زندہ اعجاز مسیحا سے تو ہو سکتا ہون
ضعف سے اٹھ نہ سکونگا نہ کہین قم مجکو

دی صدا دل کو جو اس بزم مین تنہا چھوڑا
ساتھ لائے تھے اسی دن کے لیے تم مجکو

ہو سر عجز سے تا شکل گہر سجدہ قبول
چاہیے گرد یتیمی سے تیمم مجکو

لالہ و گل ہون خس و خار ہون یارب کیا ہون
گو وتہا ہون تو ڈبوتا نہین قلزم مجکو

پھیلی ہر سو سنبھالے ہوئے پھیل سے یار
بیخودی راہ مین کرتا نہ کہین گم مجکو

ہون وہ سرکش جو کرون رخ در توبہ کی طرف
بہکے جاتے ہو کیا رے دہن خم مجکو

نگہ مہر کہان یار جفا پیشہ کہان
ملک الموت سے ہے چشم ترحم مجکو

سوز دل وجد کا باعث ہے یہان شکل سپند
میری فریاد ہے آواز ترنم مجکو

نظر بد نہ لگے یار کی سفاکی کو
قتل ہونے نہین دیتا یہ توہم مجکو

بحث کو آئے جو واعظ مجھے آجائے یہ جوش
لب ہلین سب غرض کے دہن خم مجھکو

جانتے ہین جو حقیقت سے ہین آگاہ امیر
کُن کے کلمے یہ بھی معنی سے تقدم مجھکو

اشک سان جنبش مژگان نے کیا گم مجھکو
لغزش پا ہوئی دریا کا تلاطم مجھکو

تجھکو قاتل ہی کے لعل لب خندان کی قسم
نیمجان چھوڑ نہ اے تیغ تبسم مجھکو

برسون جھیلی ہے مصیبت شب تنہائی کی
مدتین گذری ہین گنتے ہوئے انجم مجھکو

دیکھ لون اونکو ذرا نزع مین آلینے دے
رحم اے بیخبری کر نہ ابھی گم مجھکو

خط نکلنے سے ترے سوگ نشین ہین آنکھین
کھل گئی وجہ سیہ پوشی مردم مجھکو

شوق طوف حرم عشق مین باندھی ہے کمر
گرد غربت سے مناسب ہے تیمم مجھکو

شب کو نکلون جو مین لاغر تو ہین مثل کمند
کھینچ لیجائے شعاع مہ و انجم مجھکو

ہون مین وہ رند کہ مسجد مین لگاؤن نعرہ
ہاتھ آجائے اگر خشت سر خم مجھکو

شمع سان محفل عالم مین وہ ہون سوختہ بخت
دل بھر آتا ہے جو آتا ہے تبسم مجھکو

صاف کہدو نہین دیدار دکھانا ہے اگر
کعبہ و دیر مین دوڑاتے ہو کیون تم مجھکو

اسنے جنت سے جہنم مین مجھے پھینک دیا
زہر کی گانٹھ ہوا دانہ گندم مجھکو

اسقدر طول خموشی کو ہوا عزلت مین
بزم مین بھول گئی طرز تکلم مجھکو

وائے قسمت کہ یہان قتل کی حسرت ہے امیر
اور وہ سمجھے ہین سزاوار ترحم مجھکو

پہلے تم اپنی چتون اپنی نظر کو دیکھو
پھر جسنے دل دیا ہے اوسکے جگر کو دیکھو

کیا حال پوچھتے ہو گم گشتگی کا مجھ سے
اپنے دہن کو دیکھو اپنی کمر کو دیکھو

اُس رخ کی گرمیون سے ہے برق طور ٹھنڈی
پڑھتے ہین کیسکے منہ پر شمس و قمر کو دیکھو

پتھرا گئی ہین آنکھین جب جا ملا نگہ کی
جا کر وہان لڑی ہے میری نظر کو دیکھو

ملتا نہیں ہے نالے مرے ڈھونڈھتے ہین
لیتا جو قبر مین ہین منھ سے کفن ہٹا کر
عزیزون کی منھ توسے ہین مین تشکل آئینہ ہین
حالت مریض عشق کی کچھ تم بھی جانتے ہو
کس مرتبہ پہ پہونچا آخر یہ رفتہ رفتہ
آخر ہے وصل کی شب افسردہ کیون نہون ہم
رکھتے ہی خط کمر مین پر لگ گئے ہین گویا

بیٹھا ہے منھ چھپا کر کیسا اثر کو دیکھو
بولا یہ مجھ سے غربت تو اپنے گھر کو دیکھو
رخ پھیر واسطرف سے صاحب ادھر کو دیکھو
ایک ایک نقش کو دیکھو دو دو پہر کو دیکھو
اُس آستان کو دیکھو اور میرے گھر کو دیکھو
رنگت اوڑی ہوئی ہے شمع سحر کو دیکھو
جاتا ہے کس خوشی سے وان نامہ بر کو دیکھو

کیا وصل ہو وہ کافر تم اے امیر مومن
کتنے جدا جدا ہین شام و سحر کو دیکھو

لگے کٹنے گئے نہ یون پیرہن بدل کے چلو
جنون بہار مین دیتا ہے ہمکو یہ ترغیب
برنگ صفحۂ نقاش ہو زمین رنگین
خرام یار کا طاؤس و کبک سے ہے یہ قول
سر مزار غریبان مین جا بجا پتھر
کفن پہن کے چلین گور کی طرف عاشق
عدل نہ جائین کہین میرے راہ مین تیور
سنا ہے محتسب آتا ہے دو گھڑی کے لیے
ملے ہو ہمکو جو میلے مین تم تو غلبت کیا
بہار آئی ہوا مین ہین پھول خوشبو پر
رجوع کفر مین اسلام ہے کہتا ہے
اگر تمھین نہین فرصت تو کہہ دو تیغون سے

چلیگی تیغ سر پہ ذرا سنبھل کے چلو
چمن کو خانۂ زنجیر سے نکل کے چلو
حنا جو پانون مین میرے لہو کی مل کے چلو
نہ آئے گرمی رفتار لاکھ جل کے چلو
لگے نہ پانون کو ٹھوکر ذرا سنبھل کے چلو
جو عیدگاہ کو تم پیرہن بدل کے چلو
چلو جو ساتھ نہ تیوری بدل بدل کے چلو
قدح کشو کہین اب میکدے سے ٹل کے چلو
ذرا تو ٹھہرو کہین شہر سے نکل کے چلو
خجل ہون عطر سے تم پیرہن [illegible] مل کے چلو
کہ سب سے [illegible] اچھل کے چلو
کہ فلق [illegible] سے [illegible] کے چلو

لغیب وحشت مین لائے ہین وحشیو تم کو
مری غزل کوئی رنگین سی چھانٹ کر پڑھ در

ادھر اچھالتے ہوئے سونا اچھل اچھل کے چلو
مشاعرے مین جو آئے ہو تم تو پھیل کے چلو

قضا کا گرم ہی ہنگامہ کوے قاتل مین
امیر حیز ہے منھ مین نہ تم اجل کے چلو

آہ مین کھینچون تو کھینچین آپ بھی شمشیر کو
بانکپن کی نوک رکھیے کاٹیے اس تیر کو

اے خوشا وحدت خوشا کثرت خوشا نیرنگ عشق
دیکھتا ہون ہر مرقع مین تری تصویر کو

اپنے بسمل کا ذرا شوق شہادت دیکھیے
دم رہا ہی کیا گلے مل مل کے دم شمشیر کو

جانتے ہو لوٹتا ہے خاک پر نخچیر کو
ڈھونڈھتا پھرتا ہے مقتل مین تمھاری تیر کو

ڈال دی عشاق کی آنکھون پہ حیرت کی نقاب
واہ کس پردے مین رکھا حسن کی تصویر کو

گردن و پہلوے نخچیرون کے آتی ہی صدا
آفرین اس تیغ صد آفرین اس تیر کو

کھینچنے بیٹھا جو نقاش ازل حیرت کی شکل
رکھ لیا پیش نظر پہلے مری تصویر کو

سینۂ عاشق پہ جڑ دے یارب جوہر کھلین
جو کھٹا درکار ہی آئینۂ شمشیر کو

دست و بازو کو ترے تکلیف کیون ہوے مجھے
آب رکھ لون چیر کر پہلو مین تیرے تیر کو

صاف کھینچی چاہتا ہے شکل حیرانی اگر
آئینے پر کھینچ اے مانی مری تصویر کو

پیاس لاکھون کی بجھائی واہ ری دریا دلی
پانی پی پی کر دعائین دون تری شمشیر کو

پوچھتے کیا ہو تجھے بے بال و پر کسنے کیا
یہ پری کا پرواز پر کسنے دیے ہین تیر کو

خود مین کھینچ جاتا ہون زور ناتوانی دیکھنا
کھینچتا ہے جب کبھی مانی مری تصویر کو

زلف مین حلقے بنائے ہین شرارت دیکھنا
طوق پہنائے ہین کیا اس شوخ نے زنجیر کو

چلتے چلتے تھک گئی ہے منھ نہ موڑی خوف ہی
بسمل اللہ دم لینے تو دو شمشیر کو

لب پر آئی آہ ادھر سے جب اٹھی اسکی نظر
دیکھنا کیا تیر پر پردکا ہے ہمنے تیر کو

تا یہ شاہد ہون وہ دعوی خونفشانی کا کری
لب دیے سوفار کو بخشی زبان شمشیر کو

وحشت ہو گی پر امو تیر کی مدت سے امیر
ضرب ہی کر ڈال تیرو ۔ سے کیا خنجر کو

کمان ابرو سمجھ کر سب نے خنجر کو
سخت جاں تھا کہیں صدمہ نہ پہونچے تیر کو

ہو چکا میں قتل نا حق بس ستا ذبح کیا
دم بہ دم کیا کوسے ہے فرصت ہی شمشیر کو

صبح قفس میں کنج کی مجھ پر ہے تیری نجیری
تھا خم شمشیر میں سید تھا کیا جب تیر کو

نفس گل میں گل کھلے تازہ ہوا گل میں
کر چکا تھا ان میں لوگوں نے سمجھا تو تیر کو

ا ذک و عدہ ل میں کثرت سے سمجھا ادا کر
ایک جہاں گل و گلچیں باغ کی تصویر کو

پھر کر بیٹھو دل لگا ہے سنا دیکھا
کیا تماشا ہر بد نسیبے چلا ہے تیر کو

مجھ کو دامن کا بجھ مجرم ہو تیرا ہی حساب
موتیوں کا چاہیے ذرہ مری تقریر کو

نہ گیسو نگر ہو گیا ہے نہ پر تجلوا ہی کر
پیار کرتی ہے تری رحمت مری تقصیر کو

پھر کی اقبت ہی سے ہی سرا اضطراب
خوب سلجھا تو ہر دل او لجھی ہی تقریر کو

منظر رحمت رہا دامن پہ تکا کیا خوب منظر
جرم اُن پاؤں میں ہو رسید کا تب تقدیر کو

کس کو کرتے ہیں فنا دیکھ کر نے میں تماشا
ترک دیوا نے گے کیا خنجر سے نخچیر کو

جب کمان سے تیر تماشا ہو سینے میں کرتا ہے مقام
خود بہ سینہ ہی راہ دکھلائی پہونچے تیر کو

دل کی ہو تی ہو ہستی عشق جل شکست
کرتی ہے آ آ در پہ ادا ہی اسی تقصیر کو

پاس ہی ہو شمع پہ پروانوں سے تیری داستان
گل سے گرتے ہیں بلبل سے تری تقریر کو

قالب خاکی سے ہو دم پہ جگر شد ادا
خاک میں تو اب ملنے ہر ا جل تقصیر کو

پاؤں اپنا درمیاں تھا تھک گئے عقدہ
سخت مشکل تھیں وہ گریباں جیب تقصیر کو

دل میں گھر اور مستانہ کر دیں جگہ تر اسکا امیر
شیخ قاتل سے جگہ اچھی ملی ہے تیر کو

گھر کو شیداں میں گلشن سے ہی تو ہو　　　ہو شیں سے کو دل کا سب دیا ہی تو ہو

ای تیغ یار کیا کوئی قابل ہو برق کا
تیزی سی اور سین تیزی رفتار بھی تو ہو

دل دردناک چاہیے لاکھون ہین خوبرو
عیسی سیکڑون کوئی بیمار بھی تو ہو

چھاتی سے مین لگاے رہون کیون نہ داغ کو
ای دل کوئی انیس شب تار بھی تو ہو

گر ہم نہین تو رونق بازار عشق کیا
ای حسن خود فروش خریدار بھی تو ہو

پردے مین چاہتا ہے کہ ہنگامہ ہو بپا
ای آفتاب حشر نمودار بھی تو ہو

اتنی اوداس صحبت مے واہ میکشو
دست سبو مین شیخ کی دستار بھی تو ہو

زاہد امید رحمت حق اور ہجو مے
پہلے شراب پی کے گنہگار بھی تو ہو

ساقی ابھی سے جاؤن مین کیا بہر میکشی
آئی بہار رونق گلزار بھی تو ہو

بیجا تری نگاہ کو تیزی پہ ہے گھمنڈ
برچھی کی نوک دل سے مرے پار بھی تو ہو

سوؤن مین آکے دھوپ سے پاؤن ہان مگر
راضی تمھارا سایۂ دیوار بھی تو ہو

کیونکر ہو درد دل کی ہماری اسے خبر
پردے مین خامشی سے کچھ اظہار بھی تو ہو

اشکون کے ساتھ عشق مین نالہ ضرور ہے
آراستہ ہی فوج علمدار بھی تو ہو

ساقی اوداس کیون نہو بزم مے کشو
مینخانے مین امیر سا میخوار بھی تو ہو

وہ حسن کیا ہی حسن جو خاطر نشین نہو
کس کام کا وہ نام جو نقش نگین نہو

کیونکر ہو دل شگفتہ جو عزلت نشین نہو
پھولے پھلے نہ دانہ جو زیر زمین نہو

وہ یاس ہے کہ وصل مین بھی ہر نگاہ پر
ڈرتا ہون مین کہین نگہ واپسین نہو

راحت کی جستجو مین ہین اہل جہان عبث
ہاتھ آئے وہ کسی کو کمان جو کمین نہو

ایذاے خلق پر ہے یہ غش موذی فلک
بے سانپ چاہتا ہے کوئی آستین نہو

ساحل سے ہون مین تشنہ دہن خود کنارہ کش
کہدو کہ بحر موج سے چین بر جبین نہو

مانند بوے گل چمن دہر سے نکل
اس باغ بے ثبات مین عزلت نشین نہو

نام اس حسین کا قلب مصفا پہ نقش ہے
کیونکر اس آئینے پہ گمان نگین ہو

ہستی جہان کی ہستی حق پر دلیل ہے
کیونکر جہان ہو جو جہان آفرین ہو

زاہد کا صاف زہد ریائی ہے آشکار
سجدہ کرے درست تو داغی جبین ہو

ساقی مین نشۂ عرفان سے مست ہون
افلاس مین جو بادہ میسر نہین ہو

تیرا ہو مکان جو مشہور ہے فلک
کہتے ہین جسکو عرش ترا شہ نشین ہو

دل سے جو چشم فیض ہو تجکو تو پاک رکھ
کس کام کی ہے صاف اگر دوربین ہو

ہم رند مشرب ہونکی معاصی سے ہی نمود
روشن ہو نام کیا جو سیہ رو نگین ہو

مین ننگ اس جہان سے وہان لیچل ای جنون
جس جا پہ آسمان ہو نہ یہ زمین ہو

ساجد خداپرست بھی اس آستان پہ ہین
کیون بےنیاز وہ صنم نازنین ہو

آتا ہے مجکو گریہ لب کشت زعفران
اتنا بھی جور چرخ سے کوئی حزین ہو

سر آستان دل پہ نہ ہو نیچے کبھی امیر
جب تک کہ عرش پر قدم اولین ہو

یاد زلف آئی دم نزع ستانے ہمکو
کس برے وقت مین گھیرا ہے بلا نے ہمکو

منھ لگایا ہے بتون نے نہ خدا نے ہمکو
نہ ادا نے کبھی پوچھا نہ قضا نے ہمکو

آس کسکو تھی شب غم کی سحر ہونے کی
ای بتو دن یہ دکھایا ہے خدا نے ہمکو

ہجر جانان مین کسی روز جو ہچکی آئی
جی اوٹھے ہم کہ کیا یاد قضا نے ہمکو

رخصت ای ہوش و خرد اب نہین ٹھہرا جاتا
بیخودی دور سے آئی ہے بلانے ہمکو

کشمکش مین ہین بیتابی دل رکھتی ہے
آنے دیتی ہے نہ ظالم کہین جانے ہمکو

قہر کرتی ہین شب وصل تمھاری آنکھین
اسی پردے مین تو مارا ہے حیا نے ہمکو

ساقیا دیر سے مستی نے نکالا ہوتا
خوب ہی روک لیا لغزش پا نے ہمکو

شمع آسا کبھی جلتے کبھی روتے گذری
آگ پانی سے بنایا ہے خدا نے ہمکو

دیر مین شیخ حرم سے یہ صنم کہتے ہین
تو نے اللہ کو جانا ہو تو جانے ہمکو

خنجر ناز سے بچ کر جو چلے چار قدم
رکھ لیا برچھیون تیر ادا اسنے ہمکو

حوصلہ کون تماشاے تجلی کا کرے
غش تو دیتا ہی نہین ہوش مین آنے ہمکو

کیا بگاڑا ہی ترا اے شب فرقت ہمنے
روز آتی ہے بلا پیچکے ڈرانے ہمکو

آئینہ دیکھ کے ہر بار وہ بُت کہتا ہے
خود نمائی کو بنایا ہے خدا اسنے ہمکو

لامکان مین نہ پتا ہے نہ مکان مین اوسکا
بے ٹھکانے کے بتاتے ہین ٹھکانے ہمکو

وہ بلا دوست ہین جب کوئی کڑی آئی ہے
نام لے لے کے پکارا ہے بلانے ہمکو

خار کیا کھائے گل دیکھ کے فرقت مین امیر
ایسے کتنے ہین ابھی داغ اوٹھانے ہمکو

آج محفل سے تم آئے ہو اوٹھانے ہمکو
ہاے وہ دن کہ جو اوٹھتے تھے بٹھانے ہمکو

منھ سے شب ہجر دکھایا نہ قضا نے ہمکو
کون پوچھیگا نہ پوچھا جو خدا اسنے ہمکو

حوصلہ دل سے تڑپنے کا نکلتا کیونکر
دم ہی لینے نہ دیا تیغ ادا اسنے ہمکو

تیغ جلاد نے جوہر کو کیا ہم سے عزیز
آنکھ اوٹھا کر بھی تو دیکھا نہ قضا نے ہمکو

اتنی نسبت بھی کفایت ہی یہان بخشش کو
کاش وہ اپنا گنہگار ہی جانے ہمکو

حلقۂ زلف مین پھنسکر کوئی نکلا ہے کبھی
موت کے منھ سے چھڑایا ہی قضا نے ہمکو

مسجدون مین کبھی بھیجا کبھی بتخانون مین
ٹھیک ٹھیک اوسنے بتائے نہ ٹھکانے ہمکو

آتے جاتے ہو وہان غیر کے گھر تم ہر شب
رشک آتا ہے یہان روز ستانے ہمکو

یاد آئین تری آنکھین تو یہ سمجھے دم نزع
حورین فردوس سے آئی ہین بلانے ہمکو

اوس ستمگر نے جو پہلو سے اوٹھایا اپنے
درد دل تو بھی ترا اوٹھا نہ بٹھانے ہمکو

لیکے چلے داغ ہزارون چمن ہستی سے
زندگی لائی تھی کیا سیر دکھانے ہمکو

مدد اے مرگ کہ آفت مین پھنسا رکھا ہے
آگ نے خاک نے پانی نے ہوا نے ہمکو

سنکے آواز موذن کی شب وصل کی صبح
صاف سمجھے کہ بلایا ہے خدا نے ہمکو

ہین وہ میکش جو گرے ہین کبھی لغزش کھاکر
بدلیان دوڑکے آئی ہین اوٹھانے ہمکو

امتحان تھا جو ہمارا او سے منظور نظر
ذبح رک رک کے کیا تیغ ادا نے ہمکو

وہ پر کاہ سہی اس گلشن ہستی مین
دوش سے پھینک دیا باد صبا نے ہمکو

پیچ پر پیچ دیے زلف دوتا نے ہمکو
کن بلاؤن مین پھنسایا ہے خدا نے ہمکو

پر لگا بنئے یہ ترے تیر ادا نے ہمکو
تھک گئی دوڑکے پایا نہ قضا نے ہمکو

تو وہ تیر و نکا کیا تیر ادا نے ہمکو
شکر صد شکر لگایا تو ٹھکانے ہمکو

تیرے بیمار سے یہ بیخبری کہتی ہے
کہ خبر کو ترے بھیجا ہے قضا نے ہمکو

کہتے ہین حشر وہ رفتار سے برپا کرکے
ایسے کتنے ابھی فتنے ہین جگانے ہمکو

کی ہے جب شوق سے منعم کی عمارت پہ نظر
عبرت آئی ہے وہین گور جھکانے ہمکو

سارے عالم مین یہ شہرت ہے قضا نے مارا
واہ کس پردے مین مارا ہے ادا نے ہمکو

وہ کہین گے نہ اوٹھا صدمۂ فرقت دو دن
موت کیون آئی ہے یہ داغ لگانے ہمکو

دفن بھی اپنی گلی مین نہ کیا وائے نصیب
مرگئے پر بھی لگایا نہ ٹھکانے ہمکو

ڈھیرون انگور پڑے کٹتے ہین ساقی لیکن
ہاتھ آتے نہین دو چار بھی دانے ہمکو

عیش کرنے کو تو تمکو کیا ہے پیدا
رنج اوٹھانے کو بنایا ہے خدا نے ہمکو

عشق ابرو مین خدا پار لگائے بیڑا
آب شمشیر مین غوطے ہین لگانے ہمکو

حیرت عارض جلاد سے سکتا جو ہوا
آئی تیغ اجل آئینہ دکھانے ہمکو

نقد ہوش و خرد و صبر نہ چھوڑا کچھ امیر
آج لوٹا غضب اوس دزد حنا نے ہمکو

ہون وہ بُلبل گُل نلک بیونجون تو گلشن خشک ہو
مثل خار آشیان شاخ نشیمن خشک ہو

چاہتا ہی سوز فرقت اس محیط حسن کا
تن مین مثل خار ماہی ہر رگ تن خشک ہو

تازگی ہے روی جانان کی زنخدان کی سبب
چاہ حسن گلشن مین ہو کیونکر وہ گلشن خشک ہو

تابش خورشید محشر سے کے پڑتی ہے امید
مجھ سے تر دامن کا بھی شاید کہ دامن خشک ہو

ہون وہ پیاسا ذبح کے دم بھی مین سیراب ہون
حلق مین پانی بسان آب آہن خشک ہو

زیست پیری مین کہان رونق جوانی کی گئی
کیا رہی روشن چراغ ایدل جو روغن خشک ہو

تیغ کھینچے میکدے کی سمت اگر آئے وہ ترک
بت کا زہرہ آب ہو خون برہمن خشک ہو

آبیاری ہی اگر بلبل کی اشکون کی یہی
ہی یقین فصل خزان مین بھی نہ گلشن خشک ہو

داغ دل ہی گرم اپنی خاک ہی گیا ہے عجب
چادر گل پڑتی ہے بالاے مدفن خشک ہو

اور بھی گردون ستاتا ہی جو پاتا ہے ضعیف
پایمال گاؤ دہقان ہو جو خرمن خشک ہو

حسرت دیدار مین کھینچون اگر مین آہ سرد
ایک جھوکے مین یقین ہی نخل ایمن خشک ہو

چھین کر رخت سفر پامال ظالم نے کیا
پانون شل ہو جائین یارب دست رہزن خشک ہو

اوس مسی آلودہ لب کا وصف کیا کوئی کرے
سامنے سب کے زبان برگ سوسن خشک ہو

چھیڑتی ہی روز اسے قاتل کی تیغ آبدار
غیر ممکن ہی کہ اپنا زخم گردن خشک ہو

حسرت دیدار ہی ہمکو مکان یار کی
دیدۂ تر کیا برنگ چشم روزن خشک ہو

مین اگر رونے پہ آؤن صورت ابر بہار
سبز ہو دم بھر مین بر سوز کا جو گلشن خشک ہو

اسقدر ہو بخیہ گر کو غم جو دیکھے میرے زخم
جان مثل رشتہ تن مانند سوزن خشک ہو

اس گلستان مین ہی مجھ سا کون طائر بے نصیب
پانون رکھون مین جہان شاخ نشیمن خشک ہو

کیا حرارت ہی لگاؤن مین اگر منہ سے امیر
جام مثل چشمۂ خورشید روشن خشک ہو

چھوڑو نہین اے بتو حیا کو
کیا منہ نہ دکھاؤ گے خدا کو

اٹکاؤ نہ گیسوے رسا کو
پیچھے نہ لگاؤ اس بلا کو

ظالم تجھے دل دیا خطا کی
بس بس مین پہونچ گیا سزا کو

کانٹون سے کہو سنبھال لینا
آتا ہے غش اک برہنہ پا کو

بلبل کو ملی ہو باغبانی
رو کے در باغ پر صبا کو

ای حضرتِ دل بتون کو سجدہ
اتنا تو نہ بھولیے خدا کو

گل کر گئی میری شمع تربت
کیا موج یہ آگئی صبا کو

کوچے مین ترے ملا یہ آرام
نیند آگئی چشم نقش پا کو

اتنا بکیے کہ کچھ کہے وہ
یون کھولیے قفل مدعا کو

کہتا ہے یہ شوق قتل ہر دم
دم لینے نہ دیجیے قضا کو

کیا کیا تری چشمگین بجا ہین
دھو کے دیے تیر بے خطا کو

دکھلا کے ہم اپنی صنعت جانی
غصہ دلواتے ہین قضا کو

ہاتھ آئے اگر نگین حسرت
کھدوائیے نقش مدعا کو

راضی برضا ہون ای صنم مین
جو کچھ منظور ہو خدا کو

کہتی ہے امیر اوس سے شوخی
اب منھ نہ دکھائیے حیا کو

وصال یار سے ہی جو وصل امتحان کر دیکھو
خدا کی شان کہ دیکھین ہم آپکی آنکھیں
پڑا ہون ہجر مین مردے کی طرح بستر پر
جنازہ ہین نکلا ہی تو نکلنے دو
مری طرف سے کہے کوئی حضرت غم کو
کسی کا دل نہ دکھاؤ خدا کا خوف کرو

امیر یون ہی سہی چند روز ری دیکھو
نگاہ تک نہ کرو تم ادھر اُدھر دیکھو
ابھی تو جان سے آئے جو اک نظر دیکھو
ہمین کو بیٹھو جو جلمن سے جھانک کر دیکھو
بہت رہی مرے دل مین ابا ور گھر دیکھو
ذرا کلیجے پر اپنے تو ہاتھ دھر دیکھو

چھپا چھپا کے نظر بازیان ہون غیرون سے
ہمین سے آنکھ چُرانا ذرا ادھر دیکھو

دکھا کے تیغ کو تڑپا رہے ہو دیر ہی کیا
جو دیکھنا ہو تماشا تو ذبح کر دیکھو

ہر سحر عشق کہ جلتے پر نہین بلبل
لگی ہی آتش گُل باغ مین جدھر دیکھو

گیا تھا لیکے خط آیا ہے ہاتھ کٹوا کر
ذرا حذر اسکے لیے نشان نامہ بر دیکھو

ادھر اُٹھاؤ آنکھ یہ کیا شرم ہی خدا سے ڈرو
کسی کی جان کا ہو جائیگا ضرر دیکھو

بغیر غم نہین ممکن حصول دولت دہر
نظر جو آئے محرم کا چاند زر دیکھو

امیر جلوۂ وحدت سے آشنا ہو جو دل
وہی ظہور وہی شان ہے جدھر دیکھو

دل ہے وابستہ کسی زلف رسا سے کچھ ہو
اب تو سر مین یہی سودا ہی بلا سے کچھ ہو

فکر بیجا ہے طبیبو مرض عشق ہے یہ
غیر ممکن ہے کہ تخفیف دوا سے کچھ ہو

دیکھے خط اب کسے بھیجون کہ بر آئے مطلب
جب نہ قاصد نہ کبوتر نہ صبا سے کچھ ہو

مل گئے وہ کسی رستے مین تو مانند غبار
ہم لپٹ جائینگے دامان قبا سے کچھ ہو

جان پر کھیل گیا مین تو کہا اُس بُت نے
مین نہ سمجھا تھا کہ تم فضل خدا سے کچھ ہو

نظر آجائے جو اُس زلف سیہ کی ناگن
ڈال دون ہاتھ مغز مین بلا سے کچھ ہو

تیرے بیمار محبت کی ہی صحت مشکل
فکر ہو لاکھ دوا سے نہ دعا سے کچھ ہو

سخت جان وہ ہون نہ کٹ جاؤن اگر شرم سی مین
شرط کرتا ہون جو پھر تیغ قضا سے کچھ ہو

ہے معما دہن تنگ کا دشوار بہت
حل مطلب ہو تو شاید شعرا سے کچھ ہو

تو بھی آخر کسی در کا ہے گدا اے سلطان
عفو لازم ہے جو تقصیر گدا سے کچھ ہو

نہ محبت کی وہ آنکھین نہ وہ الفت کی نگاہ
حال دل کس سے کہون تم تو خفا سی کچھ ہو

بادۂ سرخ ملے تم سے یہ امید کہان
سنبھو تم تو مرے خون کے پیاسے کچھ ہو

متوقع در دولت پہ کھڑے ہین کب سے
اب تو ہمکو بھی عطا خوان عطا سے کچھ ہو

کوے جاناں میں کوئی دم تو ٹھہر جا ہی پاؤں — ایسی افتاد مری لغزش پا سے کچھ ہو

عالم فقر میں تکلیف گوارا ہے امیر
نہ میں گے نہ ملیں گے امرا سے کچھ ہو

دیر سے قتل کے مشتاق ہیں باہر آؤ — دیکھو اتنا نہ کھنچو کھینچ کے خنجر آؤ

آمد و شد نفس چند کی باقی ہے فقط — اپنے گھر مجھکو بلاؤ کہ مرے گھر آؤ

نہ سہی زیست میں مرنے پہ تو ہو میری خبر — اب نہ آؤ تو جنازے پہ مقرر آؤ

دیکھنے کوئی نہ آتے مری تربت پہ کہیں — چاندنی شب ہے ذرا اوڑھ کے چادر آؤ

دیکھکر آئینے کو عکس سے کہتا ہے وہ شوخ — کچھ اگر حسن کا دعوی ہے تو باہر آؤ

نذر عاشق کی ہر گز کچھ ہوتے نہیں ہیں صاحب — دل و جان دونوں جو لینے میں مکرر آؤ

ساتھ اگر راہ میں ہے باتیں بھی ہوتی جائیں — آگے پیچھے نہ چلو میرے برابر آؤ

جان کی طرح نہ پڑ جائے شکم پر کوئی آنکھ — کھول کر بند نہ در وا نہ کسی کے باہر آؤ

جاں بلب ہوں میں عیادت پہ اٹھی کیوں تاب — مژدہ اللہ کو تم پھر ہمیشہ آؤ

شب مہ جانے کا درباں ہو گئے یار امیر
میری آنکھوں پہ تم آؤ مرے سر پہ آؤ

حشر کے روز بھی تشنہ دہانی مجھکو — دے تری تیغ جو اک قطرہ بھی پانی مجھکو

تیز ہی موج اگر بحر رواں میں دیکھے — یاد آئی تری شمشیر کی روانی مجھکو

آب خنجر سے تری پیاس کوئی بجھتی ہے — اور بھی آگ لگاتا ہے یہ پانی مجھکو

خوبرویوں میں صنم ایک ہے تو ایک ہے تو — نظر آتا نہیں تیرا کوئی ثانی مجھکو

اور کسی سے ہیں وہاں اور کوئی یار کے وصف — خوب معلوم ہیں یہ راز نہانی مجھکو

دہن تنگ کا ہر یہ مطلب کہ وہاں میں بھی نہاں — ہم پہ بھیجا ہے تری دید ان نشانی مجھکو

نوجواں کوئی جو پیری میں نظر آتا ہے — یاد آتی ہے بہت اپنی جوانی مجھکو

داغ کھا کھا کے کرون اپنی مین اوقات بسر
اسلیے دیتے ہین چھلا وہ نشانی مجھکو

بات وہ کر کہ مری خواہ ترے کام کی ہو
ایسی اے بُت نہ سنا رام کہانی مجھکو

جسطرح صبح کو خورشید عیان ہوتا ہے
آ کے پیری نے دیا داغ جوانی مجھکو

بے خطر خاک تہ سقف فلک بیٹھون مین
نظر آتی ہے نہایت یہ پُرانی مجھکو

سینہ جلتا ہے پلا جلد شراب اے ساقی
آگ بھڑکی ہوئی ہے چاہیے پانی مجھکو

یہ موحد تو سمجھے نہین اطلاق صحیح
کہین اول تو بتا دین کوئی ثانی مجھکو

آرزو اسلیے فردوس کی مجھ پیر کو ہے
ہاتھ آئیگی وہان میری جوانی مجھکو

خوف ہجر وصف مین اوس چاہ ذقن کے اتنا
کہ ڈبو دے نہ طبیعت کی روانی مجھکو

نغمہ سنجان گلستان سخن ہین جو امیر
کہتے ہین بلبل گلزار معانی مجھکو

بل دلا دیر سے کرتا ہے اشارے گیسو
نہ زبان ہے نہ دہن ہے کہ پکارے گیسو

خط شبگون پہ یہ آتے نہین پیارے گیسو
جال پر جال بچھاتے ہین تمھارے گیسو

یہ تر و تازہ چمن ہے کہ تمھارا عارض
یہ دھوان دھار گھٹا ہے کہ تمھارے گیسو

مچھلیان دام سمجھکر ہین جو موجون مین نہان
کھل گئے کسکے یہ دریا کے کنارے گیسو

دن کو رخسار دکھاتا ہے فروغ خورشید
شب کو چمکاتے ہین افشان کے ستارے گیسو

بال کنگھی سے جو سُلجھائے تو دل اولجھایا
تیرہ بختون کو بگاڑا جو سنوارے گیسو

دل صد چاک نے شانے سے کہا جل کے یہ رات
اوس سیہ کار تجھے باندھ کے مارے گیسو

شہر سے بڑھ کے اگر جانب صحرا جائین
شانۂ غزال سے سُلجھائین چکارے گیسو

ہو چکے جن و بشر قید ملک باقی ہین
اب سر عرش سے زنجیر اوتارے گیسو

عاشقون کے دل پر داغ سے ایسے چمکے
ہو گئے شہپر طاؤس تمھارے گیسو

سانپ نے گھیر لیا گلشن جنت گویا

حلقہ حلقہ سنبل عارض کے کنارے گیسو

ہون مین وہ میکش اُٹھا ساقی مری تعظیم کو
گردن مینا سے (ی) خم ہوگئی تسلیم کو

آتے ہی اُس مست کے گلزار مین آئی ہے بہار
ابر اُٹھا تعظیم کو شاخین جھکین تسلیم کو

ساغر جمشید سے کچھ ساغر مے کم نہین
دیکھتے ہین بادہ کش گھر بیٹھے ہفت اقلیم کو

غیر کو دشنام دو بوسہ عنایت ہو مجھے
چاہیے مردم شناسی صاحب تقسیم کو

بیٹھے بیٹھے میرے پہلو سے جو وہ عیسیٰ اُٹھا
درد دل بھی ساتھ ہی اُسکے اوٹھا تعظیم کو

لب پر اے غنچہ دہن تحریر مسی کی نہین
کاتب تقدیر نے خلعت دیا ہے میم کو

نقد آمرزش کا طالب ہے اگر اے خود فروش
تول میزان عدالت مین امید و بیم کو

ہین جو مردان خدا آفت مین راحت ہے انھین
عید تھی قربانی فرزند ابراہیم کو

عہد خالی خال ہے کنج دہن مین یار کے
ہے تعجب میم کا نقطہ دیا ہے میم کو

خاک اُڑاتے تشنگان عشق کر آتے ہین غول
کہدو رضوان سے بچائے کوثر و تسنیم کو

جنکے منزل کا نشان ملتا ہے اے اہل فنا
ہر قدم پر خضر ہے نقش قدم تسلیم کو

مال رکھنے کو نہین کہدو غنی سے بانٹ دے
لفظ مین تقسیم کے داخل کیا ہے سیم کو

اپنے وقت مرگ سے غافل رہے اختر شناس
گو برابر جان سے رکھا کیے تقویم کو

چشمۂ دیدار جانان کی ہین دو نہرین امیر
جانتا ہون خوب اصل کوثر و تسنیم کو

جنکے منفر آیا ہے واعظ کیا مری تعلیم کو
اک دوراہہ جانتا ہون مین امید و بیم کو

تیغ قاتل سے صفائی مین برابر ہی سہی
یہ روانی کب ملی ہے کوثر و تسنیم کو

دو قدم اس ناز سے میں سرزمین پر تم چلو
اوٹھ کھڑے ہون سیکڑون فتنے وہان تعظیم کو

دشت ہستی مین قدم بڑھکر ہٹے پیچھے نہ پھر
ساتھ ہی عمر روان غافل اسی تعلیم کو

جادۂ تیغ قضا پر سر کے بھل عاشق چلے
طے کیا کس حوصلے سے منزل تسلیم کو

پہ

نام کو ہی اک نشان باقی دہن اُسکا کہان
کاتب قدرت نے لکھ کر چھیل ڈالا میم کو

فتنہ برپا ذات سے مفسد کی ہوتا ہی ضرور
کیا ہوا اُٹھے اگر وہ غیر کی تعظیم کو

حشر کے دن نامۂ اعمال کا کیا ہی اعتبار
سال بھر کے بعد باطل کہتے ہین تقویم کو

یہ غزل رنگین سناؤن مین ظہوری کو اگر
دھوئے آب شرم سے گلزار ابراہیم کو

کبر و دولت کیا جو کرتا ہے زمانہ انقلاب
دم مین کر دیتا ہی کچکول گدا دیہیم کو

بھیجتا ہون پہلے مین گور غریبان کی طرف
گھر مین آتے ہین کبھی مردود اگر ترمیم کو

آہ کی شمشیر پہ تکیہ ہے نامردون کا کام
مرد رکھتے ہین کمر مین خنجر تسلیم کو

یہ وظیفہ سب وظیفون سے ہی بہتر اے امیر
یاد احمدؐ کو کرون یا احمد بے میم کو

انسان عزیز خاطر اہل جہان نہو
وہ مہربان نہو تو کوئی مہربان نہو

کلفت کا اپنے نالہ کشی مین نشان نہو
ہم سو برس جو آگ جلائین دھوان نہو

مشاطہ چاہیے رخ زیبا کے واسطے
کس کام کا وہ باغ جہان باغبان نہو

ممکن نہین کہ زلف سے الجھے نہ اُسکی زلف
قرآن کی طرح سے جو وہ رخ درمیان نہو

کیا داغ سینہ زیر گریبان چھپائیے
خورشید دامن گردون مین نہان نہو

تار نظر سے بڑھکے ہی لاغر مرا بدن
عشق کمر مین یون بھی کوئی ناتوان نہو

کیونکر ہمارے یوسف دل کا پتا لگے
چاہ ذقن پہ جب گذر کاروان نہو

لکھتا ہون وصف عارض و ابروی یار کے
کیون صفحۂ آفتاب قلم کہکشان نہو

پیری مین بھی گیا نہ تغافل ہزار حیف
اتنا بھی کوئی طالب خواب گران نہو

ہر چار سو سے بعد فنا بھی کہان نجات
ممکن نہین کہ زیر زمین آسمان نہو

تا دم ہی ضبط نالہ دل لیکے مر گئے بھی
ہر لطف جام ٹوٹ چکی ہی روان نہو

ٹوٹین نہ رہروون کے اگر شیشہ ہائے دل
وحشت جنون مین کام کو ریگ روان نہو

آنکھون سے فایدہ جو نہ دیدار ہو نصیب
حاصل جبین سے کیا جو ترا آستان نہو

جانے اگر کہ جادہ عدم مین گر ائیگا
کوئی سوار توسن عمر روان نہو

وہ گل جو آئے تو یہ چمن کا ہو رنگ زرد
کچھ بھی امیر غیر گل زعفران نہو

عکس سے بچشو نہ آئینے مین اتنا دیکھو
جانے دو اپنی طرف اے گل رعنا دیکھو

چشم پوشی کا مین کرتا ہون جو اُنسے شکوہ
آنکھین دکھلاتے ہین وہ اور تماشا دیکھو

شوار نزہ مین عیسیٰ نے بہت سر مارا
تم بھی اس قالب بیروح کو ٹھکرا دیکھو

پھیرنے کے لیے دل آئے ہم یہان اے جان
کر چلے جان بھی نذر اور تماشا دیکھو

شوق اوس کوچے کا کہتا ہے یہی ہم سے امیر
خود چلو دوڑ کے قاصد کا نہ رستا دیکھو

میرے پہلو مین جو دیکھا خنجر جلاد کو
دل سے لاکھون حسرتین نکلین مبارکباد کو

ہون وہ دیوانہ بلاتا ہون جو مین فصاد کو
ساتھ لاتا ہے حمایت کے لیے جلاد کو

پر جو کھولے بھی تو کب کھولے خزان جب آگئی
رحم آیا بھی تو کب آیا مرے صیاد کو

قتل کرنے کا مرے اللہ رے اوس ظالم کو شوق
حکم تیغون دیدیے یکبارگی جلاد کو

یاد مین اک رشک عیسیٰ کی جو مین مرنے لگا
ہچکیان آئین دم آخر مبارکباد کو

خاک ہو جانے پہ بھی ظالم نہین ہوتا عزیز
کب کوئی دیتا ہے مٹی کشتۂ فولاد کو

زیر خنجر او دل بسمل تڑپ اچھی نہین
قہر ہو جائیگا گر رحم آگیا جلاد کو

سایۂ رحمت مین تیرے جا کے بیٹھے اے کریم
کیا ٹھکانا ہاتھ آیا ہے مری فریاد کو

مجھ سا صید خفتہ طالع کون ہوگا عندلیب
نغمہ سنجی سے مری نیند آگئی صیاد کو

دو قدم اوس مختصۂ عالم سے چل کر دیکھ سیر
خوب لڑوایا چمن مین قمری و شمشاد کو

جرم میرا کیا اگر قدمون پہ سر کٹ کر گرا
غیر جانے دیجیے کیا کیجیے افتاد کو

کیون نہین بھاتی عدو کو میری نظم طبع زاد
دوست رکھتی ہی عقیمہ غیر کی اولاد کو

ہمسری اوسکے قد موزون سی کرے جرم عظیم
کندہ دوزخ کا بنائیگا خدا شمشاد کو

شوق پڑھنے کا ہوا اوس طفل کو سنتے ہین ہم
مژدہ مکتب کو مبارک مرگ نو استاد کو

عید موسی کو ہوئی برق تجلی کی مگر
پہلے نظارے مین غش آیا مبارکباد کو

شکر کرتا ہون کہ پایا قدردان مدت کے بعد
داستان میری پسند آئی مرے صیاد کو

کیا کھلیگی فصد کیا سودا ہمارا ہوگا کم
ضعف ایسا ہی کہ رگ ملتی نہین فصاد کو

خوش ہوا ایسا وہ میری قتل کی سنکر خبر
جشن شادی کا کیا خلعت دیا جلاد کو

کس طرف سے آگیا جھونکا ہوائے مرگ کا
کیا پریشان کر دیا مجموعۂ اضداد کو

قید تھی مدت سے اب آزاد ہوتی ہی امیر
روح نکلیگی دعا دیتی ہوئی جلاد کو

پہلے تو مجھے کہا نکالو
پھر بولے غریب ہی بلالو

بیدل رکھنے سے فایدہ کیا
تم جان سے مجکو مار ڈالو

اُسنے بھی تو دیکھی ہین یہ آنکھین
آنکھ آرسی پر سمجھ کے ڈالو

آیا ہی وہ یہ بجھا بھی دو شمع
پروانون کو بزم سے نکالو

گھبراکے ہم آئے تھے سوے حشر
یان پیش ہے اور ماجرا لو

تکیے مین گیا تو مین پکارا
شب تیرہ ہی جاگو سونے والو

اورون پہ امیر تکیہ کب تک
تم بھی تو کچھ آپ کو سنبھالو

غربت مین وطن یاد دلاتی نہین مجکو
بھولے سے بھی ہچکی کوئی آتی نہین مجکو

کس منھ سے کرون قافلہ والون کی شکایت
آواز جرس بھی تو جگاتی نہین مجکو

ساقی کا گلہ کیا ہے جو دیتا نہین بوسہ
منھ دختر رز بھی تو لگاتی نہین مجکو

مین غنچۂ پژمردہ ہون گلزار جہان مین
کیسی ہے بہار آئی کھلاتی نہین مجھکو

مشتاق شہادت کو وہ دو ہاتھ لگا کر
کہتے ہین لگاوٹ سے بہت آتی نہین مجھکو

کیا بیخبری ہے کہ خبر یار کی مجھ تک
آتی بھی ہے تو آپ مین پاتی نہین مجھکو

کہتا ہے قیامت سے مرا طالع خفتہ
مردون کو جگاتی ہے جگاتی نہین مجھکو

وہ جنس ہون بازار جہان مین کہ قضا بھی
لینے کا تو کیا ذکر چکاتی نہین مجھکو

چھاتی سے لگاتا نہین تو قتل ہی کر یار
ہر روز کی تکرار تو بھاتی نہین مجھکو

سکتا ہے مجھے دیکھ کے رخسارۂ قاتل
کیون آئینۂ شمشیر دکھاتی نہین مجھکو

کچھ عار نہین تیری خوشامد سے پر اے یار
مجبور ہون مین اس سے کہ آتی نہین مجھکو

وہ مجرم بیقدر ہون مقتل مین مین تیرے
تلوار تری ہاتھ لگاتی نہین مجھکو

جھوٹھون بھی مجھے خوش نہین کرتی مری تقدیر
تصویر کی صورت بھی بناتی نہین مجھکو

آئینے کی صورت ہمہ تن چشم ہون لیکن
اسپر بھی وہ صورت نظر آتی نہین مجھکو

ہے خواب مین آنیکا امیر اُس سے جو وعدہ
موت ایک طرف نیند بھی آتی نہین مجھکو

پردے مین بھی منہ موت دکھاتی نہین مجھکو
کافور سے بو کے کفن آتی نہین مجھکو

افتاد ہے کیا موت جو آتی نہین مجھکو
ہون ناز کسی کا کہ اوٹھاتی نہین مجھکو

اس تنگ فضا سے مین نکل جاؤن کہین ورنہ
وحشت مری وہ راہ بتاتی نہین مجھکو

سر پر سے مرے ہو کے چلی جاتی ہے خلقت
کیا نقش قدم ہون کہ جگاتی نہین مجھکو

اس ڈر سے کہ برہم نہو ہنگامۂ محشر
آتی ہے قیامت تو اوٹھاتی نہین مجھکو

تکتی گور ہی تک سب ہی منہ دیکھنے والے
اب ایک کی صورت نظر آتی نہین مجھکو

لاغر ہی مین ایسا ہون تمھاری نہین تقصیر
بستر پہ مری موت بھی پاتی نہین مجھکو

کرتی نہین کب دختر رز مجھ سے شرارت
کس دن یہ بری آگ لگاتی نہین مجھکو

کوچے سے تری مین جو نکلتا ہون تو وحشت ہر کون سا کوچہ کہ جھکاتی نہین مجکو

ای ہمت دل ہاتھہ مین قاتل کے ہی تلوار اک دو قدم اور آگے بڑھاتی نہین مجکو

ہو جاؤن مین دو ہاتھہ مین اس پار سی اس پار تلوار تری گھات دکھاتی نہین مجکو

مین مست بھی ای دختر رز نشہ مین ہون چور کیون درد کے مانند بٹھاتی نہین مجکو

میکش مین بلا نوش ہون خم منھہ سی لگا دی ساقی یہ صراحی تو جھکاتی نہین مجکو

گردش مری قسمت کی چھڑاتی ہی وہ کوچہ ای لغزش پا تو بھی گراتی نہین مجکو

مین گل ہی امیر آپ کو اس باغ مین سمجھون
قسمت مری اتنا بھی ہنساتی نہین مجکو

اے ضبط دیکھہ عشق کی اونکو خبر نہو دل مین ہزار درد اوٹھے آنکھ تر نہو

مدت مین شام وصل ہوئی ہی مجھے نصیب دو چار سو برس تو الٰہی سحر نہو

اک پھول ہی گلاب کا آج اونکے ہاتھہ مین دھڑکا مجھے یہ ہے کہ کسی کا جگر نہو

ڈھونڈھے سے بھی نہ معنی باریک جب ملا دھوکا ہوا یہ مجکو کہ اوسکی کمر نہو

فرقت مین یان سیاہ زمانہ ہی مجکو کیا گردون پہ آفتاب نہو یا قمر نہو

دیکھی جو صورت ملک الموت نزع مین مین خوش ہوا کہ یار کا یہ نامہ بر نہو

آنکھین ملین ہین اشک بہانیکے واسطے بیکار ہی صدف جو صدف مین گہر نہو

الفت کی کیا امید وہ ایسا ہے بیوفا صحبت ہزار سال رہے کچھہ اثر نہو

طول شب وصال ہو مثل شب فراق نکلے نہ آفتاب الٰہی سحر نہو

منھہ پھیر کر کہا جو کہا مینے حال دل
چپ بھی رہو امیر مجھے درد سر نہو

ردیف ہاے ہوز

آیا نہ مرکے بھی شجر قد یار ہاتھہ طوبیٰ سے بھی بلند کہون اسکو جا رہا تھہ

پیری مین ضعف سے یہ نہین رعشہ دار ہاتھہ
ہین دامن قضا کے لیے بیقرار ہاتھہ

پہونچے کبھی نہ خواب مین بھی اُسکے پانٔون تک
پیدا کیے تھے کیون مرے پروردگار ہاتھہ

دل کو مرے بٹھاؤ یہ بیڑی یہ ہتھکڑی
ہے پانٔون کا قصور نہ تقصیر وار ہاتھہ

تکلیف سایلون کی جنون مین نہین پسند
دامن کو پھاڑ دون مین بڑھا کین جو خار ہاتھہ

اے گل یہ رنگ پنجۂ مرجان مین بھی نہین
دکھلا رہی ہین طرفہ حنا سے بہار ہاتھہ

ہے مرگ مجکو زیست کہ کوچے مین یار کے
دو گز زمین آگئی بہر مزار ہاتھہ

دبنے کی وجہ جنگ مین کیا ہے تمھین کہو
کیا میرے دو ہین اور رقیبونکے چار ہاتھہ

برہم سنو پھنسا کے مرے دل کو زلف یار
خوش قسمتونکو آتے ہین ایسے شکار ہاتھہ

بالغ جہانمین راحت بے غم کہان نصیب
پتون سے ملتے ہین شجر سایہ دار ہاتھہ

جب جا ہے دوڑ ہی ساتھہ مرے قیس نجد مین
میدان جیت لون گا مین بڑھکر ہزار ہاتھہ

تڑپا مین بحر خون مین تو قاتل نے یہ کہا
بڑا ہے یار اور لگا تین چار ہاتھہ

وہ سخت جان تھا عیز کہ تب سر جدا ہوا
سفاک نے جو گنکے لگائے ہزار ہاتھہ

ایک اُسکی چوٹ مین رہے سو پھنکیت کھیت
کتنا منجا ہوا ہے دم کارزار ہاتھہ

سمجھے یہ سب کہ سیکڑون منزل گیا امیر
پہونچا جہان زمین کے تلے کوئی چار ہاتھہ

دل جو سینے مین زار سا ہے کچھہ
غم سے بے اختیار سا ہے کچھہ

رخت ہستی بدن یہ ٹھیک نہین
جامۂ مستعار سا ہے کچھہ

چشم نرگس کہان وہ چشم کہان
نشہ کیسا خمار سا ہے کچھہ

نخل امید مین نہ پھول نہ پھل
شجر بے بہار سا ہے کچھہ

ساقیا ہجر مین یہ ابر نہین
آسمان پر غبار سا ہے کچھہ

کل تو آفت تھی دل کی بیتابی
آج بھی بے قرار سا ہے کچھہ

مردہ ہے دل تو گو رہے سینہ
داغ شمع مزار سا ہے کچھ

اسکو دنیا کی اوسکو خلد کی حرص
رند ہے کچھ نہ پارسا ہے کچھ

پہلے اس سے تھا ہوشیار امیر
اب بے اختیار سا ہے کچھ

داغ غم بھی ہو دلا نالۂ شبگیر کے ساتھ
گر سپاہی کو سپر چاہیے شمشیر کے ساتھ

تیر پر تیر لگا دیکھ کے او صید افگن
لوٹ جائے نہ قضا بھی کہین نخچیر کے ساتھ

کیا شبیہ رخ گلگون نے دکھایا عالم
کھنچ گیا رنگ مین نقاش بھی تصویر کے ساتھ

مانگ بالون مین ہے ابرو ہے قریب مژگان
تیغ عریان وہ سپر پر یہ کمان تیر کے ساتھ

حشر تک کشمکش زندگی و مرگ رہے
تم دم ذبح کہے یار جو تکبیر کے ساتھ

عرصۂ جنگ مین بھی پیچھے مے او ساقی
کیا مزا ہو جو چلے جام بھی شمشیر کے ساتھ

کیا ہوا تیری نگہ سے کوئی زندہ جو بچا
تھک گئے پاے اجل دوڑ کر اس تیر کی ساتھ

تو نے تیوری جو چڑھائی تو ہو سب قاتل
کھنچ گئین سیکڑون تیغین تری شمشیر کی ساتھ

بحر ہستی مین کہان چشم بقا مثل حباب
اُٹھتی ہے موج خرابی مری تعمیر کے ساتھ

میرے ہوتے نہ چھری پھیر کسی پر اے ترک
کاٹ ڈالون گا گلا گردن نخچیر کے ساتھ

ہون وہ دیوانہ رہا ہو کے بھی زندان مین ہا
کٹ گئے پانون بھی شاید مری زنجیر کی ساتھ

دی سزا اوس نے گنا ہونکی مجھے ہنس ہنسکر
گوہر نایاب ملے دُرّۂ تعزیر کے ساتھ

میرے پھنستے ہی ستمگر سے چھٹا شوق شکار
کٹ گئے تیر کے پر بازوے نخچیر کے ساتھ

بھر دیا درد یہ رگ رگ مین غم گیسو نے
ہڈی ہڈی مری غُل کرتی ہے زنجیر کے ساتھ

خط رخسار کو اوس مہر نے کیا یاد کیا
شرح شمسیہ پڑھی حاشیۂ میر کے ساتھ

ناتوانی نے یہان تک ہین اسیری مین سبک
پانون اوٹھ جاتے ہین اب نالۂ زنجیر کے ساتھ

اسطرح ساتھ ہے گردون کے مرا داغ دل
جسطرح راہ مین رہتا ہے مصاحب پیر کے ساتھ

بات سیدھی مری ہو جاتی ہی اُلٹی جو امیر
ضد ہی شاید مری تقدیر کو تدبیر کے ساتھ

اُنس رکھتا ہی بہت نالۂ شبگیر کے ساتھ
دل نکل جائے نہ یارب کہین اس تیر کے ساتھ

حوصلہ وار لگانے کا عبث ہی او ترک
کھنچ گئی روح بدن سے تری شمشیر کے ساتھ

او کماندار یہ چٹکی کی صفائی کا ہی لطف
دل بھی پہلو سے نکلجائے ترے تیر کے ساتھ

خوب دیکھا تو نہین کوئی کسی کا بس مرگ
طفل ہمراہ جوان ہی نہ جوان پیر کے ساتھ

قتل کرتے ہین وہ مین اُنکو دعا دیتا ہون
چلتی ہے میری زبان یار کی شمشیر کے ساتھ

چرخ گردان ہی وہی رستم و سہراب کہان
تھک گئے کیسے جوان دوڑ کے اس پیر کے ساتھ

صید اوس ترک کا بچتا نہین کتنا بھاگے
کوسون آتی ہے قضا دوڑ کے نخچیر کے ساتھ

یار کی حسن جوانی کو بٹاتا ہے فلک
مین بھی مٹ جاؤن الٰہی اسی تصویر کے ساتھ

حسن صورت نے مصور کو کیا مستغنی
ہاتھ کھینچا ہی جہان تری تصویر کے ساتھ

کب پھرین گوشہ نشین لاکھ زمانہ پھر جائے
قطب گردش نہین کرتا فلک پیر کے ساتھ

مین صبیون کا ہون بیمار مری نسخے مین
عرق شیر بھی ہو قرص طباشیر کے ساتھ

قابل نطق نہین کلک کے مانند زبان
خامشی خلق ہوئی ہی مری تقریر کے ساتھ

ظلم یاد آتے ہین اس بت کی جو پڑھتا ہون نماز
منھ سے فریاد نکل جاتی ہے تکبیر کے ساتھ

جلوے مہر مین ذرہ نظر آئے سب کو
حور کا نقشہ جو کھینچین تری تصویر کے ساتھ

ہون وہ نخچیر مجھے دیکھ کے یہ گھبرایا
دست قاتل سے کمان چھوٹ گئی تیر کے ساتھ

کیا عجب مین بھی شہیدون مین ہون محسوب امیر
اُنس رکھتا ہون بہت حضرتِ شبیر کے ساتھ

بڑھ کے تصویر سے لاغر ترا حیران ہی کچھ
ہڈیان چار بدن مین ہین فقط جان ہی کچھ

وصل کی راتمین ٹری ہجر کی چھوٹی ہون اگر
یہ تو کہ ای فلک اسمین ترا نقصان ہی کچھ

میرے مرنے کی خبر کوئی کہے تو اوس سے
کیوں موا کیا نہ سمجھ جائیگا نادان ہے کچھ

وصل میں بولے وہ گھبرا کے مری صحبت سے
کیا کرے بات کوئی اس سے یہ انسان ہے کچھ

یاد عزیزوں کو تو ہر وقت کیا کرتے ہو
یہ تو فرماؤ ہمارا بھی کبھی دھیان ہے کچھ

حال پوچھے جو وہ قاصد فقط اتنا کہنا
آج کل غم ہے بہت سخت پریشان ہے کچھ

دیکیے بوسہ مجھے وہ وصل میں کہتے ہیں امیر
سچ بتا دل میں ترے اور بھی ارمان ہے کچھ

رند مشرب ہم ہوئے دستِ سبو پر دھر کے ہاتھ
دستگیری اب ہے ساقی ساقیِ کوثر کے ہاتھ

عشق بت بتخانے سے جانے نہیں دیتا مجھے
دب گیا ہے کیا کروں زاہد تلے پتھر کے ہاتھ

دخل جو رکھتا ہے فن میں قدرداں ہوتا ہے خوب
بیچیے آئینہ دل چل کے اسکندر کے ہاتھ

لاش بھی مدفون اسی کے کوچے میں ہو یا خدا
دامن جلاد آیا ہے مجھے مر مر کے ہاتھ

اسلیے تا جائے نامہ کوئی دے جائے فریب
خط مجھے بھیجا تو بھیجا اوسنے بازیگر کے ہاتھ

سخت جانی مجکو شرمندہ نہ قاتل سے کرے
آبرو اب اے گلو ہے تیزیِ خنجر کے ہاتھ

فصل گل آئی ہوئے سب مست اب کیسا لحاظ
گردن قاضی میں ہیں بست مئے احمر کے ہاتھ

لاکھ ہوں سامان دولت ایک بھی بستا نہیں
دونوں خالی پائے بعد مرگ اسکندر کے ہاتھ

دست نازک سے اٹھینگے کب کڑی بھاری امیر
گر سنے میری تو باندھوں سامنے زرگر کے ہاتھ

ردیف یائے تحتانی

زیور سے بڑھ کے تجکو تری چال ہو گئی
موج خرام پاؤں میں خلخال ہو گئی

زلف اوسکی مرغ دل کے لیے جال ہو گئی
چوٹی گندھی تو جان کا جنجال ہو گئی

اللہ رے گرسیاں ترے وحشی کی اے پری
زنجیر پاؤں میں جو پڑی لال ہو گئی

کیسا سلوک مجھ سے کیا اشک شرم نے
زائل سیاہی خط اعمال ہو گئی

خوش خوش سمند ناز کو دوڑا رہی ہین وہ
کیا غم کسی کی لاش جو پامال ہو گئی

چھوڑا وہ بحر حُسن پڑے ہم عذاب مین
فرقت مین جو گھڑی تھی وہ گھڑیال ہو گئی

دیتا ہماری لاش کو غربت مین کون غسل
روئی جو چشم تر وہی غسال ہو گئی

یہ وصف مین کیا شعرا نے مبالغہ
نقطہ دہان تنگ کمر بال ہو گئی

ملتے نہین جو سکۂ داغِ جنون ہمین
ای عشق بند کیا تری ٹکسال ہو گئی

دل مل گئے وصال کے سودا اٹھہر گیا
الفت کی آنکھ بیچ مین دلال ہو گئی

ادبار تھا فراق تھا جب تک کہ یار سے
وہ مل گئے ترقی اقبال ہو گئی

راتون کو مصحف کے آنے لگا ہی وہ مہروش
ہر شام صبح غرّۂ شوال ہو گئی

پایا نہ اوس سے تو نے کبھو تر جواب خط
آنکھ اس سے روتے روتے تری لال ہو گئی

آیا تھا سوے حشر مین تفریح کے لیے
یان تو شروع پرسشِ اعمال ہو گئی

ساقی ہے وقت رزمِ حسین کون خوش مزاج
کین اور گریبان جو گمن سال ہو گئی

آرایش اُسکی زلف نے کس کس طرح سے کی
ہنسلی گلے مین پانون مین خلخال ہو گئی

محفل مین کہہ رہی ہے انا الحق پکار کے
منصور کی زبان تری تمثال ہو گئی

کرتے ہین ہم تصفیے فرقت زلفِ سیاہ مین
یہ کالکا ہمارے لیے کال ہو گئی

اچھا ہوا کہ مرگ سے ہم پہلے مر گئے
ہونی جو تھی امیر وہ ہی المحال ہو گئی

چاہنا ہمکو تو اوسکا چاہیے
وہ ہمین چاہے تو پھر کیا چاہیے

دل سے جب پوچھا مجھے کیا چاہیے
ورد بول اوٹھا تڑپنا چاہیے

کان جب آواز سنتے ہین تری
آنکھ کہتی ہے کہ دیکھا چاہیے

بوالہوس اوپر ادعاے سوز عشق
داغ کھانے کو کلیجا چاہیے

دل مرا کٹتا ہے سنکر شور حشر
یہ نمک زخمون پہ چھڑکا چاہیے

رخنہ ڈالنے کا ہٹ اُنسے خواب مین / خواب کب آتا ہے دیکھا چاہیے

حرص دنیا کا بہت قصہ ہی طول / آدمی کو صبر تھوڑا چاہیے

طالب بے پردگی ہی اوسنے حسن / شرم کہتی ہے کہ پردا چاہیے

امتحان ہی دوست دشمن کا عبث / یہ تو اپنے دل سے پوچھا چاہیے

دوست میرا ہنس رہا ہی غیر سے / جان کو دشمن کے رویا چاہیے

خشک لب ہین صورت دریا تو یون / وسعت دل مثل دریا چاہیے

ترک لذت بھی نہین لذت سے کم / کچھ مزہ اسکا بھی چکھا چاہیے

یون وہ بوسے دینے جب اوسنے کہا / چاہنے والون کو چاہا چاہیے

تم نے چاہا مجھکو مین نے غیر کو / اپنا اپنا جی اسے کیا چاہیے

ہے مزاج اوسکا بہت نازک اسیر
منہ سے اظہار تمنا چاہیے

مشکل آسان ہوئی تیرے گنہگارون کی / حیف منہ موڑ گئی باڑھ بھی تلوارون کی

ہچکیون کی ملک الموت نے جھلائی ہی ڈاک / موت گھر گھر مین ہی دعوت ترے بیمارون کی

گرنہ انکار رہے حزن سے ای تیر نگہ / دیکھ کچھ کہتی ہے سرخی ترے بیمارون کی

پا بسر چھوڑتے ہین چار گھڑی رونق ہین / مجلس وعظ نہین بزم ہے میخوارون کی

اک ذرا پانون اوٹھائے ہوے ای توسن عمر / مردون سے عبرت آئی نہین کچھ یارون کی

کھول کر بال جو آتے ہین وہ زندان کی طرف / کچھ بڑھا جاتے ہین میعاد گرفتارون کی

دم نکلنے پہ بھی اون ابروون کا دھیان رہا / قطع کی راہ عدم چھاؤن مین تلوارون کی

دل شکستہ ہی جو توبہ تو عجب کیا زاہد / ہی نکالی ہوئی صحبت سے یہ میخوارون کی

سب کو پاس اپنون کا ہوتا ہی یہ ہی عفو کا حکم / بیگناہون سے صف آگے ہو گنہگارون کی

پیچھے پر طائرون کو دیتا ہی صیاد قضا / قینچیان پہلے عطا ہوتی ہین منقارون کی

خون گرفتہ ہون مین ایسا مری سنکر آمد
ڈاک بٹھلائی ہے قاتل نے مزدارونکی

آئے کیسی ہی کڑی اُن نہین کرتے عاشق
قید آواز بھی ہر اونکی گرفتارونکی

مین وہ وحشی ہون کہ جب کوچۂ جانان مین گیا
سایہ پوشیدہ ہوا آڑ مین دیوارونکی

ہو مزہ وصل کا کیا ہوش اڑا دیتی ہے
بھینی بھینی مہک ای یار ترے ہارونکی

ہمہ تن فکر ہون مین فکر غزل کیا ہو امیر
شعر گوئی نہین خاطر ہے فقط یارونکی

سیر منظور ہے اوس ماہ کو بازارونکی
اب چمک جائیگی تقدیر خریدارونکی

حد نہین کچھ مری یوسف کی خریدارونکی
بھیو نکتے سے شہر نہ گرمی کہین بازارونکی

انکی پلکون سے یہ قالب کیے تیرون نے تہی
شکل پیکانون مین پیدا ہوئی سوفارونکی

نامہ بر کوچۂ قاتل کا یہ کافی ہے پتا
مینہہ وہان تیرون کا بوچھار ہے تلوارونکی

ہون وہ دیوانۂ گیسو کہ گریبان کی عوض
دھجیان ہاتھ مین رکھتا ہون مین کہسارونکی

گھر سے تو کھینچ سے شمشیر نکل تو قاتل
بھیڑ چھٹ جائیگی دم بھر مین گنہگارونکی

کو کنارون کی ہوا سے نہین ہلتے ہین درخت
ڈولیان ہین یہ ترے خال کے بیمارونکی

دفعتہً پڑ گئی جب چاہ زنخدان پہ نگاہ
جا رہین آنکھین گڑھے مین ترے بیمارونکی

مر گئے ہم تو بنا آئینہ خانے مین مزار
دل سے الفت نہ گئی آئینہ رخسارونکی

اتنی توفیق معلم کو الٰہی ہو کہ دے
ساتھ عیدی کے اوسے فرد گنہگارونکی

بوسۂ لب نہین دیتے وہ شکر رنجی ہے
تلخ ہو زیست نہ کس طرح نمکخوارونکی

داور حشر سے محشر مین کہینگے میخوار
یہی ٹکڑ ہی رہی جاتی ہے گنہگارونکی

ایسے زندان محبت مین ہین جو کی سر سے
کہ نکل سکتی نہین جان گرفتارون کی

چٹکیان لین یہ کلیجے مین کہ دل چیخ اوٹھا
دو گھڑی بیٹھے تھے کل بزم مین وہ یارونکی

گڑ گئی آپ مری لاش نہ خاک امیر

مرکے تکلیف گوارا ہوئی یارون کی

مین رو کے آہ کرونگا جہان رہے نہ رہے
زمین رہے نہ رہے آسمان رہے نہ رہے

رہے وہ جان جہان یہ جہان رہے نہ رہے
مکین کی غیر ہو یا رب مکان رہے نہ رہے

ابھی مزار پہ احباب فاتحہ پڑھ لین
پھر اسقدر بھی ہمارا نشان رہے نہ رہے

پس شباب ہو کیا اعتبار جمع حواس
کہ ایک شب سے سوا کاروان رہے نہ رہے

خدا کے واسطے کلمہ بتون کا پڑھ ہزاہد
پھر اختیار مین غافل زبان رہے نہ رہے

ہمارے دل سے مٹے گا نہ داغ شوق سجود
جبین رہے نہ رہے آستان رہے نہ رہے

خزان تو خیر سے گذری چمن مین بلبل کو
بہار آئی ہے اب آشیان رہے نہ رہے

چلا تو ہون پئے اظہار درد دل دیکھون
حضور یار مجال بیان رہے نہ رہے

کرونگا مرکے بھی میدان عشق مین تگ و تاز
سمند عمر روان زیر ران رہے نہ رہے

تڑپ رہی جو یہی دل کی بعد مرنے کی
زمین گور تہ آسمان رہے نہ رہے

قیام روح پہ قالب مین اعتماد نہ کر
کچھ اعتبار نہین میہمان رہے نہ رہے

روان ہے تیغ لگا دے مرا ابھی بیڑا پار
پھر اسطرح سے یہ کشتی روان رہے نہ رہے

شب وصال غنیمت ہے پھر خدا جانے
کہ صبح کو وہ قمر مہربان رہے نہ رہے

چلا ہون کوچۂ قاتل کو مرکے پھل دیکھون
یہ حال دل کا دم امتحان رہے نہ رہے

دو روزہ زیست غنیمت ہے ذکر حق کرلے
بدن مین جان دہن مین زبان رہے نہ رہے

امیر جمع ہین احباب درد دل کہہ لے
پھر التفات دل دوستان رہے نہ رہے

زمانہ ہو گیا مدہوش چشم مست دلبر سے
تماشا ہی جھلکی محفل کی محفل ایک ساغر سے

پڑا ہے داغ میرے دل مین عشق قد دلبر سے
یہ سودا ہاتھ آیا ہے مجھے بازار محشر سے

گریزان کیون ہنون عیار میری آہ کو سنکر
شیاطین بھاگتے ہین نعرۂ اللہ اکبر سے

نہین مین جنکے یہ نگر دنمی چالین دکھاتے ہین
گلون سے تن کے چلتے ہین اکڑتے ہین صنوبر سے

یہ روز و شب نہین کٹتے ہین غافل زندگانی کے
نکل جاتا ہی ہر روز اک ورق تیرے دفتر سے

بٹھا کر روبرو مجکو جو دیکھا اُس نے آئینہ
مقدر لڑ گیا میرا سکندر کے مقدر سے

جواب خط نہ لائے دونون آخر روز حشر آیا
الٰہی اب لڑون قاصد سے یا جھگڑون کبوتر سے

حسین کہتے ہین سر ہی دنکو پاکر اپنے مجمع مین
نکل کر اب کہان جاتا ہی یہ نخچیر لشکر سے

نہایت الفت چاہ ذقن مین دل پریشان ہی
کنوئین مین گر پڑا ہی ہو سکے اب کیا شناور سے

نموا ہین طالب دنیا تو دنیا رنگ پر آئی
کیے ہین اُس دلہن نے لال کپڑے خون شوہر سے

نہین حاجت روا ہمجنس ہمچشمونکے دنیا مین
یتیمونکی بجھی ہی پیاس کسدن آب گوہر سے

رہا بیتاب حرص زر مین یہ سیماب کی صورت
بنا و تختۂ قبر ہوس مس کی چادر سے

چمن مین اب زیر سایۂ انگور بیٹھا ہون
ٹپک کر گر پڑیگا کوئی تو دانہ مقدر سے

چڑھا جاتے تھے خم کے خم کبھی حلقے مین مستونکے
وہی ہم ہین کہ پھر جاتا ہے سر اک دور ساغر سے

غبار جبل اُڑا دیتا ہے نہین صحبت کامل
شعاع مہر تابان کم نہین سایے کو شہپر سے

جزاے خیر دے اللہ میر امیرے قاتل کو
کہ سارا نامۂ اعمال دھویا آب خنجر سے

یہ ایسا کسکے شہباز نظر کا تھا کہ رستے مین
لیا شاہین نے نامہ توڑ کر بازوے کبوتر سے

امیر اک قطرہ آنسو کا گران ہی موے مژگان پر
گرہ رشتے کی سوزن کی لیے بڑھکر ہی لنگر سے

ہوئین پرنور آنکھین جلوۂ رخسار دلبر سے
ہمارا طالع خوابیدہ چونکا شور محشر سے

چپکا دی بادہ خوارونکو شراب روح پرور سے
مٹا دے ساقیا ویران سر کو دور ساغر سے

تڑپ جب نکل چلتا ہون مین کوے ستمگر سے
اشارہ کرتی ہین آپس مین تیغین مغیم جوہر سے

ندامت سے عبث یہ زاہدان خشک روتے ہین
بچیگی روسیاہی خاک اس پانی کی چادر سے

جواب خط نہین آیا ہے پیغام اجل آیا
لکھا تعویذ اُس نے قبر کا خون کبوتر سے

پلا دے بادۂ ہمکو بخیل اتنا بھی نہین اچھا
کہ خم خالی نہو جائیگا ساقی ایک ساغر سے

مآل کار کی صورت نظر آتی تو رو دیتا
برنگ اشک گرتا آئینہ چشم سکندر سے

دُرِ گوش صنم کے وصف مین لازم طہارت ہے
تیمم کیجیے گرد یتیمی لیکے گوہر سے

پر پرواز کی حاجت ہے کیا رنگِ پریدہ کو
شکست خاطر اس طایر کے حق مین کم نہین پر سے

وہ منصف ہون جو خال و خط جانان کا ملا بوسہ
مگس کا شہد سے منہہ بھر دیا مورونکا شکر سے

کیا قمری کو صیادِ ازل نے سرو کا قیدی
شکار اوڑتے ہوئے طایر کا کھیلا تیر بے پر سے

مین وہ دیوانہ قامت ہون جاتا ہون جو گلشن مین
لپٹ جاتا ہے سایہ خوف کے مارے صنوبر سے

تری تیغ نگہ کا جب دم ایجاد دھیان آیا
سکندر نے زرہ پہنائی آئینے کو جوہر سے

مقدر ہی جو واژون ہو تو کام آتی ہے کب دولت
ہمیشہ خاک چھنوائی فلک نے کیمیاگر سے

جواب نامہ لکھکر طرفہ شوخی کی امیر دینے
کہ مقراض اُسیہ کی ظالم نے منقار کبوتر سے

پھولون مین اگر ہے بو تمھاری
کانٹون مین بھی ہوگی خو تمھاری

اس دل پہ ہزار جان صدقے
جس دل مین ہے آرزو تمھاری

دو دن مین گلو بہار کیا کی
رنگت وہ رہی نہ بو تمھاری

چٹکا جو چمن مین غنچۂ گل
بو دے گئی گفتگو تمھاری

مشتاق سے دور بھاگتی ہے
اتنی ہے اجل مین خو تمھاری

گردش سے ہے مہر و مہ کے ثابت
انکو بھی ہے جستجو تمھاری

آنکھون سے کبھو کمی نہ کرنا
اشکون سے ہے آبرو تمھاری

لو سر دہر امین نیم بسمل
پوری ہوئی آرزو تمھاری

سب کہتے ہین جسکو لیلۃ القدر
ہے کاکل مشکبو تمھاری

تہا نہ پھر وامیسر شب کو

ہے کائنات میں ہر شے دو کمتاری

جو ہو بہار اسکو خزاں کا خطر بھی ہے
کہتا ہوں خاک جو سریون کو نظر بھی ہے
سینے سے دیکھ بھال کے ناوک کو کھینچنا
محشر میں ہونگے تیرے ستم کے یہ دو گواہ
کو زمین میں ہر جلوۂ حُسن و جمال دوست
کیا یہ بھی تیری الفت عارض میں ہو مرض
کیا تا یہ کرین جور رزگر سے اے تعجب
فرقت کی شب میں کوئی ہنستا نہین ہر اس
صد چاک ہی جو دل تو جگر داغدار ہے

اے باغبان نسبت کی مجھکو خبر بھی ہے
یہ اشک خون تو بس بھی ہوا اور گہر بھی ہے
ناوک کے ساتھ یار کسی کا جگر بھی ہے
ہمراہ زخم دل بھی ہے داغ جگر بھی ہے
ہر ایک روشنی کہ ادھر بھی اودھر بھی ہے
تب بھی ہے آفتاب کو دوران سر بھی ہے
صد چاک مثل جیب ہمارا جگر بھی ہے
آس مہر کی طرح سے گریزان سحر بھی ہے
دیکھو تو اکیجا یہ کتان بھی قمر بھی ہے

محبوب حق کا خاص یہ رتبہ ہوا امیر
داخل ہوا لامکان میں یہ صد بشر بھی ہو

مر دہان کو جان کرنی صرف آب کی
نوبت نہ آئی اپنے حساب و کتاب کی
مین دکھا بیکار ہین جب ہوا چمن
امیدوار بارش ابر کرم ہین ہم
اللہ رے شدت میرے گناہوں کی روز حشر
سو با تیز ہین تو تیغ تیری فدا کرون
باندھی ہے سر و سر بھی گردون نے کیا چھ
معروف یار و دوست ہون اسکو دیکھ
ذرے نہین ہو ساتھ کو ترے وا غم

تار نفس نگاہ ہے چشم حباب کی
اللہ شام بھی ہوئی روز حساب کی
جلاتی ہے زمین مری مثل مزاب کی
بجلی گرائے نگاہ عتاب کی
تفسیر کو گھڑی ہوئی میزان حساب کی
کیا جلد کٹ گئی ہے گھڑی اضطراب کی
نقل ہے بنتی اور دیکھے کھلی سحاب کی
پوچھا کرد یہان نہین فرصت جواب کی
منہ پہ بیٹھکر یہ خدمت شراب کی

بلبل کے جذب عشق سے گل اور اُڑ چلے | کھینچنے سے اور تیز ہوئی بو گلاب کی
چلتی ہے مثل موج جو وہ تیغ آبدار | مٹھی مین جان رہتی ہی ہر دم حباب کی
ایک ایک تل ہی عارض جانان کا لاجواب | قرآن کو احتیاج نہین انتخاب کی
پر وہ یہ ہے جو عارض جانان پہ ہی نقاب | کرتی ہے جلد خوب حفاظت کتاب کی
ان غافلون سے غفلت دل اپنی کیا کہین | مردے نہ دے سکین کبھی تعبیر خواب کی

وہ رشک ماہ منہ سے لگاتا نہین امیر
مٹی خراب ہے قدح آفتاب کی

چمکی یہ روے یار سے قسمت نقاب کی | جانے سے چمن رہی ہے کرن آفتاب کی
دولت لٹا رہے ہین وہ حسن شباب کی | کیا جانے کیا سمجھ کے یہ سوجھی ثواب کی
کھو دی کدورتون نے ہماری صفائی دل | اس آئینے کی زنگ نے مٹی خراب کی
سجدے کیے یہ مینے کہ خط جبین اوٹھا | ایسی ہوئی خوشی مجھے خط کی جواب مین
کیفیت ہواے وادی وحشت سے مست ہون | آہو کی شاخ مجکو نلی ہے شراب کی
سہتے تھے وہ لپٹ کے کبھی ہم سے رات بھر | اب کیا کرین وہ ذکر کہ باتین ہین خواب کی
بولے وہ چاندنی مین ہوے جب عرق عرق | گرمی ہی ماہتاب مین بھی آفتاب کی
ساحل کی سیر کو اگر آئے وہ بحر حسن | دریا اوچھالنے لگے ٹوپی حباب کی
نقشہ ہی اپنی روے کتابی کا ہیچ در | ہمکو نقل و اصل برابر کتاب کی
دریا پہ یا خدا یہ چڑھی کسکی فوج اشک | چادر لہا رہی ہے جو ہر موج آب کی
انداز سے سے جو باتی ہے باہر ہی گناہ | زردارانا تولتی ہے ترازو حساب کی
کیا قہر ہے کہ روز قیامت ہو اتہام | دیکھی گئی نہ فرد ہمارے حساب کی
واعظ تری سمجھ کے بھی قربان جائیے | قرآن مین تو طور صفت ہی شراب کی
گلشن مین بلبلین ہین ہماری طرح مست | ساقی لگا بیان ہین کہ قلمین گلاب کی

شہرت اگر نہ حق کی ہو اس نام سے امیر
دنیا میں آبرو نہ رہی آفتاب کی

مانگا جو بوسہ آنکھ دکھائی عتاب کی
تھا لی دہن تو بات بھی کیا لاجواب کی

کیا قہر ہے کہ چھوڑ کے بھٹی شراب کی
بھیجا بہشت میں مری مٹی خراب کی

موسیٰ کو یہ چڑھی ہے کہ برق جمال بھی
اک تہ او تر گئی تھی تمہارے نقاب کی

مے پیجیے تو طارم انگور کے تلے
تاروں کی چھاؤں میں ہو بہار آفتاب کی

انسان کا دل تلاطم الفت صد آفریں
دیکھو بساط کیا ہے غریب تنک حباب کی

کس شہسوار حسن کا ہے اسکو انتظار
اب تک کھلی ہوئی ہیں جو آنکھیں رکاب کی

آواز صور سن کے میں کیوں اوٹھ کھڑا ہوا
کچھ یہ تو ایسی بات نہ تھی اضطراب کی

نقاش کیا تمام مرقع سے رد دیا
تصویر دیکھ کر مری چشم پر آب کی

دنیا ہی میں سزا مجھے غفلت کی ہو گئی
تعبیر خواب ہی میں ملی مجکو خواب کی

اللہ رے جوش شرم معاصی کا بعد مرگ
چادر مرے مزار کی چادر ہے آب کی

تا سب پہ شان عفو نمایاں ہو روز حشر
چن لی ہے اوسنے فرد ہماری حساب کی

ساقی کا دل ضرور مکدر ہے کچھ نہ کچھ
تلچھٹ ہوتی ہے ہمکو عنایت شراب کی

غم میں بشر ہو کیوں نہ بشر کا شریک حال
تڑپا ہے جو موج آنکھ بھر آئی حباب کی

احسان سر پہ ناخن شمشیر یار کا
کیا دل سے کھول دی ہے گرہ پیچ و تاب کی

دیکھو تو اتحاد ذرا حسن و عشق کا
بلبل کے آنسوؤں میں ہے خوشبو گلاب کی

ان غافلوں سے غفلت دل کیا کہیں امیر
مُردے نہ دے سکیں کبھی تعبیر خواب کی

وہ چاٹ دوں کرے نہ مذمت شراب کی
پر وہ ہیکل جب ہے اوسکے رخ بے حجاب کی

واعظ کے منہ پہ مُہر لگا دوں کباب کی
حاجت ہے کیا نقاب پر اوسکو نقاب کی

ساقی مین رند دیکھ کے دوزخ کو روز حشر
سمجھا کہ گرم ہے کوئی بھٹی شراب کی

کیا بیحساب حشر مین چھوٹین گناہگار
باری جو پہلے آئی ہمارے حساب کی

گریان وہ ہون کہ جب مری تربت پہ آگیا
چادر چڑھائی ابر نے رو رو کے آب کی

قالب مین روح بند فرشتون نے کی عبث
بیفایدہ غریب کی مٹی خراب کی

محرم عرق مین ڈوب کے آب روان بنی
دیوار لہر کی ہے کٹوری حباب کی

خواہش بجاے نشہ کے سوز دل کی ہے
ساقی شراب دے مجھے اشک کباب کی

حیران ہین جا کے اہل عدم سے کہینگے کیا
جی بھر کے سیر کی نہ جہان خراب کی

مقتل ترا تمام زمانے سے ہے جدا
قاتل ہے جوہر تیغ ہے موج اضطراب کی

کتنا دنی ہے چرخ جو مہمان ہوے مسیح
دی ایک نان خشک او بھی نان آفتاب کی

دکھلا رہی ہے دختر رز رنگ برق طور
چوٹی ہے طور کی مجھے بوتل شراب کی

دی جان کتنے وادی غربت مین تشنہ لب
ہر موج موج چاک گریبان سراب کی

فرقت مین ہے یقین کہ شب زندگی ہو صبح
پیدا ہے درد دل مین چمک آفتاب کی

اوس بت پہ عاقبت دل ناصح بھی آگیا
اللہ نے ہماری دعا مستجاب کی

فرقت مین دل جلاتی ہے بوے کباب امیر
رو رہ کے موجین آتی ہین مجکو شراب کی

حالت لکھی ہے رو کے اوسے اضطراب کی
سطرین کہ پیچ و تاب مین موجین ہین آب کی

آئے مزار پر ہوئی تخفیف عذاب کی
مدت کے بعد راہ چلے وہ ثواب کی

نیرنگیان ہین طرفہ رخ بے نقاب کی
سرخی شفق کی ہے تو چمک آفتاب کی

تم شہسوار حسن ہو لگ جائیگی نظر
گھوڑے سے اوترو آنکھ بچا کر رکاب کی

رنہا ہو جانتے ہین جسے آفتاب حشر
تصویر ہے وہ دختر رز کی شباب کی

وہ بدنصیب ہون کبھی جاؤن جو مین ادھر
اوڑ جاے میکدے سے ہر اک بط شراب کی

لخت دل برشتہ نکلتے ہین صید کے ساتھ
ہر مد آہ سیخ ہے گویا کباب کی

ساقی وہ ہمکو موسم گل مین شراب دے
خوشبو ہو جسمین مشک کی رنگت شباب کی

دی جان کسنے وادی غربت مین تشنہ لب
ہر موج موج چاک گریبان سراب کی

وہ بے نشان ہین ہم کہ فرشتون کو روز حشر
ڈھونڈھے ملی نہ فرد ہمارے حساب کی

وقت شنا نزاکت جانان کو دیکھنا
موج آگئی جو لگ گئی ٹھوکر حباب کی

عاشق پسند کیون نہ کرین زہر چشم یار
میکش کو خوشگوار ہے تلخی شراب کی

طفلی سے مجکو بادہ کشی کا ہے ذائقہ
ملتی تھی شیر دایہ مین لذت شراب کی

رکھو کمر پہ دست حنائی نہ رقص مین
اس مو کو احتیاج نہین کچھ خضاب کی

اوٹھا اوٹھ کے بیٹھ بیٹھ گیا راہ شوق مین
میرے غبار نے نہ رہی خراب کی

وہ مست بیخبر ہے نہ سمجھیگا واعظو
کیسے امیر سے نہ عذاب و ثواب کی

ہم غش مین اوسکا روزن دیوار بند ہے
کیا آنکھین کھولیے رہ دیدار بند ہے

خلقت کو ہے یہ اسکے نظارہ کا اشتیاق
کھڑکی ابھی کھلی نہین بازار بند ہے

رستم کا منھ ہے یہ کہ دم جنگ منھ چڑھے
لاکھون پہ بھی نہین تری تلوار بند ہے

توبہ کا در تو وا ہے وہین جا رہینگے ہم
کچھ غم نہین اگر در خمار بند ہے

خوش چشم جتنے ہین وہ تجھے دیکھ کر ہین غش
گلشن مین چشم نرگس بیمار بند ہے

یوسف کو پوچھتا نہین کوئی تری حضور
مدت ہوئی کہ مصر کا بازار بند ہے

بلبل کو وصل گل ہو مبارک کہ دیر سے
سوتا ہے باغبان در گلزار بند ہے

چپ لگ گئی ہے تیرے لب لعل کی حضور
مانند غنچہ لالہ کی منقار بند ہے

یارب جہان مین عید ہو جائے مہ صیام
مدت سے میفروش کا دربار بند ہے

سبحہ لیے تھا ہاتھ مین ای بت جو کل تلک
وہ آج تیرے عشق مین زنار بند ہے

ارشاد جو ہوا تھا زبان سے دم نخست
بندہ اوسی کا آج تلک کاربند ہے

اورونکا ذکر کیا لب جان بخش کے حضور
عیسیٰ کا ناطقہ دم گفتار بند ہے

اظہار خط ہے اوس رخ گلرنگ پر امیرؔ
یا گل کے گرد باغ مین یہ خار بند ہے

بے وجہ ایک ماہ لقا سے بگڑ گئی
تقدیر کیا فلک کی جفا سے بگڑ گئی

سونگھی جو بوے زلف بڑھا اپنا درد دل
طبع مریض اور دوا سے بگڑ گئی

پوچھو خرابی تن خاکی کا کچھ نہ حال
تعمیر اوس مکان کی بنا سے بگڑ گئی

جا کر نسیم اور مریضونکو دین شفا
اپنی تو سانس قم کی صدا سے بگڑ گئی

کیسا فتور چار عناصر مین پڑ گیا
پانی سے آگ خاک ہوا سے بگڑ گئی

اپنی طرف سے فکر ہے لازم بناؤ کی
بگڑی جو خوے یار بلا سے بگڑ گئی

سامع خدا ہے قصہ موسیٰ دلیل ہے
اچھونکی بھی بڑون کی دعا سے بگڑ گئی

کچھ دل کا حال کر دو کدورت مین خوب تھا
اس آئینے کی شکل جلا سے بگڑ گئی

ہمکو چمن سے کیا کہ ہوا خواہ دام ہین
گلچین سے باغبان سے صبا سے بگڑ گئی

حاضر ہے دوسرا نہ سہی ایک نامہ بر
ہدہد سے بنگئی جو ہما سے بگڑ گئی

ہم مست بوسۂ لب ساقی ہین اے امیرؔ
بگڑی جو وخت رز سے بلا سے بگڑ گئی

دم بھر بھی دم اب اونکے گنہگار لے چکے
دم بھر قتیل میان سے تلوار لے چکے

جسطرح ہوگا ناز بتون کے اوٹھائینگے
ذمے مین اپنے ہم تو یہ بیگار لیچکے

دھمکا رہی ہے گرمی بازار حشر کیا
ایسے ہزار سے تو ترے بیمار لیچکے

ہم بڑھ چلے جو وصل مین بولے وہ ناز سے
بس بس کہ بوسے ایک کے تم چار لیچکے

طاؤس و کبک خاک اوڑائینگے اونکی چال
ٹھوکر ہزار جا دم رفتار لیچکے

دیکھیں کہ اب تغافل ساقی دکھائے کیا
انگڑائیاں خمار میں میخوار لیجیے

ٹھہرے جو کوسے یار میں دربان نے یون کہا
آگے بڑھو کہ دم لب دیوار لیجیے

وہ حسن اب کہاں کہ ہوا آشکار خط
رخ کی بلائیں گیسوے عذار لیجیے

بس بس زبان روکی ہو آشنا نہ بڑھ چلو
ہم چپ ہیں آپ دون کی سو بار لیجیے

ملتی نہیں ہے نقد دو عالم پہ جنس وصل
قیمت یہ ہے تو مول خریدار لیجیے

پروائے جسم کیا صدمے لگے گھر ہے آپ
جلاد و جان سا در شہوار لیجیے

اہل جہان کو بستر آرام ہو نصیب
کروٹ کہیں زمانۂ غدار لیجیے

کیا ہاتھ آئے اہل ہوس کو وہ شکن زلف
سودا یہ جان دے کے خریدار لیجیے

آئے کبھی نہ آپ زیارت کے واسطے
ہم تعزیہ بھی بنکے عزادار لیجیے

کب تک کٹے امیر پریشانیون میں عمر
بل کی کہیں وہ طرۂ طرار لیجیے

ایک پوشیدہ کمر یار نے کیا رکھی ہے
آنکھ بھی شکل دہن ہم سے چرا رکھی ہے

کھینچ شمشیر ادا میان میں کیا رکھی ہے
یہ بھی کیا گات ہے قاتل جو چھپا رکھی ہے

سجو دو بیٹھ کے مسجد میں نہ کر اے واعظ
ایسی شے ہے کہ قیامت پہ اٹھا رکھی ہے

اک ذرا وحشت دل بڑھ کے خبر تو لینا
خاک کیا نجد میں مجنون نے اوڑا رکھی ہے

بزم مے میں جو گئے ہم تو کہا ساقی نے
اک صراحی تری خاطر بھی لگا رکھی ہے

نگہ ناز سے بھی دیکھ جو کرتا ہے حلال
یہ ادا کسکے لیے تو نے اوٹھا رکھی ہے

سامنے کر کے نگہ مجھ سے یہ قاتل نے کہا
کہ ترے دم کو یہ تلوار لگا رکھی ہے

نہ دکھاتے ہیں کمر کو نہ دہن کو یہ صنم
ابھی جو چیز تھی وہ آپ اوڑا رکھی ہے

حشر کے دن نہ شکایت میں کمی کر اے دل
اب یہ کس دن کے لیے تو نے اوٹھا رکھی ہے

نمک افشان جو ہوا زخم پہ وہ ہنس ہنس کر
میں یہ سمجھا کوئی قاتل نے دوا رکھی ہے

غیر کے ساتھ وہ فاتحہ کے وہ مجھ سے بولے / یہ وہی بات ہے جو تمنے تیار رکھی ہے
جلکے لئے آئے اُسے پیرہن مین جھگڑون لڑائین / مختصر بات ہے ناصح نے بڑھا رکھی ہے
نزع مین آؤ تو اوسکو بھی تصدق کر دین / جان اک سدرمق ہمنے بچا رکھی ہے

یار مختار ہے جو چاہے کرے ہمنے امیر
گردن عجز تہ تیغ رضا رکھی ہے

کیا دور ہے یہ اوسکے جمال و جلال سے / چھینتے سے چھین لی مگر آنکھین غزال سے
ڈالی سپر نجوم نے اُس رخ کی ڈھال سے / ابرو نے بڑھکے تیغ چھینا ہلال سے
واقف ہون اہل زیب جو اپنے مآل سے / سرمہ بھی پھر لگائین تو گرد ملال سے
بوسہ نرگس حسین کا ملا باغ حسن مین / ایک ایک پھول توڑ لیا ہر نہال سے
یہ رنگ جلد جلد بدلتا ہے وہ نگار / آئینہ شہر مین ہے ہجوم مثال سے
یہ کیفیت حسن ہے کہ تصور سے ہوش اُڑین / ہوتا ہے مست کب کوئی مے کے خیال سے
سمجھا مین چین گوشہ ابرو سے ہو کے صید / مارا فلک نے تیر کمان ہلال سے
بندون کو چشم شوق بتون کو دیا جمال / واقف ہے کون مصلحت ذوالجلال سے
کیا کیا چمک چمک کے نکلتے ہین مہر و ماہ / گل تکیے بنکے چھو گئے کیا تیرے گال سے
سنبل نظر پڑا نہ کوئی گل نظر پڑا / خوشبو مین بڑھکے زلف سے رنگت مین گال سے
صیاد مین تو طایر رفعت پسند ہون / لٹکا مرے قفس کو تو شاخ ہلال سے
انجام کو نہ سوچ جو دنیا کی ہو طمع / ہاتھ آئے مال جو گرا دین مآل سے
غمگین جو مین ہوا تو ہوا اونکا شاد دل / چمکا یہ آئینہ مرے گرد ملال سے
دکھلا کے آنکھ دل نہین مجھ مست کا لیا / تمنے شکار شیر یہ کھیلا غزال سے
چاہ ذقن مین دل ہے مین غافل ہزار حیف / یعقوب کو خبر نہین یوسف کے حال سے
دونون جہان مین ہے قیامت کا سامنا / اللہ کے جلال بتون کے جمال سے

مردے پہ میرے آکے نکالا غبار دل
مٹی وہ دے گئے مجھے گرد ملال سے

تم چودھوین کا چاند ہو تو اسپنے واسطے
کیا فایدہ کسی کو کسی کے کمال سے

مین کیا ہون کٹ رہی ہے قضا مارے شرم کے
چلتی ہے تیغ یار نئی چال ڈھال سے

عاشق کا جی ڈبو کے چلے آپ ڈوب نے
ایسے عرق عرق وہ ہوئے انفعال سے

جو چاہیے سو مانگیے اللہ سے امیر
اس در پہ آبرو نہین جاتی سوال سے

وہ تیغ آب گون ہے فسان پر لگی ہوئی
دل کی بجھیگی آج مقرر لگی ہوئی

فرصت حساب حشر سے ہو جلد ہے یقین
نزد حساب ہے سر دفتر لگی ہوئی

افتادہ کوئی بچا کہان راہ عشق مین
قدمون سے میرے رہتی ہے ٹھوکر لگی ہوئی

کمرے مین اوسکو دیکھ سکین کیا نظارہ باز
چلمن کے نیچے اور ہے چادر لگی ہوئی

جلتا ہے سینہ بہتے ہین آنکھون سے اپنے اشک
باہر ہے آب آگ ہے اندر لگی ہوئی

جاتا نہین ہے دل سے رخ آتشین کا دھیان
لو آگ سی ہے مثل سمندر لگی ہوئی

اللہ رے دید چہرۂ قاتل کا اشتیاق
ہے ہمکو ٹکٹکی تہ خنجر لگی ہوئی

پوچھو ملال سوزش پروانہ شمع سے
آنسو روان ہین خاک ہے منھ پر لگی ہوئی

غم سے بچاے دل ہے تو دل سے بقاے غم
دونون طرف ہے شرط برابر لگی ہوئی

کیونکر ہو حسن چہرۂ صیاد آئینہ
ٹٹی ہے مثل سد سکندر لگی ہوئی

ٹوٹا خم سپہر گرا جام آفتاب
یان ہے امید شیشہ و ساغر لگی ہوئی

ہے راستی مزاج مین کہتا ہے صاف صاف
رکھتا نہین وہ رشک صنوبر لگی ہوئی

آئینے مین جو اوسکے رخ و چشم کا ہے عکس
نرگس ہے یاسمین کے برابر لگی ہوئی

اک دن تو کیجیے مرے آنسو کو زیب گوش
تو ہے اسے بھی صورت گوہر لگی ہوئی

وہ سیر بام کرتے ہین ہمراہ غیر کے
یان آنکھ چھت سے رہتی ہے شب بھر لگی ہوئی

عالم ہو گیا شراب کا مینائے صاف مین
تصویر ہے یہ شیشے کے اندر لگی ہوئی

قاتل اک اور ہاتھ لگائے خدا کرے
ہر دم یہ آس ہے نہ خنجر لگی ہوئی

آب خضر پلا نہ سکندر کو اے امیر
ہر سعی مین ہے شرط مقدر لگی ہوئی

ہو سرد آگ عشق کی کیونکر لگی ہوئی
دل کی بجھا سکے نہ سمندر لگی ہوئی

دیکھین کب آئے گھر مین ہمارے وہ ماہرو
آنکھین ہین شام سے طرف در لگی ہوئی

تو جسکا نام بھی نہین لیتا کبھی اُسے
رٹ تیری نام کی ہے برابر لگی ہوئی

خط لیکے میرا کوچۂ قاتل کو جب چلا
پیچھے چلی قضا سے کبوتر لگی ہوئی

شاید ہے صبح کو اُسے منظور قتل عام
اک بھیڑ ہے جو شام سے در پر لگی ہوئی

کس دوست نے کیا ہے خدا جانے ہمکو یاد
ہچکی ہے نزع مین جو برابر لگی ہوئی

کیونکر نہ حال غیب ہو ستون پہ آئینہ
ہے دوربین دیدۂ ساغر لگی ہوئی

ہمخانہ گو کہ یار سے ہین پر جدا ہین ہم
ہے بیچ مین قنات سراسر لگی ہوئی

دور فلک سے اونکو نہین بوریا نصیب
جنکے لیے تھی مسند پُر زر لگی ہوئی

درد سخن سے معنی رنگین کو کیا خطر
مہندی لگائیگا کوئی کیونکر لگی ہوئی

کونین مین بچیگا نہ اب کوئی قتل سے
ہے سان پر وہ تیغ دو پیکر لگی ہوئی

مضمون جو قد یار کے لکھتا ہے یہ بلند
کیا ہے قلم مین شاخ صنوبر لگی ہوئی

بارش مین ساتھ غیر کے پیتے ہین وہ شراب
اشکونکی یان جھڑی ہے برابر لگی ہوئی

عاشق کچھ آج کل سے نہین ہین تو نکے ہم
اک عمر سے یہ چوٹ ہے دل پر لگی ہوئی

غیرون پر آب خنجر قاتل سبیل ہے
ہے ہمکو پیاس وائے مقدر لگی ہوئی

ہے ترک کب کسی سے ہوئی تیری شیفتن
دل کی تو پسلیون سے کہی یہ لگی ہوئی

ساقی کمال پیاس سے جلتا ہے یان جگر
لا جلد برف مین مے احمر لگی ہوئی

جائیگا سوی زلف دل اک دن ضرور امیر
ظلمت کی دھن ہے مثل سکندر لگی ہوئی

خوشخرامی پہ جو اوس بت کی طبیعت آئی
اک بلا سر سے ٹلی دوسری آفت آئی

ہم ترے کشتۂ رفتار ہیں کیا ہمکو خبر
اے اجل باندھ کر وقت ترا آ پہونچا

تیغ قاتل سے تھی امید بڑی اے نصیب
دل پر سوز کا نوحہ جو ہیں پڑھنے بیٹھا

حال بیمار محبت کا یہ آخر کو ہوا
ہاتھ دینے جو بڑھایا کبھی گیسو کی طرف

الفت ساقی کوثر کی اگر آگئی موج
تھی تو کچھ دل ہیں کھٹک روکی پہلے سے مگر

ذرہ سے عکس رخ روشن سے بنے ریزہ ریزہ
میہمان سے کبھی خالی نہ رہا گھر میرا

ذرہ مہر ہوئے ہم کبھی پروانہ شمع

چال آڑا سنے کو دبے پاؤں قیامت آئی
شب فرقت جو گئی صبح قیامت آئی

دن ڈھلا دیکھ وہ شام شب فرقت آئی
کب پھونکا صور کب اے یار قیامت آئی

داد دینے کے لیے بزم ہیں رقت آئی
وہ بھی منھ موڑ گئی جب مری نوبت آئی

بولے جھنجھلا کے ہے شاید تری شامت آئی
ملک الموت کو بھی دیکھ کے رقت آئی

پاس سے آپ کا جانا کہ قیامت آئی
سمجھے ہم ہاتھ کلید در جنت آئی

پاس رخصت جو ہوئی دل سے تو حیرت آئی
خود بدولت مرے گھر آئے کہ دولت آئی

جس جگہ دیکھ لیا حسن طبیعت آئی

ہوں وہ مایوس کہ دنیا سے جو اوٹھا ہیں امیر
گور تک پیٹتی روتی مجھے حسرت آئی

نگہ ناز کام کرتی ہے
آگے محفل ہیں دخت رز شب بھر
ٹھہرے ہیں دل ہیں میرے یوں غم و درد
جانتا ہوں وہ بیدھن ہیں ہیں مگر

دم ہیں تہ کی تمام کرتی ہے
نیند سب کی حرام کرتی ہے
فوج جیسے مقام کرتی ہے
خلق کچھ کچھ کلام کرتی ہے

بد بلا ہے تری سیاہی خط
صبح عارض کو شام کرتی ہے

شیخ صاحب اوٹھا دیکھو آنکھ
دختر رز سلام کرتی ہے

کیا وہ آئینگے میری میت پر
خلق جو اژدحام کرتی ہے

ڈر رہے میری شب جدائی سے
کالکا پرام پرام کرتی ہے

اوسکے کوچہ مین روح خواب مین روز
سیر دار السلام کرتی ہے

چلتی ہے جس جگہ کہ تیغ اوسکی
خود قضا اہتمام کرتی ہے

شب کو ہوتا ہے وہ جو بے پردہ
چاندنی سیر بام کرتی ہے

الفت اوسکی مٹا مٹا کے مجھے
اے اسیر اپنا نام کرتی ہے

بہار آئی عجب حالت ہے ان روز دن مرے دلکی
جگر مین چٹکیان لیتی ہین منقارین عنادل کی

سفر مین مجھ سے کہتی ہے کشش ہردم مرے دل کی
کہ وہ بھی پوچھتے آتے ہی ہونگے راہ منزل کی

حجاب ہے اوٹھ گئی تو اوٹھ گئی ہم کچھ نہین پروا
غضب ہے کہ گردن اوٹھ نہین سکتی ہے قاتل کی

نئے بانکے بنے ہو تم نئی شمشیر باندھی ہے
نگاہ حسرت آلودہ نہین دیکھی ہے بسمل کی

بھلا دیکھون تو وہ کیونکر نہین آتے ہین گھر میرے
اگر ہے عشق کامل کھینچ لائیگی کشش دل کی

گریبان پھاڑ کر سیر چمن کو مثل گل چلیے
جنون انگیز پھر آتی ہین آوازین عنادل کی

غرور حسن تمکو ہے کمال عشق مجکو ہے
کہو تم میرے دل کی یا مین کہدون آپکے دلکی

تمہارے حسن سے آیا تھا نادان ادعا کرنے
سپیدی چھا گئی صورت تو دیکھو ماہ کامل کی

خدا کے واسطے لا کشتی مے جلد اے ساقی
ترشح ہو رہا ہے کچھ ہوا ہے سرد ساحل کی

کسی کو وہم مین پہچانتا ہے کون اے غربت
شناسائی ہے کچھ ان راستے والون مین منزل کی

چھپایا سب سے منہ ملکر تمہارے خون کی مہندی
عروسانہ حیا کرنے لگی شمشیر قاتل کی

خوشا دیوانگان راہ الفت خوب سوجھے ہو
بیابان کیسی مصیبت مین پڑی ہے جان عاقل کی

یہ تیرہ روزی کا قصہ وہ نہیں [illegible] جو شانے سے
[illegible] نادان بہت مشکل سے کھلتی ہے گرہ دل کی

تامل سے جو دیکھا بڑھ گیا [illegible] گل کو
نظر میں پھر گئیں سب [illegible] یاران محفل کی

لبوں پر منہ کو آتا ہے جو دل [illegible] تڑپتا ہے
مرے ہر درد جگر میں [illegible] تیغ قاتل کی

جہاں [illegible] ترک کا پڑھنے لگی تیری
ذرا [illegible] کھینچنے لگی شمشیر قاتل کی

نہ سمجھو کھیل امیر الفت کی بازی جان لیتی ہے
گلے [illegible] ہیں ہم [illegible] نہیں ہے دل لگی دل کی

بہت [illegible] جب لاش بسمل کی
[illegible] کی مچھلیاں [illegible] شمشیر قاتل کی

تصور [illegible] روشن ہو گئی دل کی
نگاہ [illegible] رہائش [illegible] محمل کی

بسی گھر [illegible] کسی کا گھر ہو ویران
مسافر [illegible] کے سونے جاگ [illegible] منزل کی

جہاں [illegible] تیغ دم لینے نہیں دیتا
[illegible] جلد ہی [illegible] قاتل کی

[illegible] ہوں
[illegible] ہوں میں [illegible]

[illegible] دل عاشق
[illegible] مضمون کا [illegible] منزل کی

[illegible] منہ زیبا ہے
[illegible] نادان کو صحبت میں [illegible]

[illegible] کے ہم سر [illegible] ہیں
[illegible] [illegible]

[illegible] ہیں بیٹھا [illegible] شراب سرخ [illegible]
[illegible] سے خالی بات کر [illegible]

[illegible]
[illegible] دل کی

حسینان [illegible] میں [illegible]
[illegible] دل کی

[illegible] محبت میں
[illegible] دل کی

[illegible] دیا [illegible]
[illegible] منزل کی

[illegible] مشتاق کا [illegible]
[illegible]

[illegible] ہیں
[illegible] ساحل کی

ازل سے ہے مآل کار بعض دل کا ناکامی
کف دریا کی قسمت میں لکھی ہے موج ساحل کی

امیر آئیگا روز عید قربان گاہ میں قاتل
سپیدی چاہیے دیوار و در پر چشم بسمل کی

لہو کیسا کہ صورت تک نہیں دیکھی ہے بسمل کی
الٰہی خیر ابھی سے فق ہے رنگت میرے قاتل کی

مٹا سکتی نہیں مژگان تر کلفت مرے دل کی
نہ جھاڑی گرد دست موج نے دامان ساحل کی

تڑپ جاتا ہے دل اہل کرم کا جوش میں آکر
چمکتی ہے یہ بجلی شعلۂ آواز بسمل کی

غبار دہر سے کیا آشنائی بحر عرفان کو
پڑی ہی کب دیدۂ ماہی میں اُڑ کر گرد ساحل کی

کف سائل نہیں ہے کشتی دریای بے آبی
اوسی دریا کی موجیں ہیں لکیریں دست ساحل کی

خیال نیستی یہ ہر قدم تھا دشت ہستی میں
مٹا جو نقش پا مجکو بتا دے راہ منزل کی

وہ عاشق ہیں کیا جب قصد سونے کا اندھیری میں
چکوروں سے سنی ہمنے کہانی ماہ کامل کی

سفینے عمر کے کیونکر نہ ڈوبیں ایسے طوفان میں
جھڑی ہے رات دن باران ابر تیغ قاتل کی

وہ پیاسا ہوں تلاش آب میں جسدن ہیں جان نکلوں
کرے ریگ روان دریا کو اُڑ کر گرد ساحل کی

وہ مشتاق شہادت ہوں جو اوچھا زخم بھی کھاؤں
نہ چھوڑی جانی مجکو مہ رخسار قاتل کی

خلائق نے یہ وقت دفن دی ہر رنگ کی مٹی
کہ میری قبر جھولی بنگئی درویش سائل کی

تعجب کیا جو کوسوں دشمن رو بہ نسل بھاگے
کہ نعرہ شیر کا جھنکار ہے شمشیر قاتل کی

بجا ہے گر تغیر آگیا اعضا میں پیری سے
سحر ہوتے ہی کیفیت بدل جاتی ہے محفل کی

جو ہم سا رند ہوتا کیوں پڑتیں یہ تسبیحیں
اوٹھائیں اپنے ہاتھوں شیخ نے کڑیاں سلاسل کی

ازل سے ہے جو اوس زہرہ شمایل سے امیر الفت
ضمیر دل میں کیا مٹی لی تھی چاہ بابل کی

شکوہ جو کیا درد کا تلوار نکالی
خوب اوس نے دوائے دل بیمار نکالی

جب کچھ نہ رہا مجھ میں تو کھولیں مری آنکھیں
قاتل نے کہاں حسرت دیدار نکالی

رسوائی ہوئی تیری ہی ای ترک ہمین کیا
کیون لاش ہماری سر بازار نکالی

کب ہمنے کہا تم سے کہ آئینہ نہ دیکھو
غصے سے جو آنکھ آپ نے ہر بار نکالی

صیاد کا رخ دیکھ لیا چاک قفس سے
یہ ہمنے قفس سے رہ گلزار نکالی

ہم رند کبھی صحبت زاہد مین جو ہو پہنچے
ہر بات مین اک تہ دم گفتار نکالی

کہتے ہین اسے ضبط کہ دل غم سے ہوا خون
اُف ہمنے نہ منھ سے کبھی زنہار نکالی

سونگھی ملک الموت نے بوے گل وحدت
منصور کی جب روح سر دار نکالی

قاتل نے کمی کی نہ ذرا قتل مین میرے
خالی گئی بندوق تو تلوار نکالی

مین نزع مین عیسی کو مری شکوہ تعظیم
کس وقت مین کس بات کی تکرار نکالی

چبھتی ہے جو نشتر کی طرح دل مین امیر آہ
ناصح نے وہی چھیڑ کی گفتار نکالی

کیون وہ صیاد کسی صید پہ توسن ڈالے
خود سجے صید چلے آتے ہین گردن ڈالے

بل جو تیوری پہ نزاکت سے وہ پرفن ڈالے
ذبح سے پہلے لہو ہر رگ گردن ڈالے

کیا کرین طالب دیدار حیا کا شکوہ
پردے آنکھون پہ جب اسکا رخ روشن ڈالے

سارا پردہ ہے دوئی کا جو یہ پردہ اٹھ جاے
گردن شیخ مین زنار برہمن ڈالے

قابل دید ہے وہ عارض و چشم و مژگان
حورین بیٹھی ہوئی ہین خلد مین چلمن ڈالے

جب نکلتے ہین وہ تلوار سنبھالے گھر سے
ملک الموت چلے آتے ہین گردن ڈالے

آبرو خاک ہوئے پہ بھی نہ کی عاشق کی
چار آنسو بھی نہ تم نے سر مدفن ڈالے

رنگ اوس لعل مسی زیب سے ملتا ہے کہان
منھ گریبان مین تو اپنے گل سوسن ڈالے

لوٹتی برق بسر طور پھرے چار طرف
تو اگر آنکھ سوے وادی ایمن ڈالے

اڑ چلے رقت طاقت پرواز کو پر پیدا ہو
اپنے کاندھے پہ اولٹ کر جو وہ دامن ڈالے

کشتے انداز کے کس طرح سے پامال نہون
قدم اس ناز سے جب یار کا توسن ڈالے

کہین زخم نگہ ناز رفو ہوتے ہین
کہو دو ڑے یہ کسی اور پہ سوزن ڈالے

خون ناحق کہین چھپتا ہے چھپائے سے امیر
کیون مری لاش پہ وہ بیٹھے ہین دامن ڈالے

نہ حور پر نہ پری پر نگاہ پڑتی ہے
تجھی پہ آنکھ بس اے رشک ماہ پڑتی ہے

وہ چشم مہر سے دیکھے مجھے امید نہین
گدا پہ کب نظر بادشاہ پڑتی ہے

بلائے جان دو عالم ہے جسکی برق جمال
اب اوسکے چہرے پر اپنی نگاہ پڑتی ہے

بنائے شانہ مرے دست شوق کو کیونکر
کہ کشمکش مین وہ زلف سیاہ پڑتی ہے

وہ ناتوان ہون کہ ہوتا ہون زندہ گور مین دفن
بدن پہ اُڑکے اگر گرد راہ پڑتی ہے

ستا نہ خاطر مظلوم کو ڈرا اے ظالم
پڑی نہ تیغ کبھی جیسے آہ پڑتی ہے

عجیب چال ہے کچھ کوچۂ محبت کی
بلا مین جان یہان بیگناہ پڑتی ہے

چمن کی سیر کو جاتی ہے روح اے صیاد
قفس مین نیند اگر گاہ گاہ پڑتی ہے

جنون مین دشت سے بھی بھاگتا ہون نہین کو سون
نظر جو صورت مردم گیاہ پڑتی ہے

پڑے ہین کشتے ترے تیغ آبدار کے گرد
کنارے نہر کے جیسے سپاہ پڑتی ہے

گھن مین خط کے وہ رخ دیکھ کر ہون ششدر
کڑی تو تم پہ بھی اے مہرو ماہ پڑتی ہے

وہ چھپ کے گھر سے نکلتے ہین یون کہ دامن پر
نہ گرد راہ نہ گرد نگاہ پڑتی ہے

پنہاتے ہین وہ غریبون کو بیگنہ زنجیر
ہزار پاؤن پہ زلف سیاہ پڑتی ہے

عجب طرح کے بنائے ہین وہ دہان و کمر
کہ عقل شبہے مین بے اشتباہ پڑتی ہے

دیا ہے یار نے فرمان قتل عام امیر
ہمین بھی اب تو امید رفاہ پڑتی ہے

درد پہلو کی یہ شدت ہے کہ رنگت فق ہے
زخم وہ دل مین ہے کاری کہ کلیجا شق ہے

عشق سے عاشق و معشوق اگر مشتق ہے
اسکو کیون مشق جفا اسکا جگر کیون شق ہے

سنگدل تیری جو فریاد کرین دیر مین ہم
بول اُٹھین بت بھی گواہی مین کہ حق ہی حق ہے

شرم عصیان سے بہا اشک کہ ہو بیڑا پار
چشم قلزم عصیان کے لیے زورق ہے

رشتۂ آسا وہ ہون لاغر غم عریانی مین
حلقۂ دیدۂ سوزن بھی مجھے خندق ہے

ذکر گنجینہ سے ہوتا نہین کوئی منعم
ذوق جب تک نہوا شیخ عبث موحق ہے

ہون مین وہ دل سوختہ دنیا مین جدا دنیا سے
شمع سے جامۂ فانوس کہان ملصق ہے

کیون نہ کانپے تری مژگان کی چھری سے دل زار
خوف سے جوہر شمشیر کا سینہ شق ہے

لب جان بخش سے کلی مری مرقد پہ گرد
حوض کوثر کا تو پانی شہدا کا حق ہے

زاہد و ساقی کوثر تمھین کیون دینگے شراب
دختر رز تو فقط بادہ کشون کا حق ہے

خوف معتوبی آدم سے ڈرا ہی ایسا
دیکھیے آج تلک سینۂ گندم شق ہے

عشق مین پار ہو کسطرح سے بیڑا دیکھین
ہم شناور نہین یہ قلزم بے زورق ہے

دُر مضمون دم تحریر نکلتے ہین امیر
صدف آسا مرے خامے کا کلیجا شق ہے

یہان تک مجکو ہنگام خوشی ہی آرزو غم کی
اُٹھا رکھتا ہون روز عید پر مجلس محرم کی

مین وہ غم دوست ہون تجویز کی غم ہی دوا کی
جو آیا منھہ چبالی چھالیا مینے نخل ماتم کی

مناہی کو چۂ محبوب مین ہی نالۂ غم کی
غضب ہے ہاتھ وہ جڑ کاٹتی ہین نخل ماتم کی

قطار مور جس جا دیکھتا ہون یہ سمجھتا ہون
سلیمان اُٹھ گئے شاید یہ صف ہی اونکی ماتم کی

ترا غمزہ ہی وہ طرار جب گلشن مین آیا ہی
گلونکی جیب کتری ہی گرہ کاٹی ہی شبنم کی

خیال دختر رز مین آگیا ہی مجکو غش ساقی
کھلین آنکھین اگر بو نون ہوا دامان مریم کی

ستایا اسقدر ان مردم ابلیس خصلت نے
کہ ڈر کر آدمیت چھپ رہی تربت مین آدم کی

الٰہی ہی یہ لشکر کس سلیمان پری وش کا
بلائین لیتی ہین پریان ہوا پر زلف پُرخم کی

ہمارے نالۂ دل سے ہی گرم نالہ ہر بلبل
نہین کس گلستان مین شاخ اپنے نخل ماتم کی

یقین ہے روز محشر تک ہی اولاد میں جھگڑا
ہماری خیر کی ہے دشمنی ابلیس و آدم کی

فراق و وصل کی شب ایک ہی پر فرق ہے اتنا
بہار اسمین ہے جنت کی ہوا اسمین جہنم کی

نہ لائے کوئی ہم تک وحشی گیسوے پیچان کو
بجائینگے یہ غل محشر مین زنجیرین جہنم کی

خدا جانے بھری ہین دل نے گوش کیا کہکر
ہوا مین آگئی ایسی نہین سنتے ہین مرہم کی

ڈری یہ رات کو میری سیہ بختی کی ظلمت سے
دعاے نور پڑھکر اپنے اوپر شمع نے دم کی

یہ شہرہ وحشت مجنون کا مشت استخوان مجنون
مثل ہے سچ ہے کہ رستم سے سوا ہے دھاک رستم کی

نہین ہے شرم کی جاب تو ہمکو دیکھنے آؤ
کہ پٹی باندھلی داغونکی آنکھونپر بھی مرہم کی

تماشا جانتا ہون گردش گردون گردان کو
گل رعنا ہری آنکھون مین نیرنگی ہے عالم کی

لاغارہ تو پایا آرسی نے رنگ آرایش
حنی افشان تو آئینے کی قسمت اوربھی چمکی

جلانا مارنا ہے کام ان خورشید رویونکا
کہ جی اوٹھتے ہین ذرے موت آجاتی ہے شبنم کی

فراق یار مین ہون اسقدر محزون نہین اے قاصد
لکھون جو سطر نامے مین وہ صف بنجاے ماتم کی

اسیر اوس سرور عالم کی کیا توصیف ہو مجھ سے
خدا کی شان ہے سیرت ملک کی شکل آدم کی

نہال اسکو ہمیشہ کرتی ہے بالیدگی غم کی
الٰہی دل ہے یا کوئی کلی ہے نخل ماتم کی

تو حسین تجلی تجھ سے محبوب دو عالم کی
وہ جنت جل کے یار خاک ہو جائے جہنم کی

اودھر ہون عیش کی باتین کہانی ہے ادھر غم کی
کہو تم اپنے عالم کی کہین ہم اپنے عالم کی

ہوائے عشق سر مین دل مین رنج و یاس کا طوفان
بھلا بنیاد کیا ہے ایک مشت خاک آدم کی

چمن کیا جانیے ہے کس شہید ناز کی مجلس
کہ غنچونکے چٹکنے مین صدا ہے نخل ماتم کی

غضب گرمی قیامت کی جلن عشق مین یارب
پھکا جاتا ہے تن آنچین نکلتی ہین جہنم کی

جلا اوس حور کا دل کیا ہماری سوزش دل سے
گئین جنت کو کچھ چنگاریان اڑکر جہنم کی

نظارہ دو جہان کا چھوڑ جا دل کا تماشا کر
شبیہین اوس ورق پر کھینچدی ہین دونون عالم کی

اُڑا لے رنگ غنچہ سیکھ لے گُل کی روش اے دل
کہ مُنھ سے کچھ نہ کہ کانون سے سُنکر ساری عالم کی

ازل مین وصل کس معشوق و عاشق کا نظر آیا
کہ آنکھین آج تک کھلتی نہین یا دام تو ام کی

رہا نے بھر کی ایذا اُون سی چھٹی مر کے ملی ہے
لحد کہتے ہین جسکو ہے وہ سرحد کشور غم کی

پرستش حسن گندم گون کی عین آدمیت ہے
نہین وہ ابن آدم خو نہین ہے جسمین آدم کی

رہی سینہ سپر کیا کیا شعاع مہر تابان سے
کھنچین سو برچھیان لیکن نہ جھپکی آنکھ شبنم کی

یہ پچھے گنٹکر ہی کے اُڑا رہے ہین ہچکیان کیسی
نہین یہ حلق بسمل بالنسلی ہے مسطرب غم کی

ہوئی کس کس کو خجلت ایک میرے قتل ہوتے ہی
پسینا آگیا قاتل کو گردن تیغ نے خم کی

تمھاری چال بھی کیا گردش گردون گردان ہے
کہ چل کر دو قدم صورت بدل دیتے ہو عالم کی

دکھایا گرم و سرد دہر داغ و اشک نے مجکو
کہ دن بھر دھوپ کی رہتی ہے ایذا اون کو شبنم کی

یہ شوق میکشی ہے سایۂ انگور کے نیچے
ہوا کھانے کو روح آتی ہے اتبک حضرت جم کی

سوا خورشید رو ہونیکے کسی پر مین نہ مائل ہون
الٰہی دل مجھے ذرے کا دینا آنکھ شبنم کی

شکست شیشۂ دل سے امیر آیا ہے غش مجکو
چھڑک کر مے سنگھا دے کوئی مٹی ساغر جم کی

مجھ مست کو مے کی بو بہت ہے
دیوانے کو ایک ہو بہت ہے

موتی کی طرح جو ہو خداداد
تھوڑی سی بھی آبرو بہت ہے

جاتے ہین جو صبر و ہوش جائین
مجکو اے درد تو بہت ہے

مانند کلیم بڑھ نہ اے دل
یہ دور کی گفتگو بہت ہے

بے کیف ہو مے تو خم کے خم کم
اچھی ہو تو اک سبو بہت ہے

کیا وصل کی شب مین مشکلین ہین
فرصت کم آرزو بہت ہے

منظور ہے خون دل جو اے یاس
اتنے لیے آرزو بہت ہے

اے نشتر غم ہو لاکھ تن خشک
تیرے دم کو لہو بہت ہے

چھیڑے وہ غمزہ تو کیون روؤن — آنکھون مین خلش کو موبت ہے
غنچے کی طرح چمن مین ساقی — اپنا ہی مجھے سبو بہت ہے

کیا غم ہے امیر اگر نہین مال
اس وقت مین آبرو بہت ہے

ہمراہ غیر بادہ جو وہ تند خو پیے — غم کیون نہ جونک بنکے ہمارا لہو پیے
تسکین ہو ایک جام سے کیا اوسکو ساقیا — جو تم کہے کہ خم چڑھا جائے سبو کے سبو پیے
دہشت ذرا کسی کی ترے مست کو نہین — قاضی کرے جو منع تو مے روبرو پیے
قاتل نے مجھپہ کھینچ کے یہ تیغ سے کہا — اب تو کمی کرے تو ہمارا لہو پیے
آئے جو میکدے مین کرے مست کیون کمی — شیشے کی طرح چاہیے منہ تا گلو پیے
دیکھے وہ خط سبز جو سبزہ تو رشک سے — کیون گھونٹ زہر کے نہ لب آبجو پیے

منظور چرخ ہے کہ امیر سیاہ مست
دل کا کباب کھائے جگر کا لہو پیے

ابروئے یار نہ بھولے کبھی دل شاد رہے — خوب مطلع ہے یہ اللہ کرے یاد رہے
زعفران زار مین بھی گر دل ناشاد رہے — یہی گریہ یہی نالہ یہی فریاد رہے
ہون وہ مقتول مری قتل کی ایسی ہو خوشی — رقص مین تیغ رہے وجد مین جلاد رہے
پھر بہار آئی چلے سوے چمن دیوانے — کہدو پھر باغ کے دروازے پہ فصاد رہے
رشک ہے بعد فنا مجکو فلک سے تو یہ ہے — مین ستم کش نہ رہون یہ ستم ایجاد رہے
ہم جو پہونچے تو لب گور سے آئی یہ صدا — آئیے آئیے حضرت بہت آزاد رہے
آنکھین مرجانے کو کہتی ہین وہ لب جینے کو — کیسے وہ حکم رہے کیسے یہ ارشاد رہے
اوسکی تصویر مین اسدرجہ نزاکت کا ہو صرف — لوح باقی نہ قلم مین ترے بہزاد رہے
آشیانے سے نہ مطلب ہے نہ گلشن سے غرض — گھر الٰہی مرے صیاد کا آباد رہے

بسملونکی نگہ یاس بری ہوتی ہے — اک ذرا دل کو سنبھالے ہوئے جلاد رہے
یہ کہون گا یہ کہون گا یہ ابھی کہتے ہو — سامنے اونکے بھی جب حضرت دل یاد رہے
ہون وہ غمدوست کہ رو رو کے دعا کرتا ہون — دورو کا دل نہ دکھے خاطر غم شاد رہے
حشر مین عذر گنہ کیا ہے مبتا تو رکھو — کہ مبادا اتمھین بھولے تو مجھے یاد رہے
بحر ہستی مین حباب لب دریا کی طرح — ہم رہے کب کہ کہے کوئی کہ برباد رہے
مین اگر غیر کوئی ہون تو مجھے وہ بھولے — وہ اگر اور کوئی ہو تو مجھے یاد رہے
زار ایسا تھا کہ مین دشت جنون مین نہ ملا — ڈھونڈھتے مجکو مرے سایہ و ہمزاد رہے

کیا عجب بھول گئے ہم جو کلام اپنا امیر
یاد رہنے کے جو قابل تھو کیا یاد رہے

ایک دل ہجر مین کس کس کے یہ ناشاد رہے — قیس کا داغ کہا سمین غم فرہاد رہے
دل اور آنکھونکے تصور سے مرا شاد رہے — قاف پریون سے جنان حورونسے آباد رہے
قتل سے خنجر و شمشیر جو ہو مد نظر — اک ذرا آپ کو کھینچے ہوئے جلاد رہے
ملول فرقت سی مزے وصل کے سب بھول گئے — نہ وہ باتین نہ وہ راتین نہ وہ دن یاد رہے
جب کیا ہمنے گلا اپنی پریشانی کا — زلف جانان نے کہا ہم بھی تو برباد رہے
کھنچ گئی یار کی تصویر تو اللہ رہی خوشی — ہم بغل دیر تلک مانی و بہزاد رہے
ہم وہ قیدی ہین جو لکھے وہ خط آزادی — ہر یقین حرفون مین شان خط صداد رہے
لامکان مین نہ ٹھکانا نہ مکان مین وسعت — دل سے نکلے تو کہان جاکے یہ فریاد رہے
کون پروانہ یہان شمع سر طور کا ہے — جلوہ افروز ترا حسن خداداد رہے
ہجر مین یار نے پوچھا نہ اجل نے ہمکو — نہ اوسے یاد رہے نہ اسے یاد رہے
واہ رے شوق اسیری کہ دعا کرتا ہون — منھ دم ذبح سوے خانۂ صیاد رہے
شادی و رنج زمانے مین ہین توام اے دل — کچھ تو ہونٹھون پہ ہنسی بھی دم فریاد رہے

گھل گیا غم سے اگر تن تو بنا شکل حباب
ہم ہوئے خاک سے پانی بھی تو برباد رہے

ہاتھ اٹھے اور الجھین نہ کہین جامۂ آزادی مین
دامن اس ڈر سے سمیٹے ہوئے شمشاد رہے

روز جانباز لڑے شوق شہادت مین امیر
کیسے ہنگامے سر کوچۂ جلاد رہے

دل کو طرز نگہ یار جتاتے آئے
تیر بھی آئے تو بے پر کی اوڑاتے آئے

فاتحہ دینگے نہ پانی یہ بھی دو روز کے بعد
تا در گور ہین جو خاک اوڑاتے آئے

جام کوثر سے ہو کیا کام ہمین اے رضوان
آب خنجر سے وہین پیاس بجھاتے آئے

مے کشی کی ہے خوشی ہجر مین کسکو ساقی
لگے ابر تو اور آگ لگاتے آئے

سنگ اسود کے جو بوسے کو چلے سوے حرم
قدم بت پہ بھی ہم سر کو جھکاتے آئے

دشت ہستی مین ملا خاک بگولے کی طرح
خاک اڑاتے گئے ہم خاک اڑاتے آئے

بادشاہون کا ہو دربار در پیر مغان
سیکڑون جاتے گئے سیکڑون آتے آئے

لن ترانی سے ہو احسان یہ ہم پر روشن
کہ ہمیں بھی ترے ناز اوٹھاتے آئے

چھپ کے بھی آئے مرے گھر تو وہ دربانون کو
اپنی پازیب کی جھنکار سناتے آئے

ہون وہ نالان کہ دم نزع مری بالین پر
ملک الموت بھی پر اپنے بجاتے آئے

بے سبب در پہ یہ بلوہ نہین غالب ہے کہ آپ
پردہ ڈولی کا سر راہ اوٹھاتے آئے

محو جب مہر سے شبنم ہوئی بولی یہ زمین
یو نہین عاشق کو ہین معشوق مٹاتے آئے

روز محشر جو بلائے گئے دیوانۂ زلف
بیڑیان پہنے ہوئے شور مچاتے آئے

ذکر غنچہ جو سنا مجھ سے تو ہنس کر بولے
خوب آئے کہ مرے منھ کو چڑھاتے آئے

مرغ دل نقش قدم وار کرے وقت شکار
گل کھلاتے گئے گلچھرے اڑاتے آئے

کیا کہین گے کوئی محشر مین جو پوچھے گا امیر
کیون نہ بگڑی ہوئی باتونکو بناتے آئے

ہم اگر قتل ہوئے خیر یہ تقدیر اپنی
پھر بہار آئی جنون ہوتی ہے تدبیر اپنی
بے نشانی یہ مرے دل کو پسند آئی
قید ہو کر ترے گیسو مین یہ رتبہ پایا
جان نثاروں سے وہ کہتے ہین چڑھا کر تیوری
یاد مژگان مین شب ہجر جو چلاتے ہین ہم
مے کشی کون کرے پھوڑ ہی یان شیشۂ دل
حاجت تیر و کمان کیا ہے تجھے چل تو سہی
تمکو پھولون کے چھپر کھٹ ہمین کانٹے ہین نصیب
آنکھین چہرے پہ ملینگے تو چمک جائیگا حسن
حضرت قیس جو ملجائین تو اتنا پوچھین
یوسف مصر کا نقشہ جو طلب کرتا ہون

آپ بدنام ہون دھوتے ہے شمشیر اپنی
طوق بنتا ہے گڑھی جاتی ہے زنجیر اپنی
کھینچ کر آپ مٹاتا ہون مین تصویر اپنی
نذر دی قیس نے لاکر ہمین زنجیر اپنی
آج کل جھولتی ہے عرش پہ شمشیر اپنی
چار سو جاتی ہے آواز پر تیر اپنی
ساقیا پھوٹ گئی ہجر مین تقدیر اپنی
گردنین کاٹ کے خود لائین گے نخچیر اپنی
خیر قسمت وہ تمہاری ہے یہ تقدیر اپنی
شمع چہرہ ہے ترا آنکھ گلگیر اپنی
ہے گران آپ کی زنجیر کہ زنجیر اپنی
بھیج دیتا ہے وہ یوسف مجھے تصویر اپنی

امرا میر اوٹھ نہ سکے ضعف سے ہم تا بدم مرگ
جس جگہ بیٹھ گئے ہوگئی جاگیر اپنی

اب تو یہ معرکہ عشق مین مجکو جھک ہے
گھورتی ہے یہ جوانان چمن کو ہر دم
حسن یکتا کا ہے پر تو بھی جہان مین یکتا
عینک عاشق کے لیے حسن زرہ پوش ہوا
شب بھر آغوش گلستان مین ہے شبنم کی جگہ
فرش سے عرش تک آئینہ ہے سب کر کی وقت
رکھ قدم بڑھ کے در دل پہ تو منزل کو پہونچ

پرش خنجر سفاک مرے دم تک ہے
نرگس باغ سے بلبل کو بجا چشمک ہے
زاہدا کیون تجھے یکتائی بت مین شک ہے
کون کہتا ہے رخ صاف پہ یہ چیچک ہے
رتبۂ دیدۂ بیدار قیامت تک ہے
آنکھ جب بند ہوئی پیش نظر عینک ہے
شہر آباد محبت کا یہی پھاٹک ہے

نہیں دیوانہ اگر لائق تعزیر امیر
کس لیے سنگ بکف دہر میں ہر کودک ہے

تیرے افشاں کا اگر ذرہ زمیں پر گر پڑے
اختر گردوں جگہ پاکر جبیں پر گر پڑے

رات کو ہو فکر آرائش جو اس گل کو تو ماہ
چاندنی کا پھول بنکر آستیں پر گر پڑے

نامہ ہم افتادگوں کا جب کبوتر لیچلا
اوڑتے ہی اُڑتے کہیں بازو کہیں پر گر پڑے

آشیانہ دور ہے صیاد آپہونچا ہے پاس
کیا کروں پرواز کی طاقت نہیں پر گر پڑے

سایہ افگن ہو جو وہ گیسو اس دل صد چاک پر
یا الٰہی یہ سیاہی اس نگیں پر گر پڑے

جائے گلشن میں جو وہ گلرو تو گل مہندی کی شاخ
سر جھکا کر اسکے پائے نازنیں پر گر پڑے

تذکرہ ہو جو ہنس پڑنا تمہارا آئے یاد
چھت مکاں کی توڑ کر بجلی زمیں پر گر پڑے

وہ شکار افگن چلے لیکر اگر تیر و کماں
نسر طائر جوڑ کر گنبد سے زمیں پر گر پڑے

بار ہو پر آجائے تیغ قامت قاتل اگر
شاخ طوبیٰ کٹ کے دوش حور عیں پر گر پڑے

پھنس کے چھوٹے لذت دنیا سے کیونکر بوالہوس
کس طرح اٹھے مگس جب انگبیں پر گر پڑے

آفتاب عارض ساقی اگر چمکے امیر
خاک ہو کر برق آب آتشیں پر گر پڑے

جب تک وہ پلک برسر بیداد نہ آئی
تجھ میں چمک اسے جوہر فولاد نہ آئی

کب گور میں خنجر کی رگڑ یاد نہ آئی
کب روح ہوئے کوچۂ جلاد نہ آئی

شیریں نہ ملی سنگ اگر سیکڑوں کاٹے
کچھ کام سبکدستی فرہاد نہ آئی

بالوں کی سفیدی کو کفن سمجھے نہ کس دن
کب آئینہ دیکھا کہ اجل یاد نہ آئی

دعوائے دیت حشر میں کس سے میں کرونگا
حیرت سے نظر صورت جلاد نہ آئی

طائر میں وہ ہوں پاؤں نہ گلزار میں رکھا
جب تک خبر آمد صیاد نہ آئی

ہیچ ہے یہ شغل عالم ہے اپنی تو جہاں سے
مردے کو عزیزوں کی کبھی یاد نہ آئی

غش صورت موسیٰ میں ہوا سامنے آنکے
تاب نظر حسن خداداد نہ آئی

کیا آئی نظر مردمک چشم کو وہ خال
انسان کو نظر صورت ہمزاد نہ آئی

نقشہ مرے محبوب کا کھنچتا ہوا دیکھا
تجکو روش اے خامہ بہزاد نہ آئی

کیا جرم ہوا تھا کہ گرا اوسکی نظر سے
کچھ ذہن میں اپنے تو یہ افتاد نہ آئی

قید غم محبوب ازل ساتھ میں لایا
روح آئی عدم سے مگر آزاد نہ آئی

کیا اوسنے ملاقات کی امید ہو مجھکو
عرضی بھی مری ہوکے کبھی صاد نہ آئی

معشوقۂ دنیا نے بہت زلف سنواری
پھندے میں مرے خاطر آزاد نہ آئی

مضمون سے پس مرگ مرا نام ہے زندہ
کچھ کام نہیں کام جو اولاد نہ آئی

وحشت میں امیر اپنے برابر نہ ہوا قیس
شاگرد میں کیفیت استاد نہ آئی

ہم اور معرکۂ امتحان سے ٹل جاتے
جواب پاؤن جو دیتے تو سر کے بل جاتے

عدم کو یان سے تو گھبرا کے ہم اچھل چلتے
وہان بھی جی جو نہ لگتا کہان نکل جاتے

ہزار تیز نہ تھی تیغ یار اگر چلتی
تو ہم سے کتنے غریبون کے کام چل جاتے

جنون کے جوش میں کھلتی نہ راہ ملک عدم
بڑے مزے میں پہونچتے جو آج کل جاتے

سیاہ کار رہا ہون حشر میں حساب مرا
جو وقت صبح سے ہوتا چراغ جل جاتے

بجھائی داغ نے زندانیان زلف کی جان
نہیں تو گھٹ کے اندھیرے میں دم نکل جاتے

بتون کی بھی جو پرستش نہ کرتے اے زاہد
خدا کے سامنے ہم لیکے کیا عمل جاتے

شب فراق میں اچھا ہوا نہ کھینچی آہ
قریب خانے کے دو چار گھر بھی جل جاتے

بجھا دی اسنے آنسوون کی اور بھی ڈبویا
برس کے علیحدہ بادل کہین نکل جاتے

دکھا کے تیغ جو مقتل سے یار بڑھ چلتا
تو جل کے پاؤن پہ سر رکھکے ہم مچل جاتے

پتنگ جلکے نپٹتے تو شمع رویون سے
وہ ہم نہ تھے کہ تپ ہجر سے پگھل جاتے

تلاش رزق مین گردش ہوائی ہوس میسود
نصیب ساتھ ہی رہتے جہان نکل جاتے

قبول خاطر روشندلان اگر ہوتے
امیر توبہ کے سانچے مین شعر ڈھل جاتے

مقام وجد ہوا ہو دل کہ بزم یار مین آئے
بڑے دربار مین پہونچے بڑی سرکار مین آئے

حذاوندانہ زنگ اس ترک کی تلوار مین آئے
کہین دہقانہ میرے زخم دامندار مین آئے

مرے گھر کی طرف بھی عالم مستی مین آنکلے
ترنگ ایسی کبھی یارب مزاج یار مین آئے

دلا آنکھون سے چھپکر اوس سے ہو دیدار کا طالب
جو ہو خلوت نشین کیا مجمع اغیار مین آئے

خط شبگون ہے مین اہر خال سوی یار ڈرتا ہون
جو تو آیا تو آیا وہ نہ اس سرکار مین آئے

بہت مشتاق ہین مست آمد ابر بہاری کے
الٰہی کوئی لکہ کوہ سے گلزار مین آئے

خمیدہ قد ہوا اب دیر کیا ہر خاک ہو زمین
زمین پر گر پڑے آخر جو خم دیوار مین آئے

جنون کا رنگ چمکا یا یہ تیرے عشق عارض نے
گریبان چاک گل گلزار سے بازار مین آئے

یہ وقت قتل ہی ڈر ہمکو اپنی سخت جانی سے
کمر مین بل نہ بال اس ترک کی تلوار مین آئے

کیا ہی دیکھے طعنے واعظون سنے تنگ یہ آخر
کہ ہم مسجد سے اوٹھ کر خانۂ خمار مین آئے

نظر آتا ہے ہر گل زر بکف بہر خریداری
چمن مین تم کہ یوسف مصر کے بازار مین آئے

زر داغ جنون تقسیم شاہ عشق کرتا ہے
تونگر جسکو ہونا ہو وہ اس سرکار مین آئے

خدا ہو دوست جسکا اوسکو کیا اندیشۂ دشمن
براہیم آگ مین پھینکے گئے گلزار مین آئے

خلش مین کیا مزہ ہی تیری دیوانے نکو کیا جانے
جب آئے پا برہنہ وادی پُر خار مین آئے

یہان مدت سی ہے میرے دل صد چاک کا قبضہ
کہو شانہ سمجھ کر گیسوے خمدار مین آئے

علانیہ دکھا ہی کیا وہ جلوہ روے روشن کا
جو بے پردہ نہ خواب طالب دیدار مین آئے

اوٹھاؤ رخ سے پردہ کور مادر زاد بینا ہو
ہلاؤ لب زبان گنگ بھی گفتار مین آئے

گرفتار قفس تھے جبتلک فصل بہاری تھی
خزان بھی ساتھ آئی ہم اگر گلزار مین آئے

کیا ہی وعدہ سر دینے کا قاتل سے سو حاضر ہون
زبان کو کاٹ ڈالون فرق اگر اقرار مین آئے

امیر اب دغدغہ کیسا کہ پہونچے ہم مدینے مین
چھُٹے آفت سے ظلِ احمد مختار مین آئے

خیال زلف و عارض مین قضا کی
نماز صبح و شام اک جا ادا کی

ادا پر مرنے والون سے بھی غمزے
کہو کیون موت آئی ہے قضا کی

نہ آنا تھا اجل منہ پر نہ آئی
تری تلوار آوازے کسا کی

شب غم مین جو ہمکو ہاتھ آتا
درازی ناپتے روز جزا کی

وہ بیکس ہین کہ تربت پر ہماری
چڑھائی چرخ نے چادر گھٹا کی

عدم مین کیا تماشا ہے کہ دن رات
چلی جاتی ہے سب خلقت خدا کی

مرے منہ کا ہر لقمہ حصۂ غیر
مجھے قسمت ملی ہے آسیا کی

دکھے کیونکر نہ دل آوازنے سے
صدا ہے یہ کسی درد آشنا کی

نہ کھا اے دل فریب زینت دہر
ڈلی اس پان مین ہے سنکھیا کی

بہار بےخزان ہے جامۂ یار
نہ مُرجھائین کبھی کلیان قبا کی

کیے ہینے یہ بتخانون مین سجدے
کہ بُت کہنے لگے رحمت خدا کی

دلا ہم سے گلا اوس دلربا کا
شکایت آشنا سے آشنا کی

نہ مجنون ہے نہ وامق ہے نہ فرہاد
مرے سب آشنا دن ذ قضا کی

وہ دانہ ہون جو پسنے سے بچون مین
جلا دے آگ سنگ آسیا کی

وہ غافل تھی کہ تب لی ہمنے کروٹ
ڈھلی جب دو پہر روز جزا کی

الٰہی مرحلون جھگڑا ابھی چھوٹے
کہین آسان ہو مشکل قضا کی

کہان تک وا نہو گا عقدۂ کار
گرہ ہے کیا ترے بند قبا کی

پسین کیونکر نہ تیری راہ مین دل
غضب شوخی ہے ہر مُشتِ نقش پا کی

اگر میرے سیہ خانے مین آجاے
ترے کشتے نے خنجر ہی کے پینچے

سعادت ساری اُڑ جائے ہما کی
مصیبت جھیل لی روز جزا کی

امیر سخت جان بھی ہو چکا قتل
چلو منت ہوئی پوری قضا کی

ترا کیا کام اب دل مین غم جانانہ آتا ہے
نکل اے صبر اس گھر سے کہ صاحب خانہ آتا ہے

نظر مین تیری آنکھین ہین سویدا تیری زلفونکا
کہی پریونکے سایے مین ترا دیوانہ آتا ہے

وفور رحمت باری ہے میخوارون پہ ان روزون
جدھر سے ابر اوٹھتا ہے سوے میخانہ آتا ہے

لگی دلکی بجھائے بیکسی مین کون ہے ایسا
مگر اک گریۂ حسرت کہ بیتابانہ آتا ہے

ادھر بھی سے غمزے کرتی ہے جو تجھپر جان دیتے ہین
اجل تجکو بھی کتنا ناز معشوقانہ آتا ہے

پریشانی مین یہ عالم تری زلفونکا دیکھا ہے
کہ اک اک بال پر قربان ہونے شانہ آتا ہے

چھلک جاتا ہے جام عمر اپنا وا ہے ناکامی
ہمارے منھ تک ساقی اگر پیمانہ آتا ہے

وہ بت ہے مہربان سب اپنا اپنا حال کہتے ہین
لب خاموش تجکو بھی کوئی افسانہ آتا ہے

طلسم تازہ تیرا سایۂ دیوار رکھتا ہے
بدلتا ہے پری کا بھیس جو دیوانہ آتا ہے

یہ عظمت رکھے زاہدان بتون مین ہمنے پائی ہے
کہ کعبہ ہمکو لینے تا در میخانہ آتا ہے

دورنگی سے نہین خالی عدم بھی صورت ہستی
کوئی ہشیار آتا ہے کوئی دیوانہ آتا ہے

ہمایون استخوان سوختہ پر میرے گرتا ہے
تڑپ کر شمع پر جیسے کوئی پروانہ آتا ہے

ادھر ہین حسن کی گھاتین ادھر ہین عشق کی باتین
تجھے افسون تو مجکو اے پری افسانہ آتا ہے

کلیجا ہاتھ سے اہل طمع کے چاک ہوتا ہے
صدف آسا اگر مجکو میسر دانہ آتا ہے

نمک ملا چھڑکا چاہتا ہے میرے زخمون پر
مزے کا وقت اب ہے ہمت مردانہ آتا ہے

زبردستی کا دھڑکا وصل مین تمکو سمایا ہے
کدھر ہے ہوش مین آؤ کوئی آیا نہ آتا ہے

الٰہی کسکی شمع حسن سے روشن ہے گھر میرا
کہ بنچا تا ہے مجکو آج جو پروانہ آتا ہے

وہ عاشق خال وخط کا ہون کہ نذر ہور کرتا ہون
سپیر تیرے دن بھی جو مجکو دانہ آتا ہے

امیر اور آنے والا کون ہے گور غریبان پر
جو روشن شمع ہوتی ہے تو وہان پروانہ آتا ہے

جتنے کہ تیر ترکش دلبر مین رہ گئے
اوتنے ہی حوصلے دل مضطر مین رہ گئے

دھویا ہزار اوس نے سفاک نے مگر
دھبے ہمارے خون کے خنجر مین رہ گئے

صحرائے عشق میری طرح طے نہو سکا
نو آسمان ایک ہی چکر مین رہ گئے

چھوڑے کہین نہ گیسوئے پر خم نے اسکے پیچ
کچھ رہ گئے تو میرے مقدر مین رہ گئے

مجلس تمام ہو گئی ہنگامہ ہو چکا
ہم راہ دیکھتے تری محشر مین رہ گئے

اے چشم اشکبار ڈبو دے انھین بھی تو
ٹاپو ہین جابجا جو سمندر مین رہ گئے

یارب شتاب آئے سگ یار اسطرف
کچھ کچھ ہین استخوان تن لاغر مین رہ گئے

ساقی چمن مین آتے ہی رخصت ہوئی بہار
میخوار فکر شیشہ وساغر مین رہ گئے

نامے تو نارسائی قسمت سے پڑے رہے
ڈورے ہی ڈور رہ بال کبوتر مین رہ گئے

اشکون سے میرے بجھ گئی ساری جہان کی آگ
پوشیدہ کچھ شرر تھے سو پتھر مین رہ گئے

واماندگی سے جا نہ سکے کاروان تلک
کھائی تھین ٹھوکرین جو مقدر مین رہ گئے

اونکے مکان مین دیدہ و دل اختیار سے
اس گھر مین رہ گئے کبھی اس گھر مین رہ گئے

اونکے نشان امیر نہین ہین اگر نہون
نام اورون کے نام تو دفتر مین رہ گئے

داغ اقربا کے سینۂ سوزان مین رہ گئے
محفل کہان چراغ شبستان مین رہ گئے

رشتے تمام بند کیے صبر نے مگر
سو داغ دل مین چاک گریبان مین رہ گئے

لپٹے نہ گرد بھی مری کشتی کے پاس گئے
کیا سر پٹک کے شورش طوفان مین رہ گئے

کانٹے کہین پڑے ہین کہین گرد باد ہین
یہ یادگار قیس بیابان مین رہ گئے

سیری طرح ضعیف ہوئی میرے اشکِ غم
نکلے جو دل سے دامنِ مژگان مین رہ گئے

وہ خوبرو رہے نہ وہ تزئینِ زلف و رخ
باقی فنا د گبر و مسلمان مین رہ گئے

یوسف تو مصر مین ہوئے رونق فروزِ حسن
یعقوب راہ دیکھتے کنعان مین رہ گئے

مقتل مین اوسکے دوڑکے پہونچے جو تھے قوی
قیدی جو ناتوان تھے وہ زندان مین رہ گئے

وحشت مین دہ سکے نہ مرا ساتھ گردباد
نقشِ قدم کی طرح بیابان مین رہ گئے

دوڑے تلاشِ دولتِ دنیا مین جو حریص
آخر کو تھک کے گورِ غریبان مین رہ گئے

لی کاروانِ گل نے خزان مین عدم کی راہ
بلبل پھڑک پھڑک کے گلستان مین رہ گئے

آئے بھی حرفِ شکوہ جو دل سے زبان تلک
بن نکلے درد وہ مرے دندان مین رہ گئے

رزقِ سگ و ہما کیے دورِ سپہر نے
جو استخوان کہ گنجِ شہیدان مین رہ گئے

آوارگانِ عشق کا کوسون پتا نہین
کچھ ڈھیر ہڈیونکے بیابان مین رہ گئے

لوٹا ستمگرون نے مگر پھر بھی اے امیر
مضمون ہزارہا مرے دیوان مین رہ گئے

بتون سے نزد وہ جا کر مکان پر کھیلے
کہ ہار دے دل و دین اپنی جان پر کھیلے

کمان مین تیر وہ جوڑے تو صید ہون نسرین
زمین کیسی شکار آسمان پہ کھیلے

زبانِ تیشہ یہ دیتی تھی کوہکن کو صدا
جو سرفروش ہو وہ اپنی جان پر کھیلے

یہ اوسکے پڑھنے سے ہو جار بیت کو شادی
کہ بیت بیت سے جو تھی زبان پر کھیلے

مین رند رنگ مین ڈوبون جو طفلِ بادہ فروش
خدا کرے کہین ہولی دکان پر کھیلے

جمائے رنگ وہ مطرب پسر جو بیٹھک کا
جو بار رسا ہو تو ہر ایک تان پر کھیلے

نہ جیتنے مین گزارہ نہ ہارنے مین رفاہ
پھر اوس سے کھیل کوئی کس گمان پر کھیلے

کہولنا تو در و دل اُس نگہ ہی قتل کا خوف
قضانہ سر پہ کہین اس جیان پر کھیلے

لگائے کیون نہ وہ واعظ نماز مین شرطین
جوا جو روز و شب اپنے مکان پر کھیلے

ہمارا دل ہے کہ اُس ترک شوخ سے شطرنج
ہزار بار کیا امتحان پر کھیلے

امیر چال کوئی اُس سے کسطرح چلجائے
تمام روز جو چوپڑ مکان پر کھیلے

نمود خط ابھی ای حسن یار باقی ہے
اس آئینے کے جگر مین غبار باقی ہے

نہ مست ہو نہ کوئی ہوشیار باقی ہے
حجاب کس سے اب ای چشم یار باقی ہے

وہ صید گاہ سے جاتے ہین ای اجل کہدے
ادھر بھی بے پر و بال اک شکار باقی ہے

یہ میکدہ ہے مین ہر شیشون کا قتل ای ساقی
ابھی تو شیخ کا سنگ مزار باقی ہے

زمین گور کو سیر فلک مبارک ہو
کہ میرے پاس دل بیقرار باقی ہے

وہ منتظر ہین کہ مرلون تو لاش پر آئین
اجل کو آنے مین کیا انتظار باقی ہے

بھرا دے سکے دانتون کا تجکو ہر قصہ نظارہ
گرہ مین کچھ گہر آبدار باقی ہے

نہ جائیگی کبھی تا زیست اپنی سوزش دل
کہ شیشہ زندہ ہے جب تک بخار باقی ہے

چلے برنگ نفس عمر بھر تو کیا حاصل
کہ منزلون ہی ابھی کوے یار باقی ہے

وہ ذبح کرکے لہو پر چھڑک رہی ہین جو خاک
اشارہ ہے کہ ابھی تک غبار باقی ہے

ہوئے تو خاک ہوئے ہم مٹے تو خاک مٹے
ابھی تلک تو نشان مزار باقی ہے

نہ توڑو آئینہ جانے بھی دو کہ ایک یہی
تمھارے دیکھنے والون مین یار باقی ہے

نہ دل مین تاب نہ آنکھون مین نور ہے لیکن
وہی تڑپ ہے وہی انتظار باقی ہے

سوال کرتے ہین کیا دیکھکر ملک ہم سے
کفن مین بھی تو نہین کوئی تار باقی ہے

قضا پکارتی پھرتی ہے اسکے مقتل مین
چلے اگر کوئی امیدوار باقی ہے

بہار مین ہو نہ کیون روے یار پر جوبن
چمن عروس ہے جب تک بہار باقی ہے

امیر فاتحہ پڑھنے کو سے کہان آئے
مزار ہے نہ نشان مزار باقی ہے

بہار عمر سے دل یادگار باقی ہے
بس اک یہی ثمر داغدار باقی ہے

نگہ کہاں مری آنکھوں میں یار باقی ہے
یہ کچھ غبار رہ انتظار باقی ہے

رہا قفس سے کرے بلبلوں کو کیا صیاد
ابھی تو باغ میں کچھ کچھ بہار باقی ہے

کلیم بیٹھ رہے طور پر خیال نہیں
کہ اور بھی کوئی امیدوار باقی ہے

کہاں کہاں نہیں یاران رفتہ کو ڈھونڈھا
اب ایک ہی تو عدم کا دیار باقی ہے

مثال آئینہ وا ہیں مزار میں آنکھیں
ہنوز حسرت دیدار یار باقی ہے

شریک سیکڑوں گلرو ہیں اپنے پھولوں میں
خزان کے بعد بھی جوشش بہار باقی ہے

نفس کی آمد و شد ہر نفس یہ کہتی ہے
کوئی دم اور تجھے اختیار باقی ہے

کفن کے واسطے کافی ہیں ہوں وہ وحشی زار
کوئی کوئی جو گریبان میں تار باقی ہے

نہ تخت خسرو چین ہے نہ چتر قیصر روم
مزار و سایۂ نخل مزار باقی ہے

ہجوم داغ سے ہر عضو ہے پر طاؤس
موئے پہ بھی وہی نقش و نگار باقی ہے

اوٹھا جو پردہ تو کیا شرم ہے ابھی شب وصل
پڑی نقاب تو یہ اے نگار باقی ہے

برنگ شمع اترتی نہیں کبھی تپ غم
ہزار آئے پسینا بخار باقی ہے

ہوا سے کوچہ گیسو میں یہ گٹا سنبل
کہ ایک پیرہن تار تار باقی ہے

نکل چلے ہیں بہت طفل اشک روک اے دل
ابھی تو جبر پہ کچھ اختیار باقی ہے

صبا چلی نہیں غنچے میں منھ چھپائے ہوئے
وہی حجاب عروس بہار باقی ہے

کھینچینگے اہل عدم کو دکھا کے داغ امیر
یہی گل چمن روزگار باقی ہے

تیغ قاتل پہ ادا لوٹ گئی
رقص بسمل پہ قضا لوٹ گئی

ہنس پڑے آپ تو بجلی تڑپی
بال کھولے تو گھٹا لوٹ گئی

پس گیا چشم سیہ پر سرمہ
پائے رنگین پہ حنا لوٹ گئی

اونچی چوٹی کے ادا گرد پھری — نیچی نظروں پہ حیا لوٹ گئی
اس روش سے وہ چلے گلشن مین — بچھ گئے پھول صبا لوٹ گئی
تیرے بسمل سے ترے خنجر نے — وہ ادا کی کہ قضا لوٹ گئی
جان محزون کی حقیقت کیا تھی — درد پہلو مین اوٹھا لوٹ گئی
سانپ کی طرح مری چھاتی پر — رات وہ زلف دوتا لوٹ گئی
یاد گیسو نے تڑپ پیدا کی — برق بنکر یہ بلا لوٹ گئی
وار خالی نہ گیا قاتل کا — بچ رہا مین تو قضا لوٹ گئی
کیا مزے کی ہے طبیعت اپنی — ایک بوسہ جو ملا لوٹ گئی

خنجر ناز نے کشتون سے امیر
چال وہ کی کہ قضا لوٹ گئی

عشق بتان سے ہاتھ نہ مرکر اوٹھائیے — جب تک اوٹھے یہ داغ جگر پر اوٹھائیے
جور فلک کے ناز ستمگر اوٹھائیے — اک دل ہزار داغ ہین کیونکر اوٹھائیے
کہتے ہین مجھ گدا کو وہ کوچے مین دیکھ کر — للہ جان چھوڑیے بستر اوٹھائیے
مردے پہ میرے آئے تو بولا یہ اوسنے ناز — کسکا جنازہ ہے یہ سمجھ کر اوٹھائیے
غیرت کا حکم ہے کہ گلا گھونٹ گھونٹ کر — مرجائیے نہ منت خنجر اوٹھائیے
مشتاق دید ہوتے ہو وحشی پڑے ہین غش — کس سے حجاب گوشۂ چادر اوٹھائیے
مرقد مین آکے مجھ سے کہا شور حشر نے — تکیے سے اب تو بہر خدا سر اوٹھائیے
رہیے خاموش قاصد جانان جو کچھ کہے — حکم خدا سے ناز پیمبر اوٹھائیے
میرا سلام آپ کا وار ایک وقت ہو — اوٹھے مزہ جو ہاتھ برابر اوٹھائیے
آؤن مین پاس آپکے گر چاند کا ظہور — دیوار کیا جو سد سکندر اوٹھائیے
منظور ہو جو عشق تواضع ضرور ہے — سر پر جو بوجھ اوٹھائیے جھککر اوٹھائیے

یکتائی صنم پہ قسم رخ کی کھائیے
قرآن اوٹھائیے بھی تو مصحف پر اوٹھائیے

بے چشم مست یار نہین لطف میکشی
اب انجمن سے شیشہ و ساغر اوٹھائیے

قاصد ہزار نامہ بری کو پہونچ گیا
اب اوسکی لاش بہر پیامبر اوٹھائیے

ہے عشق کی نماز مین تکبیر کا یہ لطف
دونون جہان سے ہاتھ برابر اوٹھائیے

دل کی جلن کا ہاتھ مین اپنے ہے یہ اثر
بجلی نہین شرار جو پتھر اوٹھائیے

آسان نہین ہے عشق بت سنگدل امیر
یہ بوجھ اوٹھائیے تو سمجھ کر اوٹھائیے

بیجا نہین خزان مین یہ نالے ہزار کے
مظلوم دادخواہ ہین چمن بہار کے

رکھتا نہ مجکو ساتھ دل بیقرار کے
ہوا اور اک مزار برابر مزار کے

گستاخ منع دلمین صفائی کی کب ہے بات
چڑھتا ہے ایک آئینہ منھ پر ہزار کے

برباد ہو کے اوسکی گلی مین بلا یہ اوج
ذرے ہین آفتاب ہمارے غبار کے

گلشن سے بلبلون کو اوڑاتا ہے باغبان
صدقے اوتر رہے ہین عروس بہار کے

پھولیگا اور کب جو نہ پھولیگا آجکل
اے نخل عمر دن تو یہی ہین بہار کے

صوفی خدا کے گھر مین یہ ہو حق ہے کیا ضرور
سائل اگر ہو در تو کہیے پکار کے

یوسف کی اصل پوچھیے نقاش دہر سے
بھیجا تھا میرے یار کا نقشہ اوتار کے

ایام ہجر کٹ نہ سکے کوہکن سے بھی
پتھر سے سخت ہوتے ہین دن انتظار کے

یہ عشق خط یار مین ہے حال جسم زار
مفصل تمام جوڑ ہین خط غبار کے

آئے سوال کو جو نکیرین بعد مرگ
ٹھہرے رہے ادب سے کنارے مزار کے

شرمندہ میرے بعد ہوے ہین یہ خاد جنگ
پاؤن سے رکھدیے ہین تیغے اوتار کے

شکوہ مین ابر کا کہ ہوا کا گلہ کرون
دشمن ہے سیکڑون مری مشت غبار کے

لاتی شمیم گل جو کسی دن قفس تلک
کیا ٹوٹ جاتے پاؤن نسیم بہار کے

روشن تھے جنکے فقر مین موتیون کے ہار
محتاج ہین وہ ایک چراغ مزار کے

پیری مین کس مزے سے جوانی کے روئیے
سو داغ دیگئے ہمین دو دن بہار کے

یکرنگ تھے وہ ہم کہ دو رنگی نہ کی پسند
پہنا کفن تو جامۂ ہستی اتار کے

بنکر بگڑتے ہین جو گھروندے ہزار ہا
ہین کھیل اے امیر صنعت پروردگار کے

جنت مین روح جسم ہی پیچھے مزار کے
کشتی ہماری ڈوب گئی پار اتار کے

اب خاک کام آئین گے آنسو ہزار کے
شبنم نے دھوئے پانون عروس بہار کے

بیغم ہین عیش کب چمن روزگار کے
کھٹکے ہین کو بہ رگ گل مین بھی خار کے

مردون سے کر رہے ہین نکیرین کیا سوال
جھگڑے ہین مجاورون سے یہ باہر مزار کے

دوزخ مین مجکو جھونک چکے تھے مرے عمل
قربان شان رحمت پروردگار کے

کیا چشم سرمگین کے اشارون سے دل بچے
آتے ہین تیر زنگی ابلق سوار کے

اس پیار سے زمین نے کھینچا بغل مین تنگ
یاد آگئے مزے مجھے آغوش یار کے

پہناؤ بیڑیون کے عوض مجکو بہ عیان
کچھ اب کی سال رنگ نئے ہین بہار کے

کلیان جنھین گلون کی سمجھی ہے عندلیب
زہ بند ہین نقاب عروس بہار کے

پانی تری چھری کا ہو یون ہی جو باڑھ پر
دریا بہینگے دشت مین خون شکار کے

کہتے ہین گل یہ شیشۂ شبنم سنبھال کر
گنتی کے رہگئے ہین دن اپنی بہار کے

کیون عاشقون کے نامۂ عصیان ہون سیاہ
پروانہ ہین مسودۂ زلف یار کے

کیونکر ملے سراغ مرے جسم زار کا
پردے مین تار پیرہن تار تار کے

غافل نہ گرم و سرد جہان سے کبھی رہے
سوئے جو ہم تو سائے مین نخل چنار کے

صالح کا ناقہ ہو کہ دلا گاو سامری
پالے ہوئے ہین سب مرے پروردگار کے

جلوہ دکھا کے رنگ جوانی ہوا ہوا
آتے ہی اولٹے پانون پھرے دن بہار کے

دامن کشان وہ آئے سر قبر شکر ہے
آنسو تو پچھ گئے مری شمع مزار کے

گلشن مین کی جو آہ شرربار امیر نے
چھوٹین لگے پھلجھڑی طرح پھول انار کے

سب جلو مین آپ کے آتے ہین اوٹھتے بیٹھتے
اک مجہی پر آپ جھنجھلاتے ہین اوٹھتے بیٹھتے

ضعف سے گو ٹھوکرین کھاتے ہین اوٹھتے بیٹھتے
پر ترے در تک پہونچ جاتے ہین اوٹھتے بیٹھتے

ہر نماز ان زاہدونکی ضعف ایمان پر دلیل
سامنے اللہ کے جاتے ہین اوٹھتے بیٹھتے

نوجوانی مین بھی باقی ہے اونھین اتنا حجاب
کوئی بیٹھا ہو تو شرماتے ہین اوٹھتے بیٹھتے

جن جوانون کے سر افلاک پڑتے تھے قدم
اب زمین پر ٹھوکرین کھاتے ہین اوٹھتے بیٹھتے

زاہدون کو کیا حرم کی راہ مین رنج سجود
منزل آسان ہر چلے جاتے ہین اوٹھتے بیٹھتے

خود نمائی کی بدولت کتنے اوپچے ہین حسین
منھ دنی ملتے ہین تو اتراتے ہین اوٹھتے بیٹھتے

بوجھ ہر مو بان کا انکو نزاکت سے وبال
گیسوؤن کی طرح بل کھاتے ہین اوٹھتے بیٹھتے

تھا جوانی تک مزہ سیر و تماشا کا تمام
ضعف سے اب پانون تھراتے ہین اوٹھتے بیٹھتے

کیا ہوا مین ناتوان ہون گور کی منزل کڑی
آگے پیچھے سب چلے جاتے ہین اوٹھتے بیٹھتے

رسم سے ملنے کی کھوئی عید کی ساری خوشی
تین دن تک پانون رہجاتے ہین اوٹھتے بیٹھتے

آگے سو سو شعر اک جلسے مین کہتے ہین امیر
چار مصرع اب کہے جاتے ہین اوٹھتے بیٹھتے

تیغ قاتل کی چمک آنکھون مین پھر جاتی ہے
اور بھی برق تڑپ کر مجھے تڑپاتی ہے

درد الفت مجھے معشوق سی بڑھکر ہے عزیز
جب یہ اوٹھتا ہے مری روح نکل جاتی ہے

صورت نقش قدم اوٹھ نہین سکتے ہین قدم
ناتوانی مجھے ہر گام پہ ٹھہراتی ہے

طرز رفتار سے مارا ہے تو پامال بھی کر
دیکھ قاتل یہ بڑی چال رہی جاتی ہے

سرنگون بحر حوادث مین ہون مانند حباب
آنکھ کھل جاتی ہے جسدم کوئی لہر آتی ہے

شوخی حسن نے لاکھ اونکو کیا طاق مگر
کچھ نہ اغیار کی تقصیر نہ ہمپر الزام
لاش پر بھی وہ چھڑکتا ہی نمک ہنس ہنسکر
پھینک کے چکے صور کہین جلد لحد سے نکلون
گل نسیم سحری شمع سحر کو نہ کرے
دل کو تسکین مین ای قافلے ڈالو کیا دون
حب کہا مینے کہ اب قتل مین تاخیر ہی کیون
آخری وقت تو آواز سنا جاؤ مجھے
آرسی ہی تری مستمت کی نہ بردست اثر ترک

پھر لڑکپن ہے ابھی آنکھ جھپک جاتی ہے
بیزبانی مری باتین مجھے سنواتی ہے
چھیڑ اب تک مری زخمون سے چلی جاتی ہے
اب طبیعت بہت اس قید مین گھبراتی ہے
کوئی دم مین یہ غریب آپ بجھی جاتی ہے
ابتو آواز جرس کی بھی نہین آتی ہے
بولے ہر بات مین جلدی تمھین پڑ جاتی ہے
خلق کے کہنے کو اک بات رہی جاتی ہے
سامنا تجھ سے ہمیرہ جوٹ نہین کھاتی ہے

دوسرا لڑکا کا مجسا ہی جوان کون امیر
سیکڑون دل نیز ہمین اور ایک مری چھاتی ہے

توڑ کر پہلو جو چل نکلا دل نخچیر سے
بیخود ایسا ہون کسی کی لذت تقریر سے
قید گیسو سے چھڑایا مجکو آنکھون نے تری
تیر نکلا بھی نہین قاتل کے ترکش سے ابھی
ہون وہ تر دامن جلا سکتا نہین دوزخ مجھے
مصحف ناطق کہین کیونکر نہ تیری خط کو ہم
پاس ٹھبلا کر مجھے اوسنے اوٹھایا غیر کو
دھوم ہی قاتل تری آتی ہین پریان سیکھنے
دم اگر نکلے تو نکلے گھٹ کر عشق زلف مین
ذبح ہونے کا نہ اوٹھا خاک بھی ہمکو مزہ

خوب رو مین حسرتین دل کی لپٹ کر تیر سے
بیرون کرتا ہون جنوشی کا گلہ تصویر سے
لیگئین پریان اڑا کر خانۂ زنجیر سے
روح خوش ہو کر نکل آئی تن نخچیر سے
کثرت عصیان نے ایمن کر دیا تعزیر سے
لذت تقریر ملتی ہے تری تحریر سے
لڑ گئی تقدیر میری غیر کی تقدیر سے
چال تیری تیغ سے پرواز تیری تیر سے
پیر قدم باہر نہ نکلے خانۂ زنجیر سے
عمر بھر رگڑا تو کیا رگڑا گلا شمشیر سے

اے صبا سنبل نے کیوں گلشن میں پھیلایا ہے جال
موج بوے گل بھی جکڑی ہوئی ہے زنجیر سے

لے سبب غلطاں نہیں اے ناوک افگن خاک پر
چھپتے لیتی ہے قضا ناوک ترا نخچیر سے

یوں نہیں آئینے کا قابو میں خط رخسار یار
توڑ جوڑا اس خط کے سیکھوں کاتب تقدیر سے

اس مرقع میں عجب نیرنگیاں ہیں حسن کی
جب نظر اوٹھی لڑیں آنکھیں نئی تصویر سے

قید ہستی سے جو چھوٹے آئے جنت میں امیر
حور بنکر روح نکلی خانۂ زنجیر سے

اے گل تر تیری جذب حسن کی تاثیر سے
رنگ خون ہو کر ٹپکتا ہے مری تصویر سے

لکھدیا روز ازل انجام غفلت کا مری
خواب سے پہلے ہوا آگاہ وہ تعبیر سے

لیگیا مریخ اوسکو غازۂ رخ کے لیے
جو لہو کا قطرہ ٹپکا یار کی شمشیر سے

دیکھ اے دل جاے عبرت قصۂ شداد ہے
گھر جہنم میں بنا فردوس کی تعمیر سے

مرتے مرتے بھی نہ احسان غیر کا ہم سے اوٹھا
سر بھی کٹوایا تو ہم نے یار کی شمشیر سے

اتنی آرایش بھی اونکو ہے نزاکت سے گران
کم نہیں پھولوں کی بدھی آہنی زنجیر سے

اب اداے شکر قاتل بسملوں پر قرض ہے
ہر دہان زخم سے بالی زبان شمشیر سے

بوسہ لینے پر جو وہ بگڑے ہیں تو پھر بوسہ لیا
معصیت کا ذوق دونا ہو گیا تعزیر سے

توڑ میں تیر قضا قاتل کسی سے کم نہیں
ہاں جو ہارا ہے تو اک تیری نگہ کے تیر سے

وصف گیسو میں جو کرتا ہوں تو کہتا ہے وہ شوخ
دم اولجھتا ہے تری اولجھی ہوئی تقریر سے

جان نثاروں کو گلے مل ملکے کرتا تھا ہلاک
رہ گئی یہ چال اے قاتل تری شمشیر سے

عشق ابرو میں جو خط لکھتا ہوں قاتل کو کبھی
چاک کرتا ہے لفافے کو مرے شمشیر سے

بیڑیاں دیوانہ گیسو کو پہناتے ہو کیوں
رشتۂ الفت کا پھندا سخت ہے زنجیر سے

داد دینے کا تو کیا مذکور ہے صیاد حسن
چلتے ہیں اور اولٹی آفرین نخچیر سے

منزل حیرت کا طے کرنا بہت دشوار ہے
پار کب ہوتی ہے کشتی قلزم تصویر سے

آکے بربادی ہمارے خانۂ دل مین بسی | گھر خرابی کا ہوا آباد اس تعمیر سے

لکھو گئے قاصد کو خط اس شوخ کو لکھکر امیر
رو گئے لکھے کو اپنی خوبی تقدیر سے

گیا نہ معشوق ہو کر جان سے نخچیر سے | سیکھے گھر دل مین کرنا کوئی اسکے تیر سے
شعلۂ آواز سے غش آگیا مثل کلیم | لن ترانی کا مزہ اوٹھا تری تقریر سے
مچھلیان بالے کی رہتی ہین مری پیش نظر | کم نہین میرا تصور دام ماہی گیر سے
مضطرب مجھسے زیادہ یار ہے میرے لیے | اضطراب ناوک افگن بڑھکر ہی نخچیر سے
ہون وہ محو بیخودی لکھی جو میری سرنوشت | مٹ گیا جو حرف نکلا خامۂ تقدیر سے
محو ہو کر دیکھ نیرنگی طلسم دہر کی | سیر کر حیرت کدے کی دیدۂ تصویر سے
عذر بے بال و پری کب تک نکل اے مرغ روح | مانگ لے پر عرش تک اوڑنے کو اسکے تیر سے
عالم کثرت مین وحدت کی نشانی ہے ضرور | فایدہ اتنا ہے بیت اللہ کی تعمیر سے
زندۂ جاوید ہون کیونکر نہ بسمل زیر تیغ | چلتی ہے قاتل قضا بچکر تری شمشیر سے
کل تلک تھا کثرت عصیان سے نادم اے کریم | آج شرمندہ ہون اپنی قلت تقصیر سے
منزلت امداد سے بڑھ جاتی ہے ہر چیز کی | کعبے کی رونق ہوئی بتخانے کی تعمیر سے
عشق گیسو سے جو چھوٹے قتل ابرو نے کیا | آئے مقتل مین جو نکلے خانۂ زنجیر سے
تیر سے رکنے اور کھنچنے کا تو کیا مذکور ہے | یہ ادائین سیکھ لے کوئی تری شمشیر سے
جو رقم کرتا ہون مین کرتا ہے وہ اسکے خلاف | ایسے خط لکھوا کے بھیجون کاتب تقدیر سے
کیا خبر تجکو کہ قسمت مین کہانکی خاک ہے | جیتے جی کیا فایدہ ہے قبر کی تعمیر سے
وہ کرے سلطان دنیا یہ کرے سلطان دین | کیا مین نسبت دون ہمان کو یار کی شمشیر سے
داغ سینہ داغ پہلو زخم دل درد جگر | کیسے کیسے ہمنشین مجھکو ملے تقدیر سے

زخم یہ اور مجھے نہین کھلاے ہین قاصد نے امیر

لیکے آیا ہے وہ اس پردے مین خط شمشیر کے

قطع ہو راہ سفر کوچۂ قاتل آئے — تھک گیا ہون مین الٰہی کہین منزل آئے
بہین جبین پر نہ تہ خنجر قاتل آئے — وضع مین فرق ہنوز ذرا نہ آسکے دل آئے
حاجیو تمکو مبارک ہو سفر کعبے کا — جاکے بتخانے مین اللہ سے ہم مل آئے
مرتے دم بھی نہ ہوئی لذت دیدار نصیب — غش ہے غشی مجکو تہ خنجر قاتل آئے
صدمۂ دردِ جگر سے نہین آگاہ ہنوز — کہین اللہ کرے آپ کا بھی دل آسکے
حال ہشیاری کا بیداردون سے پوچھو — ہم تو غافل رہے غافل گئے غافل آئے
مجھ سے صدمے نہ جدائی کے اُٹھینگے یارب — جان بھی ساتھ ہی جائے جو کہین دل آئے
ماہتابی پہ وہ آئے تو تجلی نے کہا — سیرے آگے تو چمک کر مہ کامل آئے
ہون وہ واماندۂ غربت جو کرون قصد عدم — موت لینے کو مجھے سیکڑون منزل آئے
مذہب عشق مین تمیز بد و نیک ہے کفر — توبہ کیجئے جو خیال حق و باطل آئے
سر اُٹھانے کی نہین کنج لحد مین طاقت — تھک گئے لبسکہ کڑی جھیل کے منزل آئے
وہ غریق یم محنت ہون کہ آنکھون مین فلک — خاک جھونکے جو نظر دور سے ساحل آئے
تیز قدمون نے جو پیچھے ہمین چھوڑا چھوڑا — گرتے پڑتے ہوئے ہم بھی سر منزل آئے
کوئی مشتاق شہادت نہ تڑپ کر مرجائے — دیر ابھی نہین آنا ہو تو قاتل آئے
سادہ رویون کو عبث دعوی یکتائی ہے — حال کھل جائے جو آئینہ مقابل آئے

مجکو اور غیر کو یکسان تو نہ سمجھے وہ امیر
کاش کچھ اُسکو تمیز حق و باطل آئے

سو بر دل جو ہمارا سر محفل آئے — منہ پہ آئینہ جو پھر تیرے مقابل آئے
بزم مین شب کو جو وہ ماہ شمایل آئے — منہ کے بل شمع گری غش سر محفل آئے
کوچۂ یار مین جائینگے نہ نہنسین ہم تو — قید ہو سکے کو فرشتے سوے بابل آئے

ہم تہیدست لب گور تو پہونچے پریون — جسطرح لٹ کے مسافر سر منزل آئے

تمہی عشق ہون ایسا جو ہے دل میرا — صاف آواز پر طائر بسمل آئے

ہمند مین جا کے مین مجنون کی طرح بیٹھا ہون — کہ نظر مجھکو کوئی صاحب محمل آئے

کبھی اوس چاند سے چہرے پہ نمو خط کی نمود — یا الٰہی نہ گہن مین مہ کامل آئے

لوٹتا ہون نہ تہ خنجر فقط اتنے لیے مین — بن پڑے اور جو غصے مین وہ قاتل آئے

ساتھ اغیار کے جب یار کرے بادہ کشی — خون دل کیون نہ یہان اشک کے شامل آئے

آپنے جان پر اپنے تو مروت کیسی — پھینک دون چیر کے پہلو جو کہین دل آئے

جان وہ جان ہے جو راہ مین تیری جاے — دل وہ دل ہے جو ترے کوچہ مین بسمل آئے

یہ نیا قاعدہ دربار کا ٹھہرا ہے حضور — نذر کے واسطے ہر روز نیا دل آئے

اب کسی سے نہ رہی ملنے کی حسرت باقی — آج جی بھر کے گلے تیغ سے ہم مل آئے

ہاتھ رک جاے نہ قاتل کا ابھی کمسن ہے — ذبح کے وقت نہ ہچکی تجھے بسمل آئے

قلزم عشق وہ قلزم ہے جہان مثل حباب — ٹوٹ جاے جو سفینہ لب ساحل آئے

یا وہ گیسو نے لحد مین بھی نہ چھوڑا پیچھا — قید خانے مین گرفتار سلاسل آئے

بے نقاب آئے جو وہ رات کو محفل مین امیرؔ
شمع نے بڑھ کے کہا رونق محفل آئے

کہا ہمنے جو دل کا درد تم اسکو گلا سمجھے — تصدق اس سمجھ کے مرحبا سمجھے تو کیا سمجھے

ریا کو کور باطن طاعت خاص خدا سمجھے — سہارا مل گیا دیوار کا اندھے عصا سمجھے

ہوا جب نفس تابع مطلب دل ہو گیا حاصل — گلوے اژدہا ہمکو جو ہاتھ آیا عصا سمجھے

نظر ریش سیہ مین جب کوئی موے سپید آیا — بہت روئے اسے ہم خندہ دندان نما سمجھے

جو اوٹھتے بیٹھتے پیری مین بولین ہڈیان اپنی — درائے کاروان زندگی کی ہم صدا سمجھے

نہ کی عہد جوانی مین ادائے بندگی ہمنے — ہوئے فاقے جو پیری مین انھین صوم قضا سمجھے

جوانی اور پیری ایک ات اکدن کا وقفہ تھا — خمار و نشہ مین دونون کو کھویا ہی کیا سمجھے
ہوئے کشتہ نظر آیا جو خال ابروے قاتل — ہم اس خنجر کے جوہر کو سر قاف قضا سمجھے
ہر اک لخت دل پر خون شہید تیغ الفت تھا — گرا دامن پہ جب دامن کو اپنے کربلا سمجھے
مخمس ہے نیا ناخن بدل وہ پنجۂ رنگین — سو اشاہ کے اسکا حسن کوئی اور کیا سمجھے

امیر اہل حرم سمجھے حرم تصویر ابرو کو
کھنچا خاکا جو اوس گیسو کا ہندو کالکا سمجھے

تارک ہستی سے اوسکا آستان نزدیک ہی — بے نشانون سے بہت وہ بے نشان نزدیک ہی
اس چمن مین طائر کم پر اگر ہون مین تو کیا — دور ہی صیاد ابھی اور آشیان نزدیک ہی
ہی ازل سے ساتھ نرم و سخت کا اس دہر مین — کسقدر انسان کی دانتون سے زبان نزدیک ہی
صحبت عالم سے نقصان گوشہ گیر ونکا نہین — خوف کیا گر تیر سے زاغ کمان نزدیک ہی
رکھہ قدم آہستہ آہستہ چمن مین عندلیب — دور کچھ گلچین نہین ہی باغبان نزدیک ہی
بام جانان دور کیا ہی کہتی ہی پرواز شوق — حوصلہ عالی اگر ہو آسمان نزدیک ہے
ہو چلی ہی الفت اک پردہ نشین سے پھر مجھے — المدد ای ضبط وقت امتحان نزدیک ہی
آگے عالی ظرف کے کمظرف کیا پاتی فروغ — آبرو کیا ہی جو دریا سے کنوان نزدیک ہی
توبہ گلرویون کی الفت سے ہی پیری مین ضرور — ای بہار زندگی وقت خزان نزدیک ہی
پرفشانی حسرت پرواز مین اب کیا ضرور — دام صیاد اجل ای مرغ جان نزدیک ہے
عشق صادق کی ہی آمد دل ہوس سے پاک کر — صاف کرنا چاہیے گھر میہمان نزدیک ہے
لی جو میخوارون نے انگڑائی اوتارا جام مہر — کیا ہی میخانے سے طاق آسمان نزدیک ہی
برگ گل صیاد آتے ہین جو اڑکر متصل — کیا بہت میرے قفس سے بوستان نزدیک ہی
دل ہی نالان غم سے ٹپکا چاہتے ہین اشک بھی — آتی ہی بانگ جرس اب کاروان نزدیک ہی
صور محشر کو کھلادے سرمہ ای گرد گناہ — چپ رہی وقت حساب عاصیان نزدیک ہی

ہر طرف ہین غول خضر راہ پوشیدہ امیر
اب ظہور مہدی آخر زمان نزدیک ہے

وعدۂ وصل یار وہ کچھ بات ہے
ہو سنو اسمین بھی کوئی گھات ہے

خلق ناحق در پئے اثبات ہے
ہے دہن اوسکا گمان اک بات ہے

بوسہ چاہ زنخدان عنبر لین
ڈوب مرنے کی یہ اے دل بات ہے

گھر سے نکلے ہو نہتے وقت قتل
یہ بھی سہر قتل عاشق گھات ہے

مین نے اتنا ہی کہا بنواؤ خط
یہ بگڑنے کی بھلا کیا بات ہے

بعد مدت بخت جاگے ہین مرے
بیٹھے سونے کو ساری رات ہے

کیا کرون وصف بتان خود پسند
اپنے بڑھ کر بس خدا کی ذات ہے

باتون باتون مین جو مین کچھ کہہ گیا
ہنسکے فرمانے لگے کیا بات ہے

حرف مطلب صاف کہہ سکتا نہین
ہے ادب مانع کہ پہلی رات ہے

مجھ سے ہو اظہار الفت واہ واہ
آپ کی فرمانے کی یہ بات ہے

رو رہے ہین ہم ملا دو لب سے لب
میکشی ہو ساقیا برسات ہے

ہیچ ہے تیری چال سے رفتار چرخ
مہر رخ سے بازی مہ مات ہے

کیسی کٹتی ہے سیہ بختی مین عمر
رات سے دن دن سے بدتر رات ہے

چھیڑتا ہے دل کو کیا اے درد ہجر
خود گرفتار ہزار آفات ہے

اے غنی دے سیم و زر وقت بلا
مال دنیا جان کی خیرات ہے

قطعہ

گر جگہ دل مین نہین پھر اس سے کیا
یہ دو شنبے کی یہ بدھ کی رات ہے

صاف کہدے تو یہان آیا نہ کر
یار یہ سو بات کی اک بات ہے

لخت دل ہین میرے کھانے کو امیر

بس انھین ٹکڑون پر اب اوقات ہے

کشور دل مین ہو پریون کی بھی شاہی تیری
قاف تا قاف حکومت ہو الٰہی تیری

نیم جان چھوڑ چلی نیم نگاہی تیری
زندگی تا صد و سی سال الٰہی تیری

تو بھی اے ابر سیہ لوٹلین بھی مرکی سیاہ
ملگئی خوب سیاہی مین سیاہی تیری

گور مین ساتھ نہ جائیگی یہ شوکت اے شاہ
چھوٹ جائیگی یہین مسند شاہی تیری

تازہ نیرنگ پر اے ابلق ایام نہ کر
نہ رہیگی یہ سفیدی یہ سیاہی تیری

وصل مین جوش پر آیا جو مرا قلزم اشک
زلف اے ماہ بنے گی پر ماہی تیری

لکھ کے خط کوچۂ قاتل مین تجھے کیا بھیجون
اے کبوتر نہین منظور تباہی تیری

دل تڑپتا ہو تو کہتی ہین یہ آنکھین رو کر
ابتو دیکھی نہین جاتی ہے تباہی تیری

جا ہنا جو مجھے تو حشر مین کہنا اے دل
داور حشر نمانیگا گواہی تیری

ہم فقیر اپنی فقیری مین شب و روز ہین مست
تجکو اے شاہ مبارک رہے شاہی تیری

کیا بلانے کی ڈراتی ہو مجھے اے شب گور
کچھ شب ہجر سے بڑھ کر ہو سیاہی تیری

مے بلا خوب رجب سے رمضان تک ساقی
دوئی گردون گامین تنخواہ سہ ماہی تیری

اپنے پیاسے کو بھی کرتی نہین سیراب اے برکت
کیسی تربیتی ہے تلوار ترا ہی تیری

برہمن کعبہ نشین شیخ حرم بندۂ بت
مصلحت ہے جو مشیت ہے الٰہی تیری

چھپ گیا مہر قیامت بھی تہ ابر سیاہ
بلبے اے نامۂ اعمال سیاہی تیری

کیا ہوا تجکو کہ غافل ہوا او امرسے امیرؔ
حرص سے طبع ہے مشتاق نوا ہی تیری

ہر گنہگار کو ہے آس الٰہی تیری
عام ہے ہر صفت نا تمنا ہی تیری

آنکھ مین آئے نہ تیلی ہو تو اے زلف سیاہ
دل مین ٹھہرے تو سویدا ہو سیاہی تیری

منزلین ہوتی ہین کھوٹی نکل اے قاتل خلق
راہ تکتے ہین کھڑے دیر سے راہی تیری

رنگ تو خوب ہی پر ای شب غم عیب یہ ہے
کہ روانی نہین رکھتی ہے سیاہی تیری

جوہر تیغ ہین ای ابروے پُرخم تجھ مین
قدر کسطرح سے سمجھین نہ سپاہی تیری

مین تو زندان سے سوے دشت بڑھاتا ہون قدم
ہوگی اسے خانۂ زنجیر تباہی تیری

حشر مین تو نہ زبان بند کر ای تیغ دو دم
دو گواہون کے برابر ہے گواہی تیری

بو نہین رنگ نہین نور نہین نار نہین
معرفت کیون نہو دشوار الٰہی تیری

واہ کس لطف سے پڑھتا ہی تو ای طفل لقاب
مدح کرتا ہے ابو نصر فراہی تیری

ہوش وحشت مین روان ہم جو کرین قلزم اشک
ابھی اسے کوہ ہو چوٹی پر ماہی تیری

تیرہ نظاری سے بڑھتی ہی بصارت ای زلف
سرمہ بنجاتی ہے آنکھون مین سیاہی تیری

مشتق فریاد دلا حشر مین کام آئیگی
کہ رکیگی نہ زبان وقت گواہی تیری

دھیان دن کو نہین تیرا فقط ای زلف سیاہ
شب کو بھی آکے دباتی ہی سیاہی تیری

تو سفینہ ہے زمانہ ہے سفینے مین امیرؔ
سارے عالم کی تباہی ہی تباہی تیری

گذر کو ہے بہت اوقات تھوڑی
کہ ہے یہ طول قصہ رات تھوڑی

جو مے زاہد نے مانگی مست بولے
بہت یا قبلۂ حاجات تھوڑی

کہان غنچہ کہان اوسکا دہن تنگ
بڑھائی شاعرون نے بات تھوڑی

اوٹھے کیا نہ اونسے غم سے سر اپنا
بہت گذری رہی ہیہات تھوڑی

خیال ضبط گریہ ہے جو ہمکو
بہت امسال ہے برسات تھوڑی

پلا مے لیکے نقد ہوش ساقی
تہیدستون کی ہی اوقات تھوڑی

وہی ہی آسمان پہ گنج انجم
ملی تھی جو تری خیرات تھوڑی

ترا ای دخت رز واصف واعظ
لیئے حرمت ہے اتنی بات تھوڑی

چلو منزل امیرؔ آنکھین تو کھولو

نہایت رہ گئی ہے رات تھوڑی

پژمردہ گل ہوئے ترے گالونکے سامنے — سنبل پہ پیچ پڑ گئے بالون کے سامنے
پردہ اونھین سے ہی جنھین تاب نظر نہین — آتے ہین خود وہ دیکھنے والونکے سامنے
بیجا نہین کو فخر نہین آسمان پر — ذرہ ہے مہر مہر جمالون کے سامنے
کیا کیا بناؤ کرتے ہین خار رہ جنون — رکھ رکھ کے آئینے مرے چھالونکے سامنے
نیرنگ صنع دیکھ تماشاے باغ کر — کیا سرخ گل ہین سبز نہالونکے سامنے
بندھتے جو شوخ وحشت مین مضمون چشم یار — پڑھتا غزل مین اپنی غزالون کے سامنے

قطعہ

کیا گلرخون نے رنگ جمائے ہین باغ مین — کیا گل کھلے ہین حور جمالون کے سامنے
کیا سرخ سرخ جام ہین پھولون کے روبرو — کیا سبز سبز شیشے ہین تھالونکے سامنے
وصلت کی رات اور موذن گجر خروش — ہوتے ہین کیسے کیسے طالون کے سامنے
اے زر پرست فقر کا تجکو مزہ تو ہو — کوڑی کی چینیان سفالون کے سامنے
کیا منھ جو علم عشق مین بکتے کوئی حکیم — ہو نطق بند میرے سوالون کے سامنے
اون ابروون کی یاد مین دل پر نہین ہی داغ — روغن ہی آفتاب ہلالون کے سامنے
کرتے ہین عجز جنکو خدا نے دیا ہے ظرف — شیشون کے سر جھکے ہین پیالون کے سامنے
رکھتے ہین جو ہنر اونھین آفت سے کیا خطر — ساحل ہے بحر پیرنے والون کے سامنے
تیرون کے پر کٹے تری غمزونکے روبرو — تیغین نہ چل سکین تری چالون کے سامنے
یہ نور یہ صفا یہ چمک یہ دمک کہان — خورشید ہے لقا ترے گالونکے سامنے
سودائی ہین جو لاتے ہین چین ختن سے مشک — پوچھا نہ جائیگا ترے بالون کے سامنے
چار ابروون کے عشق مین پوچھو نہ حال دل — تنہا کتان ہے چار ہلالون کے سامنے
گلشن ہے جوش ساغر و مینا سے میکدہ — کیا گل کھلے ہوئے ہین نہالون کے سامنے

تعریف سرو قامت محبوب کی امیر
مشکل نہین بلند خیالون کے سامنے

خورشید چھپ گیا ترے گالون کے سامنے
سنبل خط شعاع ہے بالون کے سامنے

دعوی جمال کا لکھنو والون کے سامنے
اظہار بوے مشک غزالون کے سامنے

اے دل فغان وہ کر کہ صدا جرس ہو بند
شرمندہ ہون نہ نالے والونکے سامنے

عاشق نے لاکھ جمع کیا دفتر حواس
شیرازہ کھل گیا ترے بالونکے سامنے

چشم سیاہ یار جب آنکھون مین پھر گئی
آنسو مرے بھر آئے غزالونکے سامنے

آئے وہ باغ مین تو لگی چھوڑنے نسیم
تازہ شگوفے تازہ نہالون کے سامنے

ہم ہین وہ اے کلیم کہ غش کا تو ذکر کیا
جھپکی نہ آنکھ برق جمالون کے سامنے

چشم سیاہ یار جب آنکھون مین پھر گئی
آنسو مرے بھر آئے غزالون کے سامنے

حال کلیم و طور سنا ہوگا آپ نے
کیسا حجاب دیکھنے والون کے سامنے

مضمون کی کیا کمی ہے کہ عرش برین بھی ہے
نزدیک و دور گرد خیالون کے سامنے

پانی کی چھاگلین جو سمجھتے ہین خار دشت
آتے ہین دوڑ کر مرے چھالونکے سامنے

ہم کیا کہ سرکشون کے بھی سر خم ہین گرد مین
ان کج کلاہ گیسوون والونکے سامنے

طاؤس و کبک ٹھوکرین کھاتے ہین ہر قدم
چلتی نہین ہے کچھ تری چالون کے سامنے

لیلی کو پاس خفت مجنون بھی کچھ نہین
آنکھین دکھا رہی ہے غزالونکے سامنے

موسی سے کہدو طور پہ جایا کرو نہ روز
اچھی نہین ہین برق جمالون کے سامنے

جادون کو نہر نہر کو بحر رواں کرین
کتنی یہ بات ہے مرے چھالونکے سامنے

مرقد سے بھاگ جائینگے خود منکر و نکیر
ٹھہرینگے کیا وہ میرے سوالونکے سامنے

اے دل بھرے تو بیٹھے ہی تھے سب ابل پڑے
کانٹون نے لی جو نوک کی چھالونکے سامنے

دنیا امیر کیا ہے جو ماتمکدہ نہین

ہر دم یہان ہین تازہ ملالون کے سامنے

قبلۂ دل کعبۂ جان اور ہے
سجدہ گاہِ اہل عرفان اور ہے

ہو کے خوش کٹواتے ہین اپنے گلے
عاشقون کی عید قربان اور ہے

روز و شب یہان ایک سی ہے روشنی
دل کے داغون کا چراغان اور ہے

خار و کھلاتی ہین پھولون کی بہار
بلبلو اپنا گلستان اور ہے

قید مین آرام آزادی وبال
ہم گرفتارون کا زندان اور ہے

بحرِ الفت مین نہین کشتی کا کام
نوح سے کہدو یہ طوفان اور ہے

کسکو اندیشہ ہے برق و سیل سے
اپنے خرمن کا نگہبان اور ہے

درد وہ دل مین وہ سینے پر ہے داغ
جسکا مرہم جسکا درمان اور ہے

کعبہ رو محراب ابرو اے امیر
اپنی طاعت اپنا ایمان اور ہے

نہین امید جو اُس بیوفا کے آنے کی
مین راہ دیکھ رہا ہون قضا کے آنے کی

ستم سے تنگ ہون احسان مجھ پہ کرو اغلط
خبر سُنا اُسے روزِ جزا کے آنے کی

عدم مین یاد کرون گا کسی مسیحا کو
نکال لون گا کوئی راہ جا کے آنے کی

چڑھاؤ پھول جو میری لحد پر آئے ہو
یہ کون چال ہے تیوری چڑھا کے آنے کی

سگ اُس گلی کا کہین کھا ہے استخوان مرے جلد
اُٹھا دے قید الٰہی ہما کے آنے کی

یقین ہوا جو گرا دانت کوئی پیری مین
کہ آج کھل گئی کھڑکی قضا کے آنے کی

جگایا مینے جو سوتے مین تنگ ہو کے کہا
ٹھہر ٹھہر کہ نہین نیند جا کے آنے کی

مین تھک چکا ہون بہت دور قافلہ پہونچا
سبیل کون ہے بانگِ درا کے آنے کی

غضب ہے نزع مین کہتے ہین سب پڑھو کلمہ
لگی ہے رٹ مجھے اس بیوفا کے آنے کی

نقاب ڈال کے آئے کہو خدا کے لیے
یہ کون شکل ہے صورت چھپا کے آنے کی

جو تن پہ زخم لگے اور جان تازہ ہوئی
کشادہ ہو گئیں راہیں ہوا کے آنے کی

غلاف ڈال قفس پر ابھی نہ اے صیاد
کہ ہے چمن سے توقع صبا کے آنے کی

امیر جائینگے ہم سب بے نظیر آج ضرور
خبر ہے میلے میں اوس مہ لقا کے آنے کی

ساقیا درد سے صاف مینا میں بیٹھ گئی
شربتی ڈاک تھی یہ زیر نگین بیٹھ گئی

موت بھی میری طرح ہو کے حزین بیٹھ گئی
باڑھ تو خنجر قاتل کی نہیں بیٹھ گئی

بعد مردن بھی مرے ضعف کی قوت نہ گھٹی
خاک اوٹھی بھی تو چکرا کے وہین بیٹھ گئی

قصد جنت جو مری روح نے دنیا سے کیا
ڈاک حوروں کی دم بازپسین بیٹھ گئی

ان دنوں دختر رز کا نہین ملتا ہے پتا
کہین قاضی کے تو گھر جا کے نہین بیٹھ گئی

سقف گردون کی بھی اے دیدۂ تر کچھ ہے بساط
چار موجین بھی تری اوٹھ نسکین بیٹھ گئی

دور سے بھی جو نظر آئی کبھی شکل امید
پاس آ کر مرے پہلو کے قرین بیٹھ گئی

رسمی پر جو تری زلف مسلسل آئے
دھاک تاتار سے تا کشور چین بیٹھ گئی

کشتی عمر کا انجام ہمین یاد آیا
کھا کے چکر کوئی کشتی جو کہین بیٹھ گئی

لمعۂ حسن نے بخشا اُسے افشان کا فروغ
گرد بھی اُڑ کے جو بالائے جبین بیٹھ گئی

واہ رے شوق اشارہ مجھے قاتل نے کیا
دوڑ کر موت تہ خنجر کہین بیٹھ گئی

شعر پر درد جو لکھنے پہ طبیعت آئی
سامنے آ کے مرے روح حزین بیٹھ گئی

سخت جانی کے دکھائے گئے جوہر اب امیر
کہ تری باڑھ تو اے خنجر کہین بیٹھ گئی

آنسوؤں سے نہ فقط گرد زمین بیٹھ گئی
کشتی چرخ بھی چکرا کے وہین بیٹھ گئی

لنگر اوس سے بھی گناہوں کا مری اٹھ نہ سکا
ٹیک کر زانوؤں کو گاو زمین بیٹھ گئی

عادہ گریان کہ ہوئی قبر نشان مرگ کے بعد
نرم ہو ہو کے یہ اشکون سے زمین بیٹھ گئی

ہم اکھڑ ہی رہ گئے جبدم وہ نکل کر بیٹھے
صف رقیبون کی بیسار اور یہین بیٹھ گئی

جس زمین پر کہ مرا ابر طبیعت برسا
گرد ہنگامہ پیشین وپسین بیٹھ گئی

رشک رخسار نے تیرے کسے لاغر نہ کیا
کنپٹی ماہ کی اور زہرہ جبین بیٹھ گئی

نارسا خاک کو بھی ضعف نے میری رکھا
یان سے اوٹھی تو سر عرش برین بیٹھ گئی

کیون نہ ہمچشمون مین ہو نام کہ تصویر تری
حلقۂ چشم مین مانند نگین بیٹھ گئی

ادعا آنکھ سے اوس شوخ کی ہمچشمی کا
کیون تری آنکھ نہ اے آہوئے چین بیٹھ گئی

چال نے تیری قیامت کو اوبھرنے نہ دیا
ٹھوکرین ایسی لگائین کہ وہین بیٹھ گئی

دی رقیبون کو نشانی جو انگوٹھی اوسنے
چوٹ دل پر صفت نقش نگین بیٹھ گئی

کبھی لیلی کی منگائی جو خبر مجنون نے
ڈاک صحرا مین غزالون کی وہین بیٹھ گئی

مار کھا کر نہ در یار سے سرکا عاشق
کوئی ہڈی بھی جو سرکی تو وہین بیٹھ گئی

کوہکن کو مزۂ الفت شیرین اوٹھا
ضرب تیشے کی جو بالائے جبین بیٹھ گئی

پھر آدم جو فرشتون نے اوٹھائی مٹی
ایسی چلّائی کہ آواز زمین بیٹھ گئی

رفعت طبع کہان بھی نہ لگا اسمین امیر
پست مضمون سے زیادہ یہ زمین بیٹھ گئی

جان تن سے جو تڑپ کر شب فرقت نکلی
دل نے خوش ہوکے کہا ایک حسرت نکلی

بتکدے مین ہمین اللہ حرم سے لایا
شکر صد شکر یہان ایک تو صورت نکلی

کیون اجی غازہ مرے خون کا مل کر دیکھا
اور ہی چہرہ ہوا اور ہی رنگت نکلی

ڈال کر منھ پہ نقاب اُسنے کیا مجکو حلال
دم آخر بھی نہ دیدار کی حسرت نکلی

پھر نظارہ جو قرآن مین بھی دیکھی فال
لن ترانی کے سوا اور نہ آیت نکلی

ہاتھ تک مفتی و قاضی کو لگانے نہ دیا
دختر رز تو بڑی صاحب عصمت نکلی

سیکڑون ڈوب مرے چاہ ذقن مین تری
اس بھنور سے کوئی کشتی نہ سلامت نکلی

طور پر برق تجلی سے جو موسیٰ ہوئے غش
خوب دیکھا تو وہ تیری ہی شرارت نکلی

بڑھ گئی حسن پرستی کی مجھے حرص امیر
ہائے پیری تو جوانی سے بھی آفت نکلی

شب وصل کیا مختصر ہو گئی
کہ آتے ہی آتے سحر ہو گئی

شب وصل ادھر سے ادھر ہو گئی
بدلتے ہی کروٹ سحر ہو گئی

نہیں ملتی یہ بھی تو دو دو پہر
مری نبض اسکی نظر ہو گئی

دیا موت نے پیاس میں جام آب
کہ جی ڈوبتے آنکھ تر ہو گئی

بہت آمد آمد تھی اس گل کی گرم
پڑا مینہ تو ٹھنڈی خبر ہو گئی

کسی کروٹ آیا شب غم نہ چین
تڑپتے تڑپتے سحر ہو گئی

کھٹکتی ہے اب زندگی آنکھ میں
رگ جان مجھے نیشتر ہو گئی

الٰہی شب غم میں اتنا تو ہو
کوئی جھوٹ کہدے سحر ہو گئی

چبھی دل میں اس گل کی باریک بات
رگ گل مجھے نیشتر ہو گئی

کرے کون اب اڑکے سیر چمن
کہ بلبل تو بے بال و پر ہو گئی

میں حیران ہوں وہ زلف و رخ دیکھکر
سر شام کیونکر سحر ہو گئی

ہمیں سر پٹکتے ہی گذری امیر
یونہیں عمر ساری بسر ہو گئی

لذت جو ملی مرے لہو کی
خنجر نے بلائیں لیں گلو کی

آنکھیں دم قہر جنگجو کی
تیغیں ہیں بھری ہوئی لہو کی

کی دلشکنی نہ تند خو کی
سختی یہ بھی نرم گفتگو کی

موسیٰ سے کہو کہ چپ ہیں اب
باری ہے ہماری گفتگو کی

رو دے مری قبر پہ وہ آکر
ہم خاک ہوئے تو آبرو کی

منھ اپنا نہ آرسی مین دیکھو
سنبھلیگی نہ چوٹ روبرو کی

کی جسنے نگاہ تجھکو دیکھا
اب تک تو نظر کہین نہ چو کی

جز دیر و حرم کہان مین جاؤن
راہین تو یہی ہین جستجو کی

جائیگا جنون نہ سر سے بے ذبح
ہو فصد مری رگ گلو کی

ساقی نے سنگھائی غش مین مٹی
سوندھی سوندھی مجھے سبو کی

تن ہے غم زلف مین یہ لاغر
ہر عضو بدن گرہ ہے مو کی

تھا چار طرف اوسی کا جلوہ
کیون نعش ہماری قبلہ رو کی

پلکین دم جوشش خونفشانی
دھارین نظر آتی ہین لہو کی

اس رخ کو مین آئینہ کہون کیا
ہے یہ تو مثال روبرو کی

وہ مست ازل ہون ساقیا مین
مٹی ہے خمیر مین سبو کی

دل ہی نہ رہا امید کیسی
جڑ کٹ گئی نخل آرزو کی

اب کیون ہین کلیم غش مین خاموش
پہلے نہ سنبھل کے گفتگو کی

لا کہکے دہن کو ہم ہوئے نیست
دو حرف مین ختم گفتگو کی

ق

کیسی ارنی کہان کے موسی
خود دید کی اپنی آرزو کی

تھا پردہ ظاہری جو منظور
آواز بدل کے گفتگو کی

کلفت نہ مٹی امیر دل سے
اشکون نے ہزار شست و شو کی

بیعت پیر مغان طرفہ مزا دیتی ہے
سلسلہ ساقی کوثر سے ملا دیتی ہے

یہ دم رقص وہ پا زیب صدا دیتی ہے
بخت خفتہ مرے جھنکار جگا دیتی ہے

حیرت عشق رخ اوج دکھا دیتی ہے
چھت سے آنکھین یہ ریفونکی لگا دیتی ہے

چشم نمناک کبھی ہو جو واقف اعجاز مسیح
ابر مردہ اگر آتا ہے جلا دیتی ہے

ترشحے جب ہوتی ہے موسم گل میں بلبل
جل کے پھولوں میں صبا آگ لگا دیتی ہے

کیا عجب گر ترے بیمار کو صحت ہو جائے
یاد عارض اوسی قرآن کی ہوا دیتی ہے

شب ہجر میں مرنے کی ہوس ہے دل کو
مرگ اولٹے مجھے جینے کی دعا دیتی ہے

گنج عزلت میں مجھے سوجھتی ہے موت ہی موت
بیکسی گور غریباں کا پتا دیتی ہے

سنگنے پر نہیں لاتی ہے صبا نکہت گل
سنکے اس کان سے اس کان اڑا دیتی ہے

پوچھتے ہیں جو شب ہجر میں ہم شمع سے حال
منہ سے کہتی نہیں کچھ اشک بہا دیتی ہے

کم نہیں قند مکرر سے تمہاری تکرار
کیا کہوں کیا مرے کانوں کو مزا دیتی ہے

صدمہ ہجر سے کیونکر ہو نہ نالاں مرا دل
ٹھیس لگتی ہے تو چینی بھی صدا دیتی ہے

جان پر صدمہ شب ہجر ہے سونا کیسا
آنکھ لگتی ہے تڑپ دل کی جگا دیتی ہے

پاسکے غافل تجھے اک روز فنا کر دیگی
جان دھوکا اسے مہلت جو قضا دیتی ہے

لاغری نے یہ مٹایا کہ کوئی گھر میں نہیں
دستک آ آکے عبث در پہ قضا دیتی ہے

ہے بجا کہیے اگر دولت دنیا کو پری
ہوشیاروں کو یہ دیوانہ بنا دیتی ہے

سامنے جاکے جو کرتا ہوں کسی وقت سلام
پھیر لو منہ انھیں پر جھک یہ حیا دیتی ہے

پھرتی ہیں گردن عشاق پہ دوہری تیغیں
ساتھ کیا انکی اداؤں کا قضا دیتی ہے

ہم ہیں ہنسنے فقط اس دور میں ہیں ورنہ بہار
ٹوپیاں غنچوں کو پھولوں کو قبا دیتی ہے

کیجیے غور تو دولت بھی پیمبر ہے امیر
کہ کریموں کو خدا سے یہ ملا دیتی ہے

سوچ لے بدعہد وقت انکار کے
دونوں لب ہیں دو گواہ اقرار کے

بندے ہیں حسن ملیح یار کے
ہیں نمک پروردہ اس سرکار کے

مر گئے عشاق چشم یار کے
صدقے اترے مردم بیمار کے

تیرے ابرو کے اشارے ہی غیر سے
مجکو گہرے زخم ہین تلوار کے

عرش پر رکھا قدم مجھ زار نے
گر کے نیچے یار کی دیوار سے

باہر اوس یوسف نے جب رکھا قدم
بھر گئے دونون سرے بازار کے

کنہ باری مین مقر ہو عجز کا
جیت سلے باری کو ہمت ہار کے

نعمت کونین سے دل سیر ہے
ایک بھوکے ہین تری دیدار کے

زیور اُس گل نے اوتارا میرے بعد
پھول تربت پر چڑھائے ہار کے

میری حالت پہ گریے مین بار رہا
اشک شبنم روزن دیوار کے

آرزو یہ ہے کہ پشتی کی طرح
ڈھیر ہون نیچے تری دیوار کے

خونبہا موسیٰ سے لینگے روز حشر
کشتے چشم سرمگین یار کے

عشق ابرو مین کہان صبر و قرار
چلہ سیے سب کھینچتے ہی تلوار کے

میکدہ مین آئے تو پھنس جائے شیخ
پیچ اولجھین پانون مین دستار کے

مرکے جب پہنا کفن سمجھے یہ ہم
زیب تن کپڑے کیے دربار کے

ذلت و خواری و رسوائی امیر
سب ہین وجہ دامن سیندار کے

آئے بالین پر جو مجھ بیمار کے
خوب روئے موت ڈاڑھین مار کے

ہوئے مژگان گرد چشم یار کے
ہین نگہبان مردم بیمار کے

دیکھ کر زخمون کو جسم زار کے
رو دئے ٹانکے چھوٹ کر تلوار کے

تیرے منھ سے ہان نہین دونون ہین خوب
صدقے اس انکار اُس اقرار کے

باغبان مجھ پر ہوا جب مہربان
پھول جب کانٹے ہوئے گلزار کے

سنبلا گریہ کیا گردون ای ہم صفیر
پھول کھلا جائین سگے گلزار کے

ہین وہ لاغر باغ مین پھیلا کے پانون
سوتے ہین سایے مین نوک خار کے

عشق ابرو مین سراو ترادوش سے
چڑھ گئے ہم دم پر اس تلوار کے

کھیلتا ہے یار گھر بیٹھے شکار
ہنس کو دکھلا کے موتی ہار کے

شیخ کعبے مین برہمن دیر مین
سب ہین مجرائی ترے دربار کے

واعظا سے عشق کھلاتے نہین
پھول ہین کس بیخزان گلزار کے

نالۂ عاشق یہ ترچھی کی نگاہ
وار برچھی پر سیے تلوار کے

حادثون سے بے خطر ہین خاکسار
کب و باسایہ تلے دیوار کے

شمع بالین سے یہ کہدے ای صبا
سر یہ روتا ہے کوئی بیمار کے

پھول کھلاتے نہین ہین گلفروش
ناز پرورد ہین یہ گلزار کے

حور کی آنکھین ارم مین دیکھکر
رخنے یاد آئے تری دیوار کے

واعظا سمجھا ہے تو دوزخ جسے
کچھ شرر ہین آہ آتشبار کے

روز محشر کشتگان قد امیر
ہون گے سایے مین علم بردار کے

جو بحر عشق مین ہی وہ آفت رسیدہ ہی
گرداب مثل موج گریبان دریدہ ہی

مضمون ضعف ہو قلم آہ سے رقم
سینہ رگون سے صفحہ مسطر کشیدہ ہے

مرتا ہون شوق قتل مین ملتی نہین گلے
قاتل کی طرح تیغ بھی مجھ سے کشیدہ ہے

روشن ہی راز عشق ہمارے سکوت سے
اس انجمن مین شمع زبان بریدہ ہے

بیہوش کر دیا ہے مجھے وحشت نے اسقدر
آہو بھی میرے دشت مین از خود رمیدہ ہی

تعریف کرتے ہین سخن دندان سے اہل ذوق
جو شعر تازہ ہے ثمر نو رسیدہ ہے

روتا ہون یاد چشم مین کس خوش نگاہ کی
ہر تار اشک دام غزال رمیدہ ہی

چن چن کے رکھ لیے صفت آستین مین شعر
دیوان مین ہمارے جو مضمون ہی چیدہ ہی

پایا کسی نے سر محبت نہ آج تک
افسانہ عشق کا خبر نارسیدہ ہے

سر تا قدم وہ شوخ ہے مست شراب حسن	رنگ حنا سے ہاتھ رخ مے کشیدہ ہے
غافل یہ موت کہتی ہے پیری مین صبح و شام	عمر اخیر عہد بپایان رسیدہ ہے

گلزار تن سے طائر دل اڑ گیا امیر
سینہ اب آشیانۂ مرغ پریدہ ہے

ہر اک عضو بدن پر داغ عشق یار جانی ہے	مرے دفتر کے ہر ہر فرد پر اسکی نشانی ہے
جو چہرہ ارغوانی تھا وہی اب زعفرانی ہے	شکن چہرے پہ نقش پاے طاؤس جوانی ہے
خدا کو اپنی اپنی داستانین سب سنائینگے	قیامت جسکو کہتے ہین وہ بزم قصہ خوانی ہے
سبیل اے وحشیو کیا داو ہی وحشت مین کھوگے	تمھارے آبلے کا ہمکو ہین کوزون مین پانی ہے
عبث برباد کرتی ہے اڑا کر کوے جانان سے	صبا کیا میرے مشت خاک پر نامہربانی ہے
برنگ شمع جنکو خضر رہ ہے گرم رفتاری	فقط طے ایک شب مین انکی راہ زندگانی ہے
وہ میرے مہر خط کو دیدۂ بیگانہ سمجھے ہین	نئے انداز کی اے نامہ بر یہ بدگمانی ہے
وہ شمع حسن جو آنسو بہا جاتا ہے ہر شب کو	ہماری قبر مین روشن چراغ مہربانی ہے
وہ پیاسا ہون کہ مر جاؤن نہ مانگون خضر سے پانی	گئی جب آبرو پھر خاک آب زندگانی ہے
بلامین پھنس کے اے دل کام آئیگی سیہ بختی	زمین کوچۂ گیسو مین یہ کملی بچھائی ہے
خدا نے نیک صورت دی تو سیکھو نیک باتین بھی	برے ہوتے ہو اچھے ہوکے یہ کیا بدزبانی ہے
پسا جاتا ہون بار ضعف سے اٹھا نہین جاتا	وہ لاغر ہون گران مجھپر لباس ناتوانی ہے
ہوا ہون زندہ در گور انتہاے ضعف سے یارب	مری چھاتی پہ سل اتبک یہ سنگ سخت جانی ہے

امیر اس عاشقی کا لطف ہے فصل جوانی مین
اندھیری رات مین کٹنے کے قابل یہ کہانی ہے

خدا نے شان یوسف سے تمھاری شان افضل کی	کھلی سب نقش ثانی سے حقیقت نقش اول کی
کھلا مضمون یہ ہمکو دیکھ کر تحریر کاجل کی	کہ حاجت ہے بیاض چشم مین بھی خط جدول کی

چمن کو کون جائے سیر کو ساون کے بادل کی
کہ زنجیریں پڑی ہیں پاؤن مین شک سلسل کی

شب وصلت مین مجھسے خبر آئے نہ ہو نہین سکتا
تڑپ جاتا ہے دل فریاد سنکر انکی چھاگل کی

جو عشاق کمر نالے نہین کرتے تو زیبا ہے
عدم کے جانے والونکو کہان حاجت ہے مشعل کی

ہزاران سنعون کو ہوش مین لاؤ نہین سنتے
یہ پیچ ہے ایک تو ڑی مین ہے مستی ایک تو بل کی

کبھی گیسو کبھی سو ہے کمر مین قید کر رکھا
نبھائی ٹیڑھی یار نے بڑی کبھی بھاری کبھی ہلکی

تماشا بوستان کا دیکھیے تو چشم نرگس سے
ہرن کی آنکھ سے وحشت مین کیجے سیر جنگل کی

نسبہ ان مردان منکر توحید کی کھینچون
سیاہی ہاتھ آجائے جو مجکو چشم احول کی

نجات اندیشہ امروز و فردا سے نہین ممکن
اگر کل فکر ہمکو کی تھی آج ہے کل کی

فراق یار مین جاؤن اگر سیر گلستان کو
جگر کے پار ہو جائے سنان ہر ایک کوپل کی

تغافل پیشگی بیداری طالع کا باعث ہے
کبھی یہ سوچ کر تعبیر ہے خواب مخمل کی

یہ چھپیگی کیمیا کیونکر ترے صحرانشینون سے
پتا پوچھین گے جب وہ بوٹیان بولینگی جنگل کی

جو سونگھے اس گل خوبی کی خوشبو درد سر جائے
کمر طینت مین مٹی ہے زمین عطر صندل کی

جہان کی سرد مہری سے نہین غم ہم فقیرون کو
دو شالون سے کہین بڑھکر ہے گرمی اپنی کمل کی

صفائی سینہ جانان پہ لہراتا ہے یون گیسو
کہ جیسے سانپ کو بوست کردیتی ہے صندل کی

خدا سمجھے جو مجکو اور تمکو غیر کیا ہے وا
ہمیشہ ایک کو دو دیکھتی ہے آنکھ احول کی

امیر اک روز یہ گل سوکھ کر ہو جائینگے کانٹے
چمن کی جو روش ہے آج کل جھاڑی ہے جنگل کی

ہم اسکے عشق مین صبر و قرار کھو بیٹھے
قدیم دوست ہمیشہ کے یار کھو بیٹھے

بتون کے عشق مین ہم جان زار کھو بیٹھے
عجب امانت پروردگار کھو بیٹھے

سوال وصل کا کرنے سے یہ ہوا حاصل
کہ آسرا ترے امیدوار کھو بیٹھے

کھلا نہ اشک بہانے سے کوئی عقدۂ دل
گرہ مین تھے جو در شاہوار کھو بیٹھے

وفا کا عہد کیا دیکھے دل تو یہ پایا
کہ پھیر لینے کا بھی اختیار کھو بیٹھے

خطا ہوئی جو کیا تم سے غیر کا شکوہ
تمھارے آگے ہم اپنا وقار کھو بیٹھے

سر خدنگ نگہ آچکا تھا طائر دل
تم آنکھ پھیر کے اپنا شکار کھو بیٹھے

کرینگے منزل عقبیٰ کو اب یہ کیونکر طے
کہ زاد راہ غریب الدیار کھو بیٹھے

ہزار حیف نہ آئی اجل نہ وہ بد عہد
ہم آنکھیں مفت شب انتظار کھو بیٹھے

لیا جو خواب مین بوسہ تو یار جاگ اٹھا
تمام عمر کا ہم اعتبار کھو بیٹھے

قرار اب کسی پہلو ہمین نہین آتا
کہ دل سے صبر ہم اے جان زار کھو بیٹھے

ہلال ابروے ساقی کی یاد بھول گئی
کلید میکدہ ہم بادہ خوار کھو بیٹھے

بلائین لیتے ہی وہ اور ہو گیا وحشی
ہم اپنے ہاتھون سے اپنا شکار کھو بیٹھے

مرے گلے پہ پڑا خط نہ سخت جانی سے
رگڑ کے مفت وہ خنجر کی دھار کھو بیٹھے

نہ ہوش ہے نہ خرد ہے نہ صبر اب ہمکو
یہ ہمنشین تھے جو دو تین چار کھو بیٹھے

گلون نے خندۂ بیجا سے یہ ثمر پایا
کہ چار دن بھی نہ گذرے بہار کھو بیٹھے

ادا وہ کون تھی جسپر ہوئے فقیر امیر
ذرا سی بات پہ صبر و قرار کھو بیٹھے

مرا احوال کر سکتا نہین اُنسے بیان کوئی
دہن مین میرے قاصد کے مری رکھدے زبان کوئی

کرے کیا باغبان سے راز دل غنچہ بیان کوئی
دہن جب بند ہو کب کھول سکتا ہے زبان کوئی

نہین کرتا سوائے کذب اب سچا بیان کوئی
مگر خم تہل کا بگڑا ہے زیر آسمان کوئی

خط عارض کو اُسکے دیکھکر یہ دھیان آتا ہے
دیار حسن مین اُترا ہوا ہے کاروان کوئی

ہزارون خار لاکھون پھول اس گلشن مین ہین لیکن
نہ تم سا نازنین کوئی نہ ہم سا ناتوان کوئی

دیا ہے خط مگر اب رشک سے پچھتا کے کہتا ہون
کہین بتلا نہ دے قاصد کو اُس بت کا نشان کوئی

سوائے کعبہ بتخانون مین کیا اپنے قدم جاتے
ملا سجدے کے قابل اور کہین در آستان کوئی

نظر میں پھرے پھر جاتی ہے صحبت نازک دل کی
نظر آتا ہے جب گھر میں کسی کی مہمان کوئی

مدد بیرون سے چاہیں نوجوان مقصود کو پہونچیں
نشانہ تک نہیں جاتا ہے ہو کر ڈھیلی کمان کوئی

حیا دیکھو وہ نرگس زار میں گھبرا کے کہتے ہیں
ادھر آنکھیں ادھر آنکھیں نقاب الٹے کہان کوئی

نگاہ پرورش پھیرے اگر لطف و کرم اسکا
نہو پھر طفل طفل اشک کی صورت جوان کوئی

اٹھانا کوہ کا آسان اٹھانا بات کا مشکل
قوی سمجھا ہے عالم میں نہ سمجھا ناتوان کوئی

شفیق ایسا سگ جانان ہے آتا ہے خبر لینے
سرک جاتا ہے جب تن جگہ سے استخوان کوئی

قفس کی تیلیان ہیں جلتی شاخیں ہیں نہ رخشندگی
کہان باندھے آلہی اس چمن میں آشیان کوئی

جو چلاتا ہوں فرقت میں محلے والے کہتے ہیں
کرو شہر بند کیا سر پر اٹھا لو گے مکان کوئی

فزون تب ہو کہ وہ بھی ہو کسی معشوق پر عاشق
کرے میری طرح اسکا بھی ہر دم امتحان کوئی

مجھے یون ڈھونڈھتا پھرتا ہے ناوک اس ستمگر کا
پھرے بیتاب جیسے طائر بے آشیان کوئی

ہمارے عشق کی کیون مثنوی شاعر نہیں کہتے
کہان پائینگے گرما گرم ایسی داستان کوئی

کمال جذب سے تا لامکان پہونچے امیر احمد
رہا معشوق و عاشق میں نہ پردہ درمیان کوئی

آج کیا کرتے ہو غمزے وصل میں ہر دم نئے
یہ تو سمجھو تم نئے ہو جان تن یا ہم نئے

بیخودی دکھلاتی ہے مجکو مجھے ہر دم نئے
ہے عجب عالم کہ ہر عالم میں ہیں عالم نئے

ہر گھڑی دلمیں نظر آتی ہیں کیا کیا صورتیں
رات دن عالم دکھاتا ہے یہ جام جم نئے

دیکھے بھالے ہیں یہ کوچے جانی پوچھو ہیں یار
تم نئے ہو کہ ہم دیکھے ہیں انکو دم سے نئے

حسن روز افزون بھلا دیتا ہے پہلے قاعدے
روز ہو جاتے ہیں اُس محفل میں جا کر ہم نئے

کسطرح تشبیہ دیں سنبل سے اسکو مژگان
پیچ اُس گیسو کے پیچان میں نئے ہیں خم نئے

پاتے ہیں ہر روز آنکھوں کی تری میں لخت دل
گل کھلایا کرتی ہے ہر روز یہ شبنم نئے

میزبانی کر بچھا جود و سخاوت کی بساط
مل رہینگے روز مہمان تجکو اسے حاتم نئے

ہے عجب وسعت تصور مین کہ اسکے حد نہین
بند کین آنکھین تو دیکھے سیکڑون عالم نئے

ہے پھبکیتی مین نکبتی مین وہ غمزہ نامور
چوٹین آتا ہے نرالی پیچ مین ہردم نئے

سامنا ہے روے جانان سے سیہ ہو سعید
عید ہے کپڑے بدل آئے دیدہ پرنم نئے

ہر غزل مین تازگی مشکل ہے اسے طبع رسا
کہنہ مشقون کو بھی ہاتھ آتے ہین مضمون کم نئے

کہنہ رنجون سے جو دل گھبرا گیا ہے اے امیر
ڈھونڈھتا پھرتا ہون مین سارے جہان مین غم نئے

مدت ہوئی کہ جی مرا جینے سے سیر ہے
اے جان تیرے منہ سے نکلنے کی دیر ہے

کیا جانے کس لیے نگہ دیر دیر ہے
طغیان آب شرم بھی دریا کا پھیر ہے

کیا گرمیان ہین آتش رنگ حنا کی واہ
ہاتھون مین ائس پری کے سمندر بٹیر ہے

آتے ہین روز دل کی زیارت کو رنج و غم
سینہ مرا نہین کسی مرشد کا ڈھیر ہے

غیرون کو پھاڑ کھاے سگ یار تو کہون
اے شیر واہ تو ہی تو شیرون کا سیر ہے

آئے جو نزع مین تو یہ کہکر وہ اٹھ گئے
ہم جاتے ہین یہان ابھی رخصت مین دیر ہے

تنہا نہ ہوتے جائینگے ہم تو سوے حرم
ہونے دو دو قدم کا جو رستے مین پھیر ہے

گرا کے نگاہ سینہ پر داغ کی طرف
پھولون کی تیری نذر کو حاضر چنگیر ہے

کیا پہلوان مرگ کو بار و ملا تو ہے
افراسیاب سا بھی زبردست زیر ہے

الفت ہی کی تو آگ مین جلنے کا خوف کیا
پروانے سے زیادہ مرا دل دلیر ہے

رکھتے نہین زمین پہ قدم صاحبان گیر
بادبروت بام فلک کی منڈیر ہے

جینے سے کیون نہ سیر مرا دل ہو اے امیر
ہم نیم جان ادھر نگہ دیر دیر ہے

کبھی سمجھا نہ آگے کیا ہم اس خود سر کو سمجھاتے
سمجھ جاتا اگر اتنا کسی پتھر کو سمجھاتے

ادھر کم نزع مین مہلت ادھر بیتابی و رقت
نہ روؤ چپ رہو کیونکر یہ سارے گھر کو سمجھاتے

نصیحت کرنے والون کو اگر کچھ بھی سمجھ ہوتی ۔ تو سمجھاتی ہمین مجکو وہ مرے دلبر کو سمجھاتے

خدا ایسا بھی ہوتا ہی بنا مین جسکو خود بندے ۔ سمجھتا تو خلیل اللہ یہ آزر کو سمجھاتے

بتاتے راہ اُسی کوچہ کے سب گم کردہ راہونکو ۔ کہین ملتے تو ہم یہ خضر پیغمبر کو سمجھاتے

کوئی کہتا نہ آئے باز میرے قتل سے ہرگز ۔ جو دُنیا اُنکو سمجھاتی وہ دُنیا بھر کو سمجھاتے

انگوٹھی کیا نہ دیتا ہمکو وہ چھپّا نشانی کا ۔ اگر آگر سلیمان اُس پری پیکر کو سمجھاتے

یہ ضد ہے دیکھتے گر شمع روشن میرے تربت پر ۔ اُسی دم جا کے گل کروے وہ یہ صرصر کو سمجھاتی

وہ شاہ حُسن ہے تو عہد اکبر مین اگر ہوتا ۔ نگین کر پیشکش یہ نورتن اکبر کو سمجھاتے

خدا ہمت اگر دیتا تو اپنے قتل کی چالین ۔ کبھی قاتل کو سمجھاتے کبھی خنجر کو سمجھاتے

نہ لے جانا ہمین نخوت بڑھانیکو حسینونمین ۔ زبان ہوتی تو آئینے یہ روشنگر کو سمجھاتے

تڑپ کر رو کے اُس محفل مین دونون نے کیا رسوا ۔ دل نادان کو سمجھاتی کہ چشم تر کو سمجھاتے

امیر اب کی ہی سودا جوش پر ہمکو اگر ملتا
بنانا بڑیان بھاری یہ آہنگر کو سمجھاتے

عشق مین جینے کے بھی لالے پڑے ۔ ہائے کس بیدرد کے پالے پڑے

وادی وحشت مین جب رکھا قدم ۔ آگے میرے پانوَن پر چھالے پڑے

دل چلا جب کوچہ گیسو کی سمت ۔ کوس کیا کیا راہ مین کالے پڑے

دور تھا زندان سے کیا دشت جنون ۔ چلتے چلتے پانوَن مین چھالے پڑے

کس نگہ نے کر دیا عالم کو مست ۔ ہر جگہ لاکھون ہین متوالے پڑے

ہجر مین جب منھ لگایا جام کو ۔ سیکڑون ہونٹون پہ تبخالے پڑے

طوق وحشت اپنی گردن مین پڑا ۔ یار کے کانون مین جب بالے پڑے

تجکو اک آنسو کی حسرت ہے امیر
کتنے مینہ برسے گئے جھالے پڑے

آنکھ اُسکے حضور رو رہی ہے
ساتھ اپنے مجھے ڈبو رہی ہے

دیدار کہان کہ دور ہے حشر
قسمت ابھی اپنی سو رہی ہے

کیا باغ مین دیکھتی ہے شبنم
جو گل کی ہنسی پہ رو رہی ہے

اللہ رے حسن دختر رز
زاہد کے حواس کھو رہی ہے

کیا کشتی و نا خدا نا شکوہ
تقدیر ہمین ڈبو رہی ہے

مقراض کتر کتر کے وہ خط
کانٹے مرے حق مین بو رہی ہے

نرگس کو صبا نہ چھیڑ اتنا
سونے دے غریب سو رہی ہے

گلشن مین جو ابر ہے دُھوان دھار
میخوارون مین دھوم ہو رہی ہے

اُس تیغ کے مُنھ چڑھے نہ بجلی
کیون جان سے ہاتھ دھو رہی ہے

کیا شوخ ہے اُسکی یاد مژگان
دلمین نشتر چبھو رہی ہے

ہم جاگ رہے ہین ہجر کی شب
تقدیر ہماری سو رہی ہے

احسان ہے امیر چشم تر کا
نامے کی سیاہی دھو رہی ہے

طرفہ پیغام یہ الفت کی نظر کہتی ہے
کہ مرے دل کی ترے دل سے خبر کہتی ہے

آج آتا ہے وہ گل باد سحر کہتی ہے
سچ ہو یارب جو یہ اُڑتی سے خبر کہتی ہے

بلبل و گل مین ہی غماض نسیم سحری
کچھ اُدھر کہتی ہے کچھ جاکے اِدھر کہتی ہے

جوہری کیا ترے دانتون سے ملاتی ہین اُسے
پانی پانی ہون یہ خود آب گہر کہتی ہے

غنچۂ گل نہ مجھے کہتے ہین یہ کہتا ہے دہن
رگ گل مین ہون یہ باریک کمر کہتی ہے

یاد پچھلون کی دلاتے ہین مجھے موے سپید
گرد رہ قافلے والون کی خبر کہتی ہے

ماہ نو مین ہون یہ اُس تیغ کا ہے دوش قول
بدر مین ہون یہ پس پشت سپر کہتی ہے

وہ جوان رعشۂ پیری کا مزہ کیا جانین
عضو تن وجد مین ہین جنبش سر کہتی ہے

شام کا ہے یہ اشارہ کہ پہن رخت سیاہ
خاک کر ڈال گریبان یہ سحر کہتی ہے

بحر عالم مین سفینہ کوئی نہ بچنے کا نہین
ہمہ تن ہو کی زبان موج خطر کہتی ہے

مستعمل ہے اگر غم کا تو دل ہے میرا
تیغ رکتی ہے مجھی سے یہ سپر کہتی ہے

کیون زبان تیغ کی خاموش ہے محفل مین امیر
حال قاتل سے مرا کہدے اگر کہتی ہے

باندھی جو روز حشر ہوا ہم نے آہ کی
اڑتی پھرے گی فرد ہمارے گناہ کی

شرکت نہ کی ملال مین کس واہ خواہ کی
دل پر کسی کے چوٹ پڑی ہم نے آہ کی

اب دشمنی ہے انکو تو کچھ راہ راہ کی
سیدھی طرح سے یار نے ترچھی نگاہ کی

عاشق کے دلمین عیش جہان کا کہان گذر
یہ چھاونی ہے فوج غم و درد و آہ کی

عاشق ہون فوج اشک کو آنکھون مین دون جگہ
سردار کو ضرور ہے خاطر سپاہ کی

گھٹائینگے چڑھینگے جو اُس تندخو کے منھ
کہدو کہ شامت آئی ہے خورشید و ماہ کی

اُس گل کو کیون نہ بہیجے مین وحشی جو خط لکھون
صحرا مین ڈاک بیٹھی ہے مردم گیاہ کی

بھاری بہت ہے لاؤ نگار روز جزا مین رند
رکھوا کے سر پہ شیخ کے گٹھری گناہ کی

دامن سے کیون چھپاتی ہو پالون کو راہ مین
آندھی نہین ہے گرد ہماری نگاہ کی

دل سے تپا ملیگا زنخدان یار کا
یوسف سے راہ پوچھیے کنعان کے چاہ کی

ہے روندنے سے کام خبر راہ رو کو کیا
تربت گدا کی ہو کہ لحد بادشاہ کی

مین رند خواب مرگ سے اُٹھا تو دیکھنا
پرسش ہی روز حشر اُٹھا دے گناہ کی

کندن سا چہرہ دیکھو کبھی آئینے مین تم
سونا ملاؤ مہر کا چاندی مین ماہ کی

خرمن ہزار صبر کے اک دم مین جل گئے
بجلی چمک گئی جدھر اُسنے نگاہ کی

ہون وہ خلیل دیر مین توڑون اگر صنم
آواز آئے اشہد ان لا الہ کی

پاسے قلم نے لکھکے ترے گیسوؤن کا وصف
خلخال پہنی حلقۂ مار سیاہ کی

کہدونگا سب گناہ مرے مجکو یاد ہین
کیون فرد کا بیان عمل نے سیاہ کی

سر قتل گہ مین دیکے عدم کو گیا امیر
لی گھر کی راہ پھینک کے گٹھڑی گناہ کی

آنکھ مجسے دل ملے اغیار سے
یار در گذرا مین ایسے پیار سے

ہے حسینون کو خلش مجھ زار سے
پھول کچھ کھٹکے ہوے مین خار سے

ذوق کا ہے عشق ابرو مین یہ حکم
عمر بھر گردن کٹا تلوار سے

لیچلی غربت جو صحرا کی طرف
نکلے ہم رو کے در و دیوار سے

نور وہ شمس و قمر سے بٹ گیا
پھر رہا تھا کچھ جو روے یار سے

دور مین حسن پہ آئی خزان
پیکشوا اٹھو چلین گلزار سے

تھے وہ موسی غش پہ غش آیا ہمین
یان تو آنکھین کھل گئین دیدار سے

گریبان کرنے کی ٹھنی رات کو
رو کے اٹھی شمع بزم یار سے

بلبلون کو دیکھکر شیدا اے گل
وہ بت الجھے گلے کے ہار سے

پھول سب ہنستے ہین شبنم کیلیے
تو چلی روتی ہوئی گلزار سے

لیچلی جھونکے ہوا کے بوی مشک
مشک تاجر جسطرح تاتار سے

رنج و غم درد و الم ہین غمگسار
جی بہلتا ہے انھین دو چار سے

کیون برستی ہے اداسی اے صبا
کون گل رخصت ہوا گلزار سے

چشم و دل دونون غضب مین پڑ گئے
ذوق وصل و حسرت دیدار سے

بے طرح نرگس کی پڑتی ہے نگاہ
آپ اب باہر چلین گلزار سے

ابرو و مژگان پہ ہوتا ہون نثار
ہے وصیت میرے ہر غمخوار سے

غسل دینا آب خنجر سے مجھے
قبر کھدوانا مری تلوار سے

وادی غربت مین پھرتا ہے امیر

کوئی کہدے اُس غریب آزار سے

کیجیے قتل ابروے خمدار سے
کاٹیے چونک اس تلوار سے

مر کے چھوٹا کوئی کہن آزار سے
پائی یہ چھٹی روز کی بیگار سے

کر چکے قتل اب کہین رسوا نہو
جاؤ دھو ڈالو لہو تلوار سے

اُسکی مژگان پر گرا پڑتا ہی دل
عشق ہے اس آبلے کو خار سے

دیکھنا میرے سیہ خانے کا ڈر
دھوپ اُڑتی ہی نہین دیوار سے

ہے مثل الیاس احدی الراحتین
موت اچھی عشق کے آزار سے

بے سبب چھاگل نہین کرتی ہی شور
یہ بھی نالان ہی تری رفتار سے

طور پر موسیٰ سے کہدو ہوشیار
برق چمکی جلوہ گاہ یار سے

چشم جانان کو ہے دنبالہ گران
اُٹھ نہین سکتا عصا بیمار سے

شعلۂ جوالہ ہے خلخال پا
اُس پری کی گرمی رفتار سے

غیر حالت سُنکے میری پھر رہے مند
آنکھ اُسنے پھیر لی اغیار سے

ہو جو ناواقف ہم آغوشی کا ڈھنگ
سیکھ لو اپنے گلے کے ہار سے

ہر قدم پر سو طرح کی مستیان
ٹپکی پڑتی ہین تری رفتار سے

حکم ہے شوق شہادت کا یہی
دو قدم آگے چلون تلوار سے

لاش ہی اُٹھے یہان سے تو اُٹھے
اُٹھ چکے ہم آستان یار سے

مین اُسے پیمانہ سمجھا اسیہ
مست جو نکلا در خمار سے

صلح کل مین ہے ابھی شرکت کہین تھوڑی سی
اور اے پیر خرابات نشین تھوڑی سی

مدد اے شوق سجود المدد اے شوق سجود
سر نہ اُٹھے ابھی باقی ہی جبین تھوڑی سی

کچھ تو پیدا ہو کباب دل بریان مین مزہ
چاہیے الفت خال نمکین تھوڑی سی

دیکھ مشاطہ جگہ ڈھونڈھ رہے ہیں بارے
خالی افشاں سے نہ رہجائے جبیں تھوڑی سی

جان آجائے ابھی جامے سے باہر ہوں نہیں
دے جگہ دل جو وہ پردہ نشیں تھوڑی سی

نقد جاں دل کی طرح دیکے ابھی لیتا ہوں
لذت درد جو ہاتھ آئے کہیں تھوڑی سی

خال ابرو کو جو دیکھا تو یہ معلوم ہوا
ملک ہندو میں ہے کعبے کی زمیں تھوڑی سی

دانہ خال ہی دکھلا نہ سہی جنس جمال
بانگی چاہیے اسے پردہ نشیں تھوڑی سی

روزہ داروں کو نہیں خواہش لذت اے چرخ
وقت افطار ملے نان جویں تھوڑی سی

نزع کا وقت ہے اب دیر نہ کر آنے میں
رہ گئی ہے نگہ باز پسیں تھوڑی سی

کوچۂ وہم ہے تاریک بھٹکنے کا ہے ڈر
چاہیے روشنی شمع یقیں تھوڑی سی

خلق اغیار سے بیجا ہے نہیں گر عادت
اپنے دامن ہی سے لیجیے چیں تھوڑی سی

عشق گیسو میں رہے دل کا سودا کچھ اور
بڑھ گئی بات تھی اے طفل حسیں تھوڑی سی

ایک قطرہ بھی نہ پینا مگر اسے جان جہاں
اٹھی انداز سے کہلے کہ نہیں تھوڑی سی

کوچۂ یار میں ہوں لاکھ طپش کے ساماں
پھر جو تسکیں ہے دلکو تو وہیں تھوڑی سی

شور محشر کا سنا ذکر جو واعظ سے امیر
ملگئی لذت خال نمکیں تھوڑی سی

پائی راحت جو تہ خنجر کہیں تھوڑی سی
آگئی نیند دم باز پسیں تھوڑی سی

اڑ گیا توسن دلدار جھجک کر کوسوں
گرد پہونچی جو مری تا سر زیں تھوڑی سی

بددماغی رہی اوروں سے یہاں تاب کہاں
لاکھ تمکیں ہیں تمھیں ہیں یہ جبیں تھوڑی سی

ہوں وہ کافر کہ جھکا سجدہ بت میں سر دست
ابھی خالق نے بنائی تھی جبیں تھوڑی سی

میرے اشکوں سے یہ تر ہو کہ نکل آئے پانی
کھودے روزن کو اگر مور زمیں تھوڑی سی

دوستو قبر پہ شاید وہ قدم رنجہ کرے
وا کفن سے رہے سجدہ کو جبیں تھوڑی سی

سلطنت پہلے ہی کرتا نہ قبول ابراہیم
گر ہوتی ہوس تاج و نگیں تھوڑی سی

تیری آنکھون کے لیے خلق ہوئی تھی شوخی
لیگئے انکھین سے یہ آہوے چین تھوڑی سی

ہدیہ دوست سمجھ کر مین ہوا شکرگذار
روکھی سوکھی جو ملی نان جوین تھوڑی سی

شوق سجدے کا ہوا ٹس ہر لقا کے در پر
دمبدم سایے کی بڑھتی ہے جبین تھوڑی سی

تنگ آئے ہین بہت بیٹھہ رہین وان جاکر
اس جہان سے جو الگ پائین زمین تھوڑی سی

عذر تقصیر سے تقصیر ہی اچھی تھی مجھے
بڑھ گئی اور تری چین جبین تھوڑی سی

نوک شمشیر سے کھینچی تری مژگان کی شبیہ
رکھہ گیا نوک کی صورت کہ چین تھوڑی سی

بدو داغی کا نشان بھی رہے کچھہ اے نقاش
اسکے نقشے مین بنا چین جبین تھوڑی سی

خم چڑھا جائین تو سمجھے کہ کوئی گھونٹ ترا
کیا ہئین ہم سے خرابات نشین تھوڑی سی

بیتین ہو سکتی ہین اسمین بھی بہت نظم امیر
گھر بنانے کو بہت ہے یہ زمین تھوڑی سی

جو بعد مرگ مرے دلمین کچھہ غبار آئے
عجیب ہنین ہے کہ آندھی تہ مزار آئے

وہ لیکے تیر و کمان جب پے شکار آئے
سلام کرنے ہرن باندھکر قطار آئے

عجیب خواب گران مین تھے خفتگان زمین
کسی نے بھی نہ سُنا ہم بہت پکار آئے

گڑھے مین گور کے پھینک آئی اقربا مجکو
سلوک خاک کیا سر کا بوجھہ اُتار آئے

فلک نے ساتھہ مصیبت کی خجلتین بھی دین
جو فاقہ گھر مین ہوا میہمان ہزار آئے

ہم ایکبار بُلانے پہ لاکھہ بار گئے
وہ لاکھہ بار بُلانے پہ ایکبار آئے

ہمین تو جان بھی دینے مین کچھہ نہین عذر
خدا کرے کہ کہین تمکو اعتبار آئے

بندھا تصور مژگان جو نزع مین سمجھے
بے طلب در دولت سے چوبدار آئے

چھوٹین نہ دو دن سے عداوت کو کو ہمین پہ
شکار فیل کو ترکان نیزہ دار آئے

خلیل سان مین نہ قائل ہوا ستارون کا
بدل کے رنگ یہ بہروپیے ہزار آئے

غضب ہے دلمین کیا گھر تمھاری آنکھون نے
خراب کرنے کو مسجد مین بادہ خوار آئے

ہوا ہے چھوڑ کے خالق کو بندۂ مخلوق
بتوں کو خاک برہمن کا اعتبار آئے

شراب میکدہ کب ہے نصیب زاہد میں
حصول کیا ہے جو مسطبع میں روزہ دار آئے

جو ترک غیر کو میں نے کہا تو وہ بولے
کہاں سے آپ پڑے ایسے دوستدار آئے

گناہگاروں کا چورنگ کھیل ہے انکو
ادھر ادھر گئے دو چار ہاتھ مار آئے

جلا ہوں یہ فلک سرد مہر کے ہاتھوں
لگاؤں ہاتھ تو کافور کو بخار آئے

کہاں فلاح کراب چاہتا ہے چرخ دنی
در بخیل پہ حاتم امیدوار آئے

یقین ہے ذکر کرے میری جوشش وحشت کا
جو آبلے کے دہن میں زبان خار آئے

جلا رہے ہیں شب غم میں اور بھی جگنو
کہاں سے اڑ کے جہنم کے یہ شرار آئے

لہو نچوڑ کے بھروں وہ رند مےکش ہوں
نظر جو شیشہ خالی دم خمار آئے

جنوں کی فکر اجانے کی امیر تو کیا
یقین ہے آج ہی کل موسم بہار آئے

کون بیماری میں آتا ہے عیادت کرنے
غش بھی آیا تو مری روح کو رخصت کرنے

جان دو ہجر غم فرقت میں ہے ہمکو لیکن
کون جائے ملک الموت کی منت کرنے

اسکو سمجھاتے نہیں جا کے کسی دن ناصح
روز آتے ہیں مجھی کو یہ نصیحت کرنے

تیر کے ساتھ چلا دل تو کہا میں نے کہاں
حسرتیں بولیں کہ مہمان کو رخصت کرنے

آگئے میخانے میں بنے پیر خرابات امیر
اب چلے مسجد جامع کو امامت کرنے

بدقت بحر غم سے کشتی جان حزیں نکلی
کبھی بیٹھی کبھی اچھلی کہیں ڈوبی کہیں نکلی

عجب انداز سے مقتل میں اسکی تیغ کیں نکلی
کہ دل سے مرحبا نکلا جگر سے آفریں نکلی

زمانہ ہوگیا موجود جسدم ہاں کہا تو نے
رہا نابود عالم جب ترے منہ سے نہیں نکلی

تعلی میں کمی کی کب ہماری طبع عالی نے
بنایا آسمان جب شعر کی کوئی زمیں نکلی

خدا کا شکر وہ بت نزع کے دم دیکھنے آیا
نظارے کی جو حسرت تھی وہ وقت واپسین نکلی

دکھایا لطف زلف مشکبو مین طرفہ افشان نے
شب دیجور مین کیا چاندنی اے مہ جبین نکلی

وہ کشتہ تھا صبیحون کا کہ میری خاک تربت پر
کسی نے کوئی بو یا تخم شاخ یاسمین نکلی

وہ کیا پر دست سے نکلے جسکے پیراہن کو غیرت ہو
ہوا چین بر جبین دامن جو دیکھی آستین نکلی

جو بجلی ابر مین چمکی کبھی قیس حزین سمجھا
سیہ خیمہ سے باہر لیلی محمل نشین نکلی

وہ تھا غم دوست سنگ جور گردون جب پڑا مجھپر
شکست شیشۂ دل سے صدائے آفرین نکلی

سوال وصل اُس بت سے کیا لیکن مین مجرم تھا
بنیگی نیک تیور کی اگر منھ سے نہین نکلی

ہوئی تھی راہ جو رنگین تری رنگین خرامی سے
وہی توس قزح بنکر سپہر نخ برین نکلی

تصور لبسکہ تھا دل مین امیر اُس روے زیبا کا
پری بنکر ہمارے منھ سے آہ آتشین نکلی

رند شراب تیرا وہ مے پیے ہوئے ہین
مدت سے جان جسپر زاہد دیے ہوئے ہے

کس شان سے وہ میکش آتا ہے میکدہ مین
قاضی سبو صراحی مفتی لیے ہوئے ہے

آتا نہین نظر کچھ گو سامنا ہے اُسکا
کیا بیچ مین تحیر پردہ کیے ہوئے ہے

ہو کیون نہ بخیہ گر سے زخمی کا تیر سے ساتھی
رشتہ کھنچا ہے سوزن منھ کو سیے ہوئی ہے

پیر مغان وہ کامل مرشد ہے بادہ خوارو
جمشید بھی پیالہ اسکا پیے ہوئے ہے

حرمت مین دختِ رز کی اصرار ہے جو اتنا
یہ بات کیا ہے رند و واعظ پیے ہوئے ہے

رحم اب امیر پر بھی لازم ہے یار تجھکو
کب سے وحشی وہ تیرے در پر دیے ہوئے ہے

دل عاشق مین کیونکر عکس روے دلربا ٹھہرے
جمال آفتاب آئینۂ شبنم مین کیا ٹھہرے

سفر ٹھہرے تو قسمت بیچ دے پرکار کی صورت
قدم ہو ایک اگر اپنا رواں تو دوسرا ٹھہرے

جو چشم غور سے آئینۂ توحید کو دیکھا
تو سب کچھ تو ہی ٹھہرا ہم نہ کچھ اے خود نما ٹھہرے

گیا مرقد تلک گھر سے جنازہ ٹوک پر اپنا
عزیز احباب پہلے راستے مین جا بجا ٹھہرے

صفین آراستہ ہونے لگین جب اہل محشر کی
ہٹا کر ایک ٹکڑی حسرتون کی ہم جدا ٹھہرے

زہے حسرت نکالے ہم گئے جب کوے جانان سے
بہت مڑ مڑ کے دیکھا دیر تک رو رو قفا ٹھہرے

تھما سیلاب طوفان نوح اک کشتی ہے بے لنگر
رُکے کیا رعشے سے وہ کیونکر یہ ٹھہرا کیا ٹھہرے

زمین کوی جانان بھی عجب دلچسپ تختہ تھا
جہان ٹھہرے ہمارے پاؤن مثل نقش پا ٹھہرے

امام سبحہ کے مانند ہم اُس بزم کثرت مین
جو ٹھہری سب مین ملکر بھی تو پھر سب سے جدا ٹھہرے

کمال عجز ہمکو لے اُڑا اوج رسائی پر
ہوے بے بال و پر تو ہم مگر دست دعا ٹھہرے

رہے سایے کی صورت ساتھ ہم ہر شخص کے لیکن
جدا اُٹھے جدا بیٹھے جدا آئے جدا ٹھہرے

غبار رنگ آرائش سے روشندل مبرا ہین
کف آئینہ پر ممکن نہین رنگ حنا ٹھہرے

نکالے جاتے ہین ہر روز اُسکی پاس خاطر سے
ترے عاشق نہ ٹھہرے ہم عدو کا مدعا ٹھہرے

تپ غم سے امیر اخگر کی صورت جلتے ہین اعضا
جو ٹھہرے تن پہ تو خاکستری شاید قبا ٹھہرے

فنا کیسی بقا کیسی جب اُسکے آشنا ٹھہرے
کبھی اِس گھر مین آ نکلے کبھی اُس گھر مین جا ٹھہرے

نہ ٹھہرا وصل کاش اب قتل ہی پر فیصلا ٹھہرے
کہان تک دل مرا تڑپے کہان تک دم مرا ٹھہرے

جفا دیکھو جنازے پر مرے آئے تو فرمایا
کہو تم بیوفا ٹھہرے کہ اب ہم بیوفا ٹھہرے

نہ خنجر بھی منھ موڑا نہ قاتل کی اطاعت سے
تڑپنے کو کہا تڑپے ٹھہرنے کو کہا ٹھہرے

زہے قسمت حسینون کی بُرائی بھی بھلائی بھی
کرین یہ چشم پوشی بھی تو نظرون مین حیا ٹھہرے

یہ عالم بیقراری کا ہے جب آغاز الفت مین
دھڑکتا ہے دل اپنا دیکھیے انجام کیا ٹھہرے

حقیقت کھولدی آئینہ وحدت نے دونون کی
نہ تم ہم سے جدا ٹھہرے نہ ہم تمسے جدا ٹھہرے

دل مضطر سے کہدو تھوڑی تھوڑی جب اگر ٹھہرے
ذرا بہکے ذرا سنبھلے ذرا تڑپے ذرا ٹھہرے

شب وصلت قریب آنے نہ پائی کوئی خلوت مین
ادب ہم سے جدا ٹھہرے حیا تم سے جدا ٹھہرے

اٹھو جاؤ سدھارو کیون کھڑے مرقد پہ روتے ہو ٹھہرنے کا گیا وقت اب اگر ٹھہرے تو کیا ٹھہرے
نہ تڑپا چارہ گر کے سامنے اے درد یون مجکو کہین ایسا نہو یہ بھی تقاضاے دوا ٹھہرے
ابھی جی بھر کے وصل یار کی لذت نہین اٹھی کوئی دم اور آغوش اجابت مین دعا ٹھہرے
خیال یار آ نکلا مرے دلمین تو یون بولا یہ ویرانون کی بستی ہے یہان میری بلا ٹھہرے

امیر آیا جو وقت بد تو سب نے راہ لی اپنی
ہزارون سیکڑون مین درد و غم دو آشنا ٹھہرے

سوز جگر سے شمع شبستان بغل مین ہے داغون کی روشنی سے چراغان بغل مین ہے
کیا خوف ہے جو دفتر عصیان بغل مین ہے آنکھین سلامت اشک کا طوفان بغل مین ہے
ہمدم کھٹک جو ہوتی ہے سینے مین بار بار شاید بجاے دل کوئی پیکان بغل مین ہے
کیا خوف زخم الفت مژگان سے دل ہے شیر یہ تیر کھاتے ہین کہ نیستان بغل مین ہے
تیرے قدم کے فیض سے ہر ذرہ راہ کا روشن یہ ہے کہ مہر درخشان بغل مین ہے
آئی بہار شہر مین کس جا نہین خوشی ہر طفل باغ باغ گلستان بغل مین ہے
واقف ہین زاہدان ریائی سے خوب ہم کلمہ بتون کا پڑھتے ہین قرآن بغل مین ہے
واعظ کتاب وعظ لیے ہے تو کیا ہوا بوتل شراب کی بھی تو پنہان بغل مین ہے
کس منھ سے جاؤن داور محشر کے سامنے شرم آتی ہے کہ دفتر عصیان بغل مین ہے
کافی ہین روشنی کو مجھے داغہاے دل طاؤس کی طرح سے چراغان بغل مین ہے

شاعر ہین اس زمانے کے دریوزہ گر امیر
نکلے ہین بھیک مانگنے دیوان بغل مین ہے

گرد باد اٹھ کے سراپردہ در کسکا ہے اے جنون خانہ بدوشی مین یہ گھر کسکا ہے
جلوہ خورشید مین یہ پیش نظر کسکا ہے چاک دامان سحر رخنۂ در کسکا ہے
توڑتا ہے جو کوئی پھول تو کہتی ہے صبا کیا خبر تجکو کہ یہ دل یہ جگر کسکا ہے

اسطرح منہ نہین کرتا ہے جو خورشید کبھی — گرم کیا جانیے بازار اودھر کسکا ہے
تو ہی یان رہنے کو آیا ہے نہ مین او غافل — جو سے دنیا مین مسافر ہے یہ گھر کسکا ہے
برچھیان تن پہ لگین تیغ پڑے تیر آئین — آرزو مند اجل ہون مجھے ڈر کسکا ہے
طالب غیر نہین جلوۂ معشوق پسند — غیر شیرین دل فرہاد مین گھر کسکا ہے
دل کے سو ٹکڑے ہون آجائے کلیجا منہ کو — ضبط سے آہ نہ نکلی یہ جگر کسکا ہے
اُسکے دامن پہ گرا اشک جو میرا اوکا — واہ کیا شوخ ہے یہ نور نظر کسکا ہے
دل کبھی منزل حق ہے کبھی بت کا مسکن — کچھ سمجھ مین نہین آتا ہے یہ گھر کسکا ہے
تیرے گریبان سے اگر تک مین آ ہو نہین — باغ فردوس مین یہ قصہ گہر کسکا ہے
عکس آئینہ صفت رابطہ ہی منہ دیکھیگا — خوب واقف ہون مین دلمین ترے گھر کسکا ہے

لاکھ لاکھ اُس شہ خوبان کے ہین احسان امیر
عشق منزل تلک اسطرح گذر کسکا ہے

دیر مین کون ہے کعبے مین گذر کسکا ہے — یار کا گھر یہ اگر ہے تو وہ گھر کسکا ہے
تیر شمشیر لگاؤ تمہین ڈر کسکا ہے — سینہ کسکا ہے میری جان جگر کسکا ہے
رہبری کو جو گیا دیدۂ یعقوب سے نور — لشکر مصر کو کنعان سے سفر کسکا ہے
تندرستون نے قضا کی ہوے بیمار صحیح — پہلے کیا جانیے دنیا سے سفر کسکا ہے
خوف میزان قیامت نہین مجکو اے دوست — تو اگر ہے مرے پلے تو ڈر کسکا ہے
جھانک کر میرے سیہ خانے کو کہتا ہے یہ ماہ — تیرہ الظلمۃ لقد یہ گھر کسکا ہے
دانے کی خاک نشینی سے ہوئی نشو و نما — خاکساری کا نہین تو یہ ثمر کسکا ہے
کوئی آتا ہی عدم سے تو کوئی جاتا ہے — سخت دورون مین خدا جانے سفر کسکا ہے
چھپ رہا ہے قفس تن مین جو ہر طائر دل — آنکھ کھولے ہوئے شاہین نظر کسکا ہے
کھول کر منہ کو مری گور مین مانند عروس — بولی عبرت کہ ذرا دیکھ یہ گھر کسکا ہے

خلد سے شبد خدا دیگا سبنے آدم کو
نام شاعر نہ سہی شعر کا مضمون ہو خوب
لاش زیر شجر کوچۂ محبوب سب گڑ سے
صید کرنے سے جو ہی طائر دل کے منکر
شوق ہوتا ہے عمارت کا تو مجھ سی عبرت

باغ مملوک پدر غیر پہ کب کا ہے
پھل سے مطلب ہمین کیا کام شجر کسکا ہے
عمل نیک نہ تھے تو یہ شر کسکا ہے
اے کماندار ترے تیر مین پر کسکا ہے
کہتی ہے گور جھنکا کر کہ یہ گھر کسکا ہے

میری حیرت کا شب وصل یہ باعث ہے امیرؔ
سر یہ زانو ہون کہ زانو یہ یہ سر کسکا ہے

جہان مین ہم کوئی دم صورت حباب رہے
فراق نرگس میگون مین ہم خراب رہے
نہ مجکو آئے نہ انکو حساب بوسون کا
نصیب ہو کہ نہ ہو صبح دیکھنا غافل
پھنسے حساب مین روز حساب اہل حساب
وصال مین بھی نہ دیکھا پڑا ہو غفلت کا
نہ زر سے کام نہ اسباب سے نہ دولت سے
وہ اور ہین جو حسینون کی بزم مین ہین ملیل
کرین نہ شکوۂ دیدار طالب دیدار
جلا ہے دل کو تو اچھی طرح سے آتش غم
خدا کا نور چھپائے سے چھپ نہین سکتا
بھر آئیگا دل مینوش دیکھکر خالی

خودی کی شرم سے اسپر بھی آب آب رہے
تمام عمر سیہ مست بے شراب رہے
یہ لین دین الٰہی علی الحساب رہے
خیال موت کا لازم ہے وقت خواب رہے
حساب جنکو نہ آیا وہ بے حساب رہے
ہمین کو ہوش نہ آیا وہ بے نقاب رہے
یہ سب رہین نہ رہین عالم شباب رہے
کہین حضور رہے ہم کہین جناب رہے
کلیم تہ مین مدت تلک خراب رہے
مزا کچھ اسمین نہین خام جو کباب رہے
جہان رہے وہ عیان مثل آفتاب رہے
نظر سے دور ہے مینا سے بے شراب ہے

قطعہ

خدا نے مجکو سلیقہ عطا کیا ہے بہت
ہر ایک بات کا حاضر صنم جواب رہے

عجب نہین کوئی مسلم کرے جو دعوی عشق
قسم کے واسطے اللہ کی کتاب رہے

امیر کیجیے توبہ کی فکر پیری مین
مزے شراب کے تا عالم شباب رہے

جہان مین یونہین جو دور روز انقلاب رہے
یقین ہے شپرہ کے گھر مین آفتاب رہے

فراق یار مین ساقی شراب کا کیا ذکر
پیا جو آب تو خجلت سے آب آب رہے

وزیر کو سند شاہ کا ہے فرض اعزاز
نبی کے ہاتھ مین اللہ کی کتاب رہے

کرم کرے وہ توانا جو ناتوانون پر
تو نخل موم کے سایے مین آفتاب رہے

شراب خانے کو ہے قصد تیرے وحشی کا
سبو کے ہاتھ مین خشت خم شراب رہے

خدا نے مرتبہ عالی دیا ہے محسن کو
بلند ماہ سے کیونکر نہ آفتاب رہے

رہ خطا مین بھی چلیے تو راست بازی سے
مدام زیر قدم جادۂ صواب رہے

غش آئیگا مجھے دیکھا جو دخت رز کا جمال
قریب ساغر مے شیشۂ گلاب رہے

یقین ہے تاب نہ لائے حرارت دل کی
جو دو گھڑی میری بالین پر آفتاب رہے

قصور نفس لعین سے خدا رہا ناراض
گناہ غیر پہ ہم مورد عتاب رہے

ملا نہ محفل جانان مین ہمکو اذن نشست
برنگ شمع خجالت سے آب آب رہے

مبارک ابلق ایام ترک گردون کو
اسی کے ران کے نیچے یہ بدرکاب رہے

خیال رخ یہ بندھا ہمکو عشق گیسو مین
کہ شب کو دن کی طرح روبآفتاب رہے

حریص دولت دنیا کا دل ہو گیا خرسند
گذر ہو چند کا جسمین وہ گھر خراب رہے

خطاب ہے لب ساغر کا محتسب سے امیر
پھرے جو پیر خرابات سے خراب رہے

بڑھے کیا ربط یار دلستان سے
نیا روز، ایک دل لائین کہان سے

بگولے خاک سے اٹھتے ہین ابتک
نہ مر کر بھی دبے ہم آسمان سے

حسینوں سب سے سوا ہیں حضرت دل
ذرا دار آپ اٹھینگے کہاں سے

اِدہر دیکھو حیا کیسی سبب وصل
اٹھا دو بھی یہ پردہ درمیان سے

خزاں کے آتے ہی گلچین و صیاد
لپٹ کر خوب روئے باغبان سے

جواب یہ بوسہ لب سے ہے انکار
کہا تھا وصل کو پھر کیوں زبان سے

نکلتا ہے مرا دم ڈر نہ حیا نہ
خدا حافظ [illegible] سے

خیال قامت محبوب آیا
میں بھی اٹھا قیامت کے بیان سے

کہاں دیر و حرم میں عشق مشرب
یہ لوگ آزاد ہیں قید مکان سے

خط قسمت مٹے جبتک نہ اے دل
جبیں اٹھے نہ اسکے آستان سے

امیر اسکو نہ درد دل سنایا
نہ نکلا کام کچھ بے دل کا زبان سے

ایک دن یاد کریگا غم دلدار مجھے
روئیگا بیٹھ کے تربت پہ یہ غمخوار مجھے

عیش بے رنج کہاں غمکدۂ عالم میں
نظر آتی ہے خوشی خندۂ بیمار مجھے

تیرے جاتے ہی احبا نے کیا دفن اسطرح
تو جو ہوتی تو نہ کرتے یہ گرفتار مجھے

سیل سان جوش میں اٹھکر جو میں پہنچا دیر تک
خوف سے بیٹھ گئی دیکھ کے دیوار مجھے

گر پڑا دیکھ کے چاہ ذقن اس یوسف کا
مل گیا گوشۂ خلوت سر بازار مجھے

روز محشر در جنت سے جو اٹکا دامن
آگیا یاد سگ کوچۂ دلدار مجھے

لال کردونگا کوئی دم میں بہت کھینچتی ہے
منہ پر چڑھنے تو ذرا دے تری تلوار مجھے

آنکھ کہتی ہے یہ دل سے کہ گئی برباد
خواہش وصل تجھے حسرت دیدار مجھے

کیا قیامت سے ڈرون عاشق قامت ہو نہیں
ایسے فتنے نظر آئے ہیں کئی بار مجھے

یہ سچ ہے مر جانے سے بڑھ جاتی ہے انسان کی قدر
دوش پر لیکے چلے ہیں مرے غمخوار مجھے

جوہر تیغ مرے دام میں وہ طائر ہوں
مشتری ذبح کرے گا سر بازار مجھے

گھر سے نکلا تو وہ تھا سائقہ جنازے کے امیرؔ
رُک رہا جان سے کے وارفتۂ رفتار مجھے

خلعت روز ازل بے سروسامانی ہے
خاص ملبوس مرا جامۂ عریانی ہے

کون کہتا ہے کہ آئے برق چمکتی ہو جو برق
کسی معشوق کی ہنستی ہوئی پیشانی ہے

زلف بڑھکر نہیں آتی ہے قدم تک تیرے
تار آدم مری تصویر پریشانی ہے

محو نظارۂ قاتل ہوں میں ایسا دم ذبح
کہ مرا اک داغ بدن دیدۂ قربانی ہے

ہاتھ میں نامۂ اعمال کی جا روز جزا
اپنی بخشش کی سند داغ پشیمانی ہے

صورت آئینہ کیا نیک و بد و ہر سے کام
خط تقدیر سے خالی مری پیشانی ہے

مرگ کے بعد بھی ہرگز نہ بدن سے اترا
کسقدر چست مرا جامۂ عریانی ہے

لطف ساقی سے حکومت ہے زمانے کی نصیب
کشتیِ مے مجھے اورنگ سلیمانی ہے

ذبح کے بعد تجھے دیکھ رہا ہے قاتل
دیکھ کیا حوصلۂ دیدۂ قربانی ہے

معنی مطلع ابرو تو بتادیں مجھکو
تیری آنکھوں کو جو دعوائے سخندانی ہے

مجمع عام میں نکلے عبث اے پردہ نشین
کب گوارا تری تلوار کی عُریانی ہے

دیکھ کر نقش قدم کو ترے کہتا ہے فلک
یہ چمکتی ہوئی کس چاند کی پیشانی ہے

بارہا ہو کے آئے تو نے موت مرین حضرت خضر
گھاٹ مین یار کی تلوار کے وہ پانی ہے

کم نہیں آئینہ جانے سے یہ سب بزم جہان
جسطرف دیکھیے اِک عالم حیرانی ہے

جلوۂ شاہد رحمت ہے گناہوں سے امیرؔ
درۃ التاج کرم اشک پشیمانی ہے

صحت ہوئی مرض سے مگر ناتوان رہے
پرہیز کون توڑ سے ہم اتنے کہان رہے

پامال سرکشوں کے رہے ہم جہان رہے
دب کر زمین کی طرح تہ آسمان رہے

خنجر کو رکھ کے زخم میں اُس ترک نے کہا
ایسے دہن میں چاہیے ایسی زبان رہے

ممکن نہین کہ دل مین چھپے عشق زلف یار
آئینے مین جو بال پڑے کیا نہان رہے

کعبہ بھی چند روز رہا ہے صنم کدہ
چندے خدا کے گھر مین بھی بت میہمان رہے

تا حشر انکو ناز مبارک مجھے نیاز
مانند عشق حسن بھی یارب جوان رہے

یارب چھٹین نہ زلف سے ہم عاشقونکے دل
آباد مومنون سے یہ ہندوستان رہے

دونون جہان کی فکر سے فارغ ہین مے پرست
ہو خم کی خیر مغ کی سلامت دکان رہے

در روز تبکدے کی بھی کرتے ہین چل کی سیر
زاہد خدا کے گھر مین بہت میہمان رہے

دلمین سوا خدا کے نہین جا غیر خوف
خلوت کے واسطے بھی تو کوئی مکان رہے

چشم کحیل یار نے دم بند کر دیا
سرمے کی گرد مین مرے نالے نہان رہے

مانند مردمک اسکے انکھون مین دین جگہ
انسان جو آپ اپنی نظر سے نہان رہے

مین ہون حباب مجھکو تو ملی سے کام کیا
گھر کی زمین گھر کا مرے آسمان رہے

اخفا طبیب سے ہے تب عشق کا ضرور
نبض استخوان مین شمع کی صورت نہان رہے

لازم ہے فکر دوست مناسب ہے ذکر دوست
جب تک بدن مین جان دہن مین زبان رہے

ہستی مری مٹا نہ سکی نیستی امیر
وہ ذکر خیر ہون کہ جو وردِ زبان رہے

پوشیدہ خط سے جوہر حسن بتان رہے
اپنے دھوئین مین آپ یہ شعلے نہان رہے

مجھ مین رہے وہ پر مین نہ سمجھا کہان رہے
قالب مین رہ کے روح کی صورت نہان رہے

ہم غافلان دہر کو اتنا ہوا نہ ہوش
تھا کون میزبان کہان میہمان رہے

ہے حسن مین بھی سینے روشن کا خاصہ
دل مین عیان رہے وہ نظر سے نہان رہے

دیر و حرم مین سجدہ ورد دست پر کیا
بیٹھے آستان یار پہ حاضر جہان رہے

انسان کو چاہیے کہ دلون مین جگہ کرے
لو ہو کے اس حسین کے گلو مین نہان رہے

غربت مین موت آئی جو تربت بھی بے نام ہو
کچھ بیکسی کا بعد فنا بھی نشان رہے

کہتا ہے وہ صنم کہ رہیں ہم تمھارے گھر
لیکن یہ شرط ہے کہ خدا درمیان رہے

آئی ندائے غیب گراجب میں بیقرار
مشکل ہے اب زمین نہ آسمان رہے

تکلیف دے خضاب کی ہمکو نہ اے ہوس
کچھ روز دن پہ بھی سہی برسوں جوان رہے

کیسی تڑپ ادب سے نہ کی آنکھ سامنے
کتنے درست ہوش دم امتحان رہے

شبنم ہیں خدا نے بنایا ہے تجھکو مہر
تیرا ہو ظہور تو پھر ہم کہاں رہے

راضی ہیں ہمکو پھیر کے منہ ذبح کیجیے
باقی نہ کوئی حوصلۂ امتحان رہے

لاؤں بھلا کہاں سے دل بے ملال میں
اے دوست غمکدہ تو یہ ہے غم کہاں رہے

اے آہ کر مدد یہ کہاں تک مخالفت
یا ہم رہیں زمین پہ یا آسمان رہے

ہوتا وصال ذرہ و خورشید کیا امیرؔ
چار آسمان آٹھ پہر درمیان رہے

گلشن میں سرو فوج مثل نشان رہے
عالم میں سر بلند رہے ہم جہاں رہے

یارب حیا سے شہرۂ حسن بتان رہے
نیچی نظر سے حسن کی اونچی دکان رہے

لازم ہے اسکے رخ پہ نمود خط سیاہ
ممکن نہیں کہ آگ کے نیچے دھواں رہے

حاتم کا داستانوں میں اب تک ہے تذکرہ
وہ کام کر کہ ناموروں میں نشان رہے

نیرنگ اسکی شان تجلی کی دیکھیے
اتنے ہوئے عیاں کہ نظر سے نہاں رہے

زیر زمین بھی آہ کی عادت ضرور ہے
قابو میں تا کلید در آسمان رہے

گلشن میں مجھسے ہے یہ تقاضائے اضطراب
کھٹکا ہو جس شجر میں وہیں آشیان رہے

مجھسا نشانہ ڈھونڈھتی ہے ہر تیر یار
کیوں رات دن نہ پشت خمیدہ کمان رہے

یوں بیٹھے بیٹھے زیست کے دن ہو گئے تمام
کشتی میں جیسے ساکن کشتی رواں رہے

آیا کبھی ہمارا سگ یار اسطرف
برسوں لحد میں ڈھیر مری استخوان رہے

اب دیکھیں کیا دکھائے نشیب و فراز دہر
اتنبک تو جس زمین پہ رہے آسمان رہے

بیکار ہی زمانہ سے بیکار کب ہوئے
بیڑا ہو پار عشق مژہ مین کٹی ہو عمر

ہم ہمنفس وحشت مشعل کی طرح سے زندان رہے
خنجر کی دھار پر مری کشتی رواں رہے

صیاد ادھر خلاف ادھر باغبان امیر
ہم بار خاطر قفس و آشیان رہے

لطف تب ہو کہ ادھر ہاتھ مین بوتل آئے
اسطرف جھوم کے گلزار مین بادل آئے

طالب مرگ بھی ہین منتظر یار بھی ہین
دیکھیے کون شب ہجر مین اول آئے

سخت جانون پہ لگا ضرب سمجھ کر قاتل
تیغ مین بال کمر مین نہ ترے بل آئے

آنکھ جسکی کہ تری تیغ دو دم پر پڑ جائے
ایک دو اسکو نظر صورت احوال آئے

ہجر جانان مین کہان صورت آرام نصیب
چونک اٹھون جو نظر خواب مین مخمل آئے

ہو محبت مین نہ تلخی کے سوا کچھ حاصل
ثمر اس نخل مین آئے بھی تو حنظل آئے

جوش وحشت مین کرون کیون نہ مین صحرا کو گھر
آدمی کا جو نظر شہر مین جنگل آئے

ہر قدم پہ ہون دل اہل تماشا پامال
کبک و طاؤس کو تیری ہی جو چھل بل آئی

وقت گریہ کسی گیسوے مسلسل کی ہے یاد
موج اشک آنکھ سے کیونکر نہ مسلسل آئی

ہون وہ بیمار کہ نفرت ہے دوا سے جسکو
درد سر ہو جو مرے واسطے صندل آئے

ہین وہ نادان جنھین جور و زر کے جینے پہ ہے ناز
دیر کتنی ہے اجل آج نہین کل آئے

دود آہ دل پر سوز جو ہم نذر کرین
چشم بیمار کو پسند اور نہ کاجل آئے

ہین وہ وحشی جو کرین دشت نوردی شب کو
ہر قدم غول دکھاتے مجھے مشعل آئے

ہے یقین خشک زبانین نہ رہین کانٹون کی
پاؤن پھیلانے کے لیے ہاتھ مین چھاگل آئی

ٹوٹ کر دل نے دکھائے اثر نالہ و آہ
ہے عجب شاخ شکستہ مین نئے پھل آئے

عشق زلف سیہ یار نے مارا ہے امیر
سایہ کرنے کو نہ کیون گور پہ بادل آئے

درد عارض ہو دور کو تو مجھے کل آئے
پانون گھس جائین جو سرتک سحر صندل آئے

دو قدم تم جو چلو خلق مین ہل چل آئے
سیر ہو حشر کا دن وقت سے اول آئے

بلبلے ضعف آج اگر منہ سے نکالون آزاد
جلد آئے جو مرے کان تلک کل آئے

واہ رے شوق شہادت جو قیامت آئے
لوگ محشر کو گئے ہم سوے مقتل آئے

کفر کعبے مین نہ پھیلاؤ لڑا کر آنکھین
دیکھو عارض پہ کہین بہکے نہ کاجل آئے

ناتوانی کا یہ عالم ہے کہ نالہ کیسا
سر کے سو ٹکڑے ہون تیوری پہ اگر بل آئے

وہ سیہ مست ہون ساقی کہ اگر پہلو مین
دلکو ڈھونڈھون تو مرے ہاتھ مین بوتل آئے

توبہ کرنی تھی کہ بوچھار ملامت کی ہوئی
خوب ہی مجھ پہ برستے ہوئے بادل آئے

سر سے اوڑھو نہ ڈوپٹا مجھے کھٹکا یہ ہے
بنکے گھونگھٹ کہین چہرے پہ نہ آنچل آئے

پھول دکھلائی دیے مجکو جنون مین کانٹے
باغ بن بن کے مرے سامنے جنگل آئے

پھینک دو کاٹ کے جڑ نخل تمنا کی امیر
پھول کمبخت مین آئے نہ کبھی پھل آئے

مخمس غزل جناب فردوس مکان نواب محمد یوسف علیخان بہادر متخلص بہ ناظم والی مصطفی آباد عرف رام پور

کیا کیجیے وہ کہتے ہین ہر بات پر غلط
یہ درد دل دروغ یہ زخم جگر غلط
اظہار غم کیا تو کہا سر بسر غلط
مین نے کہا کہ دعوی الفت مگر غلط
کہنے لگے کہ ہان غلط اور کسقدر غلط

طوفان جوشش گریۂ بے اختیار جھوٹ
زور کمند جذب دل بیقرار جھوٹ
آتش فشانی جگر داغدار جھوٹ
تاثیر آہ و زاری شبہاے تار جھوٹ
آوازۂ قبول دعاے سحر غلط

ہر روز ایک تازہ دکھاتے ہین ماجرا
ہر وقت چھوڑتے ہین شگوفہ کوئی نیا

جب آزمائیے تو نہ یہ پیچ نہ وہ بجا | سوز جگر سے ہونٹھ پہ تبخالہ افترا
شور فغان سے جنبش دیوار و در غلط

ہان داستان شکوۂ بخت زبون دروغ | ہان دل سے پیچ و تاب سے سوز جگر دروغ
ہان فرط غم سے جوشش سیلاب خون دروغ | ہان سینے سے نمایش داغ دروں دروغ
ہان آنکھ سے تراوش خون جگر غلط

ہین سب بناوٹین ہین فقط سے نہ وتب کیجیے | ساقی صبح ہو تو صبوحی نہ پیجیے
دوڑ اپنے نہ ہاتھ کو بوسے نہ سب لیجیے | آجائے کوئی دم مین تو کیا کچھ نہ کیجیے
عشق مجاز و چشم حقیقت نگر غلط

تسخیر یار کے لیے یہ سب فریب ہین | صاحب شکار کے لیے یہ سب فریب ہین
سمجھا مین پیار کے لیے یہ سب فریب ہین | بوس و کنار کے لیے یہ سب فریب ہین
اظہار پاکبازی و ذوق نظر غلط

بھولا سمجھ کے ہمکو جتاتے ہین گرمیان | کرتے ہین مہر جب کبھی ہوتے ہین مہربان
ہم بر سر زمین ہین وہ بالاے آسمان | لو صاحب آفتاب کہان اور ہم کہان
احمق نہین ہم اسکو نہ سمجھین اگر غلط

صاحب کہو وہ بات کہ ہو کچھ تو دلنشین | جسکا نہ سر نہ پاؤن ہو اسکا ہو کیا یقین
اس جھوٹ کی ہے بندہ نواز انتہا کہین | سینے مین اپنے جانتے ہو تم کہ دل نہین
تم ہمکو سمجھتے ہو کہ ہے انکی کمر غلط

شیطان بھی تمھارے فریبون سے مات ہے | تم دن کو دن کہو تو مین سمجھون کہ رات ہے
اظہار ذوق قتل کی ساری یہ گھات ہے | کہنا ادا کو تیغ خوشامد کی بات ہے
سینے کو اپنے اسکے سمجھنا سپر غلط

[illegible] قسمین کھا ادا نہ لونگا مین کبھی | کیا جان اپنے ہاتھ سے کھونا ہے دل لگی

نادان بنا رہے ہین ہمین آپ واہ جی ۔ مٹھی مین کیا دھری تھی کہ چپکے سے سونپ دی

جان عزیز پیشکش نامہ بر غلط

عیاریون سے بھی کوئی ہوتا ہے نیکنام ۔ صاحب یہی ہے گر تو بندے کا ہے سلام
یہ کون بک رہا ہے اگر ہم ہوئے تمام ۔ پوچھو تو کوئی مر کے بھی کرتا ہے کچھ کلام

کہتے ہو جان دی ہے سر رہگذر غلط

مطلب یہ ہی کہ لوگ کہین لو وہ مر گیا ۔ بڑے سے مین عاشقون کے عجب کام کر گیا
سر پیٹین آشنا کہ وہ جی سے گذر گیا ۔ ہم پوچھتے پھرین کہ جنازہ کدھر گیا

مرنے کی اپنے روز اوڑائی خبر غلط

اس شاعری پہ آپ کو اتنا نہ تانیے ۔ فقرون مین ہم نہ آئینگے گو خاک چھانیے
کیا فرض ہے کہ جھوٹ کو بھی سچ ہی جانیے ۔ آیت نہین حدیث نہین جسکو مانیے

ہے نظم و نثر اہل سخن سر بسر غلط

اس بیوفا کو عشق جتانے سے کیا ملا ۔ الزام اٹھائیے بیٹھے بٹھائے ہزار ہا
کہتا نہ تھا امیر کہ اظہار ہے برا ۔ یہ کچھ سنا جواب مین ناظم ستم کیا

کیون یہ کہا کہ دعوے الفت مگر غلط

رباعی

گھر چھٹنے کی لو پوچھو نہ مصیبت ہم سے ۔ روتی ہے لپٹ لپٹ کے حسرت ہم سے
یا ہم جاتے تھے گھر سے رخصت ہو کر نکلکر ۔ یا گھر ہوتا ہے آج رخصت ہم سے

رباعی

ہر گھر مین شرابی ہے الٰہی توبہ ۔ ہر در پہ کبابی ہے الٰہی توبہ
مسجد سا مقام اور دور ساغر ۔ کیا خانہ خرابی ہے الٰہی توبہ

رباعی

زاہد ہو کر جو شغل مے چھوڑ دیا
اللہ رہے فساد خون بدن پھوڑ دیا
فریاد ہے محتسب شکستہ دل کی یا رب
توبہ کی درستی نے مجھے توڑ دیا

رباعی

اوروں کو تو دنیا مین قضا نے مارا
دی زیست خدا نے پھر خدا نے مارا
بر صورت مرگ و زیست اپنی ہے جدا
اُس لب نے جلایا تھا او اسنے مارا

رباعی

کمرے مین تو شب وہ ماہ سیما آیا
اسپر بھی مجھے ہاتھ نہ تنہا آیا
چلمن جو اٹھی ہوئی تھی آئی تھی ہوا
چھڑاو دیے پردے تو پسینا آیا

رباعی

زیبا ہے جو دم بھرتے ہین مردم اسکا
قتال زمانہ ہے تکلم اُسکا
کیا تیغ دو دم ہے اُسکی تحریک دو لب
کیا نیمچہ ہے نیم تبسم اُسکا

رباعی

مشکل سے تجھے او گل رعنا پایا
کونین مین پھر کر ترا کوچہ پایا
دنیا عقبی اسے عاشقی حاصل کی
صغرا کبرا سے یہ نتیجا پایا

رباعی

آنکھوں سے ہے رنگ مے پرستی پیدا
پلکوں سے ہے شان پیشدستی پیدا
کچھ حاجت مے نہین کہ ہے آپ سے آپ
اُن پتلیوں سے سیاہ مستی پیدا

رباعی

سنتا ہوں ہوا جلوہ نما عید کا چاند
ہے اُسکی جدائی تو کجا عید کا چاند
وہ ابروے پر خم نظر آتے جو مجھے
البتہ یہ سمجھون کہ ہوا عید کا چاند

رباعی

عاشق کو کہان شکیب شیدا ہوکر
پیوند زمین کرے جو مجکو گردون
دل زندۂ جاوید ہے مُردا ہوکر
گرد اُسکے پھرے خاک بگولا ہوکر

رباعی

ایسا ہون مین باوفا ہون کشتۂ ناز
وہ نشانہ یقین ہے ہمہ تن ہوکے زبان
ہڈی سے بنے نشانہ پس سوز وگداز
دے روز وعا کہ عمر گیسو ہو دراز

رباعی

آرام کہان دشت مین ہم لیتے ہین
وحشت ایسی رمیدگی ہے ایسی
تھکتے ہین ٹھہرتے ہین نہ دم لیتے ہین
آنکھون سے ہرن آکے قدم لیتے ہین

رباعی

شہر کے کرم پیر خرابات سکے ہین
منکر تھے مگر یہ ذکر سنتے سنتے
جلسے وہین رندان خوش اوقات کے ہین
زہاد بھی مشتاق ملاقات کے ہین

رباعی

دنیا سے عدم کی سمت جاتے جاتے
کرنا جانا تھا اپنا مانند نفس
بگڑے ہوے کیا کام بناتے جاتے
تاخیر ذرا ہوئی نہ آتے جاتے

رباعی

کیا لطف اگر سارا زمانہ دیکھے
گر گلشن الفت مین گذر مثل نسیم
دیکھے تو نگاہ چشم دانا دیکھے
آنا دیکھے نہ کوئی جانا دیکھے

رباعی

کچھ تو ہین گلشن سے ابھی ہاتھ لگے
عارض نہ دکھاؤ اک نظر دیکھ تو لو
کھل جاے کنول دل کا کلی ہاتھ لگے
گر پھول نہین تو پنکھڑی ہاتھ لگے

رباعی

خط یار نے کیا نام خدا لکھا ہے
لکھا ہے یقین ہے مرض غم سے نجات
القاب جدا شوق جدا لکھا ہے
نامہ نہین تعویذ شفا لکھا ہے

رباعی

مت جاؤ لگا غم مین جان کھوئے کھوئے
ہے شمع صفت اگر یہی سوزش دل
اس بزم سے ہوگا کوچ ہوتے ہوتے
گھل جائیگا تن تمام روتے روتے

رباعی

پہونچے جو ترے در پہ وہ ممتاز ہوئے
یہ کعبہ کہان اور کہان ہم محرم
رکھا جو قدم سر پہ سرافراز ہوئے
سامان یہ قسمت سے خدا ساز ہوئے

رباعی

ہمکو تو پسند ہے طبیعت ایسی
کمبخت نے کیا کہا ہے منصف یہ کہین
نکلے الفت کرے عداوت ایسی
شاعر کو کہان نصیب قسمت ایسی

رباعی

گھر سے وہ برآمد کبھی در تک نہوئے
نامہ نہ پڑھا جواب نامہ کیسا
تحفے گئے منظور نظر تک نہوئے
قاصد کی خبر سنی خبر تک نہوئے

رباعی

آئی ہے شب ہجر رُلانے کے لیے
اشکون مین مرے ڈوب رہا ہے عالم
مین ایک نہین سب کے ستانے کیلیے
آنکھین مری روتی ہین زمانے کیلیے

رباعی

کیا تیری جدائی مین ستم دیکھتے ہین
اس ظلم پہ اس جور پہ خاموش رہے
دیکھے نہ وہ دشمن بھی جو ہم دیکھتے ہین
ایسا تو جہان مین کوئی کم دیکھتے ہین

رباعی

خواہان طرب ہے جسے ادراک نہین
آرام تہ گنبد افلاک نہین
پیمانۂ گردون مین کہان بادۂ عیش
جز دُرد تہ جام ہیسان خاک نہین

رباعی

غائب بہت اسے جان جہان رہتے ہو
مانند نظر ہم سے نہان رہتے ہو
ہر چند کہ آنکھون مین ہو تم دلمین ہو تم
معلوم نہین پر کہ کہان رہتے ہو

رباعی

ٹھنڈے سے یارون سے گرمجوشی کیسی
گندم دکھلا کے جو فروشی کیسی
پھر جائینگی آنکھین جو پھری ہم سے نظر
صدقے آنکھون کا چشم پوشی کیسی

رباعی

اے جان جہان یہ بیوفائی ہمسے
اغیار سے اخلاص رکھائی ہم سے
بیگانہ روش بیٹھے ہو اسطرح الگ
گویا نہ کبھی تھی آشنائی ہم سے

رباعی

ظاہر مین جو آزردہ تمھین پاتا ہون
کچھ دلمین نہین دلکو یہ سمجھاتا ہون
ہوتا ہے کبھی اگلی محبت کا اثر
سچ کہدو کبھی مین تمھین یاد آتا ہون

رباعی

کہتے ہو کہ دل کوئی اُٹھائے ہم سے
تمنے تو نئے رنگ نکالے ہم سے
پچھتاؤگے آخر کو کہے دیتے ہین ہم
دنیا مین کہان چاہنے والے ہم سے

رباعی

بالفرض حیات جاودانی تم ہو
بالفرض کہ آب زندگانی تم ہو
ہم سے نہ ملو تو خاک سمجھین تمکو
لیکن نام نہ پیاس کا جو پانی تم ہو

قطعہ تہنیت عقد دختر و پسر نواب شرف الدولہ بہادر مع تاریخ

نواب با تمکین شہرت الدولہ ذی حشم
تشبیہہ نقش پائے مبارک سے دون اگر
فیض قدم سے راہ مین گوہر بنے خذف
رونق تھی بادشاہی اختر نگر کی اور
اچھون کے اچھے ہوتے ہین یہ ہے جہان مین
ہین ننگ دلو سے باغ شہرت دختر و پسر
دونون کی شادیان ہوئین ایوان پائی زیب
عالم تمام تھا ان عنایت سے بہرہ یاب
لیکن رہا سرور سے ہمدوش رات بھر
دل سے تمام شب رہین باتین سرور کی
وہان دھوم عقد کی ہوئی یان فکر سلک نظم
پایا ہے اس چراغ سے اُس شمع نے فروغ
گل کو قریب نرگس شہلا کے لے گئے

جنکی بہادری پہ ہے شمشیر تک گواہ
جھینپے فلک پہ مہر فلک فخر سے کلاہ
ذرے ہر اک آفتاب ٹپہ سے جسطرف نگاہ
جب تک کہ آسمان وزارت کے تھے وہ ماہ
یہ آسمان جاہ تو اولاد مہر و ماہ
دونون دُر یگانۂ دریائے عز و جاہ
گلشن کا رنگ جشن سے محفل پہ اشتباہ
محروم ایک فیض حضوری سے خیر خواہ
مشہور ہے جہان مین کہ دل سے ہے دلکو راہ
اشعار کچھ زبان پہ آئے دم نگاہ
وہ علیش نے صدا کہ مبارک کرے اللہ
اُس شمع سے چراغ کی روشن ہوئی نگاہ
نرگس کو لائی گل کے قرین باد صبح گاہ

تاریخ خامۂ دُر زبان نے لکھی امیر
یہ نہ قرین بزہرہ وہ زہرہ قرین ماہ
۱۲۰۰ھ

ایضاً

اے خوشا نواب والا مرتبت
جنکے رخ سے مقتبس ہر بار چاند
اُنکے دختر و طفل دونون ارجمند
ایک سوراخ ایک بے تکرار چاند

عقد دونون کے ہوئے دل نے کہا
آئے ہین گھر مین شہرت کے چار چاند

قطعہ تاریخ طبع صحیفۂ اخبار

مخزن الاخبار کو پایا جو بالا مال حسن
لوٹنے کو دُرِ غلطان کو بہانہ مل گیا

لوحِ پیشانی سے صفحہ ہو گیا عرش آستان
مشتری کو بہر سجدہ آستانہ مل گیا

واننت شرما کر نکل آئے صدف کے بحر مین
موج کو زلف پریشانی کا شانہ مل گیا

کیا صفا ہے جتنے نقطے تھے وہ موتی بنگئے
ہنس کو مقسوم کا ایک ایک دانہ مل گیا

محو مدحت اڑ کے جا بیٹھا ہما فکر پر
مرغ زرین قلم کو آشیانہ مل گیا

بندش صاف آئینہ ہے خود نمائی کے لیے
شاہد مضمون کو شوخی کا بہانہ مل گیا

سال سے ہے اوج نجم مشتری روشن امیر
جسکو پرچہ مل گیا سمجھا خزانہ مل گیا

۱۲۷۳ھ

ایضاً

مولوی ہادی علی والا گہر عالی نژاد
موجد انداز تحریر طلسم لکھنؤ

ہے سرشت پاک آب کوثر و تسنیم سے
اور وصف اُنکے ہین باہر حیطۂ ترقیم سے

نظم اک غنچہ ہے اُنکی بوستان طبع کا
نثر اک گل ہے بہار روضۂ تعلیم سے

اب ہوئے ہین مخزن اخبار مین گوہر فشان
ہونگے مفلس مالدار اِس پرچہ کی تقسیم سے

تجھ سے ہو تاریخ کا سائل اگر کوئی امیر
کہ بھرا ہے ایک پرچہ گنج ہفت اقلیم سے

ایضاً

فکر تاریخ نمودم چو برائے مخزن
چار بر گیر بتعداد حروف از مخزن

گفت در گوش دلم ہاتفے از غیب سخن
نصف یکبار بیفزا و دو بارش کم کن

۱۲۷۴ھ

قطعۂ تاریخ وفات مادر جناب منشی کرم احمد صاحب خیرآبادی

چو اُم منشی دیوان اکرم
سفر اندر صفر فرمود زین دہر

کرم احمد کہ مقبول خدا باد
بچشم حور خاکش توتیا باد

جسان از رحلتش ویران شد و خلد ہمین معنے دم او گشت آباد

امیر این مصرع تاریخ بنوشت
بزیر دامن خیر النسا باد
۱۲۷۳ھ

قطعۂ تاریخ طبع دیوان جناب معلی القاب نواب محمد یوسف علیخان بہادر والی مصطفی آباد عرف رام پور

مبارک ہوا اے شاعران سخندان چھپا خسرو ملک معنی کا دیوان
فصاحت بلاغت نزاکت لطافت معانی پہ ہمدست تھے مضامین پہ ستہ بان
امیر اُسکی تاریخ کہنے کے خاطر ہوا فکر مین جب کہ سر در گریبان
ندا غیب سے اُسکے کانون مین آئی
کہ اُنگار نواب یوسف علیخان

قطعۂ تاریخ مثنوی مرزا حاتم علی بیگ صاحب مہر حسب فرمایش جناب میر محسن علی صاحب لکھنوی

لکھی جناب مہر نے کیا خوب مثنوی ایسی نہو ہمیشہ اگر خاک چھانیے
تاریخ مین امیر تکلف ہے کیا ضرور راز و نیاز عاشق و معشوق جانیے

قطعۂ تاریخ وفات جناب شیخ وحیدالزمان صاحب

اتوار کی شب رجب کی سترھوین ہجر کی شیخ وحید عصر نے آج قضا
تاریخ کی فکر کی جو مین نے تو امیر رضوان نے کہا کہ داخل خلد ہوا
۱۲۸۱ھ

قطعۂ تاریخ تہنیت سواری حضور پر نور جناب نواب محمد یوسف علیخان بہادر دام اقبالہ

شکر ہے نواب کو صحت ہوئی پھر مرے خالق نے دکھلائی بہار
دیکھکر اُسکی سواری کا تزک چشم نرگس بن کے شرمائی بہار

آمد آمد جب سواری کی ہوئی — دھوم اُٹھی آئی بہار آئی بہار
رنگ یہ اسکی سواری کا جما — ابر رحمت کی طرح چھائی بہار
کرتی ہے باد بہاری کے حضور — ہر قدم پر جبہ فرسائی بہار
اشرفی کے پھول اپنی جیب مین — بھر کے بیلے سکے سے لائی بہار

یہ بدیہہ ہوگئی تاریخ امیر
شہر کیون گلشن نہو آئی بہار

تہنیت جشن صحت بندگان والا مقام جناب نواب محمد یوسف علیخان بہادر
باد اسے تہنیت عید صیام

مژدہ اے طالبان شاہد عیش — کہ ہوئی صبح عید شام اُمید
عید کا چاند چرخ پر نکلا — مل گئی قفل آرزو کی کلید
دور دور قرآن سعد آیا — ہین ہم آغوش مشتری ناہید
یوسف عہد کو ہوئی جو شفا — مرتبے مین ہوئی دوبالا عید
دون ہمرنگ کی آئے کیسے — جشن صحت اِدھر اُدھر ہے عید
عید سی عید ہے خوشی سی خوشی — ہے عجب ساعت سعید و حمید
اصل مقصود جشن صحت ہے — عید ماہ صیام ہے تمہید
دھوم ہے ہر طرف مبارک ہو — وصل مین وصل اور دید مین دید
ہمہ تن چشم و گوش ہے عالم — کہ یہ عالم نہ دید ہے نہ شنید
دیکھکر بخشش و نوال حضور — چرخ پر کاسہ بن گیا خورشید
جوڑے زہرہ و شون ذرہ پائے — اطلس چرخ جسکے آگے خرید
فکر تاریخ کی جو مین نے امیر — کیا ہی روح القدس نے کی تائید

ہوئی تاریخ جشن و عید بہم

جشن مین جشن اور عید مین عید

قطعه تاریخ جشن صحت

شرف وان مهر کو هے یان عروج ماه (الست) دو هے — عجب صحبت عجیب جلسه عجیب شادی کی ساعت هے (عشرت)
کسے سال همایون هاتھ آتا هے امیر ایسا — مهینا عید کا نوروز کا دن روز صحت هے

قطعه تاریخ وفات فردوس مکان جناب نواب محمد یوسف علیخان بهادر انار الله برهانه

در فراق ناظم سحر بیان یوسف لقا — جوش زد سیلاب خون از دیدهٔ گریان من
تاب از دل رفت و دل از دست و دست از کار رفت — رفتن او جمله برهم زد سر و سامان من
تیره شد چون شام ماتم در نظر این خاکدان — چاک شد مانند دامان سحر دامان من
شکر نعمتهای او ایمان خود دانسته ام — شکر او تا بوده ام بود ست حرز جان من
بسکه از شور فغانم محشری برپا شده است — شیون و شور قیامت هر نفس قربان من
گریه ام در ماتمش رنگ فراوانی گرفت — می‌چکد طوفان نوح از گوشهٔ دامان من

بهر سال آن عزیز مصر دلها گفت امیر
مسند آرای جنان شد یوسف دوران من
١٢٧١

قطعه تاریخ تهنیت جلوس میمنت مانوس جناب معلی القاب نواب محمد کلب علیخان بهادر والی ملک مصطفی آباد عرف رامپور

آفتاب سپهر حشمت نے — تخت پر جب جلوس فرمایا
فرط بالیدگی سے وقت جلوس — پایهٔ عرش تخت نے پایا
عرشیون نے کها مبارک هو — فرشیون کے سرون په یه سایا
سایهٔ اس سایهٔ الٰهی — ابر رحمت کی طرح سے چھایا
تخت دولت په ماه دولت نے — مهر هو کر جلوس فرمایا

مہر کا رنگ ہو گیا پھیکا
ماہ کامل فلک پہ شرمایا

نذر کو آسمان زر انجم
طبق ماہتاب مین لایا

نور سے طور ہو گئی کوٹھی
پرتو حسن نے یہ چمکایا

کیون نہ خوش ہون محمدی مشرب
عہد خلق محمدی آیا

اس سلیمان نے خلق سے اپنے
خاتم دل پہ نقش بٹھلایا

جی اٹھا جس سے چار باتین کین
رنگ اعجاز تازہ دکھلایا

چھک گئے مے کشان بزم سوال
جام جود و کرم جو چھلکایا

نئے سر سے جوان ہوا اقبال
نخل دولت ہرا و بر آیا

ہے یہ سرتاج تاجدارون کا
اسپر اللہ کا رہے سایا

واقعی ہے امیر سال جلوس
دور دور فلاح خلق آیا
۱۲۸۱ھ

ایضاً

خلق کی تقدیر چمکی وہ ہوے مسند نشین
نور فیض کبریائی سے جو مالا مال ہین

ڈھل گئی ہے نور کے سانچے مین تاریخ ای امیر
آفتاب آسمان دولت و اقبال ہین
۱۲۸۱ھ

قطعہ تاریخ وفات جناب شیخ محمد وحید الزمان صاحب سفیر دار الریاست ملک رامپور

آن گرامی گوہر قدسی نفس
رحلت از دنیای فانی چون نمود

گفت امیر سخت جان سال رحیل
صاحب ایمان سراپا خیر بود
۱۲۸۹ھ

ایضاً

اللہ نے جو صفت عطا انکو کیے تھے
وہ آ نہین سکتے ہین قیاس بشری مین

رحلت کی امیر انکی کہی مین نے یہ تاریخ
باللہ ملک تھے وہ لباس بشری مین
۱۲۸۹ھ

ترجیع بند

قاصد خوش خبر رحمت غفار آمد   بخت بیدار شد و دولت بیدار آمد
قطرہ زن آمد و باد وست گہربار آمد   ہمچو سیلاب بہاران سوئے گلزار آمد

تند و پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

ہر روش اور ہی سامان نظر آتی ہیں   جان تازہ گل و نسرین و سمن پاتی ہیں
جھومتی ہیں جو شجر سرو ہوا کھاتی ہیں   رقص کرتی ہیں تو طاؤس یہ چلاتی ہیں

تند و پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

گلستان میں نئی ترکیب عجب مجلس کی ہوئی   پھر ہوا سرو چلی وجہ یہی لگی ہوئی
تازہ امید گل و لالہ و نرگس کی ہوئی   نہیں معلوم یہ مقبول دعا کس کی ہوئی

تند و پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

تو تماشائے گل و سنبل و سوسن کو چلو   دیکھنے شاہد مقصود کے جوبن کو چلو
سیر کا وقت ہے گرداں کے دامن کو چلو   بیٹھنا گھر میں مناسب نہیں گلشن کو چلو

تند و پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

کرتے ہیں مرغ چمن شور گھٹا چھائی ہے   ہر روش ناچتے ہیں مور گھٹا چھائی ہے
لطف برسات کا ہے زور گھٹا چھائی ہے   صحن گلزار میں گھنگھور گھٹا چھائی ہے

تند و پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

زینتین مرکی دکانون کی خداداد ہوئین
خاطرین قیدغم ودہر سے آزاد ہوئین
آرڑ چلین ہوئلین ایسی کہ پریزاد ہوئین
بھٹیان بادہ فروشون کی پھر آباد ہوئین

تند و پرشور و سیہ مست کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

تہنیت رعد نے چلا کے سُنائی کیسی
شکل اُمید مقدر نے دکھائی کیسی
ہان مین ہان کوندھ کی بجلی نے ملائی کیسی
تھی تمنا جو تمھین آج بر آئی کیسی

تند و پُر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

تند اسطرحکا جیسے کسی محبوب کی خو
وہ سیاہی کہ پریشان ہو جیسے گیسو
شور ایسا کہ نہین صور سے کمتر سرمو
کثرت ایسی کہ فلک کا بھی دیا ہے پہلو

تند و پُر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

چاہیے دورمے ناب ہو پیمانہ سپ چلے
مقدرت ہو کہنہو کام چلے یا نہ سپ چلے
نافعہ مین ہے جو زاہد سوے میخانہ چلے
زور جب تک کہ چلے بادہ و مستانہ چلے

تند و پُر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

طرفہ اس ابر کی ہے زیر فلک جلوہ گری
زاہد خشک بھی دیکھین گے تماشاے تری
ہم سمجھتے ہین کہ پر کھول کے آئی ہے پری
کشت امید ہوئی بادہ پرستون کی ہری

تند و پُر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

خشک سالی کے سبب قحط پڑا تھا گھر گھر
صورت عیش نہ آتی تھی زمانہ کو نظر

فضل خالق نے کیا کھل گئے امید کے در
کہدو ہر کارون سے میخوارون کو کردین یہ خبر

تند و پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و لب یار آمد

رنج جو ہین زرد وہ گلنار نظر آئینگے
لالہ رو صاحب آزار نظر آئینگے
جتنے زہاد ہین میخوار نظر آئینگے
زعفران زار چمن زار نظر آئینگے

تند و پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و لب یار آمد

اب نہ پوچھو کہ احوال یہان کا کیا ہے
آگے کیا رنگ تھا اب رنگ جہان کا کیا ہے
کر سکے شکر یہ مقدر زبان کا کیا ہے
یہ تصرف جو نہین پیر مغان کا کیا ہے

تند و پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و لب یار آمد

جتنے میکش ہین امیر انکو سنادو یہ پیام
کہ انھین کے لیے یہ عیش کے سامان ہین مدام
دین و دعا کلب علی خان بہادر کو تمام
فیض سے انکے ملتا ہے یہ تمکو لب جام

تند و پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و لب یار آمد

ترکیب بند در تہنیت عید الفطر

جب تک کہ روز عید مسرت فزا رہے
جب تک کہ قبلہ مرجع خلق خدا رہے
جب تک کہ کعبہ قبلہ اہل صفا رہے
مسجود جب تلک حرم کبریا رہے

قربان ہو تحفہ عید سعادت فدا رہے
بالائے فرق سایۂ بال ہما رہے

جب تک کہ جرم شمس و قمر مین ضیا رہے
جبتک فروغ زہرہ و نور سہا رہے

جبتک جہان مین چار عناصر کی جار ہے
جبتک کہ خاک و آتش و آب و ہوا رہے

شل زمین سپہر ترے زیر بار ہے
سر پر مدام سایہ دست خدا رہے

مسجود اہل شرع ہو جبتک خدا کا گھر
جبتک کہ معتکف رہین محراب مین بشر
جبتک نمازیون کے جھکین مسجد و مین سر
جبتک وظیفہ خوان رہین زہاد ہر سحر

یارب صف انام کا تو پیشوا رہے
آفاق مقتدی رہے تو مقتدا رہے

جبتک کہ باغ دہر مین پھولین پھلین شجر
غنچے کھلین نسیم سے جب تک کہ ہر سحر
جبتک دماغ و چشم کو دین رنگ و بو ثمر
شبنم ہو گوش گل کے لیے جب تلک گہر

خندان گل مراد ہو فضل خدا رہے
نخل مراد مین ثمر مدعا رہے

جبتک کہ ابر تر سے چمن فیض یاب ہو
جب تک صدف مین گوہر پا آب و تاب ہو
جب تک کہ ماہ آئینہ آفتاب ہو
جبتک کہ سنگ معدن لعل خوش آب ہو

ہر وقت دُر فشان کف جود و سخا رہے
اس ابر سے جہان چمن دلکشا رہے

آباد جب تک ہی جہان مین جہان علم
جبتک کہ مدرسون مین ہو جوش بیان علم
جبتک کوئی زمین ہے کوئی آسمان علم
جبتک کہ بحث علم کرین طالبان علم

جان بخش سامعین سخن جانفزا رہے
طرز کلام عیسی اعجاز نما رہے

جبتک کہ فوج نجم پہ ہے تیغ مہر تیز
اضداد اربعہ مین رہے جبتک ستیز
جبتک کرے بہار سے فصل خزان گریز
جب تک دلون کو آب کرے خوف رستخیز

فرق حسود زبر شم باد پار ہے
شمشیر تیرے عدل کی کشور کشا رہے

جبتبک جہان مین گردش لیل و نہار ہے
جبتبک کہ گرم معرکہ گیر و دار ہے
شب جبتلک کبھی کبھی دن آشکار ہے
کچھ خبر جب تلک کہ ہے کچھ اختیار ہے

دولت تری زیادہ ہو حشمت سوار ہے
باقبال حاضر در دولت سدا رہے

جبتبک کہ عشق گل سے ہر بلبل کو دلمین داغ
پروانہ جبتلک کہ رہے عاشق چراغ
جبتبک ہر فاختہ کو تمنا ے سرو باغ
آشفتہ عشق مہ ہے تا کبک کا دماغ

عارض پہ جان جن و بشر کی فدا رہے
دل دو جہان کا اسیر زلف دوتار ہے

جبتبک دہن کو میم عدم نکتہ دان کہین
جب تک نگاہ یار کو شاعر سنان کہین
جبتبک کہ چاند چہرے کو روشن بیان کہین
ابرو کو اور مژہ کو خدنگ و کمان کہین

شل کمان نہ جو ترے آگے جھکا رہے
اسکا جگر نشانہ تیر قضا رہے

جب تک صدف مین قطرہ نیسان گہر بنے
جبتبک ہرن کی ناف مین خون مشک تر بنے
تا آہن آبیاری پارس سے زر بنے
جبتبک کہ شیشہ سنگ سے گل سے ثمر بنے

بوے گل طرب سے دماغ آشنا رہے
شیشہ شراب عیش سے دل کا بھرا رہے

جبتبک کہ بوستان مین ہر گل مین رنگ و بو
جبتبک صبا جہانمین پھرتی ہر چار سو
جبتبک کہ صحن باغ مین جاری ہے آب جو
جبتبک کہ گل ہے جام ہر اک غنچہ ہے سبو

صحت نصیب باغ جوانی ہرا رہے

اس بوستان کی معتدل آب و ہوا رہے

ایسا جہان مین حکم کا سکہ بٹھا دیا	نوشیروان کا عدل دوبارہ دکھا دیا
اسدرجہ گنج گوہر و سیم و طلا دیا	نام جم و سکندر و دارا مٹا دیا

خورشید تو وہ سب ترے آگے ستارہ رہے
نام آوروں کے نام رہے بھی تو کیا رہے

یارب ہمیشہ دولت و حشمت زیادہ ہو	فرحت رہے مدام مسرت زیادہ ہو
ہر روز روز بازوے قدرت زیادہ ہو	عالم ہو زیر حکم حکومت زیادہ ہو

حاصل ہر اک مراد ہو حامی خدا رہے
ظل رسول سایۂ مشکلکشا رہے

جبتک کہ ہاتھ پانون کو قوت نصیب ہے	جبتک دل و دماغ کو طاقت نصیب ہی
کانون کو جب تلک کہ سماعت نصیب ہی	آنکھون جب تلک کہ بصارت نصیب ہی
جان و دل امیر تجھی پر فدا رہے	اسکو کسی سے کام نہ تیری سوا رہے

تاریخ طبع سابق از سید فضل رسول خان مرحوم تعلقہ دار سندیلہ تلمیذ حضرت امیر مغفور لکھنوی

کہان ہین مومن و غالب کہان ہین ذوق و بصیر	کہان ہین ناسخ و آتش کہان ہین رند و وزیر
چھپا ہی مطبع مین دیوان امیر احمدؔ کا	کہین زمانے مین جسکا نہین شبیہ و نظیر
مگر ہین مطالعہ اسکا بدیدۂ انصاف	کھینچے کسی سے مضامین کی ایسی کب تصویر
جو واسطی کو ہوئی فکر از پے تاریخ	کہا زبان قلم نے طفیل فیض امیر

سنہ ۱۲۹۰ھ

تاریخ طبع حال از سخنور باکمال منشی بھگوان دیال صاحب عاقل تخلص ایڈیٹر مطبع سلمہ المتعال

کنون گردید شایع بار ثالث	عجب دیوان اعلی مرآۃ الغیب
پے تاریخ عاقل کرد تحریر	بوقت طبع زیبا مرآۃ الغیب

۱۳۰۹ھ

تاریخ طبع جدید از ابو ناظم مولنا محمد حامد علیخان حامد مصحح مطبع تلمیذ مصنف دیوان ہذا خلف اکبر حافظ غلام علیخان رئیس شاہ آباد

اے زہے منشی نولکشور سی-آئی-ای
مادرِ دہر جنین پور نزائید و نزاد

آپکا نیرِ اقبال درخشندہ رہے
فضلِ خالق سے رہین آپ ہمیشہ آباد

سب مطالب تو ہوئے آپ کے دل کے حاصل
وہ بھی پوری ہو جو ہو اور کوئی دل کی مراد

باغ عالم مین ہوا خواہ رہین آپ کی خوش
اور اعدا ہون بگولے کی طرح سب برباد

بار آور ہو سدا آپ کا نخل امید
دل پر نور کی باقی نہ رہے کوئی مراد

آپ کی ذات سے کیا کیا نہین جاری ہین فیض
آپنے ہین یہ مطابع کئے ایسے ایجاد

جن سے مخلوق ہوئی ہے متمتع کیا کیا
جن سے ہر شخص کی دارین کی بر آئی مراد

عربی فارسی اردو ہی پہ موقوف نہین
ناگری ہندی ہر اک علم کی ڈالی بنیاد

ایسی کسوقت مین بکتی تھین کتابین ارزان
ایسی کسوقت مین مخلوق کو کی حاصل تھی مراد

علماء فضلا آپ کے نوکر چپا کر
ستہ فاد سمجھا آپ کے وقف امداد

کیسے نقاش مصور بھی ہین کیسے کیسے
رشک مانی ہے کوئی کوئی ہے فخر بہزاد

ور دولت سے غرض اہل ہنر کا مادے
عزت افزائی سے ہے آپ کی ہر اک دل شاد

حشر تک آپ کو اللہ سلامت رکھے
کارخانہ بھی یہ قایم رہے تا یوم تناد

مدح ممدوح بس اب ختم کرو اے حامد
اصل مطلب جو ہے اسکو بھی ذرا رکھو یاد

لینے دیوان جو استاد کا ہے اب یہ چھپا
اسکی تاریخ لکھو تا کہ ملے تمکو داد

ایسے استاد زمانے مین کہان ہوتے ہین
شاعری جنکی طبیعت کی ہے ادنی ایجاد

پیشوائے شعرا قبلۂ دین و دنیا
کعبۂ ہر دو سرا ذی منش و عالی نژاد

منشی و مولوی و مفتی و الاعظمت
ظاہرا باہمہ باطن زہمہ ہا آزاد

کون ہے جو نہین واقف ہے امیر احمد سے
حشر تک اے مرے اللہ رکھ انکو آباد

الغرض چھپ کے مکمل ہوا جب یہ دیوان
سنئے تاریخ کو ہاتف سے کہا کر ارشاد

اسنے فرمایا کہ لکھدو یہ ادب کی رو سے
اللہ اللہ چھپا خوب کلام استاد

۱۳۱۹ھ

دیوان گویا - تصنیف فقیر محمد خان گویا شاگرد خواجہ وزیر بعنوان نو۔
دیوان رند - تصنیف نواب سید محمد خان بہادر لکھنوی شاگرد آتش
دیوان فدا - نہایت عمدہ دیوان تصنیف مولوی فدا حسین صاحب۔
گلدستۂ امانت - مخمسات امانت شاعر لکھنوی کے۔
دیوان اسیر - منشی مظفر علی صاحب اسیر شاعر مشہور
دیوان غافل - تصنیف جناب منور خان صاحب غافل ہمپایۂ آتش و ناسخ۔
دیوان ذوق - کلیات سید ابراہیم دہلوی متخلص بہ ذوق۔
منتخبات میر درد و سودا - واسطے مدارس کے طبع ہوا۔
دیوان صادق مصنفہ قاضی عبد الحق صاحب۔
گلدستۂ نعت - از محمد واحد علیخان۔
نعت سروری - دیوان ہے غزلیات ردیف وار در نعت سرور کائنات از مفتی غلام سرور صاحب لاہوری۔
دیوان لطف - یہ عمدہ دیوان پاکیزہ اور بے دیب ہے۔
مجمع الاشعار - مجموعۂ کلام اساتذہ۔
دیوان ہنجار سالک - مولفہ مرزا قربانعلی بیگ صاحب۔
دیوان نیاز تصنیف شاہ نیاز احمد اردو و فارسی
دیوان شہیدی مشہور شاعر کا کلام ہے عمدہ طبع جاپہ
دیوان سحر - ملقب بسحر سامری - اچھا کلام ہے
دیوان غالب - دہلوی اردو کئی مرتبہ مختلف مقامات میں طبع ہوا اور پھر خریداروں کی خواہش باقی رہی آخر کار اس مطبع میں منقول مطبوعہ نظامی سے چھپا۔
دیوان نشاط الاحباب - از بابو ہرگوبند سہائے صاحب۔

دیوان جرار مشہور شاعر مرزا حسین بیگ متخلص بہ جرار۔
چمن بے نظیر - مجموعۂ کلام شعرائے قدیم۔
دیوان امیر - از سید امیر الدین۔
دیوان قلق مظہر عشق تصنیف آفتاب الدولہ خواجہ اسد قلق۔
دیوان بہار عرب - مولفہ مولوی حاجی محمد نذیر صاحب مصطفے آبادی نعت رسول مقبول میں۔
دیوان واسطی مصنفہ سید مولوی فضل رسول صاحب بہار تعلقہ دار۔
دیوان عاشق - مصنفہ پنڈت کنھیالال صاحب تخلص عاشق۔
دیوان خواجہ میر درد - یہ کلام شاعر صاحب باطن کا ہے
دیوان بحر اسرار حقیقت مصنفہ حضرت صلی علی صاحب در نعت خاتم المرسلین۔
دیوان ہشیار منظومہ منشی کیول رام صاحب غزلیات وغیرہ۔
غنچۂ آرزو دیوان صبا - از میر وزیر صبا۔
دیوان ضامن - از سید ضامن شاہ۔
دیوان نواب علاء الدولہ تخلص فقیر مطبوعۂ دہلی
دیوان مخزن شوق - اردو غزلیات ہیں جس میں حضرت ذوق دہلوی ایک کالم میں غزل حضرت ذوق اور دوسری کالم میں مقابل غزل طبعزاد منشی ہرچند سرو ہنی ہرچند تخلص۔
دیوان شائستہ یا سخن - دیوان دوم منشی ہرچند رائے صاحب سرو ہنی تخلص ہرچند مقابلہ غزلیات شیخ امام بخش ناسخ۔
دیوان ولی - یہ دیوان زبان ریختہ قدیم تصنیف شاہ ولی اللہ ولی تخلص گجراتی جو ہندی شاعر میں موجد نظم زبان ریختہ کے کہ جنکے سبب سے بنیاد شاعری اردو نے رواج پایا یہ نایاب دیوان ہے عنقا صفت۔

سراپا سخن - مولفہ سید محسن علی مرحوم شعراے قدیم کا تذکرہ ہے

گلدستہ سخن - شعراے لکھنؤ وغیرہ کی غزلین ہمطرح شایع ہوئی تہین جو اس مطبع مین حسب تحریک مولوی ابو الحسن صاحب کے بندل توجہ منشی مظفر علیخان صاحب اسیر مرتب ہوا -

شمس فیض - از منشی غلام محمد خان خبیر تخلص قصاید مدحیہ ولیعہد بہادر والی سورت اور قصہ خیالی منظوم آخر مین -

گلشن فیض - قصاید مدحیہ از شیخ بہار الدین صاحب

خریطۂ سرور - ایضاً اور آخر مین قصہ جادر درویش کا نظم کیا ہے -

بارہ ماسہ - کاشی پرشاد کا تصنیف جا لکھا زبان تمین بحر

بارہ ماسہ - کنہیا لال مصنف نے بارہ مہینونکو ذوق وشوق مین لکھا ہے -

بارہ ماسہ - سیندر کی حال بارہ مہینون کا

بارہ ماسہ رنج تصنیف شیخ عباد اللہ عرف بادل تخلص رنج مطبوعہ ثمر ہند -

مُسدّس کریما - نظیر اکبر آبادی نے ابیات کریما کی تضمین کی ہے -

خمسۂ محمدیہ - در فضائل پیغمبر ختمی مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم از مولوی نجم الدین صاحب نجم

کلیات و دواوین فارسی

کلیات حزین - یہ ایک مجموعہ غرائب روزگار از طبع سخن آفرین شیخ محمد علی حزین اس مجموعہ مین کتب ذیل شامل ہین -

سوانح عمری حضرت مصنف - تواریخ سلاطین قصائد نعتیہ آئمہ اطہار دیوان مثنویات صفیر دل وچمن انجمن و مثنوی خرابات فرہنگ نامہ و تذکرۃ العاشقین وغیرہ -

کلیات میرزا بیدل - اس کلیات مین چار کتابین ہین -

نکات بیدل - رقعات بیدل دیوان بیدل عناصر بیدل -

دیوان بیدل نقل از نسخۂ ولایت -

کلیات سعدی شیرازی - اسمین رسائل مفصلہ ذیل ہین -

دیباچہ کلیات - کریما - گلستان - بوستان قصائد عربیہ - قصائد فارسیہ - مراثی ترجیعات طیبات بدائع خواتیم - غزلیات قدیم وصاحبیہ مفردات قطعات رباعیات مثنویات مقطعات مطائبات ہزلیات خاتمہ کاغذ مفید مطبوعہ جدید

کلیات نظم غالب - فارسی عالیجناب میرزا اسد اللہ خان بہادر دہلوی کا کلیات ہے -

دیوان صائب - کامل از نتائج طبع مرزا محمد علی صاحب تبریزی مشاہیر شعراے فارسی سے -

کلیات عناصر - دو دواوین خرد دہلوی مجموعہ چار دیوان -

دیوان تحفۃ الصغرا - جو کلام صغر سن مین تالیف فرمایا -

دیوان وسط الحیوٰۃ - کلام جوانی دیوان غرّت الکمال جو کمال عمر چالیس برس مین تصنیف فرمایا دیوان بقیہ نقیہ جو کہ پیری مین تصنیف فرمایا -

کلیات جامی - یہ کلیات ولایت کے خط کا لکھا ہوا ہم پہونچا اُسی سے نقل ہو کر چھپا -

کلیات نظیری - نیشاپوری مع شرح -

کلیات ظہیر فاریابی - قصائد و دیوان و رباعیات وقطعات وغیرہ -